قصص الانبیاء



فہرست

تخلیق سرور کائنات ونور محمدیؐ	۹
بیان پیدائش حضرت آدمؑ	۱۵
بیان قبول توبہ حضرت آدمؑ	۱۸
بیان عزازئیل علیہ لعنت کا	۲۴
حضرت شیثؑ	۳۷
حضرت ادریسؑ	۳۸
حضرت نوحؑ	۴۰
بیان حضرت ہودؑ	۴۹
بیان شداد لعین	۵۳
بیان حضرت صالحؑ	۵۶
بیان حضرت ابراہیمؑ	۵۹
بیان حضرت ابراہیمؑ کے آتش کدہ سے نکلنے کا	۷۱
بیان حضرت ابراہیمؑ کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنے کا	۷۵
بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مراجعت کا	۸۱
بیان حضرت اسمٰعیلؑ کا	۸۴
تعمیر کعبہ حضرت ابراہیمؑ	۸۹
بیان حضرت لوطؑ	۹۶
بیان حضرت اسماعیلؑ	۱۰۲
بیان حضرت اسحاق وحضرت یعقوبؑ	۱۰۳
بیان حضرت یوسفؑ	۱۰۷
قصہ اصحاب کہف کا	۱۷۱

جون 2002ء

محمد فیصل نے

تعریف پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

حضرت شعیبؑ	۱۷۷
بیان حضرت یونسؑ	۱۸۰
بیان حضرت ایوبؑ	۱۸۸
اسکندر ذوالقرنین	۱۹۷
بیان فرعون علیہ اللعنۃ	۲۰۷
بیان عوج بن عنق کا	۲۱۳
حضرت موسیٰؑ	۲۱۶
بیان ہجرت مصر، حضرت موسیٰؑ اور ملاقات حضرت شعیبؑ	۲۲۱
مصر میں حضرت موسیٰؑ کی واپسی	۲۲۷
فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ	۲۴۷
کوہ طور پر اللہ سے ہم کلام ہونے کا واقعہ	۲۵۱
مشہور قصہ سامری کا	۲۵۵
بیان ہلاکت قارون	۲۶۰
بیان عامیل مقتول بن سلیمان کا	۲۶۴
ملاقات حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ	۲۶۸
وفات حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ	۲۷۲
عابد بلعم ابن باعورا اور حضرت یوشعؑ بن نون کا واقعہ	۲۷۴
بیان طالوتؑ	۲۷۹
بیان خرقیل ابن ثوریٰ	۲۸۰
بیان الیاس ابن یٰسین	۲۸۱
بیان حضرت حنظلہؑ	۲۸۳
بیان حضرت شموئیلؑ کا	۲۸۷
حضرت داؤدؑ کے ساتھ طالوت کی عداوت	۲۸۷
حضرت داؤدؑ کی نبوت	۲۸۹
بیان مبتلا ہونا بلا میں حضرت داؤدؑ کا	۲۹۰
بنی اسرائیل کی صورتیں مسخ ہونے کا قصہ	۳۰۲
بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا	۳۰۴
بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا حضرت داؤدؑ کے ہاتھ سے	۳۰۶
بیان حضرت عزیزؑ کا	۳۰۹
بیان حضرت ذکریاؑ کا	۳۱۰
بیان حضرت یحییٰؑ	۳۱۳
بیان حضرت شمعونؑ کا	۳۱۴
بیان حضرت سلیمانؑ کا	۳۱۷
ضیافت کرنا حضرت سلیمانؑ کا تمام مخلوقات کی	۳۱۹
حضرت سلیمانؑ کی ملاقات چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ اور بیان حضرت سلیمانؑ کا اور خبر لانا ہدہد کا بلقیس کے شہر سبا سے	۳۲۱
بیان حضرت سلیمانؑ کا شہر صیدوں میں جانا اور بادشاہ عنکبود کا مارا جانا	۳۳۲
بیان حضرت سلیمانؑ کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہوا تقصیرات کی وجہ سے	۳۳۴
بیان تولد حضرت مریمؑ	۳۴۱
بیان تولد حضرت عیسیٰؑ	۳۴۳
بیان ملاقات حضرت عیسیٰؑ کا مجاہ بادشاہ کے سر بوسیدہ سے	۳۵۰
حضرت مریمؑ کی وفات اور حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا	۳۵۶
بیان نور محمدؐ کا آمنہؓ کے رحم میں آنے کا	۳۶۰
بیان بادشاہ ابرہہ ملعون و مردود کا	۳۶۳
بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے	۳۶۴
ذکر احوال عبداللہ والد رسول خداؐ کا اور بعض باتیں آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں۔	۳۶۶
بیان تولد ہونا جناب سرور کائنات کا	۳۶۸

بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خداؐ کی ان کرامات کا جو انہوں نے دیکھی تھیں۔	۳۷۰
بیان حضرت حلیمہؓ دائی جنہوں نے دودھ پلایا رسول خداؐ کو	۳۷۳
بیان جانا آنحضرتؐ کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا اور عبدالمطلب کا اور ہمراہ جانا آنحضرتؐ کا ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راستے میں۔	۳۸۰
بیان دوسری دفعہ چاک کرنا۔ سینہ مبارک آنحضرتؐ کا اور نکاح کرنا۔ خدیجۃ الکبریٰؓ سے اور اقوال افعال آنحضرتؐ قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے۔	۳۸۳
بیان اسماء و خصائل حمیدہ آنحضرت رسول مقبولؐ	۳۹۱
بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبولؐ	۳۹۵
بیان اولاد آنحضرتؐ	۳۹۶
بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیلؑ کا آنحضرتؐ کے پاس	۳۹۷
بیان معراج مبارک آنحضرتؐ	۴۱۰
آنحضرتؐ کا معراج کی حقیقت بیان کرنا۔ یہودی کا مسلمان ہونا وغیرہ	۴۲۴
بیان ہجرت نبی کریم ﷺ	۴۴۰
بیان جنگ بدرالکبریٰ	۴۴۳
بیان احوال جنگ احد	۴۴۵
بیان احوال جنگ بدرالصغریٰ	۴۴۷
بیان احوال جنگ خیبر	۴۴۸
بیان وفات آنحضرتؐ	۴۴۸
بیان فضیلت حضرت امام ابوحنیفہؒ	۴۵۳
بیان فضیلت حضرت امام شافعیؒ	۴۵۴
بیان فضیلت امام مالکؒ	۴۵۷
بیان فضیلت حضرت امام احمد بن حنبلؒ	۴۵۸

تخلیق سرورِ کائنات و نور محمدی ﷺ

روایت کرتے ہیں محمد ابن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسول خدا ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسول ﷺ خدا سے عرض کی یا رسول اللہ فداک ابی و امی مجھے خبر دو کہ اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور میرا پیدا کیا تھا۔ ہزار برس پہلے کہ ایک روز اس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے اس جہان کے کما قال اللہ تعالی وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ترجمہ ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو' وہ نور میرا قدرت الٰہی سے عظمت اور بزرگی الٰہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الٰہی میں مصروف رہتا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور محمد مصطفےٰ ﷺ نے دوبارہ ہزار برس تک عالم تجردی میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کرکے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری سے بہشت کو۔ چوتھی قسم سے عالم ارواح اور ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ان چار میں سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے عقل اور شرم و عشق پیدا کیا اور قسم اول سے عزیز و مکرم تر میرے تئیں پیدا کیا کہ میں رسول اس کا ہوں لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کہ تجھ کو اے محمد صلعم اگر میں نہ پیدا کرتا تو ہرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمین اور ساری مخلوق کو اور موافق اس حدیث کے اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُّوْرِیْ ترجمہ: حضرتؐ نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور ساری مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا۔ اس کے بعد رب العالمین کا حکم ہوا قلم کو ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے' اور محمد ﷺ خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں قلم نے چار سو برس میں لا الہ 'لا اللہ' تک لکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو لا الہ الا اللہ تک لکھا تو عرض کی یا رب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے۔ پس جناب باری سے آواز آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ محمد رسول اللہ' جب یہ حکم ہوا ہیبت خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا۔ تب قلم نے محمد رسول اللہ تبھی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا قیامت تک' اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کئے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کیے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے بنائے اور ایک کنگرے سے دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور

ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں۔ ہر ایک ایسا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور اور جو کچھ کہ بیچ ا
کے ہے اس میں اس طرح سماوے کہ جیسے ایک انگشتری بیچ میدان کے ڈال رکھی ہے۔ اس کے بعد چ
فرشتے پیدا کئے۔ ایک بصورت آدمی اور دوسرا بصورت شیر اور تیسرا بصورت گدھا اور چوتھا بصور
گائے کے ہے۔ پاؤں ان کے تحت الثریٰ میں پہنچے ہوئے اور مونڈھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہو
ہیں۔ اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھاویں ہر ایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہ
ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے زور کیا ہرگز عرش نہ اٹھا سکے۔

بعد اسکے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت آسمان و زمین اور جو کچھ ز
اس کے ہے سب کا زور دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا سکے عاجز ہو رہے۔ پھر جناب
باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّ
وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ وَالْجَلَالِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی
لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشا
اور عالم ملکوت کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور ذیشان ہے
اور قدرت والا اور کمال اور جلال اور بزرگی اور تکبری کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس بادشا
زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا وہ طاہر اور بہت پاک ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور ارواحوں ک
پروردگار ہے۔ جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھالیا۔ اور ایک روایت میں ہے
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب ان چار فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی سبحان اللہ والحمد للہ
ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا
ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور نہیں ہے توانائی اور
قدرت کسی کو سوائے اللہ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ جب یہ پڑھا تو عرش کو اٹھالیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ
اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ چاروں طرف عرش خدا کے تسبیح پڑھیں۔ اور طواف کریں
اور مومن بندوں کے لیے آمرزش اور معافی چاہیں۔ قولہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کہ اٹھا رہے ہیں عرش کو
اور جو اس کے گرد ہیں۔ اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ
بخشواتے ہیں ایمان والوں کے ’اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو
توبہ کریں‘ اور چلیں تیری راہ پر اور بچا انکو آگ کے صدموں سے‘‘ اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک

دانہ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ بنایا بلندی اس کی سات سو برس کی راہ اور چوڑائی
اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یاقوت سرخ جڑا ہوا اور حکم ہوا قلم کو اُكْتُبْ عِلْمِیْ فِیْ
خَلْقِیْ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ترجمہ: لکھ علم خدا کا موجودات میں خدا کے اور جتنی چیزیں کہ ذرہ
ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں قیامت تک‘ پہلے لوح محفوظ پر یہ لکھا گیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَنِ اسْتَسْلَمَ بِقَضَائِیْ وَيَصْبِرْ عَلٰى بَلَائِیْ وَيَشْكُرْ عَلٰى نُعْمَائِیْ كَتَبْتُهٗ وَبَعَثْتُهٗ مَعَ
الصَّادِقِيْنَ يَقِيْنًا وَمَنْ لَّمْ يَصْبِرْ عَلٰى بَلَائِیْ وَلَمْ يَشْكُرْ عَلٰى نَعْمَائِیْ فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ وَيَخْرُجْ مِنْ
سَمَائِیْ ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا ہے میں ہوں پروردگار
سب کا نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے
میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں۔ پس شامل کروں گا میں اس کو صدیقوں میں اور جو راضی نہ ہو
میری قضاء پر اور صابر نہ ہو بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر لازم ہے اسے کہ طلب کرے دوسرے رب
کو سوا میرے اور نکل جاوے تحت سما سے میرے بعد اس لکھنے کے لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور کہا
کہ مثل میرے ہستی میں کوئی نہیں اس واسطے کہ علم خدائی کا مجھ پر لکھا گیا۔ پس جناب باری تعالیٰ کی طرف
سے یہ آواز آئی۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ اور
ثابت رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب خلاصہ یہ ہے اگر چاہوں مٹادوں یا
رکھوں اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے جو چیزیں مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہیں ہو گا مگر۔ چار چیزیں۔ رزق‘ موت‘ سعادت‘
شقاوت اور پھر اس مروارید کو حکم ہوا۔ یعنی اے مروارید پھیل جا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ترجمہ: جیسا کہ اللہ نے فرمایا کشادہ ہوئی کرسی اس کی برابر ساتوں آسمانوں اور زمینوں
کے اور نام اس کا کرسی ہوا پھر اسی وقت نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت کا پیدا ہوا بعضوں نے کہا کہ وہ
دانہ مروارید کا تھا۔ بلندی اس کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اس قدر تھی‘ جب اس کی طرف
دیکھا عزوجل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا اور بعد اس کے صبا نور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے
حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کی موج مار کر کف نکالو اور ویسا ہی کیا بعدہ قدرت الٰہی سے آگ دھواں
دار پیدا ہو کر اس پانی پر گئی اور اس سے دھواں نکل کر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پہ معلق ہو رہا اور اسی
دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی اور ایک پارہ سے تانبہ اور ایک پارہ سے لوہا اور
ایک پارہ سے چاندی اور ایک پارہ سے مروارید اور ایک پارہ سے یاقوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے
آسمان اول اور ایک پارہ سے تانبے کا دوسرا آسمان اور ایک پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور ایک پارہ سے

چاندی کا چوتھا آسمان اور ایک پارہ سونے کا پانچواں آسمان اور ایک پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور ایک پارہ یاقوت سرخ سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اس کف آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اسی پشتہ خاک سے پیدا ہوئی' قولہ تعالیٰ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ترجمہ: بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں' اور روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے در پوچھا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کف آب سے۔ پھر پوچھا کہ کف کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر سوال کیا موج کس سے نکلی فرمایا پانی سے پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے کہا صدقت یا رسول اللہ

پھر سوال کیا یا رسول اللہ زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا۔ فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی سبزی اسی کے پرتو سے ہے کہا یا رسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے فرمایا پانچسو برس کی راہ اور گرداگرد اس کے کس قدر ہے فرمایا دو ہزر برس کی راہ ہے اور اس پار قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی کی' اور بعد اس کے کیا ہے فرمایا ستر ہزار عالم ہیں اور ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اس تسبیح سے پیدا ہوئے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صدقت یا رسول اللہ اور اس طرف کیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک اژدہا و درازی اس کی دو ہزار برس کی راہ ہے اور یہ سارے عالم اس کے حلقہ میں ہیں۔ کہا صدقت یا رسول اللہ۔ ساتویں زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے سب اور چھٹی زمین پر شیطان اور فرزندان شیطان اور پانچویں زمین پر وہ سب اور چوتھی زمین پر سانپ اور تیسری پر جانوران گزند اور دوسری زمین پر پریاں و آسیب اور پہلی زمین پر سب آدمی صدقت یا رسول اللہ اور نیچے ساتویں زمین کے کیا چیز ہے فرمایا ایک گائے ہے ایسی کہ اس کے چار ہزار سینگ ہیں۔ اور اس کے ایک سینگ سے دوسرے سینگ کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے دو سینگوں کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا کہ وہ گائے کس پر کھڑی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ایک مچھلی کے مہرہ پشت پر اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور عمق اور گہرائی اس پانی کے چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے اور ہوا تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمان پر اور وہ سنگ آسمان سر پر ایک فرشتے کے اور وہ تاریکی پر اور وہ ہوا پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات و صفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یا رسول اللہ۔ اور روایت کی عبداللہ

عباس رضی اللہ عنہ نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا ہے اس نور سے بیشمار فرشتے پیدا ہوئے ہیں اور حکم ان پر تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تعظیم کرنے کا ہے اگر اس سے ایک لحظہ غافل رہیں تو فی الفور تجلی سے خدائے جل شانہ کے جل بھن کر خاک ہو جاویں اور ان میں بعضوں کی شکل گائے کی ہے اور بعض کی صورت سانپ کی اور بعض کی شکل گدھ کی اور بعض کا نصف بدن اوپر کا برف اور آدھا نیچے کا آگ ہے اور یہ سب کے سب جیتے ہیں اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں سُبْحَانَ مَنْ اَلَّفَ بَیْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمیں ترکیب دی ہے اور آگ سے نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے اور یہ سب کے سب کوئی قیام میں ہیں اور کوئی رکوع میں اور کوئی سجود میں اور کوئی قعود میں قیامت تک اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ ترجمہ: اے پروردگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو حق پرستش تیری کا ہے' اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روز یکشنبہ کو حاملان عرش کو بنایا اور دو شنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تاریکی اور پنجشنبہ کو منفعت زمین اور جو اس میں ہے اور جمعہ کی دن آفتاب اور مہتاب اور سب ستاروں کو اور ساتوں آسمان کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہان سے فراغت کی' کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ترجمہ: جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمینوں کو اور جو بیچ اس کے ہے چھ دن میں پیدا کیا اور ایسا بڑا وہ دن ہے مصداق اس آیت کے وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ترجمہ: ایک دن تمہارے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو' یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ پس جان لو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ان چند میں ہزار مخلوقات کو ایکطرفۃ العین میں پیدا کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تعجیل نہ کریں اور صبر کریں مصداق اس کے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ ترجمہ: یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی' اور بعد اس کے تحت الثریٰ پیدا کیا اور تحت الثریٰ نام ہے زمین گل تر کا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ثریٰ ایک سبز پتھر کا نام ہے ور نیچے ثریٰ کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار کہ اس کو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اسکے تابع ہیں اور انیس فرشتے پیدا کر کے ان کو مالک کے زیر حکم کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ترجمہ: کہ دوزخ کے اندر انیس فرشتے ہیں داہنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدہا قائم ہے اور ہر ایک اژدہے کے سر پر ایک ایک سانپ درازی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر

ہزار برس تک درد سے اس کے لوٹیں اور فریاد و زاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔ اگر ایک ستون اس کا حشر کے میدان میں ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن و انس اسے ہلانا چاہیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں' اور ان فرشتوں پر حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کیا خدایا ہم بخوف آتش دوزخ میں نہیں جا سکتے تب رب العالمین کا حکم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک خاتم بہشت سے لا کر پیشانی پر ان کی مہر ثابت کر دی اور اس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تاکہ آتش دوزخ ان پر اثر نہ کرے' تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے' اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے' اور جو مومن داغ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اور دل میں رکھے گا۔ بمصداق اس کے اُولٰئِکَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ ترجمہ: وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان کے ایمان تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا' اور دوزخ کے سات دروازے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ترجمہ: دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے' طبقہ اول جحیم' اور دوسرا جہنم اور تیسرا سقر چوتھا سعیر' پانچواں لظیٰ' چھٹا ہاویہ' ساتواں حطمہ' اور مروی ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے۔ قولہ تعالیٰ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ترجمہ: پھر ان کے جگہ آئے ناخلف کہ انہوں نے قضا کی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے آگے ملے گی انہی گمراہی اور اسی وقت ایک زلزلہ زمین اور پہاڑوں پر آیا اور اس کے ساتھ ایک آواز آئی کہ رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آئی' انہوں نے کہا یا رسول اللہ سات ہزار برس کے آگے سے آدم علیہ السلام کے ایک پتھر ستر ہزار من کا کنارے پر دوزخ کے پڑا ہوا تھا وہ پتھر پندرہ ہزار برس سے نیچے کی طرف چلا جاتا تھا' ابھی قعر حطمہ میں جا پہنچا یہ آواز اسی کی تھی۔ حضرت نے پوچھا وہ جگہ کس کی ہے' وہ بولے منافقوں کی' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ: منافق ہیں سب سے نیچے درجے میں آگ کے اور چھٹے درجے میں دوزخ کے مشرکین رہیں گے۔ اور پانچویں درجے دوزخ میں بت پرست اور چوتھے درجے میں بے نوش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں جہود اور اول درجے میں عاصیان امت تمہاری کے رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ترجمہ: جو لوگ کہ مسلمان ہیں گنہگار اور جو یہودی اور صابئی جو کہ بت پرستوں سے ایک فرقہ ہے اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں' یہ چھ گروہ دوزخ میں رہیں گے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے' اور حدیث میں آیا ہے کہ قدرت الٰہی

سے جب ہزار برس آتش دوزخ دہکائی گئی تو سرخ ہوئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سفید ہوئی' پھر ہزار برس لگائی گئی تو سیاہ ہوئی قیامت تک ویسی ہی سیاہ رہے گی جیسی اندھیری رات ہے' اور ایک پارچہ سنگ کہ اس کی چوڑائی پانچسو برس کی راہ ہے دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے اور وہ قیامت تک رہے گا۔ اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے اس کے نیچے ایک فرشتہ مچھر کی پشت پر کھڑا ہے اور اس کے نیچے ایک مچھلی ایسی بڑی ہے کہ دم اس کی عرش سے لگی ہوئی ہے اور گائے فردوس اعلیٰ کی ستر ہزار سینگ اس کے ہیں زمین سخت لدی ہوئی اس مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے اور گائے نے ارادہ کیا کہ جنبش کرے خدا تعالیٰ نے ایک مچھر کو پیدا کر کے اس کے سامنے رکھا اور مچھر نے اس کی ناک میں کاٹا اور اس گائے نے درد سے لغزش کی بعدہ متصل ہوئی ابتک وہ مچھر اس کی ناک میں ہے قیامت تک وہ گائے اس کے خوف کے مارے نہیں ہل سکتی۔ اگر وہ لغزش کرے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے' اور شرح اس کی عبداللہ بن سلام کے قصہ میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے رنگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصہ کو زیر زمین لے گئی پیچھے اس کے آتش بے دود پیدا کر کے اس سے قوم جنات کو پیدا کیا جیسا کہ کتاب الٰہی نے فرمایا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ترجمہ: اور جنات کو بنایا ہم نے ----- آگ کی لو سے اور جنات سے جہاں بھر گیا----- پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر بھیجا نام ان کا یوسف تھا ان کو شریعت بتلا دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا۔ اور زمین پر ظلم و فساد کرنے لگے' تب حق تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بیان پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیت کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک مٹھی خاک ہر قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لائیں حضرت عزرائیل علیہ السلام بحکم خداوندی ایک مٹھی خاک رنگارنگ کی تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الٰہی درمیان مکہ اور طائف کے رکھی اور اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اس مٹی پر برسایا اور اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا اس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک وہ قالب بیجان وہاں پڑا رہا جب عنایت الٰہی نے چاہا کہ ستارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ' شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم میں داخل ہو لیکن روح لطیف نے خاک کثیف میں داخل ہونے سے

انکار کیا۔ خطاب رب الارباب کا روح کو پہنچا اُدْخُلْ اَیُّھَا الرُّوْحُ فِیْ ھٰذَا الْجَسَدِ یعنی اے جان داخل ہو اس بدن میں ہو جب روح قالب میں آدم علیہ السلام کے سر مبارک کی طرف سے داخل ہوئی' جس جگہ روح پہنچی تھی بدن خاکی جو مانند ٹھیکرے کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک تک پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ اٹھنے کا کیا وہیں زمین پر گر پڑے اس واسطے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً یعنی ہے انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام نے چھینک اور الہام الٰہی سے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کریم اور رحیم نے اسی رحمت سے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ سب سے اول جلوہ رحمت الٰہی کا شامل حال حضرت آدم علیہ السلام کے ہوا اور بھید سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الٰہی کے ایک جوڑا مرصع فوراً بہشت سے لایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ تشریف خلعت الٰہی سے مشرف کیا اور تخت عزت اور عظمت پر بٹھایا نقل ہے کہ فرشتے ابتدائے پیدائش آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے کہ جس کو خدائے تعالیٰ خاک سے پیدا کر کے مسند خلافت پر بٹھائے گا تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز نہ ہو گا اور ہم جو بارگاہ علام الغیوب میں دن رات رہتے ہیں علم ہمارا اس سے زیادہ ہو گا حق تعالیٰ نے بموجب آیت عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآ تمام چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام کو الہام کر کے حکم کیا کہ فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ یعنی خبر دو میرے تئیں ان چیزوں کے نام سے اگر تم سچے ہو تب فرشتے جواب سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ یعنی پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں مگر جو تو نے سکھایا ہم کو اور جو عالم اور دانا ہے تب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کمال ظاہر اور باطن سے آراستہ کر کے واسطے زیادتی تعظیم اور تکریم کے ملائک عظام کو جو آدم کے تخت کے گرداگرد صف باندھے ہوئے مؤدب کھڑے تھے حکم کیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ یعنی سجدہ کرو آدم علیہ السلام کے تئیں بمجرد حکم الٰہی کے سب فرشتوں نے بلا عذر و تکرار حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ اس واسطے میرے تئیں آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس نافرمانی سے شیطان ملعون ابدی ہو کر راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا۔ حضرت آدمؑ بہشت میں رہنے لگے۔ طبیعت ان کی مشتاق جلیس ہمدم اور انیس محرم کی ہوئی۔ تب حضرت آدم علیہ السلام پر خواب نے غلبہ کیا۔ وقت خواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کے پہلوئے چپ سے حضرت حوّا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ جب حضرت آدمؑ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت پاکیزہ ان کے پاس بیٹھی ہے ان کی طبیعت ہمایوں اور صورت میموں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ حضرت

حوّا علیہا السلام نے کہا کہ میں تیرے بدن کا جز ہوں۔ کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے تیری پسلی سے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوّا علیہا السلام کا اس قدر تھا کہ تمام عالم کی خوبی سو حصے تھی اس سے نوے حصے حسن حضرت حوا علیہا السلام کو اور دس حصے باقی علام کو عنایت فرمایا تب آدم علیہ السلام سجدہ شکر بجا لائے۔ جناب الٰہی نے ان کا عقد روبرو حاملان عرش او ساکنان سمٰوٰت کے باندھا اور دونوں کو حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام و حوّا علیہا السلام تم دونوں اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ۔ مگر اس درخت کے قریب مت جانا۔ یعنی گیہوں کے درخت میں سے کچھ مت کھانا۔ جب ابلیس لعین نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا۔ اس سبب سے آتش کینہ اور حسد اس کے باطن میں شعلے مارتی تھی اور وہ ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدم کو وہاں سے نکالے پہلے تو طاؤس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور پہلے ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے یہ التماس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچا دے تاکہ میں اپنے دشمن سے بدلہ لے سکوں۔ طاؤس نے اس بات سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ بات تو سانپ سے کہو تب شیطان نے سانپ کے پاس گیا اور اپنے فریب کے منتر سے فریفتہ کیا' سانپ اس کو منہ میں لے کر بہشت میں لے گیا۔ اور نگہبان بہشت کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ پھر ابلیس حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام کے پاس گیا اور رونا شروع کیا' حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا تب شیطان نے کہا کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے اور تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور یہ بہشت کی نعمتیں تم سے چھین لی جائیں گی اور لذت حیات سے ذائقہ موت کا چکھو گے۔ ان دونوں کو اس بات کے سننے سے بہت غم ہوا۔ ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تم کو ایک درخت بتاؤں اگر تھوڑا میوہ تم اس کا کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا وہ کونسا درخت ہے۔ شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جس کے کھانے سے حق سبحانہ تعالیٰ نے منع کیا تھا۔ حضرت آدم نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہ ہو گی' جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں وَقَاسَمَھُمَا اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النَّاصِحِیْنَ ترجمہ: بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام اٹھ کر چلے گئے اور شیطان نے حضرت حوّا علیہا السلام کی خدمت میں جا کر اسی طرح ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور سانپ نے شیطان کے کہنے پر گواہی دی حضرت حوّا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے عرض کیا کہ سانپ تو خادم بہشت کا ہے اور وہ بھی موافق اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں اگر کچھ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو اور نہیں تو تم دونوں تمام عمر بہشت کی نعمتیں چین سے کھایا کرنا۔

بیان قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام

توبہ آدم علیہ السلام بہ شفاعت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قبول ہوئی الہام ہوا اے آدم تم اور تمہاری بی
سراندیپ میں جا رہو تو فرزند تمہارے پیدا ہوں' آدم علیہ السلام برضائے الہٰی خطہ' ہندوستان میں آئے اور بو
باش اختیار کی۔ ایک روز جبرائیل علیہ السلام سات ٹکڑے لوہے کے لے کر ان کے پاس آئے تاکہ ان کو آہ
گری سکھلا دیں حاجت آگ کی ہوئی آواز آئی اے جبرائیل علیہ السلام آگ مالک دوزخ سے مانگ لے۔ جب
انہوں نے آگ لا کر آدم علیہ السلام کو دی گرمی و تپش سے ان کا ہاتھ جلا آدم نے زمین پر ڈال دی وہ آگ سا
طبق زمین کے چھید کر پھر دوزخ میں چلی گئی اور خبر ہے اسی طرح سات دفعہ دوزخ سے لائے پھر دوزخ میں
جا داخل ہوئی۔ آواز آئی اے جبرائیل سات دریائے رحمت سے دھو کر اسے لاؤ تب ٹھہرے گی' اور کعب
الاحبار نے لکھا ہے کہ جب جبرائیل آگ لانے میں عاجز رہے تب حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا آدم علیہ السلام کو انہو
نے پتھر سے چقمقاق جھاڑ کر آگ نکال لی اور جبرائیل علیہ السلام نے ان کو آہن گری سکھلائی اور آلات کھیتی
کرنے کے درست کیے جبرائیل علیہ السلام نے ایک جوڑا بہشت سے بیل کالا دیا۔ اور بعض نے کہا ہے دو گائیں
عین البقر سے لادیں اور ایک مشت گندم بہشت سے لادیا اور کہا تو اپنے ہاتھ سے زراعت کر کے اس سے
اپنی غذا حاصل کر۔ تب آدم علیہ السلام نے وہ دانہ زمین پر چھڑک دیا اور ہل جوتا جب بیل کج چلنے لگا تب حضرت
آدم علیہ السلام نے اس پر ایک لکڑی ماری۔ بیل نے کہا اے آدم مجھ کو تو کیوں مارتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو
اس دنیا میں تو نہ پھنستا۔ آدم علیہ السلام نے اس بات کو سن کر غصے میں آکر اس بیل کو چھوڑ دیا اور خود وہاں سے
چل دیئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ حضرت
آدم علیہ السلام نے کہا کہ بیل نے مجھے سرزنش کی۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
کرے گا وہ رنج میں گرفتار رہے گا۔ اب تم کو رنج و عذاب برداشت کرنا ہے۔ تبھی نعمت کھاؤ گے۔ پھر
حضرت آدم علیہ السلام نے دوسری دفعہ ہل جوتنا شروع کیا پھر بیل کجی کرنے لگا پالان گردن جس کو ہندی زبان
میں جولا کہتے ہیں نیچے کر لیا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے لکڑی ماری تب بیل نے
روبسوئے آسمان کیا اور رویا۔ پس آدم علیہ السلام نے اس کو دق ہو کر چھوڑ دیا اور چلے گئے پھر جبرائیل تشریف
لائے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ وہ بولے کہ بیل نے آزردہ ہو کر خدا کی درگاہ میں تضرع کیا حضرت جبرائیل
علیہ السلام نے کہا خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا کہ تم نے بہشت میں بھی ایسا ہی کیا تھا اب اس وقت تم پر
اذیت ہو گئی اگر تم بیل پر سختی کرو گے تو پھر درست نہ ہو گا' تم جلد جاؤ اپنے کام میں مصروف رہو۔ میں
بیلوں کی زبان پر مہر کر دوں گا تاکہ وہ بات نہ کر سکیں' تب اچھی طرح ان سے کام لو پھر آدم علیہ السلام کھیتی کرنے

میں مشغول ہوئے زمین پر گیہوں بکھیرا وہ بار لایا اور پختہ ہوا تب کاٹ لیا یہ سب سات گھڑی میں تیار ہو گیا۔
زمین نے کہا اے آدمؑ مجھے معاف رکھو کہ میں ضعیف ہوں وگرنہ اس سے بھی جلدی تم کو گیہوں دیتی۔
آدمؑ نے جب گیہوں کو مل کر صاف کر کے کھانا چاہا تب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اول گیہوں کو پیس پانی کے
ساتھ خمیر کر کے آگ میں سینک' تب حواؑ علیہا السلام نے ان سے تعلیم پا کر اپنے ہاتھ سے پیس کر پانی کے ساتھ
خمیر کر کے روٹی پکا کر آدم کے سامنے لا رکھیں' آدم علیہ السلام نے چاہا کہ کھاویں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ذرا
تامل کیجئے آفتاب غروب ہونے دو کہ تم روزہ دار ہو جب شام ہوئی آدم و حواؑ علیہما السلام نے ساتھ مل کر روٹی
کھائی پھر دوسرے روز جب اشتہا کھانے کی ہوئی تو آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک خال سیاہ سینے پر میرے
نمودار ہے اور جلدی بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ ہفت اندام ان کے سیاہ رنگ ہوئے اور وہ ڈرے اور معلوم کیا
کہ شاید مجھ پر دوسری ذلت آگئی' جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے آدم روزہ رکھ آج کچھ مت کھا کہ تیرے
بدن کی سیاہی مٹ جائے آدم نے اس دن کھانا نہیں کھایا روزہ رکھا تو کچھ بدن ان کا سفیدی پر آیا پھر
دوسرے دن جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا تم دو روز روزہ رکھو تو اللہ تعالیٰ تم کو شفائے کامل بخشے اور
ان روزوں کا نام ایام بیض ہے کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہر مہینہ کی حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ
تعالیٰ نے فرض کیے تھے اور اس زمانے سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک اس پر عمل تھا۔

پس جب حضرت آدم علیہ السلام نے خطہ ہندوستان میں آکر مسکن کیا تو حواؑ علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور ایک بیٹا
اور ایک بیٹی جنی بیٹے کا نام قابیل اور بیٹی کا نام اقلیمہ رکھا وہ نہایت خوبصورت تھی پھر حواؑ علیہا السلام حاملہ ہوئیں
اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنی بیٹے کا نام ہابیل اور بیٹی کا نام غازہ رکھا مگر یہ خوب صورت نہ تھی۔ مروی ہے
کہ حواؑ علیہا السلام ایک سو بیس بار جنی تھیں ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنتیں' اور دوسری روایت ہے کہ ایک
سو اسی بار جنی تھیں۔ اور روایت کی گئی ہے کہ قابیل ماں کے پیٹ میں بہشت میں تھے پیدائش ان کی دنیا
میں ہوئی اس واسطے کہ بہشت جائے پاک ہے نہ جائے آلودگی خون کی جب ہابیل اور قابیل دونوں بڑے
ہوئے تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا اور کہا
ہے کہ دونوں بھائیوں کو دونوں بہنوں کے ساتھ یعنی قابیل کی بہن کو ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کو
قابیل کے ساتھ شادی کر دو۔ تب انہوں نے حال شادی کا اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر کہہ دیا۔ اس بات کو سن
کر قابیل نے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن اقلیمہ صاحب جمال ہے میں اس کو نہیں دونگا' آدم نے کہا یہ
خدا تعالیٰ کا حکم ہے تو مان لے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر تم ہابیل کو دوست رکھتے ہو اور یہ بسبب دوستی کے تم
کہتے ہو پہلے جس نے عدول حکمی اپنے ماں باپ کی کی وہ قابیل ہی تھا آخرش آدم علیہ السلام نے بموجب حکم خدا
کے قابیل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کی شادی قابیل کے ساتھ کر دی۔ بعد اس کے

قابیل نے حسد سے ہابیل کو کہا کہ میری بہن اقلیما کو طلاق دے تو میں اپنی خدمت میں رکوں گا۔ ہابیل نے کہا یہ میری بیوی ہے میرے باپ نے اس کے ساتھ شادی کر دی ہے میں ہرگز اپنے والد کا حکم رد نہ کروں گا۔ اور خدا کا حکم بجا رکھوں گا۔ آدم علیہ السلام نے جب یہ ماجرا سنا واسطے تشفی خاطر دونوں بیٹوں کے یہ انصاف کر کے فرمایا کہ دونوں بھائی کوہ منا پر دو قربانیاں کر کے رکھ دو۔ جس کی قربانی خدا کی درگاہ میں مقبول ہو اس کی بیوی اقلیما ہو گی۔ پس دونوں بیٹوں نے حسب حکم باپ کے کئی بکریاں لا کر ذبح کر کے کوہ منیٰ پر رکھ دیں' مصداق اس آیت کے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ترجمہ: اور سنا ان کو تحقیق احوال آدمؑ کے بیٹوں کا جب نذر مانی دونوں نے کچھ نذر پھر قبول ہو ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے غرض دونوں بھائیوں نے قربانی کوہ منیٰ پر رکھ کر دعا مانگی کہ یا الٰہی قربانی ہماری قبول کر۔ وہیں آتش بے دود مثال سیمرغ نے آکر قربانی ہابیل کی جلا دی اور قربانی قابیل قبول نہ ہوئی' تب قابیل ہابیل سے بولا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ترجمہ: قابیل نے ہابیل کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا کہ قربانی تیری قبول ہوئی۔ ہابیل نے کہا قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ترجمہ: ہابیل بولا کہ اللہ تعالیٰ قربانی قبول کرتا ہے پرہیز گاروں کی اگر تو ہاتھ چلاوے گا مجھ پر مارنے کو میں ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو صاحب ہے سارے جہان کا' اب وہ کوہ منیٰ حاجیوں کا محل مناجات ہے قربانی اب تک اسی جگہ پر ہوتی ہے۔ آدمؑ کے زمانے میں کوہ آتش حاکم تھی جو چیز انصاف کے واسطے اس پر رکھ دیتے غیب سے آگ آکر اسے جلا دیتی تو خدا کی درگاہ میں وہ مقبول ہوتی۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کے ایام میں حاکم کشتی تھی۔ اس میں جھوٹ سچ معلوم ہوتا تھا۔ جو شخص ہاتھ اس پر رکھتا متخاصمین میں سے' اگر کشتی ساکن رہتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور اگر ہلتی تو دروغ گو ہوتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں حاکم صاع تھا' جو اس پر ہاتھ رکھتا اگر آواز نکلتی تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور اگر آواز نہ نکلتی وہ شخص سچا ہوتا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں حاکم زنجیر تھی آسمان سے لٹکتی ہوئی' جو متخاصمین میں سے اس پر ہاتھ ڈالتا وہ زنجیر اس کے ہاتھ میں آجاتی تو وہ راست گو ہوتا اور اگر نہ آتی تو جھوٹا ٹھہرتا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں حاکم سوراخ صومنہ کا تھا۔ متخاصمین پر کہ پاؤں اس میں ڈالتے اگر پاؤں اس میں نہ اٹکتا تو وہ شخص سچا ہوتا اگر پھنس جاتا تو وہ دروغ گو ٹھہرتا۔ اور حضرت زکریاؑ کے زمانے میں آہنی تھا۔ قلم کو حکم ہوتا کہ نام اپنا لکھ کر پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی پر تیرتا تو وہ آدمی سچا ہوتا۔ اگر ڈوب جاتا تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت پہنچا تب حق تعالیٰ نے ان سب احکام گذشتہ کو منسوخ کر کے گواہوں پر رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اے محمد صلعم! جھوٹے اور سچے کو میں خوب جانتا ہوں سچا ہو گا اس کو جزا نیک ملے گی اور اگر کاذب ہو گا جزا اس کی بد ملے گی مصداق اس آیت کے جَزَاءً بِمَا

كَانُوا يَعْمَلُونَ ترجمہ: یہ بدلہ ہے پورا جو عمل کرتے ہیں دنیا میں پس حاصل کلام ہابیل و قابیل دونوں بھائی کوہ منیٰ پر قربانی دے کر باپ کے پاس آئے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اے قابیل تیری بہن اقلیما اب ہابیل پر حلال ہوئی۔ اور تجھ پر حرام' قابیل اس بات کو سن کر اس کے مار ڈالنے کی تدبیر میں رہا اور وقت فرصت پر نگاہ رکھتا تھا کہ کیونکر اس کو دفع کریں اور اس زمانے تک کسی نے کسی کی خونریزی نہیں کی تھی مگر قابیل نے ہابیل کو ناحق مارا تھا۔ ایک روز قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا اسواسطے کہ تیرے سب فرزند کہیں گے کہ قربانی ہمارے باپ کی قبول ہوئی تمہارے باپ کی نہیں۔ ہابیل نے کہا اے بھائی اس میں میری کیا تقصیر ہے۔ خدا عادل ہے۔ اچھا اگر تو مجھے ماریگا میں تجھ کو نہیں ماروں حق برادری کا بجا لاؤں گا۔ مگر تو روز حشر عنداللہ ماخوذ ہو گا اور مستوجب دوزخ ہو گا۔ اور میں خلاصی پاؤں گا وہ اس بات کے سنتے ہی اور بھی اس کا دشمن جانی ہوا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام حج کو گئے قضاء الٰہی سے ایک روز قابیل نے ہابیل کے بکری خانے کے پاس جا کر دیکھا اور وہ منگل کا دن تھا کہ ہابیل اس میں سوتا ہے۔ اس میں متردد ہوا کہ اس کو کس طرح سے مار ڈالوں قضاء الٰہی سے گریز نہ تھا۔ اس میں شیطان بصورت ایک شخص کے ایک سانپ ہاتھ میں لے کر سامنے قابیل کے آکر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر سانپ پر مارا سانپ مر گیا۔ اور وہاں سے غائب ہو گیا' تب قابیل نے ابلیس لعین سے تعلیم پا کر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر ہابیل کے سر پر مارا ہابیل مر گیا اور وہ مردود خدا کی درگاہ میں عاصی و کافر ہوا۔ بعدہ گدھ اس پر آگرے۔ قابیل متردد ہوا کہ اس کو کیا کرنا چاہیے۔ آخر اس لاش کو کاندھے پر لے کر گرد عالم کے پھرنے لگا جس زمین پر لہو اس کا گرا زمین شور ہو گئی۔ پس خدائے تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ اپنے دوست کی فضیحت کرے تب کوّے کو بھیجا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ ترجمہ: پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا کریدتا زمین کو کہ اس کو دکھاوے کہ کس طرح چھپاتا ہے میت اپنے بھائی کی خلاصہ یہ ہے کہ دو کوّے اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ دونوں آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا بعد اپنے چنگل اور منقار سے زمین کو کھود کر قبر کی مثال بنا کر اس میں اس کوے کو گاڑ چلا گیا۔ پس قابیل نے کہا قولہٗ تعالیٰ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ترجمہ: قابیل بولا اے خرابی مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہو جاؤں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچھتانے۔ سورہ مائدہ میں تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے کوئی انسان نہیں مرا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا۔ کہ مردے کے بدن کو کیا کرنا چاہیے۔ قابیل ہابیل کو مار کر ڈرتا کہ اس کا بدن پڑا رہے۔ گا تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے تب اس کو مانند پشتارے کے باندھ کر کئی روز لیے پھرا آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا اس نے اس کو دکھا کر زمین کرید کر دوسرے مردہ

کوّے کو دفن کیا تو اس نے دفن کرنے کا طور دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے کے حق میں دیکھی تو وہ اپنی جمالی سے پشیمان ہوا۔ اس نے کوّے کا حال دیکھ کر قبر کھود دی اور ہابیل کو دفن کیا بعدہ جانے کا قصد کیا اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے زمین قابیل کو داب لے۔ تب حکم الٰہی سے زمین نے اس کو زانوں تک داب لیا جب قابیل نے روبسوئے آسمان کیا اور کہا خدایا! ابلیس بھی تیری درگاہ میں مردود ہے اس کو بھی زمین داب لیتی۔ آواز آئی اے ملعون۔ ابلیس نے اپنے بھائی کی خونریزی نہیں کی تھی۔ وہ پھر بولا خدایا میرا باپ بھی گندم کھا کے عاصی ہوا تھا اس کو بھی زمین میں دفن کر دیتے پھر جناب باری سے اس پر عتاب ہوا۔ اے مردود تیرے باپ نے قطع صلہ رحم کب کیا تھا جیسا کہ تو نے کیا۔ پھر قابیل کو سینے تک زمین نے دبا لیا جب اس نے کہا یارب قسم ہے تیری کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میری توبہ اس کلمہ کی برکت سے قبول ہوئی جو میں نے عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کلمہ کی برکت سے میرے گناہ بخش دے۔ پھر ندا آئی اے زمین اس کو چھوڑ دو تب اس نے چھوڑ دیا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو سوار کی صورت پر قابیل کے پاس بھیجا اس نے اس کو نیزے سے مارا۔ پھر اللہ جل شانہ نے اسکو زندہ کیا' پھر مارا' پھر زندہ کیا اسی طرح حال اس کا روز قیامت تک رہیگا۔

جب مکہ سے حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے ہابیل کی بہت تلاش کی مگر نہ پایا بعدہ لوگوں سے پوچھنے لگے۔ کسی نے جواب دیا چند روز سے معلوم نہیں کہاں گیا۔ آخر حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے لیے کھانا پینا سونا سب ترک کیا اور شب و روز ان کے غم و فکر میں رہتے۔ ایک روز صبح کو خواب میں دیکھا کہ ہابیل اَلْغِیَاثُ اَلْغِیَاثُ ترجمہ: اے پدر اے پدر پکارتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نیند سے چونک اٹھے اور زار زار رونے لگے اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم اس کی قبر دیکھنا چاہتے ہیں۔ قابیل سے ہم بیزار ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا مت گریہ و زاری کرو۔ خدا تعالیٰ بھی اس سے بہت بیزار ہے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کو اس کی قبر پر لے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا اور بولے اگر قابیل ہابیل کو مارتا تو خون اس کا یہاں گرتا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا لہو زمین نے کھینچ لیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا لعنت خدا کی ہے اس زمین پر کہ خون میرے فرزند کا پی گئی تب زمین نے خون اس کا اگل دیا یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام نے قبر اس کی کھود کر اسے نکالا دیکھا کہ مغز اس کا نکل پڑا ہے اور خون سے تربتر اور آلودہ ہو رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اور بھی بہت سا دونوں روئے اور ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی روئے آخر حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی لاش کو تابوت میں بند کر کے اپنے مکان میں لائے۔ اور روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس روز تک اس تابوت کو تمام عالم کے گرد پھرایا جس موضع میں وہ جاتے وہ موضع یہ ظلم دیکھ کر روتا

وحوش و طیور اور پرندے بھی اس حال پر گریہ و زاری کرتے اور کہتے کہ بھاگنا چاہیے انسان سے کہ وہ ظالم اپنے بھائی کو مار ڈالتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کو اپنے مکان پر لا کر دفن کیا اس وقت ان کے فرزند ایک سو بیس تھے اور اس وقت تک سوائے ہابیل کے کوئی بھی نہ مرا تھا سب ...ں نے تب اپنے باپ کے پاس آ کر عرض کی کہ ہم کچھ روپئے پیسے چاہتے ہیں کہ اس سے کماویں اور ...اگری کر کے کھاویں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک مٹھی سونا اور ایک مٹھی چاندی لا دی حضرت ...م علیہ السلام نے فرمایا اس قدر چاندی سونے سے ہمارے فرزندوں کا کیا ہو گا کہ وہ اس سے تجارت کر کے ...اویں۔ پس غیب سے آواز آئی کہ سونے چاندی کو پہاڑوں میں ڈال دے تا کہ وہ وہاں سے تھوڑا تھوڑا ...ر بقدر حال اپنے تجارت کر کے کھاویں تو وہ قیامت تک کم نہ ہو گا پس بعد ہزار سال کے حضرت آدم ... بیمار ہوئے اور کھانے کے لیے مختلف اقسام کے میووں کی بیٹوں سے فرمائش کی۔ سب بیٹے میوے کے ... گئے مگر حضرت شیث علیہ السلام تیمارداری میں باپ کی حاضر خدمت رہے جب ان لوگوں کے آنے میں تاخیر ...ی تو حضرت شیث علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس پہاڑ میں جا کر دعا مانگ تو حق تعالیٰ تیری دعا برکت سے میرے لیے میوے بھیجے گا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے والد بزرگ ہیں تو آپ دعا مانگنے سے حق تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے بیشک ضرور میوے بھیجے گا اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ قبول ہے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ میں شرمندہ ہوں باعث گندم خوری کے اور ...ک صاف ہو تب انہوں نے حسب الحکم باپ کے وہاں جا کر دعا مانگی' دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بمعہ ... طبق زریں اور اس میں طرح طرح کے میوے جیسا کہ امرود سیب و نارنجی' ترنج و لیموں' انگور' انجیر' پیرہ وغیرہ اس میں رکھ کر اور دوسرا طبق زر سرخ کا اس پر ڈھانک کر ایک حور کے سر پر رکھ کر لائے۔ اپنے چہرہ سے نقاب کھول کر سامنے حاضر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کس لیے ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس حور کو بہشت سے حضرت شیث علیہ السلام کی ...یت میں بھیجا ہے کیونکہ سب فرزند تمہارے سوائے اس کے جفت پیدا ہوئے ہیں۔ بعض نے روایت ہے کہ وہ حور پھر بہشت میں چلی گئی اور ان کے لیے قیامت تک بہشت میں منتظر رہے گی' اور مصنف کتاب کا لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس حور کی شادی حضرت شیث علیہ السلام سے کر دی اور اس حور عربی زبان تھی۔ جو فرزند اس سے پیدا ہوتا وہ عربی بولتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسل سے ہیں۔ پس ...ت آدم علیہ السلام نے اس میوے سے کچھ خود کھایا کچھ بیٹوں کو دیا۔ جس نے اس میوے کو کھایا فاضل تر اور ...بینا ہوا۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اب قریب ہے کہ میں دنیا سے کوچ ...ں گا۔ حضرت شیث علیہ السلام قائم مقام میرا ہے تم سب اس کی فرمانبرداری کیجیو۔ اور اس پر ایمان لائیو

جب انہوں نے حضور میں اقرار کیا اس کے بعد حضرت نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ بیٹے سب با
مفارقت میں بہت روئے۔ نماز جنازے پڑھ کر دفن کیا۔ دو سال تک باپ کی قبر پر حاضر رہے بعدہ' جدا
اپنے اپنے گھر گئے۔

بیان عزازیل علیہ اللعنتہ کا

حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں۔ ایک صورت شیر کی دوسری بھیڑ
یہ دونوں صورتیں قدرت الٰہی سے دوزخ سجین میں جاکر باہم جفت ہوئیں اس سے یہ عزازیل پیدا
اس نے وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ پھر اسکے بعد ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت
زمین دنیا پر آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دو بازو زبرجد سبز کے عنایت کیے تب وہاں سے اڑ کر آسمان ا
آگیا وہاں ہزار برس تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا تب اس کا نام خاشع ہوا۔ وہاں سے دوسرے آسمان پر گ
ہزار سال خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا وہاں کے رہنے والوں نے اس کا نام عابد رکھا۔ پھر تیسرے آسمان پر
ایک ہزار سال تک رب العالمین کی عبادت کی وہاں اس کا نام صالح ہوا اور چوتھے آسمان پر بھی ایک
سال تک عبادت کی وہاں اس کا نام ولی رکھا گیا پھر پانچویں آسمان پر بھی ایک ہزار سال تک عبادت
وہاں اس کا نام عزازیل رکھا گیا۔ اس کے بعد چھٹے آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک عباد
اس کے بعد ساتویں آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک رب العالمین کو سجدہ کیا۔ حاصل کا
ہے کہ ایک کف دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی جہاں اس نے اپنا سر نہ جھکایا ہو
عرش معلٰی پر جاکر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کرکے ایک مقام پر سجدے سے سر اٹھا کر جناب
تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا مجھے لوح محفوظ پر اپنے فضل و کرم سے اٹھالے تا.. کہ میں تیری قد
دیکھوں اور تیری عبادت زیادہ کروں' جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اسرافیل علیہ السلام کو کہ اسے اٹھالے۔
وہ لوح محفوظ پر گیا نظر اس کی نوشتے پر جا پہنچی اس میں لکھا تھا کہ بندہ خدا چھ لاکھ برس تک اپنے خا
عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کو مٹا کر
مخلوقات میں نام اس کا ابلیس مردود و مرجوم رکھے گا۔ عزازیل اس کو پڑھ کر دو ہیں چھ لاکھ برس تک ک
کر رویا۔ جناب باری سے آواز آئی کہ عزازیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور میرا حکم بجا نہ لا
اس کی کیا ہے۔ عزازیل نے کہا خداوند جو شخص حکم اپنے خالق کا نہ مانے اس کی سزا لعنت ہے۔ فرما
عزازیل تو اس کو لکھ رکھ۔ اور عبداللہ ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ عزازیل کے مردود ہونے
ہزار برس پہلے یہ امر واقع ہوا تھا۔ حاصل یہ کہ عزازیل نے کہا لَعْنَتُہُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ مَا اَطَاعَ اللّٰہَ

عنت خدا کی اس پر ہے جو اطاعت نہ کرے اللہ تعالیٰ کی۔ تب حکم ہوا کہ عزازیل۔ بہشت میں کئی ہزار سال
خزانچی۔ بہشت کار ہے اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس بہشت میں
ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ جبرائیل میکائیل اور
اسرافیل و عزرائیل اور جمع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے۔ ایک روز فرشتے آپس میں
باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہووے تو عزازیل کو شفیع کریں گے تا.. کہ خداوند
کریم ہمارا گناہ معاف کرے۔ اتفاقیہ ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ میں لکھا تھا جا پڑی
اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو روتے بھی ہو
اور اپنے اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو۔ انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و
مردود ہو گا۔ اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے
سب اس بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور اُس دن عزازیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الٰہی جنوں
نے پردہ زمین پر آپس میں کشت و خون و فساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج دے تا.. کہ میں
وہاں جاکر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا۔ اے عزازیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ
لے کر زمین پر جا کسی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر بعدہ درگاہ
الٰہی سے خطاب آیا کہ اے عزازیل اور اے جماعت ملائک میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ
یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ: اور جب کہا
تیرے رب نے فرشتوں کو کہ مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں اس شخص کو
جو فساد' اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو کہا مجھ کو
معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ تب جبرائیل علیہ السلام پر رب العالمین کا حکم ہوا کہ ایک مشت خاک زمین پر سے
لاؤ بحکم الٰہی جبرائیل علیہ السلام بلندی سے آسمان کی فوراً اس زمین پر آئے کہ اب جہاں خانہ کعبہ ہے چاہا کہ ایک
مشت خاک لیں اس وقت زمین نے ان کو قسم دی کہ اے جبرائیل برائے خدا مجھ سے خاک مت لے کہ
اس سے خلیفہ پیدا ہو گا اور اس کی اولاد بہت عاصی و گنہگار مستوجب عذاب ہو گی۔ میں مسکین خاک پا ہوں
طاقت و تحمل عذاب خدا کا نہیں رکھتی ہوں' اس بات کو سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام خاک سے باز آئے
غرض اسی طرح سے جبرائیلؑ پھر گئے اور میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام سے بھی یہ کام انجام کو نہ پہنچا۔
تب عزرائیل کو بھیجا انکو بھی زمین نے منع کیا انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ جس کی قسم دیتی ہے میں
اس کے حکم سے آیا ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا تجھ کو لے ہی جاؤں گا پس عزرائیل نے ہاتھ

نکال کر ایک مٹھی بھر خاک اسی سرزمین سے لیکر عالم بالا پر چلے گئے اور عرض کی کہ خداوند تو دانا و بینا ہے
میں نے یہ حاصل کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عزرائیل علیہ السلام میں اس خاک سے زمین پر ایک خلیفہ
پیدا کروں گا اور اس کی جان قبض کرنے کے لیے تجھی کو مقرر کروں گا۔ تب عزرائیل علیہ السلام نے معذرت کی
کہ یا رب تیرے بندے مجھے دشمن جانیں گے اور گالیاں دیں گے۔ جناب باری نے فرمایا اے عزرائیل تو
غم مت کر میں خالق مخلوقات کا ہوں ہر ایک موت کا سبب گردانوں گا اور ہر شخص اپنے اپنے مرض میں
گرفتار رہے گا۔ تب تجھ کو دشمن نہ جانے گا۔ کسی کو درد میں مبتلا کروں گا اور کسی کو تپ دق میں اور کسی کو
پانی میں غرق کروں گا۔ بعدہ حکم الٰہی سے فرشتوں نے وہ مشت خاک مابین طائف اور مکہ معظمہ کے
رکھدی پس باران رحمت برسا تب دو برس میں وہ خاک گیلی ہوئی اور چوتھے برس میں صلابہ ہوئی اور چھٹے
برس میں فخار ہوئی اور آٹھویں برس میں آدم کی صورت بنی' تو ایک دن ابلیس ستر ہزار فرشتوں کو اپنے
ساتھ لے کر آدم علیہ السلام کے پاس آیا دیکھا تو قالب آدم علیہ السلام کا خاک پر پڑا ہوا تھا اس نے بچشم حقارت اس
کی طرف نظر کی اور ایک دن فرشتوں نے عزرائیل سے کہا کہ اس خاک سے خلیفہ خدا کا پیدا ہوگا وہ بولا
سچ ہے' مگر اللہ تعالیٰ اس صورت کو میرا فرمانبردار کردیگا تو میں اس کو ہلاک کروں گا اور اگر مجھے اس کا
فرمانبردار کرے گا تو میں اس کی فرمانبرداری نہ کروں گا۔ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک دن ابلیس علیہ اللعنتہ قالب میں حضرت آدم علیہ اسلام کے داخل ہو کر ناف تک پہنچا تھا بسبب گرمی
و آتش کے وہاں سے نکل آیا اور اس کے سبب حسد و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا
تھوک ان کے قالب میں ڈال کر چلا گیا اور حق تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے آب دہن ابلیس علیہ
اللعنتہ کا قالب سے آدم کے لیکر کتا اور گل باقی سے آدم کے درخت خرما پیدا کیا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ
نے روایت کی ہے کہ جان پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل میں عرش معلی پر تسبیح
پڑھتی تھی اور قطرہ عرق مصطفیٰ کا وہاں سے ٹپک کر اس جگہ میں گر پڑا جہاں اب تربت منورہ خاتم الانبیاء
ہے اور حکم الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس خاک پاک کو مشک اور عنبر سے ملا کر معطر کر کے پیشانی
آدم علیہ السلام پر مل دیا تب آدم علیہ السلام کا نور اس کے ملنے سے دو چند ظاہر ہوا بعد اس کے جب چالیس دن
گزرے خلقت روح آدم علیہ السلام کی ہوئی اس وقت رب جلیل کی طرف سے فرمان آیا کہ اے
جبرائیل میکائیل اسرافیل جان آدم کی اس کے قالب میں پہنچاؤ ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جان آدم
کی ایک طبق نور میں رکھ کر اور طبق پوش نور سے ڈھانک کر آدم علیہ السلام کے سر پر لا رکھا پھر وہ طبق پوش ان
کی جان سے اٹھایا اور تمام ملائک ساتوں آسمان کے دیکھنے کو آئے کہ جان آدم کی قالب میں کیونکر جاتی ہے
اس کو دیکھیں اور یہ آواز آئی اَیُّهَا الرُّوْحُ اُدْخُلْ فِی هٰذَا الْجَسَدِ ترجمہ: اے جان آدم اس قالب کے

اندر جا تب سات مرتبہ ان کی جان پاک نے اطراف میں ان کے قالب کا گشت کیا اور اندر نہ جا سکی اور
عرض کی یا خالق میں جسم نورانی رکھتی ہوں اور یہ قالب اندھیرا کثیف ہے میں کیونکر جاؤں پھر یہ آواز آئی
اُدْخُلْ کَرْهًا وَّاخْرُجْ کَرْهًا ترجمہ: اے جان آدم داخل ہو تن میں نفرت سے اور نکل آتن سے نفرت سے
اسی وقت جان پاک آدم کی ناک کی راہ سے داخل ہو کر چاروں طرف دماغ کے پھرنے لگی۔ جب آدم نے
آنکھیں اپنی کھولیں فورا جان ان کے دماغ سے حلق میں آرہی اور حلق سے سینے میں اور سینے سے ناف
تک پہنچی جب وہ گل گوشت پوست ہڈی رگ اور آنت ہو گئی بعدہ آدمؑ نے اللہ کی قدرت سے ہاتھ کو
زمین پر ٹیک کر اٹھنے کا قصد کیا اس میں فرشتے بول اٹھے کہ یہ بندہ شتاب کار ہوگا کہ اب تک آدھا تن
اس کا گل ہے اور چاہتا ہے کہ اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ترجمہ: پیدا کیا گیا
انسان جلد باز یعنی شتاب کار اور آدم علیہ السلام نے اپنے سارے بدن پر نظر کر کے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
کس چیز سے بنایا اور جان آدم کی جوڑوں اور بندوں میں رگوں میں اور گوشت پوست میں سارے بدن
کے پھر رہی تھی۔ تب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ دماغ آدم علیہ السلام کا سہلاویں اور پیشانی ان کی ملیں
اور ایسا ہی ہوا۔ تب جان ان کی گوشت اور پوست اور رگوں میں قرار پذیر اور مستحکم ہوئی فی الفور چھینک
آئی آدم بالہام خدائے تعالیٰ کے کلمہ الحمد للہ زبان پر لائے اور اس کا جواب رب العالمین کی طرف سے
یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ارشاد ہوا اسی لیے اس کا جواب ہوا جو کوئی چھینکے اور الحمد للہ پڑھے تو سننے والے پر واجب
ہے کہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ بعد اسکے جناب باری سے حضرت جبرائیل کو ارشاد ہوا کہ وہ
چھینک لے لے کہ اس سے ایک بندہ عیسیٰ ابن مریم پیدا کروں گا اور جب آدم خاک سے اٹھے حق تعالیٰ
کے حکم سے ایک تخت مکلل پر بہشت میں چالیس میل کا زرد زیور جواہر سے اور حلہ تاج زریں پہن کر جا
بیٹھے اور نور ان کی پیشانی کا عرش تک چمکتا رہا اور وہ نور در حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تب جناب
رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائک آدم کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا نہ کہ عبادت کا جیسا کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے نہ سجدہ کیا اور تکبر کیا اور تھا وہ
منکروں میں سے فرشتوں نے جب سجدے سے سر اٹھایا تو وہاں ابلیس کو کھڑا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ
ابلیس ہے جس نے سجدہ نہ کیا پھر دوسری دفعہ فرشتے سب سجدے میں آگئے پس سجدہ اول حکم کا تھا اور
سجدہ ثانی شکر کا تھا۔ تب رب العالمین نے ابلیس کو فرمایا قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ
بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ترجمہ: اے ابلیس تجھ کو کیونکر انکار ہوا کہ سجدہ کرے تو اس چیز کو
جو میں نے بنائی ہے دونوں ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا' کیا تو بڑا تھا درجے میں۔

ابلیس نے کہا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ترجمہ: وہ بولا میں بہتر ہوں اس سے کہ مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے سجدہ کیا ہے تجھ کو پھر دوسرے کو کیونکر سجدہ کروں' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ یہاں سے نکل جا کہ تو مردود ہوا اور تجھ کو میری پھٹکار ہے یعنی لعنت ہے قیامت کے دن تک علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نکل جا ایمان سے اور بعض کے نزدیک نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ جماعت فرشتوں کی سے نکل جا اور ابلیس کی صورت میں ہو جا تب غضب الٰہی سے اس کی صورت بدل گئی اور آنکھیں اس کے سینے پر آگئیں جو اس کی طرف دیکھتے تو کہتے یہ خدا کی درگاہ سے راندہ گیا' اور ملعون اور مردود مخذول ہوا۔ اس وقت شیطانِ لعین نے زبان کھولی اور کہا اے پروردگار تو نے مجھے مخذول و مردود کیا آدم کے لیے یہ شامت میری تھی۔

تب حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو اپنے نوشتے کی طرف دیکھ جب دیکھا تو یہ لکھا تھا جو بندہ خدا کا حکم نہ مانے سزا اس کی لعنت ہے اس نوشتے کو پڑھ کر خجل و مایوس ہوا اور کہا قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ترجمہ: شیطان بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مردے زندہ ہوں اور دوسری عرض یہ ہے کہ گوشت اور پوست اور رگوں میں آدمیوں کے مجھے دخل دے اور ان کے دیدوں سے مجھے محجوب رکھ۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ترجمہ تجھ کو ڈھیل ہے اس وقت تک جو دن کے معلوم ہے۔ جب مراد اس کی حاصل ہوئی کمین گاہ میں آدمی کی جا بیٹھا اور تاک میں رہا پھر کہا شیطان نے قولہ تعالیٰ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ترجمہ: ابلیس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ: ٹھیک بات یہ ہے اور ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور ان سے جو تیری راہ پر جائیں گے' بعد جناب باری کے حکم کے تخت آدم کا فرشتوں نے جنت الفردوس میں رکھا اور سب نعمتیں جو حق تعالیٰ نے ان کو عنایت کی تھیں ان کے ساتھ ہی ان کو قرار و تسلی نہ تھی کیونکہ آرام و تسلی ہر کسی کو اپنے ہم جنس سے ہوتی ہے اور عالم تنہائی میں کوئی ہم جنس ان کا نہ تھا اور خالق کی مرضی یہی تھی کہ ان کا جفت و ہمسر پیدا کرے کیونکہ بے جفت و بے مثل و بے مانند و بے حاجت سوا خدا کے کوئی نہیں جب وہ بے قرار ہوئے تب حق تعالیٰ نے ان کو خواب میں ڈالا اور وہ ایسے سوئے کہ نیند آئی اور نہ بیدار ہوئے اس صورت میں خالق نے جبرائیل سے ایک ہڈی بائیں پہلو سے ان کے نکلوائی

اور اس سے ان کو درد و الم نہ پہنچا تھا اگر پہنچتا تو ہرگز محبت عورتوں کے دل میں مردوں کی نہ ہوتی۔ اس ہڈی سے حضرت حوّا علیہا السلام کو بنایا خوبصورتی و نیک روئی و ملاحت و حسن و جمال اور جو کچھ خوبیاں جہان کی عورتوں میں تھیں تمام تر حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو بخشیں اور زیر کی شرم اور مہر و شفقت کمال ان کو دی اور حلہ زریں بہشت سے لا کر ان کو پہنائے اور تاج زریں ان کے سر پر رکھ کر تخت زریں پر بٹھایا۔

بعد اس کے آدمؑ کو نیند سے بیدار کر کے حوا علیہا السلام کے ساتھ جلوہ دیا۔ آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو اس طرح دیکھ کر بے اختیار چاہا کہ ان پر دست انداز ہوں تب درگاہ الٰہی سے آواز آئی کہ اے آدمؑ خبردار اسے مت چھوؤ بے نکاح اس کی صحبت حرام ہے تب آدم نے ان سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی' بعدہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کا نکاح حوّا علیہا السلام کے ساتھ کر دیا اور فرمایا سرا اور پردے اور حجلے جتنے ہیں لگائے جائیں اور طبق زر و مروارید اور جواہرات نثار کیے اور ساتوں آسمان کے فرشتے سب درخت طوبیٰ کے نیچے حاضر ہوئے بعدہ حق تعالیٰ نے وہ پردے سب اٹھا لیے اور ثنا اپنی آپ کو سنا دی۔ اَلْحَمْدُ ثَنَآئِیْ وَالْکِبْرِیَآءُ رِدَائِیْ وَ الْعَظْمَةُ اِزَادِیْ وَالْخَلْقُ عَبِیْدِیْ وَ اِمَآئِیْ وَ اَنْبِیَاءُ رُسُلِیْ وَ اَوْلِیَآئِیْ وَ مُحَمَّدٌ حَبِیْبِیْ وَ رَسُوْلِیْ خَلَقْتُ الْاَشْیَآءَ لِیَسْتَدْرِكَ بِهَا عَلٰی وَحْدَانِیَّتِیْ اِشْهَدُوْا مَلَائِکَتِیْ وَ سَکَّانَ سَمٰوَاتِیْ وَ حَمَلَتَهٗ عَرْشِیْ قَدْ زَوَّجْتُ اَمَتِیْ حَوَّآءَ وَ اٰدَمَ بِبَدِیْعِ نَظْرَتِیْ وَمَنِیْعِ قُدْرَتِیْ وَ صِدَاقُ اٰدَمَ لِحَوَّآ تَسْبِیْحِیْ وَتَنْزِیْهِیْ وَ تَحْلِیْلِیْ وَ تَقْدِیْسِیْ وَ هِیَ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ یَآاٰدَمُ یَا حَوَّآءُ اُدْخُلَا جَنَّتِیْ وَ کُلَا مِنْهَا ثَمَرَتِیْ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ وَ سَلَامٌ عَلَیْکُمَا وَ رَحْمَتِیْ وَ بَرَکَتِیْ حق تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ نے نکاح میں آدم و حوا علیہا السلام علیہما السلام کے یہ ثنا پڑھی اور کہا حمد میری ثنا ہے اور بزرگی میری چادر اور عظمت میری ازار ہے اور کل مخلوقات میرے غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیاء میرے رسول اور اولیاء میرے دوست ہیں اور محمد صلعم میرے حبیب اور رسول ہیں اور پیدا کیا میں نے کل شئ کو تا کہ گواہی دیوے میری وحدانیت پر اور گواہ رہیں میرے فرشتے سب اور سب آسمان کے رہنے والے اور عرش کے اٹھانے والے' بیشک میں نے نکاح باندھ دیا آدم و حوا علیہا السلام کا ساتھ اپنی بدیع فطرت اور منیع قدرت کے اور آدم علیہ السلام کا مہر حوا علیہا السلام کے نکاح کا میری تسبیح اور تنزیہہ اور تہلیل اور تقدیس ہے نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے ایسا خدا کہ وہ واحد ہے اور نہیں کوئی اس کا شریک اے آدم تم اور تمہاری عورت جنت میں جا رہو اور وہاں کے سب میوے محفوظ ہو کر کھاؤ اور مت جانا اس درخت کے پاس ورنہ پھر تم ناانصاف ہو گے اور میرا اسلام تم پر ہو اور میری طرف سے صحت و برکت ہو۔ بعدہ آدم نے خود ثنا کی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ

تعالیٰ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ اللہ جل شانہ کو جب خطبہ نکاح خوانی آدم سے فراغت ہوئی تو فرشتے سب خوشیاں منانے لگے اور مبارکبادیاں دینے لگے اور زر و جواہر نثار کیے۔ پس جب آدم علیہ السلام نے قصد مباشرت کا کیا حوّا علیہا السلام کے ساتھ وہیں آواز آئی اے آدمؑ خبردار! جب تک کہ ادائے دین مہر حوا علیہا السلام نہ کرو گے تب تک وہ تم پر حلال نہ ہو گی‘ آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی میں کہاں سے ادا کروں۔ فرمایا کہ دس دفعہ درود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھ آدم علیہ السلام نام برگزیدہ سنتے ہی مشتاق دیدار کے ہوئے۔ خدا کا حکم ہوا کہ تو ناخن دست پر اپنے دیکھ آدم علیہ السلام نے دیکھا صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہوئی تو مہر فرزندی اور شفقت پدری دل میں زیادہ ہوئی‘ تب آدم علیہ السلام نے شوق سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود پڑھا اور ان کی رسالت پر ایمان لائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ دس دفعہ درود جو تم نے پڑھا ہے یہ اتنا مرتبہ رکھتا ہے کہ اس کی برکت سے ہم نے تم کو سب نعمتیں بخشیں اور حوا علیہا السلام کو تم پر حلال کیا۔ بعدہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَ قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ: اے آدمؑ تو جنت میں جا اور بیوی تیری بھی اور کھاؤ اس میں بافراغت ہو کر جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے نزدیک مت جانا ورنہ پھر تم بے انصاف ہو گے۔ مروی ہے کہ اس درخت کی جڑ چاندی کی اور ڈالیاں سونے کی اور پتیاں زبرجد سبز کی تھیں‘ آدم علیہ السلام نے جب اس درخت کی طرف نظر کی نہایت خوش وضع اور خوبصورت دیکھا کہ سبحان اللہ کیا خوبصورت درخت ہے حق تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا مگر اس سے میوہ مت کھانا تب وہ بولے جب تو نے وہ خوبصورت درخت مجھے بخش دیا تو پھر مجھے اس کے میوے کھانے سے کیوں منع فرمایا تب حکم ہوا کہ اے آدم تم مہمان ہو میرے گھر کے اور وہ درخت ہے تمہارا۔ اور یہ چیز بعید ہے کہ مہمان میرا ہو کر اپنی چیز کھائے بعدہ ایک طرف سے آواز آئی اے آدم صبر کر اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ اے صبر تو آدم کے پاس مت جا اور دوسری طرف سے آواز آئی اے ابلیس تو حوّا علیہا السلام کو للچا اور اس کی خواہش دلا۔

پس قضا نے کہا کہ الٰہی اس کا کیا سبب ہے حکم ہوا کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ اس باغ سے باغ دنیا میں بھیجوں گا تا.. کہ قدرت میری ظاہر ہو اور مرتبہ زیادہ ہو اور کہا گیا اے نمرود تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال اور آگ کو کہا گیا کہ اے آتش تو مت جلا۔ اے ابلیس تو تلقین کر پھر قضا نے عرض کی حکم ہوا کہ مجھے اس میں کچھ تامل ہے مگر آتش کو ریحان سے بدل دوں تا.. کہ خلق میں میرا دوست پیدا ہوا اور کہا گیا اے مومنو! تم معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو ان کو جلوہ دے اور کہا کہ اے دنیا تو دل میں بندوں کے شیریں بن جا اور بندوں کو کہا گیا کہ اے بندو! تم دنیا سے دور رہو تا.. کہ جفا کو وفا سے تبدیل کر دوں

اور میری رحمت و مغفرت میں زیادتی ہو انصاف کے دن‘ اور کہتے ہیں کہ بہشت میں چار چیزیں نہیں‘ بھوک‘ پیاس‘ سردی دھوپ‘ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ترجمہ: تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں نہ ننگا ہو اور یہ کہ نہ پیاسا ہو اس میں اور نہ دھوپ کا صدمہ پاوے اور آدم ہوشیار ہو شیطان کے مکر و فریب سے کہ وہ تیرا دشمن صاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ ترجمہ: پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے۔ آدم نے جب دیکھا کہ بہشت کے سب دروازے مسدود ہیں اور وہ اس چیز سے مطمئن ہوئے کہ شیطان دنیا میں ہے اور میں ہوں بہشت میں اور مجھ سے اس سے کیا لاگ ہے جو مجھے بہت کے اس درخت کا میوہ کھلا کر جس کے پاس جانے سے خدا نے مجھے منع کیا ہے گنہگار کرے گا اپنے مکر و فریب سے اس سے میں بالکل بے پرواہ ہوں۔ پس ایک روز ابلیس لعین نے قصد کیا آدمؑ کے پاس بہشت میں جانے کا اور وہ تین اسم اعظم خداوند قدوس کے جانتا تھا انہیں پڑھ کر سات طبق آسمان کے طے کر کے بہشت کے دروازے پر جا پہنچا۔ بہشت کے دروازے مسدود دیکھ کر تصور و خیال کرتا رہا کہ کس حیلے سے۔ بہشت کے اندر جانا چاہیے اتفاقاً ایک طاؤس کنگرے پر بہشت کے بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ وہ اسم اعظم پڑھتا ہے طاؤس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں خدا تعالیٰ کے‘ طاؤس بولا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو شیطان کہا کہ لِاَنْظُرَ الْجَنَّةَ یعنی میں بہشت کو دیکھنا چاہتا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ طاؤس نے کہا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو جنت میں لے جاؤں جب تک آدم علیہ السلام بہشت میں ہیں۔ شیطان بولا تو مجھے بہشت میں لے جا تو اس کے صلہ میں تجھے ایک ایسی دعا سکھاؤں گا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کو تین چیزیں حاصل ہوں گی ایک تو وہ بوڑھا نہ ہو گا دوسرے وہ مرے گا نہیں اور تیسرے جنت میں ہمیشہ رہے۔ ابلیس نے اس دعا کو پڑھا اور پڑھ کر کنگرے سے بہشت کے دروازے پر دونوں آئے اور طاؤس نے یہ ماجرا سانپ کو سنا دیا۔ اس بات کو سنتے ہی خوف سے دروازے بہشت کے بند کر کے اپنے سر کو باہر نکال کر ان سے پوچھنے لگا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جو یہاں بیٹھا اسم اعظم پڑھتا ہے وہ بولا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے حق تعالیٰ کے سانپ نے کہا وہ دعا مجھے سکھا شیطان نے کہا شرطیکہ تو مجھے بہشت میں لے جاوے‘ سانپ بولا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو بہشت میں لے جاؤں۔ جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں ہیں۔ ابلیس نے کہا میں قدم اپنا بہشت میں نہ رکھوں گا تیرے منہ کے اندر ہوں گا اس سے باہر نہ نکلوں گا تب سانپ نے اپنے منہ کو پھیلا دیا ابلیس لعین اس کے منہ کے اندر گھسا تب اس کو بہشت میں لے گیا اور دروازے بہشت کے بند کر دیئے۔ بعدہ شیطان نے کہا کہ مجھ کو

اس درخت کے پاس لے جا کہ جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو منع فرمایا ہے جب ابلیس کو لے کر اس درخت کے پاس پہنچا تب وہ معلون اپنے مکرو فریب سے سانپ کے منہ کے اندر رونے لگا جو شخص کہ پہلے نفاق سے رویا وہ شیطان لعین تھا اور اس کی آواز سن کر بہشت کی حوریں اور غلمان سب کے سب مجتمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب نے یہ آواز سانپ کے منہ سے کبھی نہیں سنی تھی اور سانپ سے حوّا علیہ السلام پوچھنے لگیں کہ تو کس لیے روتا ہے شیطان نے کہا میں اس لیے روتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہشت سے نکالے گا کیونکہ تم کو اس درخت کے میوہ کھانے سے منع کیا ہے مگر جو اس درخت کے میوے کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا قولہ تعالیٰ قَالَ یٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا یَبْلٰی ترجمہ: کہا شیطان نے اے آدم میں تمہیں بتاؤں وہ درخت کہ جس سے زندگ[ی] جاوید ملے اور بادشاہی پرانی نہ ہو اور بولا قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور تمہاری برائی نہیں چاہتا بلکہ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْ[رٍ] ترجمہ: اور شیطان نے ان کے پاس قسم کھائی پس حوّا علیہ السلام نے اس کے قسم کھانے سے یقین کر لیا کہ یہ جو کہتا ہے سچ کہتا ہے تب اس سے فریب کھا کر اس درخت پر ہاتھ بڑھایا تین دانے گندم کے لیے ایک تو آپ کھایا اور دو دانے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے لائیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حوّا علیہ السلام نے گندم خوشے سے توڑ لیے تو خوشے کی جگہ سرخ ہو گئی اور ایک قطرہ خون اس سے ٹپکا تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا تمہاری بیٹیوں کو قیامت تک ہر مہینے میں ایک مرتبہ خون آلود کروں گا اور اپنے درخت کی داد تجھ سے اور تیری بیٹیوں سے لوں گا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں جب تخت پر جا بیٹھے گندم خود بخود ان کے نزدیک آموجود ہوا۔ اور جب بوئے شیریں اس کی حضرت کو معلوم ہوئی تب حضرت نے تخت سے کہا کہ تو یہاں سے مجھے دور لے جا کر رکھ۔ جب وہ تخت سے اترے تو وہاں بھی گندم جا موجود ہوا غرض جہاں کہیں حضرت جا کر بیٹھتے وہیں گندم بھی آجاتا خبر بیان کی جاتی ہے کہ اسی طرح تخت نے ان کو ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر بھی جا پہنچایا مگر وہاں بھی گندم جا موجود ہوا۔

بعدہ گندم کہنے لگا کہ اے حضرت آدمؑ جو کچھ خدا نے مقدور کیا ہے سو وہ ضرور پہنچے گا۔ اگر لاکھوں برس کی راہ کے فاصلہ پر بھی جا کر رہو گے گندم وہاں بھی پہنچے گا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت [حوّا] علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے لیے دو دانے گندم کے لے گئیں۔ وہ بولے یہ کیا چیز ہے۔ حوّا علیہ السلام نے کہا یہ پھل اس درخت کا ہے کہ جس درخت کے پھل کھانے سے ہمیں خدا نے منع فرمایا تھا۔ اس میں سے میں ایک دانہ کھایا ہے اور دو دانے آپ کے واسطے لائی ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس میں کیا لذ[ت] ہے؟ وہ بولیں کہ حلاوت و شیریں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، نہیں کھاؤں گا میرا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ اس درخت سے میوے نہ کھانا اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ترجمہ: اور ہم نے عہد کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت، حوّا علیہ السلام جب مایوس ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام کو دانہ کھلانے سے پہلے ایک پیالہ شراب بہشت سے لا کر پلا دیا تو بیہوش ہو کر ان سے دو دانے گندم کے لے کر کھا گئے اور عہد شکنی کی ہنوز دانے ابھی حلق کے نیچے نہیں اترے تھے کہ تاج ان کے سر سے اڑ گیا اور تخت سے بھی نیچے گر گئے اور دونوں ننگے ہو گئے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ترجمہ: پھر چکھے درخت سے دونوں نے میوے اور ظاہر ہوئیں شرم گاہیں ان کی اور بہشت کے پتے جوڑنے لگے جس درخت کے پاس پتے کے لیے جاتے وہ درخت پتے نہ دیتا۔ جب درخت انجیر کے پاس دونوں گئے تو اس درخت نے سر جھکا دیا اور کہا خُذْ مِنِّی وَرَقًا ترجمہ: یعنی تم مجھ سے پتے ضرورت کے مطابق لے لو اور ان پتوں سے اپنے ستر کی پردہ پوشی کر لو۔ چنانچہ دونوں نے اس درخت سے پتے لے کر اپنے اپنے ستر ڈھانک لیے اور درخت عود سے بھی پتے لیکر اپنی ستر پوشی کر لی۔

بعدہ جناب باری سے آواز آئی اے انجیر کے درخت تو نے ان کے ساتھ سلوک کیا میں تجھ سے خرابی و خستگی دور کر کے یہ لذت عطا کی کہ اگر تجھ کو کوئی ستر دفعہ بھی چاہے تو وہ نئی نئی لذت تجھ سے اٹھاویگا، اور اسی طرح درخت عود کو بھی خطاب ہوا کہ اے درخت عود سب کے نزدیک میں نے تجھے عزیز کیا کہ آگ پر دھر کر تجھ سے خوشبو لیویں۔ بعدہ بہشت کے باشندے آواز دینے لگے کہ آدم و حوا علیہ السلام دونوں خدا کی درگاہ میں عاصی ہوئے اور دیوانوں کی طرح بہشت میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاصی ہوئے ندامت اور شرمندگی سے پھر رہے تھے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے تین باران کی پکار ہوئی جواب اس کا کچھ نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور بولے اے آدمؑ تجھے تیرا رب بلاتا ہے تب آدم علیہ السلام نے کہا یا رب ہم تجھ سے شرمندہ ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ترجمہ: اور پکارا ان کو ان کے رب نے اور کہا کہ میں نے تم کو منع نہیں کیا اس درخت سے اور یہ بھی کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تب حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا دونوں روتے ہوئے کہنے لگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ترجمہ: آدم علیہ السلام و حوّا علیہ السلام نے کہا اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جائیں گے نامراد اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ترجمہ:

کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک ا کہا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے نکالے جاؤ گے۔" یہ مضمون کلام اللہ کا ہے' تر فرمان رب العالمین کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ہوا کہ آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام اور سانپ اور شیطان اور طاؤ' ان سب کو بہشت سے نکال کر دنیا میں بھیج دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور ا سے یہ حال بیان کیا وہ اس بات کو سنتے ہی گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی سے زار و قطار رونے لگے۔ آ ایک ٹکڑا لکڑی کا مسواک کے واسطے وہاں سے لیا اور وہ لکڑی پشت بہ پشت ان کے خاندان میں چلی آ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا عصا بنی۔

پس آدم علیہ السلام و حوّا علیہا السلام اور مور و سانپ اور شیطان مردود ان پانچوں کو بہشت سے نکال کر اول آ علیہ السلام کو سراندیپ میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا' اور حوا علیہا السلام کو خراسان میں' اور طاؤس و سیستان میں اور سانپ کو اصفہان میں اور شیطان علیہ اللعنۃ کو کوہ دماوند میں ڈالا اس وقت سانپ کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر کے تھے بباعث واقعہ ہونے اس ماجرے کے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے لیے تاکہ وہ پیٹ کے بل چلے اور خاک چھانے اور کھاوے۔ آدم علیہ السلام کو جب سراندیپ میں ڈالا وہ اپنے گناہ سے چالیس برس تک روتے رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تین سو برس تک روتے رہے ایسا کہ آب چشم سے ان کی نہریں جاری ہوئیں اور کنارے پر نہروں کے درخت خرما اور لونگ اور جائفل پیدا ہوا اور حوّا علیہا السلام کے آنسو سے مہندی اور وسمہ اور سرمہ پیدا ہوا اور جو قطرات ان کے آنسو کے دریا میں گرے اس سے مروارید پیدا ہوئے تا۔ کہ ان کی لڑکیوں کے زیورات بنیں اور ایک روز جبرائیل علیہ السلام آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے آدم علیہ السلام قبل اپنی موت کے حج کر لو' وہ موت کی خبر سنتے ہی ڈرے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور حج کا قصد کیا۔ جس جگہ پر ان کا قدم جاتا وہاں گاؤں اور بستی ہو جاتی اور جس جگہ پر وہ ٹھہرتے اور اپنی مسافت کی منزل کرتے تو اس جگہ پر خداوند کریم چند روز میں شہر بنا دیتا اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ تک حضرت آدم علیہ السلام کے تیس قدم ہوئے تھے اور جب وہ مکہ کے نزدیک پہنچے سب فرشتے وہاں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یا آدم ہزار برس ہوئے کہ ہم اس گھر کا طواف کرتے ہیں اور اس وقت اس کعبہ کا نام بیت المعمور تھا اور اندر باہر اس کا ظاہر تھا اور اس کے اوپر خیمہ زبرجد کا تھا۔ اور طنابیں اس کی سونے کی تھیں اور جو میخیں اس کی تھیں آج وہ ستون ہیں اور حرم شریف میں داخل ہیں اور جو شکار اس میں پناہ لیوے اسکا مارنا حرام ہے۔ اور آدم علیہ السلام میدان عرفات میں جبل رحمت پر آرام کے واسطے جب بیٹھے تو حوّا علیہا السلام کو دیکھا کہ جدے کی طرف سے آتی ہے۔ انہوں نے اٹھ کر انہیں گودی میں اٹھا لیا اور دونوں زار و زار رونے لگے' چنانچہ ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی روئے

پس دونوں نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور خداوند تعالیٰ نے حجاب کو ان کی آنکھوں سے اٹھا لیا تب انہوں نے عرش کی طرف نظر کی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ترجمہ: پھر سیکھ لیں حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے کئی باتیں' پھر متوجہ ہوا اس پر حق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان' اور ساق عرش پر یہ کلمہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب آدم نے کہا یا رب اس کلمہ مبارک کی برکت سے جو تیرے نام کے ساتھ ہے ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری توبہ قبول فرما فی الحال جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے اگر تو بہشت میں اس نام کو شفیع بناتا تو تم کو ہرگز دنیا میں نہ بھیجتا اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی مناجات میں یہ کہتے تھے يَا رَبِّ هَلْ لِلْجَنَّةِ حِيْطَانٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ حِيْطَانٌ قَالَ لِلْجَنَّةِ حُرَّاسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ حُرَّاسٌ فَقَالَ كَيْفَ دَخَلَ اِبْلِيْسُ وَ غَرَّ اٰدَمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا مُوْسٰى لَا نَفْسًا مِنْ قَضَائِيْ وَ قَدْرِيْ ترجمہ: ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات میں کہتے تھے یا رب بہشت میں دیواریں ہیں یا نہیں حق تعالیٰ نے فرمایا دیواریں ہیں پھر کہا جنت کے دربان ہیں فرمایا ہیں۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ابلیس لعین کیونکر بہشت میں گیا اور آدم کو فریب دیا اے موسیٰ میری مرضی سے مفر نہیں کیونکہ میری مرضی یہی تھی اور باری تعالیٰ نے فرمایا فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ترجمہ: پھر کھینچ لیا ان کو فریب سے۔ پس آدم علیہ السلام نے جب حج سے فراغت پائی تو ان کے پاس حکم آیا اے جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو وادی نعمان میں جو ایک میدان کا نام ہے لے جا کر اپنے پروں کو ان کی پشت پر مل دے جب جبرائیل علیہ السلام نے ملا تب ذریات بیشمار ان کی پشت سے نکلیں اس طرح پر کہ تمام عالم ان کی اولاد سے بھر گیا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام بولے یہ سب کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ سب تمہارے فرزند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیونکر ہو گی۔ تب آواز آئی اے آدمؑ ان کی تدبیر میں نے آگے سے کر رکھی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا رب العالمین کیا تدبیر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا بعضوں کو ان کے آباؤں کے اصلاب میں اور بعضوں کو امہات کے ارحام میں کسی کو روئے زمین پر اور کسی کو زیر زمین رکھوں گا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ خداوند میرے فرزند کے لیے کیا فرماتے ہیں۔ کوئی مومن ہے تو کوئی کافر ہے اور کوئی تونگر ہے اور کوئی فقیر ہے کوئی خوش حال ہے' کوئی غمناک' پھر کہا یہ سب مساوی ہوتے تو کیا خوب ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے اس لیے خوش حال کو غمناک اور تونگر کو درویش اور مطیع کو عاصی نہ کیا تا۔ کہ شکر کریں پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ذریات آدم کی کھڑی ہو دیں۔ صف باندھ کر مشرق سے مغرب تک اسی وقت کھڑی ہو گئیں۔ سب کی سب جو لوگ داہنی طرف آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب مومن تھے اور صف اول میں انبیا اور انبیاء میں سب سے آگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کھڑے تھے اور جو لوگ بائیں طرف ان کے کھڑے تھے وہ سب کافر اور صف اول میں ان کے جبار او متکبر تھے بعدہ امرالٰہی ہوا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰی بولے سب سچ ہے تو بیشک ہمارا رب ہے بعد اس کے حق تعالیٰ نے کہا کہ سجدہ کرو تم اپنے رب کو پس جو لوگ داہنی طرف حضرت آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ کہ بائیں طرف تھے ان لوگوں میں سے کسی نے بھی سجدہ نہیں کیا پھر دوسری دفعہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اُسْجُدُوا یعنی سجدہ کرو تم اپنے رب کو جو لوگ بطرف راست تھے ان میں سے سجدہ کسی نے کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ بطرف چپ تھے ان میں سے بھی بعض نے سجدہ کیا اور بعض نے نہ کیا! یہ حقیقت دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا اے رب اس میں عجیب و غریب جو میں نے دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ داہنی طرف میرے کھڑے تھے پہلے حکم میں سب نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف ہے اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس میں کیا راز الٰہی تھا ندا آئی اے آدم جس قوم نے کہ اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن مریں گے اور جنہوں نے اول و آخر میں سجدہ نہ کیا وہ کافر پیدا ہونگے اور کافر مریں گے اور جنہوں نے اول حکم میں سجدہ کیا ثانی میں نہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور کافر مریں گے نعوذباللہ من ذلک اور جس نے ثانی حکم میں سجدہ کیا اور اول میں نہ کیا وہ کافر پیدا ہو گا اور مومن مرے گا۔ ھٰؤُلَآءِ فِی الْجَنَّةِ وَلَآ اُبَالِیْ وَھٰؤُلَآءِ فِی النَّارِ وَلَآ اُبَالِیْ ترجمہ: حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم جو لوگ تیری داہنی طرف ہیں سب بہشتی ہیں اس کی مجھے کچھ پرواہ نہیں اور جو کہ بائیں طرف کھڑے ہیں وہ دوزخی ہیں مجھے کچھ پروا نہیں اے آدم نہ ان کی اطاعت سے مجھے کچھ فائدہ ہے اور نہ ان کی معصیت سے کچھ ضرر' پس ایک فرشتے کو حکم کیا کہ عہد نامہ یعنی عہد کا جو حکم فرمایا اسکے سوا اور دین قبول نہیں' اور وہی فرشتہ اللہ کے حکم سے پتھر ہو گیا اور وہ پتھر خانہ کعبہ کے داہنے رکن میں رکھا گیا ہے اب اس کو حجرالاسود کہتے ہیں اور سب حاجی اس کو بوسہ دیتے ہیں پھر روز قیامت میں وہی پتھر فرشتہ ہو گا۔

جس صورت پر وہ پہلے تھا اور ہر ایک کا عہد نامہ کھولا جائے گا جو شخص اپنے عہد پر قائم ہو گا اس کو جنت ملے گی اور جو برخلاف ہو گا وہ دوزخی ہو گا اور حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے ساتھ روز میثاق میں کہا۔ قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے اقرار کیا جو کچھ میں نے تم کو دی ہے کتاب اور حکمت پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتادے تمہارے پاس آنے والے کو تو اس پر ایمان لاؤ

گے اور اس کی مدد کرو گے حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ سب بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تم سب گواہ رہو رسالت پر ایک دوسرے کے میں بھی گواہ ہوں تمہارا پھر فرمایا اے آدم علیہ السلام تم شیث علیہ السلام پر گواہ رہو اے شیث تم ادریس علیہ السلام پر گواہ رہو اے ادریس علیہ السلام تم نوح علیہ السلام پر اور اے نوح علیہ السلام تم ابراہیم علیہ السلام پر اے ابراہیم علیہ السلام تم اسماعیل علیہ السلام پر اے اسماعیل علیہ السلام تم اسحاق علیہ السلام پر گواہ رہو اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور فرمایا اے پیغمبر تم سب رسالت پر پیغمبر آخر الزمانؐ کے گواہ رہو۔ اور اپنی قوم کو وصیت کیجیئو کہ ان کی رسالت پر ایمان لاویں اور نصرت دیویں' اللہ تعالیٰ نے اقرار لیا نبیوں کے مقدمے میں بنی اسرائیل سے فائدہ یہود مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ بندگی کرو اپنے رب کی' ہم تو پہلے ہی سے بندگی کرتے ہیں اس کی مگر وہ چاہتا ہے میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنائے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لائے پھر کیوں ان کو یہ بات سکھائے مگر تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی جیسا کہ کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں ہے اب میری صحبت سے پھر وہی کمال حاصل کرو۔

حضرت شیث علیہ السلام

جب حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی مصیبت میں بے قرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو ان کے خاطر غمگین کی تسلی کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تیرے تئیں ایک فرزند رشید عنایت کرے گا کہ اس کی نسل سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار بنی آدم کا پیدا ہو گا۔ چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ سال بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ حسن صورت میں اور خوبی سیرت میں مشابہ حضرت آدم علیہ السلام کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدم علیہ السلام کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے قبل وفات کے ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو' اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو میری ہڈیوں کو کشتی میں رکھوائیو جو غرق ہونے سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ اس طرح سے عمل میں لاویں' اور حضرت شیث علیہ السلام اکثر اوقات حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے احوال بہشت لذت کے ساتھ سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے اسی واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے تجرد خلق سے اور انس حق سے خلیفہ کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات وظائف اور طاعات میں مشغول رہتے تھے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب و اخلاق ہمیشہ ان کے مدنظر رہتا تھا اور حضرت شیث علیہ السلام کے زمانے میں بنی آدم علیہ السلام دو قسم کے تھے بعض تابعات حضرت شیث علیہ السلام کی کرتے تھے اور بعض قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھے۔ اور

حضرت شیث علیہ السلام کی نصیحت سے بعض تو راہ راست پر آئے اور بعض بدستور نافرمانی پر قائم رہے۔ جب سو بارہ برس ان کی عمر کے گزرے تو روح جسم مبارک سے پرواز کرکے عرش معلٰی کو پہنچی اور حضرت شیث علیہ السلام کی بعض نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں' اول تو خدا کو پہچاننا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا' چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا اور ان کی خدمت کرنا' پانچواں صلہ رحمی یعنی اپنائیت کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا' چھٹے غصے کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا اور رحم کرنا آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا نویں شکر الٰہی کا ذکر کرنا۔

حضرت ادریس علیہ السلام

وجہ نام ادریس کی یہ ہے کہ پڑھانے کی کثرت کے سبب سے لقب آپ کا ادریس ہوا۔ اور علم نجوم آپ کے معجزات میں سے ہے وہ زمین پر عبادت کرتے ان کو فرشتے سب آسمان پر لے جاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ترجمہ: اور یاد کر کتاب میں ادریسؑ کو کہ وہ تھا سچا نبی ہر روز پیراہن سیتے تھے ہردم سینے میں تسبیح پڑھتے تھے اور وہ اجرت سلائی کی کسی سے نہ لیتے۔ ایک روز ذکر ہے کہ وہ اپنے کام سے فراغت پاکر بیٹھے تھے کہ اسی وقت ملک الموت بہ آرزوئے تمام امر الٰہی سے آدمی کی صورت بن کر مہمان کے طور پر رات کو حضرت ادریس علیہ السلام کے دروازے پر آپہنچے۔ آنحضرتؑ صائم الدہر تھے جب شام ہوتی افطار کرتے وقت کھانا آپ کا بہشت سے آتا جس قدر چاہتے کھا لیتے باقی کھانا پھر بہشت میں چلا جاتا اور اس دن کا کھانا جب بہشت سے آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے وہ کھانا اس مسافر کو پیش کر دیا مسافر نے کچھ نہ کھایا قدم پر قدم رکھ کر عبادت کرتا رہا۔ حضرت ادریس علیہ السلام ان کا یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے کہ یہ کون شخص ہے۔ جب روز روشن ہوا حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے مسافر تو میرے ساتھ چل کہ خدا کی قدرت صحرا میں جاکر دیکھو تب دونوں بزرگ گھر سے میدان کی طرف نکلے' جاتے جاتے ایک گیہوں کے کھیت میں جا پہنچے حضرت ملک الموت نے کہا چلو اس کھیت سے چند خوشے گیہوں کے لے کر ہم تم مل کر کھائیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ عجب ہے کہ تو نے شب گذشتہ کو کھانا حلال نہ کھایا اب حرام کھانا چاہتا ہے پھر وہاں سے دونوں بزرگ ایک دوسرے باغ میں جا پہنچے اور وہاں بھی انگور دیکھ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کھانے کا قصد کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ تصرف ملک غیر میں حرام ہے پھر جاتے جاتے ایک بکری دیکھ کر عزرائیل علیہ السلام نے کھانے کا ارادہ کیا پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ بیگانی بکری کو ذبح کرکے کھانا ممنوع ہے۔ اسی طرح تین روز تک دونوں باہم گفتگو کرتے رہے۔ جبکہ ادریس علیہ السلام نے معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہے اور بنی آدم سے معلوم نہیں ہوتا تب حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے واسطے ظاہر تو کرو کہ تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا کہ میں عزرائیل علیہ السلام ہوں۔ تب حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی کیا سب مخلوقات کی جان تم ہی قبض کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا شائد کہ تم میری جان قبض کرنے کے لیے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو تمہارے ساتھ خوش طبعی کرنے آیا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ آج تین دن سے تو میرے ساتھ ہے اس عرصے میں بھی تو نے کسی کی جان قبض کی ہے وہ بولے قَالَ كُلُّهَا بَيْنَ يَدَيَّ كَاَنَّمَا بِيَدَيْكَ خُبْزٌ ترجمہ: فرشتے نے کہا کہ کل جان قبض کرنا ہمارے ہاتھ میں ایسا ہے جیسا کہ تمہارے دونوں ہاتھ کے نیچے روٹی رکھی ہوئی ہے یعنی جس کی اجل آتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں ہاتھ بڑھا کر اس کی جان قبض کر لیتا ہوں اور بولا اے حضرت ادریس علیہ السلام میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رشتہ برادری کا کروں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ رشتہ برادری کا تب کرونگا کہ تلخی جان کی ایک بارگی تو مجھ کو چھکا دے تاکہ خوف اور عبرت مجھے زیادہ ہو۔ اور پھر عبادت اپنے خالق کی زیادہ کروں۔ ملک الموت نے کہا کہ بے رضا الٰہی کسی کی جان قبض نہیں کر سکتا ہوں' تب حضرت ادریس علیہ السلام نے خداوند قدوس کی درگاہ میں عرض کی حکم ہوا کہ جان حضرت ادریس علیہ السلام کی قبض کر انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کی جان قبض کر لی۔ پھر ملک الموت نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور حضرت ادریس علیہ السلام نے اٹھ کر ملک الموت کو اپنی گود میں لے لیا۔ دونوں نے آپس میں رشتہ برادری کا لگایا۔ پھر ملک الموت نے ان سے پوچھا اے بھائی تلخی جان کنی کی کیسی تھی وہ بولے کہ جیسی کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں تک کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت نے کہا اے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے ایسا کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا اے بھائی مجھے دوزخ دیکھنے کا شوق ہے تو مجھ کو اس کے دروازے تک لے چل تا.. کہ اس کے دیکھنے سے خوف الٰہی زیادہ ہو اور میں پھر عبادت اور بندگی زیادہ کروں۔ تب ملک الموت نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کو سات طبق دوزخ کے دکھائے پھر حضرت ادریس علیہ السلام بولے اے بھائی مجھ کو بہشت دیکھنے کی آرزو ہے کہ اسے دیکھ کر خوشی حاصل کروں گا اور عبادت زیادہ کروں گا۔ پھر ان کو بہشت کے دروازے پر لے گئے اور انہوں نے بہشت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے پھر کہنے لگے ای بھائی میں تلخی جان کنی کی چکھ چکا ہوں اور دوزخ بھی دیکھی۔ مگر جگر میرا مارے پیاس کے جل گیا۔ اجازت ہو تو بہشت میں جاکر ایک پیالہ پیوں تب اس نے کہا تم وہاں سے واپس آنے کا عہد کرو۔ بوجہ شدید پیاس کے حضرت ادریس علیہ السلام نے واپس آنے کا عہد کیا کہ میں واپس آجاؤں گا۔ اور بحکم الٰہی اپنی نعلین درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر بہشت میں داخل ہو

گئے۔ کیونکہ عہد باہر آنے کا کیا تھا اور نعلین کو بھی درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ آئے تھے بہشت سے باہر نکل کر اپنی نعلین کو لے کر بہشت میں جا کر درخت پر جا بیٹھے۔

کچھ دیر کے بعد ملک الموت نے انکو آواز دی کہ اے نعائی تا خیر مت کرو اس کے جواب میں حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مشفق جبار عالم فرماتا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ترجمہ: ہر جی کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اب تو میں مزا جان کنی کا چکھ چکا ہوں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور نہیں کوئی تم سے جو نہ پہنچے گا۔ اس میں سو میں دوزخ میں بھی پہنچ چکا ہوں اور یہی جلیل جبار فرماتا ہے لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ترجمہ: نہ پہنچے گی وہاں ان کو کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا یعنی جو بہشت میں گیا پھر وہ باہر واپس نہ آویگا۔ اے بھائی میں اب ہرگز باہر نہیں آنے کا درگاہ باری سے آواز آئی اے عزرائیل تو حضرت ادریس علیہ السلام کو چھوڑ کر چلا جا میں نے ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا حضرت ادریس علیہ السلام موت کا مزہ چکھ کر اور دوزخ بھی دیکھ کر جنت میں جا رہے ہے تب عزرائیل علیہ السلام بولے اِنَّ الْجَنَّةَ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ حَتّٰى يَدْخُلَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ ترجمہ: بہشت حرام ہے انبیاء پر جب تک کہ خاتم الانبیاء داخل نہ ہوں۔ بہشت میں پھر آواز آئی اے عزرائیل میں بہشت کو دریغ نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اول بہشت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے۔ بعدہ سب امت ان کی' اور قول دوسرا یہ ہے کہ طواف کرنے والے سب طواف کرتے رہیں۔ بہشت میں اور حق تعالیٰ نے فرمایا وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ترجمہ: اور اٹھا لیا ہم نے اس کو اونچے مکان پر پس بہشت میں حضرت ادریس تو جا رہے اور ان کے فرزند سب فراق سے شب و روز گریہ و زاری میں تھے ایک روز ابلیس لعین ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم مت رویا کرو۔ میں تمہارے باپ کی سی ایک صورت بنا دیتا ہوں تم اس کو شب و روز دیکھا کرو اور پوجو۔ اس سے تمہارا سب درد دکھ اور غم جاتا رہے گا اور تم سب خوش رہو گے۔ ابلیس علیہ اللعنۃ نے ایک ایسی صورت بنائی کہ ان کی شکل میں اور اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ صرف اتنا ہی فرق تھا کہ یہ صورت بات نہ کرتی تھی اور وہ لوگ اس صورت کو پوجا کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بت پرستی تمام عالم میں پھیل گئی' مشرق سے مغرب تک یہ رواج جاری رہا کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو نہ جانتا تھا۔ علم و عمل ان میں مفقود تھا۔ بعدہ خدائے تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان پر پیغمبر بنا کر بھیجا تا.. کہ ان کو راہ ہدایت کی بتا دیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کا شکر تھا۔ بعدہ نوح نام ہوا۔ اس واسطے کہ وہ اپنی قوم پر بہت نوحہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ترجمہ: اور بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس پس رہے وہ اپنی قوم کے پاس ساڑھے نو سو برس اور اس مدت میں چالیس مرد اور چالیس عورتوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ امر الٰہی سے حضرت نوح علیہ السلام ہر روز پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف خلق اللہ کو دعوت الحق دیتے اور پکار کر کہتے لا الہ الا اللہ و انا رسول اللہ اور ان کی آواز خدا کے حکم سے مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی اس وقت کے مردود لوگ اس کلمہ کی آواز سن کر انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے اور بعض ملعون کپڑوں سے اپنے منہ کو چھپا لیتے اور بعض کافر یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور چپکے ہو رہتے۔ جب کہ وہ ان مردودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تو وہ کافر سب کے سب بے ادبی سے حضرت نوحؑ پر ہاتھ چلاتے اور مارتے مارتے بیہوش کر دیتے اور جب وہ ہوش میں آتے تو پھر پکار کر بولتے اے لوگو! تم کہو خدا وحدہ لا شریک ہے اور نوح اس کا برحق رسول ہے اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے گلے میں کافروں نے رسی ڈال کر کھینچا تو اس کے صدمے اور تکلف سے حضرت نوح علیہ السلام تین روز شدید بیقرار رہے پھر بھی دعوت الی اللہ میں برابر لگے رہے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی اور اللہ کے واسطے تکلیفیں اٹھا کر خلق اللہ کو دعوت دیا کرتے یہاں تک کہ طوفان کی نوبت آ پہنچی اور حضرت نوح نے کہا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ترجمہ: اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے بلاتا رہا میں اپنی قوم کو رات و دن مگر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور ہر روز مجھ پر سوائے ظلم و ستم کے کچھ نہیں کرتے اور مجھے ناسزا کہتے ہیں۔

اور ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی تو کافروں نے آکر حضرت نوح علیہ السلام کو ایسا مارا کہ تمام کپڑے لہو لہان ہو گئے۔ تب ان کی بیوی جو کہ کافرہ تھیں کہنے لگیں کہ اے قوم! حضرت نوح علیہ السلام دیوانہ ہوئے ہیں تم اتنا مت مارو جو وہ کہتا ہے اپنے دیوانے پن سے کہتا ہے اور وہ کچھ نہیں جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی بیوی سے جب یہ باتیں بے ادبی کی سنیں تب حضرت نوح علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ کیا اور رو کر کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ترجمہ: پھر اس نے پکارا اپنے رب کو کہ گھر گیا ہوں کافروں میں اور تو میرا بدلہ ان سے لے فی الفور جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے نوح تو دعا کر تیری دعا خدا کی درگاہ میں مستجاب ہے یہ قوم کفار تم پر ہرگز ایمان نہ لاوے گی اور تم اس درخت کو لگاؤ۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جبرائیل نے ایک شاخ درخت بہشت سے لا کر دی۔ حضرت نوحؑ نے اس شاخ کو زمین پر لگایا جب چالیس برس گزرے وہ درخت کس قدر بڑا ہوا کہ چھ سو گز لمبا اور چار سو گز موٹا چوڑا ہو گیا اور اس چالیس برس کے اندر تمام بیویاں ان

کافروں کی بانجھ تھیں اور نسلیں ان کی منقطع اور باقی عذاب الٰہی سے معذوب ہوئیں۔ سبب اس کا یہ ؟ کہ وہ اپنے بیٹوں کو نوح علیہ السلام کے پاس لے جا کر بولیں کہ اے لڑکو! تم اس کو دشمن جانو اور اس کی بات مانو اس کو ہمیشہ ذلیل و خوار سمجھو کہ وہ دیوانہ ہے حضرت نوحؑ نے جب یہ وصیتیں ان سے سنیں تب ا لوگوں سے ناامید ہو کر درگاہ الٰہی میں زاری کی۔ اور کہا وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِ دَيَّارًا ترجمہ: اور کہا نوح نے اے رب میرے اب نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر بھی بسنے والا۔ نسل کافروں کی باقی نہ رہے زمین پر' تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نوح علیہ السلام اس درخ سے تو ایک کشتی بنا نوح علیہ السلام نے کہا کس طرح بناؤں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تو اس درخت کو کاٹ اور چ کر تختے بنا میں تجھے بتاؤں گا۔ نوح علیہ السلام نے اس درخت کو کاٹا اور چیر کر تختے بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے فر وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ ۔ ہمارے روبرو ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ بول۔ یہ تو بیشک غرق ہوں گے۔ اس درخت کے تختوں سے کشتی بنا اور شاخوں سے اس کی میخیں لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب تعل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے درودگری سیکھ کر اس درخت کے تختے بنائے پہلے تختے پر نام آدم کا اور دوسر تختے پر نام شیث علیہ السلام کا اور تیسرے تختے پر نام ادریس علیہ السلام کا اور چوتھے تختے پر نام نوح علیہ السلام کا اور پانچو تختے پر نام موسیٰ علیہ السلام کا اور چھٹے تختے پر نام صالح علیہ السلام کا اور ساتویں تختے پر نام ابراہیم علیہ السلام کا اور اسی طر ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے نام سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نکالے یعنی ہر تختہ پر ایک ایک پیغمبر نام لکھا تھا اور آخری تختے پر نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ جو خاتم الانبیاء ہیں حضرت نوح علیہ ال نے جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم سے کشتی بنائی۔ طول اس کشتی کا ایک ہزار گز اور عرض اس کا چار سو گز تھا۔ جب کشتی تیار ہوئی تو اس کشتی کو دیکھ کر کافر لوگ بہت ہنسے اور افسوس کرنے لگے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فر وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَ تَسْخَرُونَ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ترجمہ: اور نوح علیہ السلام کشت بناتے تھے اور جب اس قوم کے سردار اس پر سے گزرے تو ہنسی کرتے اس پر نوح علیہ السلام نے ان سے کہا ا اگر تم ہنسی کرتے ہو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر جیسے تم ہنستے ہو اور اب آگے جان لو گے کہ کس پر عذاب آ ہے عذاب رسوا کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا۔ یہ فائدہ تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ کافر ہنستے تھے کہ خشک زمیں میں غرق ہونے کا بچاؤ کرتا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام اس چیز پر ہنستے تھے کہ دیکھو ان کے سر پر موت کھڑی ہے اور یہ لوگ ہنستے ہیں' غرض کشتی تیار ہو گئی اور اس میں چار تختے کم ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں چار تختے ا

کے چار دوست کے نام سے ان کے نام یہ ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ دوسرے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ تیسرے عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے نام سے لگانا چاہیے تو پھر کشتی تمہاری اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گی اور نجات پائے گی۔ اور جس مومن کے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے چار یار کی محبت ہو گی وہ آتش دوزخ سے نجات پائے گا اور فرمایا اے نوح علیہ السلام دریائے نیل میں ایک درخت ہے کسی کو بھیج کر وہاں سے منگوا کر اس سے چار تختے بنام چار یاروں کے نکال کر اس میں لگا دو۔ تب نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا انہوں نے نہ مانا اور بولے کہ عوج بن عنق کو بھیج دو کہ وہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی راہ بھی خوب جانتا ہے۔ اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے عوج بن عنق کو بلوایا اور کہا کہ تو فلانے درخت کو دریائے نیل سے لائے گا تو میں تجھ کو کھلا کر آسودہ کروں گا۔ عوج بن عنق نے کہا تم میرے ساتھ عہد کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے عہد کر لیا۔ پس عوج بن عنق نے جا کر اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر لا دیا۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے تین روٹیاں جو کی نکال کر اسے کھانے کو دیں۔ عوج بن عنق انہیں دیکھ کر ہنس دیا اور کہا اے حضرت نوح علیہ السلام میں بارہ ہزار روٹیاں ایک وقت میں کھا لیتا ہوں اور میں اپنے کھانے کا کیا حساب دوں یہ تین قرص جو سے مجھے کیا ہو گا۔ اور ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ عوج بن عنق عمر بھر اکل و شرب سے کبھی بھی سیر نہ ہو سکا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو شکم سیری چاہتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا۔ تب اس نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کیا۔ چنانچہ اس نے دوسری روٹی کھانی شروع کی تھی اور لقمے بنا ہی رہا تھا کہ اس کو اب کھانے کی حاجت نہیں رہی اس میں اس کو شکم سیری ہو گئی۔ بعدہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس درخت سے چار تختے نکال اول بنام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور دوسرا تختہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اور تیسرا تختہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا۔ اور چوتھا تختہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے نام سے لگائے۔ اور ان چاروں تختوں کے لگانے سے کشتی تیار ہو گئی بعدہ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علیہ السلام تو بیت المعمور کی زیارت کر لے اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا جب وہ زیارت کر کے آئے تب اس کو فرشتوں نے آسمان چہارم پر اٹھا لیا۔ بعدہ ترتیب اور نظام کشتی کا کرنے لگے اس میں سات طبقے تھے اول طبقے میں تابوت آدم علیہ السلام اور دوسرے میں حضرت نوح علیہ السلام مومنوں کے ساتھ تھے اور تیسرے طبقے میں پرندے اور چوتھے طبقے میں درندے اور پانچویں طبقے میں چرندے اور چھٹے طبقے میں ہر جنس کی چیزیں اور ساتویں طبقے میں اور میوے سب رکھے تھے۔

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علامت طوفان کی یہ ہے کہ تمہارے گھر کے تنور سے گرم پانی ابلے گا۔ تب ایک روز ان کی بیوی روٹی پکاتی تھی تنور سے گرم پانی ابل پڑا جلدی سے ان کی بیوی

نے ان کو خبر دی مصداق اس آیت کے۔ قولہ تعالیٰ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ترجمہ: یہاں تک پہنچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے۔ کہا ہم نے چڑھا لو اس میں ہر قسم کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگوں کو جس پر کہ پہلے پڑ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور نہیں ایمان لائے تھے مگر تھوڑے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح ایک ایک جوڑا ہر جانور کا کشتی میں رکھ لو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ کوئی جا... مشرق میں تو کوئی مغرب میں ہیں کیونکر ان سب کو اکٹھا کروں گا۔ پس خدا کے حکم سے جس کی نسل ر... مقدر تھی اس جانور کو کشتی میں رکھ لیا اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی تھی یعنی بیٹا اور اس کی ڈوبی اور صرف تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلقت ہے اور تنور بھی حضرت نوح علیہ السلام کے گھر میں تھا حقیقت میں طوفان کا نشان بنا رکھا تھا کہ جب اس تنور سے گرم پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جانا اور

فائدہ مترجم نے بحوالہ تفسیر لکھا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ کشتی میں تین طبقے تھے۔ اول طبقے پرندے اور دوسرے طبقے میں نوح معہ اپنے تمام مومنین کے اور تیسرے طبقے میں چارپائے اور فرزند کے نام ان کے یہ ہیں سام حام یافث سب کے سب کشتی میں سوار تھے اور ایک بیٹا ان کا کنعان مارے غر... کے جدا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور کہا میں ہرگز تیری کشتی میں سوار نہ ہوں گا۔ ہرچند حضرت نے اس کو پکا... کہ اے کنعان تو بے کشتی ہلاک ہو جائے گا ہمارے ساتھ کشتی میں بیٹھ جا مصداق اس آیت کے قو... تعالیٰ وَنَادٰی نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ترجمہ: اور پکارا نوح علیہ... نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے' اے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکروں کے اس نے جواب دیا قولہ قال سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ترجمہ: اور کنعان نے کہا کہ میں کسی پہاڑ چڑھ جاؤں گا اور وہ پہاڑ مجھے پانی کے سیلاب سے بچا لے گا و حضرت نوح علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ قال عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ترجمہ: کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن سے اللہ تعالیٰ کے حکم سوا مگر جس پر وہ رحم کرے اور فرمایا اے بیٹے آج کوئی باقی نہ رہے گا عذاب الٰہی سے سب غرق ہو جائ... گے مگر وہ شخص کہ خدا ان پر رحم کرے اور وہ مومن ہو اور ماہ رجب کی وہ تاریخ تھی کہ پانی ابلنا شروع ہ... تھا و فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَی الْمَآءُ عَلٰٓی اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ترجمہ: ہم نے کھول دیئے دہانے پانی کے ریلے سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہرا... آسمان سے گرم پانی برسا اور زمین سے سرد ابلا یہاں تک کہ پہاڑوں کے اوپر چالیس گز پانی بلند ہوا تھا۔ ا... جس پہاڑ پر حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا اس پر بھی پانی جا پہنچا یہ کیفیت دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کو شفقت پدری دل میں عود کر آئی کہ وہ کچھ دیر میں مارا جائے گا۔ تب آپ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور ا...

تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ اے میرے رب تو نے وعدہ کیا تھا میرے ساتھ کہ تمہارے اہل بیت کو ہلاک اور غرق نہ کروں گا۔ اب یہ میرا بیٹا کنعان مارا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ترجمہ: اور پکارا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو۔ بولے اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں سے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے فائدہ یعنی ایک عورت تو ہلاک ہو چکی اب تو چاہے تو بیٹے کو ہلاک کرے یا اس کو نجات دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قال یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح علیہ السلام وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اور اس کے کام بالکل ناکارہ ہیں اور ایمان بھی اس کا تمہارے ایمان کے موافق نہیں ہے' پس کچھ دیر میں ایک موج پانی کی آئی اور اس نے کنعان کو پانی میں غرق کر دیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح علیہ السلام تم کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنی زبان سے اس کو پڑھو قولہ تعالیٰ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ترجمہ: اور بولا سوار ہو اس پر اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ بہتی رہی پانی کی لہروں میں مثل پہاڑ کے' یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں ہو گئی اور بول براز سے آدمیوں کے کشتی بہت غلیظ ہو گئی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے الہام الٰہی سے ہاتھی کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ قدرت الٰہی سے دو خوک کی ناک سے پیدا ہوئے اور انہوں نے سب غلاظت کشتی کی صاف کی اور ابلیس علیہ اللعنۃ نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس کی ناک سے دو چوہے پیدا ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے شیطان لعین تجھے اس کشتی پر کون لایا۔ شیطان ملعون بولا اس وقت کہ تو نے خنزیر کو ملعون کہا اور میں جانتا تھا کہ تم مجھے کو ملعون کہو گے لہٰذا میں خنزیر کے ذریعے سے کشتی میں آیا ہوں چنانچہ چوہے جب کشتی میں سوراخ کرنے لگے۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ تو شیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیر۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے شیر کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرا تو دو بلیاں اس کی ناک سے پیدا ہوئیں اور ان بلیوں نے سب چوہے کشتی کے کھا لیے اور اسی دن سے بلی دشمن ہوئی چوہے کی۔ حضرت نوح علیہ السلام ماہ رجب کی دوسری تاریخ سے عشرہ محرم الحرام تک تقریباً چھ ماہ آٹھ دن کشتی پر ہی رہے۔ بعدہ جناب باری سے ندا آئی قولہ تعالیٰ وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ اور حکم ہوا کہ دور ہو قوم سے جو بے انصاف ہے۔ فائدہ چالیس دن برابر پانی آسمان سے برستا رہا اور

اسی طرح چالیس روز تک پانی زمین سے ہر وقت ابلتا رہا- پھر چھ مہینے کے بعد پہاڑوں کے سر کھلے اور کشتی ٹھہری ہوئی تھی جو دی پہاڑ پر اور یہ پہاڑ ملک شام میں ہے- پھر جب بارش موقوف ہوئی اور زمین خشک گئی اور اتنی خشک ہو گئی کہ ایک قطرہ بھی پانی کا زمین پر نہ رہا- اور جب پانی خشک ہو رہا تھا تو کشتی نوح علیہ السلام اس دن زمین حجاز میں تقریباً ستر مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر کے ملک شام کی طرف نکل گئی اور جو دی پہاڑ ساکن ہو گئی اور پھر اس کے بعد جہاں کہیں پہاڑ تھے وہ سب دکھائی دینے لگے- حضرت نوح علیہ السلام نے ک پرندے کو زمین پر بھیجا تا.. کہ وہ خبر لائے کہ زمین پر کس قدر پانی ہے- وہ پرندہ جو حضرت نوح علیہ السلام نے بھ تھا وہ زمین پر جا کر دانہ چگنے میں مشغول ہو گیا اور پھر وہ واپس نہ آیا اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے اڑ سے معذور کر دیا- پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتر کو بھیجا وہ زمین پر جا بیٹھا اور کچھ سرخی تر ا پاؤں پر لگا کر کشتی پر آیا- تب حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتر کے حال پر دعا فرمائی کہ پوری مخلوق اس کو پیار نگاہ سے دیکھے اور اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے سات راہیں پانی کی بنا دیں اور سا دریا روئے زمین پر جاری ہوئے- تب سارا پانی جو کچھ زمین میں باقی تھا وہ دریاؤں میں جا گرا اور اس علاوہ جو کچھ تھوڑا بہت رہ گیا وہ تمام کا تمام خشک ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے باہر نکل کر ا جانور کو بھیجا وہ زمین پر گیا وہ بسبب پانی نہ ہونے کے ٹھہر نہ سکا پھر واپس آیا- تب حضرت نوح علیہ السلام نے کے لیے دعا فرمائی اور اپنی تمام قوم کو کشتی پر سے اتار لیا- اس وقت حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے نوح علیہ جتنے تخم اور جڑیں ہیں یہ سب زمین پر بو دے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو تمام قسم کی جڑیں اور تخم مل لیکن انگور کی جڑ نہ ملی تب جناب باری میں عرض کی- آواز آئی کہ اسے ابلیس لعین نے چرا لیا ہے- حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو نے انگور کی جڑ چرالی ہے اس کو لا کر دو شیطان نے انکار کیا حضر نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تو نے ہی اس جڑ کو چرایا ہے- تب شیطان نے کہا میں لا دوں گا- حضرت نوح علیہ السلام نے قبول کر لیا- پھر کچھ ہی دیر میں اس نے لا کر حضرت نوح علیہ السلام کے سا پیش کر دی اور اس نے ایک شرط بھی کی کہ جب تم بو دو گے تو اس کی جڑ میں ایک بار تم پانی دو گے تین بار ہم پانی دیں گے- یہ بھی حضرت نوح علیہ السلام نے قبول کر لیا پھر انگور کو زمین میں بو دیا اور بموجب ا کے اپنے عمل میں لائے-

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی جڑ میں ایک دفعہ پانی دیا اور شیطان لعین نے تین دفعہ لومڑی اور شیر اور سور ان تینوں جانوروں کو مار کر خون ان کا اس کی جڑ میں دیا- اور جو شیرینی کہ انگور ہے وہ تو حضرت نوح علیہ السلام کے پانی دینے کی وجہ سے ہے اور اس سے جو شراب بنتی ہے وہ ابلیس لعین پانی دینے کی وجہ سے ہے' اسی واسطے شرابیوں کا مزاج پہلے لومڑی کے مزاج جیسا ہوتا ہے اور پھر اس

بعد شیر جیسا ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد سور جیسا ہو جاتا ہے کیونکہ نشے کی حالت میں وہ شرابی کسی کو دیکھتا سمجھتا اور کچھ سنتا سناتا بھی نہیں اور یہ قاعدہ تقریباً کلیتہ ہے کہ ہر شے میں تاثیر اصل کی ضرور ہوتی ہے- بمصداق كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ اور یہ سب شیطان کے فعل سے ہے اور ابلیس نے کہا اے شیخ الانبیاء تیرا احسان مجھ پر بہت ہے مجھ سے تو کچھ مانگ لے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا- اے ملعون تو ہمارے کس گناہ سے خوش ہوا ہے بولا تو نے گناہ نہیں کیا تو نے تو ہزاروں کافروں کو خدا کی درگاہ میں دعا کر کے ہلاک کرا دیا وہ سب دوزخ میں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے- حضرت نوح علیہ السلام اس بات کو سن کر ترس کھا کر سو برس تک روتے رہے- ایک روز حضرت نوح علیہ السلام نے پوچھا کہ اے معلون کون سا فعل ہے کہ جس کے کرنے سے اولاد آدم دوزخ میں جائے گی وہ بولا کہ چار چیزیں ہیں اور وہ یہ ہیں- حسد' حرص و تکبر' بخل' حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی شرح اس سے پوچھی- اس نے بیان کیا کہ میں نے ستر ہزار سال خدائے عزوجل کو سجدہ کیا اور اس کی عبادت بجا لایا- جب آدم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے بنایا اور ان کو سجدہ کرنے کے لئے سب فرشتوں کو حکم دیا- سب فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا تو میں نے حسد کیا اس لیے میں سزاوار لعنت کا ہوا اور دوسری یہ ہے کہ پھر حق تعالیٰ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا اس وقت پھر میں نے تکبر کیا اور کہا میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے آدم علیہ السلام کو بنایا خاک سے اور مجھ کو بنایا نار سے اس لیے حق تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے مردود کیا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ حرص ہوئی آدم علیہ السلام کو گیہوں کھانے کی کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا تا.. کہ وہ ہمیشہ بہشت میں رہیں اور میں نے ان کو گیہوں کھلایا- اس لیے وہ بہشت سے نکالے گئے اور یہاں گرفتار ہوئے' اور چوتھے بخل ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بخیلوں پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور وہ ہرگز جنت میں نہ جائیں گے- ابلیس لعین جب یہ ماجرا حضرت نوح علیہ السلام کو سنا کر چلا گیا- بعدہ آنحضرت پر جناب باری سے حکم ہوا- اے نوح علیہ السلام کشتی کی لکڑی سے تو ایک مسجد بنا- تب انہوں نے جو دی پہاڑ پر ایک مسجد بنائی اور وہاں بستی بن گئی اور نام اس بستی کا ثمانین رکھا- ثمانین اس کے معنی ہیں اسی آدمی مومن اور مومنہ' حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ وہاں رہتے تھے اور اس کے چند روز کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے وفات پائی- پھر اولاد ان کی سام' حام اور یافث باقی رہی- چنانچہ یہ پوری مخلوقات ان تینوں کی نسل سے ہیں- اہل عرب و عجم سام کی اولاد ہیں اور اہل حبش حام کی اولاد سے ہیں اور اہل ترکستان یافث کی اولاد سے ہیں اور مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک روز سو گئے تھے ان سے کپڑا ستر کا الگ ہو گیا تھا- اور حام کی نظر اس پر پڑی وہ ہنس کر چپکا ہو رہا اور سام کی نظر جب پڑی تو اس نے کپڑا اڑھا دیا-

جب نوح علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو ان دونوں کا ماجرا سنا اور حضرت نوح علیہ السلام نے سام کو

دعائیں دیں اس واسطے ان کی اولاد پیغمبر ہوئی اور حام کو بد دعا دی اسی وجہ سے ان کا منہ سیاہ ہوا اور
بھی اس کی سیاہ رہی اور بعض نے کہا ہے کہ حام نے سام کو دعا دی تھی اس لیے اولاد ان کی پیغمبر ہوئی
مروی ہے کہ عمر نوح علیہ السلام کی چودہ سو برس کی تھی اور ایک دوسری روایت ہے کہ ایک ہزار بیس بر
تھی اور تیسری روایت میں ہے کہ ہزار برس کی تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ساڑھے نو سو بر
تھی اور غالبًا یہی صحیح ہے۔ سورہ عنکبوت میں مذکور ہے جب نوح علیہ السلام نے اس دار فانی سے رحلت فر
فرشتوں نے ان سے پوچھا اے شیخ الانبیاء دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو ایسا معلو
کہ ایک دروازے سے گھس کر دوسرے دروازے سے نکل آیا۔ بعدہ اولاد سام میں سے بعض نے
میں اور بعض نے یمن میں اور بعض حجاز و شام میں اور بعض نے مغرب میں جا کر شہر بسائے اور اولا
نے ہندوستان میں آکر شہروں کو آباد کیا اور اولاد یافث ترکستان میں جا کر سکونت پذیر ہوئی اور وہاں
سے شہر آباد کیے۔ چنانچہ سارا جہان ان تینوں ہی سے آباد ہوا۔ سب سے پہلے شیطان علیہ اللعنۃ
ہندوستان میں آکر لوگوں کو بت پرستی کی راہ بتائی۔ پھر اس کے بعد ترکستان جا کر لوگوں کو وہاں بھی بت
سکھائی۔ بعدہ ملک عرب میں جا کر وہاں کے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اور ایک بادشاہ جس کا نام اس ملک
میں جرہم تھا اور وہ قدو قامت میں چار سو گز بلند تھا۔ تمام ملک عرب اس کا مطیع و فرمانبردار۔ بعض
کہ حضر موت اسی کا نام تھا۔ اس نے وہاں مکانات و باغات اور نہریں بنائی تھیں۔ اور اس کی قوت و ش
میں اس کے برابر ملک عرب میں کوئی ثانی نہ تھا۔ تقریباً سات سو برس تک ان میں سے کوئی بھی مرا نہ
وہ سب موت کو بھول گئے تھے اور زمین ان سے آباد معمور تھی اور سب کے سب جاہل تھے کوئی بھ
علم نہ تھا اور تہذیب و تمدن سے بالکل نا آشنا تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان ان کے پاس آیا اور ا
لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو۔ ان لوگوں نے شیطان سے کہا کہ ہم لوگوں کو پ
علم نہیں ہے کہ کس معبود کی پرستش کریں یہ بات ان لوگوں کی سن کر شیطان نے کہا کہ میں تم کو بتا
کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔ تب شیطان علیہ اللعنۃ ان لوگوں میں سے چند کو۔
خطہ ہندوستان آیا اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کی پرستش کرتے ان لوگوں کو دکھائی اور ان کو پ
طور پر بت پرستی کی تلقین کی اور پورے طریقہ سے بت پرستی کا عادی بنایا اور وہ لوگ جو شیطان کے
ہندوستان آئے تے وہاں سے ان پانچ بتوں کو اٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے
تعالیٰ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ يَعُوْقَ وَنَسْرًا ترجمہ: اور بو۔
چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو یعنی ود کو اور نہ سواع اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو اور یہ سب
سب لوگ ان کو پوجنے لگے اور تمام عالم بت پرست ہو گیا۔

بیان حضرت ہود علیہ السلام کا

حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم دراز قد اور چوڑے جسم کی اور نہایت
دفناک تھی سب سے لمبا ان میں سو گز کا اور ٹھنگنا ساٹھ گز کا اور وہ سب کے سب بت پرستی کرتے تھے
ر خدا پرستی سے از حد بیزار تھے اور وہ سنگ کو تراش کے پہاڑوں میں اپنے مکان بناتے تھے اور اپنی تنگ
ظری اور سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے مگر ان میں سے ایک فرقہ ایمان نہیں لایا تھا اور وہ ان کافروں
کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب حضرت ہود کے پند و نصائح حد سے زیادہ ہوئے تو سب کافر حضرت
ود علیہ السلام کو ایذا دینے کے لیے آمادہ ہو گئے جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو اس
ت کی اطلاع دی تو حضرت ہود علیہ السلام نے جناب باری میں ان کفاروں کے واسطے بد دعا کی اس بد دعا کے نتیجہ
ں برسات موقوف ہو گئی اور زراعت سوکھ گئی اور تقریباً سات برس تک وہ کافر قحط کی بلا میں گرفتار
وئے اور بھوک و پیاس کے مارے اپنی زندگی سے بیزار ہوئے حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں سے بہت ہی
ففقت و محبت سے فرمایا کہ تم لوگ سب ایمان لے آؤ اور اپنے آپ کو دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش
سے بچاؤ اور یہ سب آفتیں تم کو جو پہنچ رہی ہیں وہ تمہارے کفر کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں اور بت پرست
دا کے نزدیک سب سے برا کام ہے اس سے بچو! جبکہ وہ لوگ ہمیشہ ہود علیہ السلام سے بڑی بے ادبی اور گستاخی
ے کہتے تھے کہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے بتوں کی پرستش نہ چھوڑیں گے اور اپنے دین باطل سے کبھی
نہ نہ موڑیں گے اور اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ جس پر کوئی بڑی مشکل آتی تھی وہ سخت مہم میں مبتلا ہو
جاتا تھا تو وہ حرم میں مکے جا کر التجا کرتا تھا اور جناب الٰہی میں نہایت عاجزی کرتا تھا لہٰذا اس کی دعا قبول ہوتی
تھی۔ ان دنوں ایک قوم مکے میں رہتی تھی اور اپنے تئیں شریف اور رئیس مکہ اور سردار مکہ کہتی تھی'
سب لوگ قوم کی ان بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو ان میں سے ستر رئیسوں نے مکہ جانے کا ارادہ کیا اور وہ
سب جانے کے واسطے تیار ہو گئے ساری قوم نے ان کو یہ وصیت کی کہ مکے میں جا کر دعاء استسقاء باران
رحمت مانگنے کی ہر شخص کوشش کرے۔ جب یہ لوگ اپنی مسافت منزلیں پوری کر کے مکہ پہنچے اور وہاں جا
کر معاویہ ابن بکر کے گھر میں اترے تو وہ ان سب لوگوں کے واسطے طعام و شراب کی ضیافتیں کرنے و
مجلس عیش و عشرت میں سنوانے لگے۔ تو یہ لوگ اپنی بھوک و پیاس کی مصیبت کو بھول گئے کہاں کی دعا اور
کہاں کا استسقاء وہ سب کے سب دن رات راگ و گانا سننے لگے۔ ادھر ساری قوم نے حضرت ہود علیہ
السلام سے کہا اے ہود ہم تیرے خدا کو ہرگز نہ مانیں گے اگر تو ہم کو ڈراتا ہے عذاب سے تو کم از کم ہم کو
اپنے خدا کو تو دکھا وہ کیسا ہے جو ہم پر عذاب لائے گا اور اگر تو نے ہم کو اپنے خدا کو نہ دکھایا تو پھر ہم تجھے

ضرور مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں سن کر حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے خدا کی درگاہ میں تضرع کی اور کہا
خدایا مجھے ان کے ظلم سے بچا کیونکہ مجھے ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں۔ شائد یہ لوگ مجھے مار ڈالیں
گے۔ اس قوم کے سردار کا نام عاد تھا' اس کے زمانے سے زمانہ طوفان تک سات سو برس گزرے تھے ا
قوت اس کی اس قدر تھی کہ اگر پتھر پر پاؤں مارتے تو اپنی زانو تک اس میں گھس جاتے لیکن سب
سب نافرمان تھے اور اپنی زبانوں سے یہ کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ترجمہ: یعنی کون ایسا ہے پردہ زمین پر
ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہو۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا ایک حدیث میں ہے کہ اے ہود وہ ستر آدمی
تجھ پر ایمان لائے ہیں ان کو اپنے ساتھ لے کر پہاڑ پر جا رہو۔ تب حضرت ہود ان کو لے کر پہاڑ پر چلے
اور کہا اے قوم اب تم کو ہوا ہلاک کرے گی۔ اور تم پر غضب الٰہی عنقریب آئے گا وہ بولے کون سی ا
ہوا ہے جو ہم پر غالب ہو گی۔ تب خدائے تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اپنی قوم سے ک
دو۔ قولہ تعالیٰ وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِ
قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ترجمہ: اے میری قوم اپنے گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور پھر اپنے کو رجو
کرو اسی کی طرف تا۔ کہ تم پر چھوڑ دے آسمان سے دھاریں اور زیادہ سے زیادہ تم کو دے اور نہ پھر جاؤ
گنہگار ہو کر کافروں نے کہا کہ ہم توبہ نہیں کریں گے اور نہ ہم تم کو اس کا رسول تسلیم کریں گے۔ پس ایک
قوم کو بھیجا کہ مکے میں جا کر پانی طلب کریں پس اس قوم میں سے چھ آدمی مکے کو گئے ان میں سے صرف
شخص مسلمان تھے لیکن دین اپنا چھپائے رکھتے تھے اور ان دونوں کا نام مزید اور لقیم تھا اور ان کے سردا
نام قیل تھا یہ ستر ہزار آدمی لے کر مکے کو گئے۔ مزید نے ان سے کہا کہ جب تک تم حضرت ہود علیہ السلام
ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تم پر باران کا برسنا موقوف رہے گا۔ یہ بات مزید کی سن کر سب نے ان کو جھٹلا
اس کے بعد مزید اور لقیم نے کہا یا الٰہی یہ لوگ تیری رحمت کے قائل نہیں ہیں۔ تو ہماری حاجتیں پوری ک
بارگاہ الٰہی سے آواز آئی۔ کہ کیا مانگتا ہے۔ مانگ مزید نے کہا یا الٰہی میں تاقیامت دنیا میں بھوکا نہ رہوں۔
ہوا کہ میں نے تیری یہ حاجت قبول کر لی بعدہ' لقیم نے کہا یا الٰہی سات دفعہ کی عمر مجھے عطا کر جس کی ع
چاہوں "بطناً" بعد بطن تین ہزار برس تک زندگانی کروں۔ حکم ہوا میں نے تجھے بخشی اور قیل نے کہا
خداوندا کوئی ہماری قوم میں بیمار نہیں ہوا کہ تجھ سے شفا چاہتا ہوں اور نہ کسی مشکل میں پڑا ہوں کہ
سے یاری مانگوں مگر پانی مانگتا ہوں واسطے قوم عاد کے۔ اتنے میں تین ساعت کے اندر ابر سیاہ و سفید و سر
پیدا ہوا اور آواز آئی کہ اے قیل ان تین میں سے جس کو چاہے اختیار کر۔ تب قیل نے دل میں سوچا کہ ا
سفید و سرخ میں پانی نہیں ہوتا مگر ابر سیاہ پانی سے خالی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے حکم ۔
ابر سیاہ ساتھ ساتھ اس کے منزل مقصود کو جا پہنچا۔

وہب ابن منبہ نے روایت کی ہے کہ ساتویں زمین پر ایک ہوا ہے اور اس کا نام ریح العقیم ہے اور
ستر ہزار زنجیروں سے اس کو باندھ رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر محافظ اور موکل ہیں جب قیامت کا دن
ہو گا وہ ہوا چھوڑ دی جائے گی اور وہ اتنی تیز ہو گی کہ پہاڑوں کو مانند ریزہ ابریشم کے اڑا دیگی اور آسمان گر
پڑیگا۔ اور اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے اور وہ روئی کے گالے کی مانند اڑتا پھرے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ
الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ترجمہ: پھر جب پھونکیں گے نرسنگھے میں ایک پھونک اور
اٹھائی جاوے گی زمین اور پہاڑ ٹیکے جاویں ایک چوٹ اس دن ہو پڑے گی ہو پڑنے والی اور پھٹ جاویگا
آسمان پھر اس دن وہ سست ہو گا۔ حکم ہوا کہ اے فرشتو! وہ ہوا قوم عاد پر کچھ دیر کے واسطے چھوڑ دو۔ تب
انہوں نے عرض کی کہ اے جبار عالم کس قدر چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ گائے کی ناک کے نتھنے کے انداز سے
چھوڑ دو۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ یارب العالمین اس مقدار سے تو سارا عالم ہی برباد ہو جائے۔ تب حکم
ہوا کہ سوئی کے ناکے کے سوراخ کے برابر چھوڑ دو جب انہوں نے تعمیل خدا کو بجالاتے ہوئے اس ہوا کو
سوئی کے سوراخ کے برابر سے چھوڑا تو وہ ہوا مانند ابر سیاہ کے پہاڑ کی طرف نکل کر آئی اس ہوا کو دیکھ کر
قوم عاد بہت خوش ہونے لگی اور کہنے لگی قولہ تعالیٰ قالو ھذا عارِضٌ مُّمْطِرُنَا ترجمہ: بولے یہ ابر ہے ہم
پر ضرور برسے گا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ترجمہ:
کوئی نہیں وہ یہی ہے کہ جس کی تم لوگ شتابی کرتے تھے اور یہ وہ ہوا ہے جس میں دکھ کی مار ہے اور جب
ہوا نکلی کافروں نے کہا اے ہود تو نے جو خوشخبری پہنچائی کہ جس سے ہم خنک تر ہوں گے۔ ہود علیہ السلام نے
فرمایا اے کافرو! ذرا صبر کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر عذاب الیم پہنچتا ہے۔ وہ اس خبر کو سن کر تقریباً
سات لاکھ مرد تین پہاڑوں کے دامن میں جا رہے جہاں ہوا کی راہ ایک طرف سے بھی نہ تھی اور یہ سب
آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اور اپنے پاؤں کو گھٹنوں تک زمین میں گاڑ کر بیٹھے تھے اور زن و مرد
لڑکے بالے چارپایوں کو بیچ میں اپنے لے لیا اور یہ کہتے تھے کہ تین طرف تو ہمارے پہاڑ ہے اور ایک
جانب ہم سب ہیں دیکھتے ہیں کہ کون سی ہوا ہے کہ ہمارے بیچ سے گذرتی ہے اور وہ ہم پر کس طرح زور
کر سکتی ہے۔ جب متکبروں نے اپنی قوت کا غرور کیا تو اچانک ایک آواز رعد کی آئی اور ہوا نے اس قدر
زور کیا کہ پہلے مکانات اور قصر وغیرہ جتنے تھے سب کو جڑ سے کھود کر پھینک دیا اور تمام تعمیرات برباد ہو
گئیں اور ان کی عبرت کے واسطے ان کے پاؤں کے نیچے اور ان کے سامنے سرنگوں کر کے زمین پر ڈال دیا۔
مثال اس کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى
لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ترجمہ: یعنی پھر تو دیکھے لوگ ان میں سے بچھڑ گئے جیسے وہ جھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر کیا

دیکھا کہ ان میں کوئی بچ رہا اور پتھر دھول و خاک میں ایک برس تک پڑے روتے رہے اور جو شخص بھی ان کے رونے کی آواز سنتا تو وہ بھی ہلاک ہو جاتا نہایت ہی بھیانک اور خراب آواز انؑ کے رونے کی تھی اور حضرت ہود علیہ السلام نے ایک خط زمین پر کھینچ کر مومنوں کو اس کے اندر رکھ لیا' ہوا نے بہت زور کیا مگر جو لوگ کہ مومن تھے ان کا سر مو ذرہ برابر بھی اس ہوا سے کچھ نہ بگڑا اور وہ صحیح سلامت رہے- سچ کہا ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو شخص کہ اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر اس کا بھی اللہ ساتھی ہوتا ہے- بعدہ حضرت ہود علیہ السلام مومنوں کو اپنے ہمراہ لے کر جرہم کے پاس گئے اور کہا کہ عذاب الٰہی تو نے دیکھا اس نے کہا ہاں' تب حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ کہہ لا الہ الا اللہ ہود رسول اللہ وہ ملعون بولا کہ جب تک کہ تو اس قوم کو زندہ نہ کرے گا اس وقت تک میں تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا اور وہ مردود یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اسی وقت اس قدم کے نیچے ہوا نے اس زور کا تھپیڑ دیا اور سخت عذاب نے آکر اس کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا-

پس اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام تقریباً چار سو برس تک زندہ رہے اور اسکے بعد دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور ان کے دنیا سے چلے جانے پر تمام مومنین کافی عرصہ تک روتے رہے اور مومنین حضرات نے نہایت احترام کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام کو دفن کیا- اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کے انتقال کے بعد انکے ماننے والے مومنین ایک سو سال تک زندہ رہے بعدہ ان لوگوں نے بھی انتقال کیا- اور ان کی اولاد بھی اپنے آبائی دین پر ایک عرصہ دراز تک قائم رہی- اور ایک کثیر آبادی سے وہ لوگ آباد ہوئے اور دین و دنیا کی راہ مخلوق خدا کو بتاتے رہے- اتفاقاً ایک روز شیطان مردود ان کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب کس کس کو پوجتے ہو- انہوں نے کہا زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں- ابلیس لعین نے کہا کہ کیا تم خدا کو دیکھتے ہو- انہوں نے کہا کہ نہیں- شیطان نے یہ سن کر ان سے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تا.. کہ وہ روز قیامت تمہارے لیے شفیع ہووے ان لوگوں نے ابلیس کی باتوں پر یقین کرکے ایک بت پتھر کا بنا کر میدان میں رکھ دیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ترجمہ: اور کیسا کیا تیرے رب نے قوم ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر واسطے بت بنانے- کے اور ان کو وادی میں رکھ دیا فائدہ وادی میدان ان کے مکان کا نام ہے اور ان لوگوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے رہنے کے واسطے گھر بنائے تھے اور اسی پتھر سے اپنے پوجنے کے واسطے بت بھی تراشے تھے اور اس بت کے چاروں طرف چھید کر کے اس میں نقرہ پلا دیا تھا اور ایک تخت عظیم الشان بچھا کر اس پر ایک سونے کی کرسی رکھ کر اس بت کو رکھ دیا تھا- بعدہ ابلیس نے کہا کہ تم سب اس کو سجدہ کرو- اور ابلیس کے کہنے سے سب لوگوں نے سجدہ کیا اور وہ سب کافر ہو گئے اور اسی جگہ ایک گنبد عظیم الشان بنا کر اسے معبد خانہ قرار دیا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا بعدہٗ خدائے تعالیٰ نے ایک مچھر کو بھیجا- اس نے اس گنبد کو

فائدہ

چھید کر کے بت کے اندر جا کر خرطوم اپنا اس کے سر میں چبھو کر سمیت اس کو اٹھا کر دریائے محیط میں ڈال دیا- تمام کافر یہ حال دیکھ کر بہت متحیر و پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم کس کو پوجیں گے بعدہ خدائے تعالیٰ نے اسی قوم کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا بعد قصہ حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ شداد لعین کا تحریر کرتا ہوں کیونکہ شداد لعین بھی حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں تھا اسی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہی تحریر کیا گیا-

بیان شداد لعین کا

اکثر مورخین حضرات نے شداد کا ذکر بھی حضرت ہود علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ کیا ہے چونکہ وہ بھی قوم عاد سے تھا اور قوم عاد ہی کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا- اس واسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصہ غریب کو تحریر کرتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال سے عبرت ہو اور خداوند قدوس کی قدرتوں پر یقین واثق ہو- حقیقت یہ ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شدید اور دوسرے کا نام شداد تھا- اور یہ دونوں ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے اور ان دونوں کا مسکن ملک شام تھا' شدید تو تقریباً سات سو برس تک بادشاہی کر کے مر گیا- بعدہ شداد ملعون بادشاہ ہوا اس نے تمام روئے زمین کو مسخر کیا- اور جہاں تک اس کی بادشاہت کا تعلق تھا اسی کا حکم چلتا تھا اور شب و روز اس کو حکومت ہی سے کام تھا اور وہ اسی خوشی میں خوش رہتا تھا اور اس کے ماننے والے اگرچہ کفر و شرک میں مبتلا تھے لیکن اس کے عدل کی وجہ سے شیر و بکری ایک ہی جگہ پانی پیتے تھے- ایک نقل اس کے انصاف کی تحریر کرتا ہوں تا.. کہ اس کے عدل کی تاثیر ہو جائے- دو شخص اس کے محکمہ عدالت میں آئے ان دونوں نے اپنے عجیب احوال سنائے- ایک شخص بولا کہ میں نے اس سے ایک قطعہ زمین کا لیا ہے اور پوری قیمت دیکر اپنا قبضہ کیا ہے- میں نے اس زمین میں خزانہ پایا ہے- وہ اس کو دیتا ہوں اور یہ کہتا ہے کہ میں نے تو زمین کو بیچا ہے اب میں اس خزانہ کو ہرگز نہیں لیتا- دوسرا بولا کہ میں نے تو زمین خریدی ہے نہ کہ خزانہ خریدا ہے اب یہ اس کے لینے میں بہت حیلہ و بہانہ کرتا ہے جب حاکم وقت نے پوچھا کہ تمہارے دونوں کی کچھ اولاد بھی ہے یا ساری عمر تمہاری لاولدی سے برباد ہے- وہ بولے کہ ایک کی بیٹی اور ایک کا بیٹا ہے حکم کیا دونوں کو آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال ان کو دید- اور بموجب حصے کے ہر ایک تقسیم کرو- ایسے انصاف سے ان کا تفیہ طے کیا- اور اس نے اپنے تئیں دنیا میں نیک نام کیا بعدہ' حضرت ہود علیہ السلام کو اس کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہر چند حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو دعوت ایمان دی پر وہ ایمان نہ لایا اور کافر و مشرک مرا- حضرت ہود علیہ السلام نے جب اس کو دعوت ایمان پیش کی اور ایمان لانے کے واسطے اس کو کہا تو وہ کہنے لگا کہ اگر میں تمہارا دین قبول کرلوں تو

ہم کو کیا فائدہ ہو گا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض بہشت جاودانی عنایت کرے گا اور ہمیشہ تجھ پر اپنا فضل و مہربانی مرحمت فرمائے گا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو اچھی اچھی باتیں بتائیں جو آخر میں اسکے واسطے نجات کا سبب بن سکتی تھیں لیکن اس ملعون نے ان بھلی باتوں پر کچھ بھی احساس و خیال نہ کیا اور مزید کہنے لگا کہ اے ہود تو مجھے بہشت کی طمع دلاتا ہے اور میں نے بہشت کی صفت سنی ہے۔ میں بھی اس دنیا میں مثل اس کے بہشت بناؤں گا۔ اور دن رات عیش و عشرت کروں گا' مجھے تیرے خدا کی بہشت کی کچھ حاجت نہیں۔ اس مکالمہ کے بعد اس ملعون نے اسی وقت ہر ایک ملک کے بادشاہوں وزیروں اور اکابروں کو خطوط لکھے جو اس کے زیر تابع تھے اور اس میں لکھا ہے کہ تمہارے ملک میں جس جگہ زمین ہموار اور میدان مسطح نشیب و فراز اس میں نہ ہو اس کی جلد ہم کو اطلاع دو۔ ہم اس جگہ پر بہشت بنانے کا ارادہ رکھتے یں اور اس کے بعد فوراً ہی اپنے قاصد ہر جگہ بھیجے تا . . کہ وہاں سے سونا چاندی اور جواہرات لیکر جلد آئیں۔ و نیز ان قاصدوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ جتنے بھی مشک و عنبر اور مروارید ہاتھ آئیں وہ سب کے سب بہم ساتھ آویں۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت شداد کے زیر حکم ہزار ملک اور ایک ہزار بڑے شہر تھے اور ملک اور شہر میں تقریباً ایک لاکھ آدمی موجود تھے بہت ہی شدید جستجو کے بعد خطہ عرب میں ایک قطعہ زمین جس کی مسافت چالیس فرسنگ کی تھی ملی۔ اس کے بعد فوراً امیر و امراء کو حکم ہوا کہ تین ہزار استاد پیمائش کریں اور ہر ایک استاد کے ساتھ سو سو بہترین کاریگر ہوں۔ حکم مقرر کر دیا گیا اور سارے ملک کا خزانہ وہاں لا کر جمع کریں۔ سب سے پہلے چالیس گز زمین نیچے سے کھود کر سنگ مرمر سے بنیاد بہشت کی رکھو چنانچہ اس کے حکم سے بنیاد درست کی گئی اور اس کی دیواریں چاندی اور سونے کی اینٹوں سے اٹھائی گئیں۔ چھت اور ستون زبرجد اور زمرد سبز سے بنائے گئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شداد لعین کی بہشت کے حال سے اور ستونوں سے اس کے خبر دی کہ دنیا میں کسی نے ایسی بہشت نہیں بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کیسا کیا رب تیرے نے عاد سے جو ارم سے بڑے ستون بناتے تھے جو کسی شہر میں ویسا بنا نہیں فائدہ یعنی عاد ایک قوم تھی اور ارم اس میں ایک قبیلہ تھا اور ان میں سلطنت تھی۔ ان میں عمارتیں وہ اونچی اونچی بناتے اور صفتیں اس بہشت کی یہ ہیں کہ درخت اس میں نصف چاندی اور نصف سونے کے بنائے تھے اور پتیاں ان درختوں کی زمرد سبز سے جڑی تھیں اور ڈالیاں اس کی یاقوت سرخ سے تھیں اور میوے انواع و اقسام کے اس درخت پر لگائے تھے اور بجائے خاک کے اس میں مشک و عنبر و زعفران سے پر کیے تھے اور بجائے پتھر کے اس کے صحن میں موتی اور مونگا ڈالتے تھے اور نہریں اس میں شیر و شراب و شہد کی جاری کی تھیں اور بہشت کے دروازے پر چار میدان بنائے اور اشجار میوہ دار اس میں لگائے تھے۔ اور ہر ایک میدان میں ایک ایک لاکھ کرسیاں سونے چاندی کی بچھی تھیں اور ہر کرسی کے سامنے ایک ایک ہزار خوان میں جملہ اقسام طرح طرح کی نعمتیں رکھی تھیں اور یہ بھی خبر ہے کہ چالیس ہزار خزانے چاندی اور سونے کے بہشت کے چرخ کے واسطے تھے۔ یہاں تک کہ تین سو برس میں اس کا سرانجام ہوا اور وکیلوں کو ہر ملک میں بھیجا کہ درہم بھر چاندی کسی ملک میں نہ چھوڑو سب اس بہشت میں لا کر جمع کرو آخر یہ نوبت پہنچی کہ ایک عورت بڑھیا۔ غریب مسکین یتیم کہ اس کی بیٹی کے گلوبند میں ایک درہم چاندی تھی۔ ظالموں نے اسے بھی نہ چھوڑا آخر وہ لڑکی رو پیٹ کر کہنے لگی کہ میں غریب فقیرنی ہوں سوائے ایک درہم چاندی کے اور کچھ نہیں ہے لہٰذا یہ ایک درہم مجھ کو بخش دو۔ مگر انہوں نے کچھ نہ سنا۔ تب اس غریبہ نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی کہ یا الٰہی تو اس کا انصاف کر اس ظالم کے شر سے مظلوم کو بچا اور اسکے بے انصافی کا تو انصاف کر اور اسے دفع کر۔ آہ و فریاد اس کی خداوند قدوس کی درگاہ میں قبول ہوئی بمصداق اس حدیث کے قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا مَقْبُوْلٌ ترجمہ: پرہیز کرو مظلوم کی بد دعا سے بیشک وہ مقبول ہوتی ہے۔ خبر ہے کہ شداد نے سارے ملک کے لڑکے اور لڑکیاں خوبصورت و حسین دیکھ کر دمشق میں جو اس کا مکان تھا اس میں جمع کیں کہ مانند حور و غلمان کے بہشت میں اس کی خدمت میں رہیں۔ مکمل دس برس تک وہ کافر شداد ارادہ کرتا رہا۔ کہ بہشت جا کر دیکھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ وہ اپنی بنائی ہوئی بہشت میں جاوے۔ ایک روز کمال خواہش سے دو سو غلام ساتھ لے کر بہشت کو دیکھنے گیا۔ جب وہ بہشت کے نزدیک جا پہنچا اور اس نے اپنے غلاموں کو چاروں میدانوں میں بھیجا اور ایک غلام کو ساتھ لے کر چاہا کہ بہشت میں جائیں وہیں بہشت کے دروازے پر ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں۔ شداد نے کہا تو یہاں کیوں آیا۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ میں یہاں تیری جان قبض کرنے آیا ہوں۔ شداد نے اس سے کہا کہ تو ذرا مجھے مہلت دے تا . . کہ میں اپنی بنوائی ہوئی بہشت کو دیکھوں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں کہ تو اپنے بنوائی ہوئی بہشت میں جاوے کیونکہ تجھ کو دوزخ میں جانا ہے پھر شداد نے کہا کہ چھوڑ میں گھوڑے سے اتروں۔ ملک الموت نے کہا کہ نہیں۔ تب اسی حالت میں اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں رہا اور دوسرا پاؤں بہشت کے دروازے پر تھا کہ جان اس کی قبض کر لی گئی وہ مردود بہشت نادیدہ دوزخی ہوا۔ اور ایک فرشتے نے آسمان سے ایک ایسی سخت زور سے آواز کی کہ سب ساتھی اس کے ہلاک ہو گئے اور ایک لقمہ کھانے کی فرصت نہ ہوئی اس وقت نہ سارا رہا نہ ملک ادنیٰ و اعلیٰ فقیر و امیر سب برابر ہو گئے ملک غارت ہو گئے اور وہ سب دوزخی ہو گئے اور اس کی بہشت کو زمین کے نیچے دبا دیا کہ قیامت تک کچھ اثر اس کا باقی نہ رہے بعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح

علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

بیان حضرت صالح علیہ السلام

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا قَالَ یٰقَ
اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ترجمہ: اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو انہوں نے کہا
قوم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے ثمود درحقیقت ایک جما
صاحب مال کی تھی اور وہ بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھے جب قوم عاد کو حق تعالیٰ نے اس دنیا
غارت کیا تو اس کے بعد قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو از سر نو تعمیر کر لیا اور
قوم بھی کثرت مال و کثرت اولاد سے گمراہ ہوئی وہ اپنی دولت کے غرور پر نازاں رہتے تھے اوروں کی عباد
میں مصروف رہتے اور ظلم و فساد کثرت سے کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو دعوت الی ا
دی اور اس قوم سے کہا کہ اے قوم اقرار کرو کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ منکروں نے
کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ہود کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے بسبب
ایمانی اور بت پرستی کے ہلاک کیا اور مجھے انکے پیچھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر تم پر بھیجا ہے۔ قوم ثمود
سردار بولے کہ اے صالح اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہو تو ہم کو کچھ معجزہ دکھا
حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم بتاؤ کیا معجزہ دکھلاؤں؟ یہ بات سن کر وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے پھر
دیر بعد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے تم یہ معجزہ دکھاؤ کہ ایک اونٹنی اس پتھر سے نکلے اور اسی وقت وہ
بچہ بھی جنے اور دودھ بھی دیوے۔ تب ہم جانیں گے تم رسول خدا برحق ہو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضر
جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے صالح تم ان سے اقرار کر لو اور ان سے کہو کہ بغیر حکم خدا کے
اونٹنی کو نہ ماریں۔ اور سوائے دودھ کے اس سے کچھ نہ کھاویں کیونکہ ان پر کوئی چیز اس کی حلال نہیں۔
پھر حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے اقرار لیا اور اس اقرار کے بعد حق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے صالح تم دعا
اور میری قدرت کے نظائر دیکھو کہ میں نے تجھ سے چار ہزار برس پہلے ایک اونٹنی اس پتھر کے اندر پیدا
رکھی ہے تا.. کہ تیرا معجزہ ظاہر ہو۔ اور تیری پیغمبری کی دلیل مضبوط ہو۔ پس حضرت صالح علیہ السلام نے خدا
درگاہ میں دعا کی اور تمام مومنوں نے آمین کہا۔ اتنے میں ایک عجیب آواز اس پتھر سے نکلی معاً" ایک او
نہایت خوبصورت اس پتھر کے نیچے سے نکل آئی وہ اتنی حسین اور خوبصورت تھی کہ اس جیسی سار
عالم میں دوسری نہ تھی۔ اور بعد ایک ساعت کے اس نے ایک بچہ دیا اور اس کے پاس تازہ گھاس بھی
آئی جو اونٹنی نے کھائی تھی اور خدا کے حکم سے فوراً ایک چشمہ اور ایک چراگاہ پیدا ہو گئی اور اونٹنی ا

میں چرنے لگی اور اس قوم میں سات قبیلے تھے اور ساتوں قبیلے اس چشمہ سے پانی پیتے تھے اور پانی کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ ساربان اس اونٹنی کو اس چشمہ پر لے گئے اس اونٹنی نے اس چشمہ کا سب پانی پی لیا پھر اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تم لوگ اس کا دودھ پیو۔ پس ساتوں قبیلے اس سے دودھ دوھ کر گھڑے اور مشکیں بھر بھر کر اپنے گھر لے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ پانی اس چشمہ کا ایک روز اونٹنی کا ہے جس روز دودھ دوہا جائے اور اک دن ان کا ہے جس دن دودھ نہ دوہا جائے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا قَالَ ھٰذِہٖ نَاقَۃٌ لَّھَا شِرْبٌ وَّلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٌ ترجمہ: اور کہا یہ اونٹنی ہے اس کو پانی پینے کی ایک دن باری ہے اور تمہاری باری دوسرے دن کی مقرر کی ہے اور اس اونٹنی کو کسی طرح سے چھیڑنا مت ورنہ تم کو ایک بڑے دن کی آفت گھیر لے گی۔ فائدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اونٹنی پتھر سے پیدا ہو کر حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے چرتی پھرتی تھی اور جس جنگل میں وہ اونٹنی چرنے جاتی تھی تو اس جنگل کے سب مویشی بھاگ بھاگ کر کنارے پہنچ جاتے اور جس تالاب سے وہ پانی پیتی سب مویشی وہاں سے بھاگ جاتے اور مویشی وغیرہ پیاسے رہ جاتے تب ایک مشورہ کیا اور یہ بات طے پائی کہ ایک دن پانی پر اونٹنی جاوے اور دوسرے دن ان لوگوں کے مویشی جاویں اور یہ خلاصہ تفسیر سے لکھا ہے اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود سے کہا کہ خبردار یہ اونٹنی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کو کبھی بھی مت چھیڑنا اور اس کو کوئی تکلیف بھی مت دینا ورنہ اس کی پاداش میں خداوند کریم تم پر سخت عذاب بھیجے گا۔ یہ بات حضرت صالح علیہ السلام کی سن کر وہ لوگ اس اونٹنی کو پیار کرتے تھے اور بہت ہی حفاظت سے رکھتے تھے اور اس کے دودھ سے مکھن اور گھی جمع کر کے شہروں میں لے جا کر بیچتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے اور اسی وجہ سے وہ سب لوگ مالدار ہو گئے اور اسی صورت سے تقریباً چار سو سال گزر گئے ایک روز حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اس مہینے کے اندر جس گھر میں لڑکا پیدا ہو گا اس سے ساری قوم ہلاک و تباہ ہو گی۔ اتفاقاً" ان حاضر شدہ لوگوں کی بیویاں سب کی سب حاملہ تھی مرضی الٰہی سے اس مہینے میں جنیں تو نو عورتوں نے اپنے بچوں کو مار ڈالا۔ اور ایک عورت نے بسبب اس کے کہ کوئی فرزند اس کا نہ تھا اس لیے اپنے بچے کو نہیں مارا اور زندہ رکھا۔ اور نام اس کا قدار رکھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا شہ زور نکلا۔ اور وہ نو عورتیں جنہوں نے اپنے فرزندوں کو مار ڈالا تھا پشیمان ہوئیں۔ اور کہنے لگیں کہ صالح کی بات جھوٹی تھی۔ اس سبب سے ایمان ان لوگوں کا حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی اونٹنی سے ہٹ گیا اور ایک روز وہ قدار اور ایک شخص کہ نام اس کا مصدع تھا اس کے ساتھ مل کر اور ہر قبیلے سے ایک ایک شخص نے باہم متفق ہو کر اور خوب شراب پی کر اونٹنی کے مار ڈالنے کی صلاح کی اور یہ کہا کہ یہ پانی پینے کے لیے جب کنوئیں کے کنارے پر جائے گی تو ہم لوگ اس کو اسی

وقت مار ڈالیں گے۔ مصداق اس آیت کے قولہ تعالٰی وَ کَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِ الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ترجمہ: اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں سنوارتے دوسرے را اونٹنی نے پانی پینے کے لیے اپنا سر جھکایا اور قدار بن سالف مردود نے آکر اس کی گردن پر تیر مار کر زخمی دیا اونٹنی نے اس پر حملہ کیا تو سب بھاگے اور مصدع بن دہر ملعون نے پیچھے سے آکر اسکے پاؤں میں تلوا مار دی اور اونٹنی گر پڑی اور اسکے تمام معلونوں نے مل کر اس کو جان سے مار ڈالا اور وہ اونٹنی کا بچہ اپ ماں کا یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ سب مردودوں نے اس کا بھی پیچھا کیا لیکن وہ اس کو پکڑ نہ سکے اور وہ بچہ اس پتھ میں چلا گیا جس پتھر سے اس کی ماں نکلی تھی۔ سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ قوم صا علیہ السلام کی شراب نہ پیتی تو ہرگز اونٹنی کو نہ مارتی اور یہ گناہ کبیرہ محض شراب پینے کی وجہ سے ہوا اور ایک حدیث میں آیا ہے اَلْخَمْرُ اُمُّ الْخَبَآئِثِ یعنی شراب تمام برائیوں کی ماں ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک عورت بدکار کے گھر میں گائے اونٹ بکری وغیرہ بہت تھے اور چارے اور پانی وغیرہ کی تکلیف سے اپنے یا کو سکھایا کہ جاؤ اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ اس نے ویسا ہی کیا اور اس واقعہ کے تین دن بعد ان پر در ناک عذاب آیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو خبر دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اس قوم سے کہہ دو قولہ تعالٰی فَعَقَرُوْ هَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِی دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ترجمہ: پھر اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب کہ فائدہ اٹھاؤ اپنے گھر میں تین دن اور یہ وعدہ جھوٹا نہ ہو گا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کافروں سے کہا حیات تمہاری تین دن سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ حیران ہو کر بولے اسکی کیا علامت ہے حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ پہلے روز رنگ روپ تمہارا سرخ ہو جائے گا اور دوسرے روز زرد ہو جائے گا۔ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا جب تین دن کے بعد یہ علامت مذکور ظاہر ہوئی تو جن لوگوں نے اونٹنی کو مارا تھا وہ مردود سب کے سب حضرت صالح علیہ السلام کے گھر آئے تا.. کہ حضرت صالح علیہ السلام کو بھی مار ڈالیں۔ تب اس وقت ان پر غضب الٰہی نازل ہوا اور جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کے گھروں کی تمام دیواریں ہلا دیں اور وہ تمام کافر اپنے اپنے مکانوں سے نکل بھاگے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسی چیخ ماری کہ ایک ہی آواز سے سب کے سب خاک میں مل گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ ان ساتوں قبیلوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے پوچھا کہ کس طرح سے ہم لوگ ہلاک ہونگے آپ نے فرمایا کہ ایک ہی آواز سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اور تم سب خاک میں مل جاؤ گے یہ سن کر اسی وقت اس قوم نے ایک کنواں بہت بڑا کھودا اور بیوی بچوں کو اس میں رکھ دیا اور ان کے کانوں کے واسطے روئی کافی تعداد میں دیدی اور اس روئی کو ان کے سروں پر بھی اچھی طرح رکھ دیا تا.. کہ آواز کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جب آواز کانوں تک نہ آئے گی تو عذاب سے نجات مل جائے گی۔ یہ تدبیر کر کے خود بھی اس کے اندر جا رہے بعدہ' اس کے اسی

فرشتہ نے وہاں جا کر ایک ہی آواز سے ساتوں قبیلوں کو فی النار والسقر کیا چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ترجمہ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر رہ گئے جیسے روئی دھنی ہوئی گالے کی مانند اور کچھ بھی نام و نشان انکا زمین پر باقی نہ رہا۔ بعدہ صالح علیہ السلام ملک شام میں چلے گئے جس کو آج کل شہرستان عوج کہتے ہیں وہاں جا کر سکونت اختیار کی بعدہ کافی مدت میں انتقال فرمایا اور جامع مسجد کے داہنی طرف مدفون ہوئے اور ان کے ہمراہ تمام مومنین بھی وہیں جا کر بسے اور وہیں سب مدفون ہوئے۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب کوئی اولاد سام بن نوح بن تارخ کی عرب و عجم میں نہ رہی' ان میں سے بعض لوگ تو طوفان وح سے ہلاک ہو گئے اور بعض فرشتے کی آواز سے مرے۔ بادشاہ نمرود علیہ اللعنتہ عجم کے ملک سے نکلا وہ یٹا کنعان بن آدم بن سام بن نوح علیہ السلام کا تھا اور اس کی زبان عربی تھی۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ کیکاؤس یٹا کیقباد کا تھا اور وہ بیٹا منوچہر بیٹا فریدوں بن جمشید کا تھا لیکن وہ صحیح نہیں ہے اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ س کا نام نمرود تھا اور اسکی بڑی قوت اور حشمت و شوکت تھی بسبب قوت لشکر کے ملک شام میں سلطنت ائم کی بعد اس کے ترکستان فتح کر کے اولاد یافث بن نوح علیہ السلام کو اپنا فرمانبردار بنایا۔ بعدہ ہندوستان میں آکر ولاد حام بن نوح علیہ السلام کو مطیع کیا۔ اور ملک روم کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے فرب تک اپنے قبضہ و دخل میں لے لیا بعد اس کے کوفہ میں جا کر مقام کیا۔ اب جس کو بابل کہتے ہیں۔ ہیں تخت پر بیٹھا۔ ترکستان' ہندوستان' روم' مغرب اور مشرق سے خراج اس کے لیے آتا تھا ایک ہزار مات سو برس اس نے بادشاہی کی بڑا متکبر تھا کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا اور اپنی حاجت کو کبھی اللہ سے مانگتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اور آسمان کا خدا کیا چیز ہے (لعنت اللہ علیہ) ہاں ایک مرتبہ اس ملعون نے اس وقت آسمان کی طرف نظر کی تھی جب یہ گدھے پر سوار ہو کر خدا کو تیر مارنے جا رہا تھا۔ اور تیر کمان سا لگا کر کہتا تھا کہ اگر آسمان میں دوسرا خدا ہے تو اسے تیر سے مار ڈالوں گا اور جب وہ ملعون باہر نکلتا تو اس ت کے چاروں پائے چار ہاتھی کی پیٹھ پر رکھ کر بیٹھتا اور تخت کے نیچے ایک قبہ دیبائے رومی سے کھنچواتا تی اور جواہرات سے اسے آراستہ کرتا اور طنابیں اس میں زربفت کی لگائی جاتیں دن کو اسی تخت پر بیٹھتا ر چار سو کرسیاں اس کے تخت کے نیچے بچھی رہتیں۔ اور ہر کرسی پر جادوگر اور منجم سب بیٹھتے اور امیرو جب اس کے گرد رہتے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہفت اقلیم کی بادشاہی صرف چار شخصوں کو ملی اور ان روں کے برابر شہنشاہ کوئی نہیں ہوا دو مسلمان ان میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر ذوالقرنین

تھے اور دو کافر ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر ان چاروں کو ہفت اقلیم کی بادشاہی حاصل تھی۔

ایک روز نمرود تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تمام لشکر اسکے گرد حاضر تھا تقدیر الٰہی سے جادوگر اور منجم سر اپنا جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ نمرود نے کہا کہ آج تم کو کیا ہوا کہ دل گیر اور غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدا تمہاری خیر کرے ایک ستارہ عجیب فلک پر نظر آیا ہے کہ کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا آج مشرق کی طرف سے نکلا ہے۔ نمرود نے کہا کہ وہ ستارہ کیسا ہے انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں موجود ہو گا وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا نمرود نے کہا کہ کس وقت وہ لڑکا باپ کی پشت سے ماں کے شکم میں آوے گا منجموں نے کہا کہ وہ تین رات و دن میں پس نمرود نے حکم کیا کہ یہ جتنی عورتیں ہیں وہ آج سے اپنے شوہروں کے ساتھ ہم بستر نہ ہونے پائیں۔ اتفاقاً نمرود کا ایک چوبدار اس کا نام تارخ تھا اور اس کے بھائی کا نام آذر تھا اور بعد وفات پدر کے یہی زندہ رہا جس کا ذکر مختلف تفاسیر میں موجود ہے اور وہ ہمیشہ ایک ہاتھ میں شمع اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر تمام رات نمرود کے سرہانے کھڑا رہتا جس دن یہ حکم نمرود نے جاری کیا اسی شبکو مشیت ایزدی سے آذر کو خواہش ہوئی کہ اپنی بی بی کے مباشرت کرے اور ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کو بھی خواہش ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگیں کہ کیونکر شوہر کے پاس جاکر خوشی حاصل کروں اسی پس و پیش میں تھی کہ وفور خواہش سے آدھی رات کو گھر سے نکل کر دروازے پر قصر نمرود کے جا پہنچی۔ دیکھا کہ دربان و پاسبان سب کے سب غفلت میں ہیں۔ وہاں نمرود کی خواب گاہ خاص میں بے کھٹکے گھسیں اور اپنے شوہر کو دیکھا کہ نمرود کے سرہانے ایک ہاتھ میں شمع اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لیے پاسبانی کر رہا ہے جب دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اسی وقت شہوت غلبہ کیا اس نے اپنی بیوی سے کہا اب کیا صلاح ہے دونوں ہاتھ میرے بندھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں خدا کے حکم سے کوئی دوسرا آدمی کی شکل میں حاضر ہوا اور وہ شمع اور تلوار لے کر اسی طرح کھڑا ہو گیا میاں بیوی نے نمرود کے سرہانے مباشرت سے فراغت پائی اور اسی شب کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کی پیٹھ سے رحم مادر میں قرار پکڑا۔ آذر نے اپنی بیوی سے کہا خبردار کسی پر ظاہر نہ کرنا اور یہاں سے گھر جاتے تک راہ میں کوئی نہ دیکھے کیونکہ یہ فعل اس وقت موجب شرمندگی ہے تب بیوی انکی وہاں سے نکل کر چپکے سے اپنے گھر کو چلی گئیں اور اس آنے جانے کی بجز خدا کے کسی کو خبر نہ ہوئی اور جب صبح ہوئی نمرود لعین نیند سے بیدار ہوا اور آذر کی پیشانی کی طرف دیکھتا کیا ہے کہ نور اسکے چہرہ پر چمک رہا ہے۔ نمرود نے کہا آذر آج چہرہ تیرا نورانی دیکھتا ہوں۔ بخلاف دنوں کے۔ آذر نے اس کی ترقی اقبال کی دعا کی۔

بعدہ نمرود ہاں سے اٹھ کر تخت پر جا بیٹھا۔ راہبوں اور منجموں کو بلوا کر کہا کہ اپنے اپنے علم سے دریافت کر کے کہو کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا ابھی نہیں سبھوں نے دریافت کر کے عرض کی کہ جہاں پناہ سلامت شب گزشتہ کو وہ لڑکا بحکم خدا باپ کے صلب سے ماں کے شکم میں آچکا ہے۔ تب نمرود مردود نے حکم دیا کہ جتنی عورتیں حاملہ ہیں وقت ولادت کے اپنے لڑکوں کو مار ڈالیں۔ اس سبب سے جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب نے اپنے بچے مار ڈالے جب ابراہیم کو اپنی ماں کے پیٹ میں نو مہینے گزرے۔ تب ان کی ماں نمرود کے خوف سے اور بچے کی محبت سے گھر سے خاموشی سے باہر شہر کے جاکر میدان میں ایک غار کے اندر جا بیٹھیں اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے ان کے نور سے غار یکبارگی روشن ہو گیا اور ان کی ماں ڈرنے لگیں اس خوف سے کہ مبادا یہاں آکر کوئی لڑکے کو مار نہ ڈالے آخر لڑکے کو کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑ کر گھر کی طرف روتی ہوئی چلی گئیں اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور دونوں ہاتھ کے دونوں انگوٹھے بچے کے منہ میں رکھ دیئے۔ خدا کے فضل و کرم سے ایک انگوٹھے سے دودھ اور دوسرے انگوٹھے سے شہد جاری ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو پیتے رہے۔ اور کسی چیز کے محتاج نہ ہوئے۔ اور ہر وقت ان کی ماں ان کے پاس جاتیں اور انکی زندگی اور پرورش سے متعجب ہوتیں اور جب وہاں سے یعنی غار سے باہر نکل آتیں تو اسی وقت غیب سے ایک پتھر آکر غار کے منہ کو بند کر دیتا اور جب ان کی ماں ان کے پاس آتیں تو اس پتھر کو الگ کر کے انہیں دیکھ بھال کر کے چلی جاتیں۔

اسی طرح سے سات برس گزر گئے ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ماں سے پوچھا یا اُمّی مَن ربّکِ ترجمہ: اے میری ماں تمہارا خدا کون ہے۔ وہ بولیں تیرا باپ ہے جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ پھر بولے ابا کا خدا کون ہے وہ بولیں کواکب یعنی ستارے پھر پوچھا کہ کواکب کا خدا کون ہے۔ اس بات کو سنکر ان کی ماں لاجواب ہوئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں اور یہ حقیقتیں اپنے شوہر کو سنائیں اس نے یہ باتیں سن کر کہا کہ یہ لڑکا بادشاہ نمرود کا دشمن ہے اس میں کوئی شک نہیں اسی فکر میں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ ایک رات ابراہیم علیہ السلام نے غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر کی ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ میرے ماں باپ ان کو خدا کہتے ہیں۔ بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ترجمہ: پھر جب اندھیری آئی اس پر رات کو دیکھا کہ ایک ستارہ بولے یہ ہے میرا رب پھر جب وہ غائب ہوا بولے مجھ کو تمہاری خواہش نہیں ہے۔ چھپ جانے کی پھر جب چاند دیکھا بولے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ترجمہ: پھر دیکھا چاند کو روشن بولے یہ ہے رب میرا' پھر جب وہ غائب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے کہ اگر نہ راہ سیدھی دے مجھ کو میرا رب تو بیشک میں بھٹکے ہوئے لوگوں میں رہوں یعنی

گمراہوں میں پھر جب دیکھا آفتاب کو بولے یہ ہے رب میرا کہ یہ سب سے بڑا ہے' پھر جب وہ بھی غ
ہو گیا بولے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِآئٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ترجمہ: پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولے اے قوم
ان چیزوں سے بالکل بیزار ہوں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو اور میں اپنے منہ کو ہ
اپنے معبود برحق کی طرف کرتا ہوں کیونکہ اسی نے آسمان و زمین کو یک طرفہ ہو کر یعنی صرف تنہا ہو ک
اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والا نہیں ہوں۔ (۱)

فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب لڑکے تھے تو قوم کو دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے خالق کو نہیں
اور اپنی تمام حاجتوں اور مرادوں کو اپنی بنائی ہوئی مورتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بعض لوگ
میں ایسے بھی ہیں کہ کوئی ستاروں کو اور کوئی چاند کو پوجتا ہے' یہ کیفیت دیکھ کر ان کو شرمندہ کر
غرض سے آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہرالوں مورتوں میں سے یا ستارو
چاند کو یا سورج کو چونکہ وہ پہلے بھی نادم ہو چکے تھے اور ساری قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض
چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو لاجواب کرنے کے واسطے سب سے پہلے ایک ستارہ کو اپنا رب
لیکن وہ کچھ دیر بعد غروب ہو گیا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں ہے اور کوئی دوسرا اس پر حاکم ہے۔ اور ا
رب مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں کیوں آتا۔ پھر اس کے بعد چاند و سورج میں بھی عیب پایا تو س
چھوڑ کر ایک ایسے خدا کو اختیار کیا کہ جس کو ساری مخلوقات اپنا رب مانتی ہے اور وہی سب سے بڑا
ہے اور عقل سلیم اس بات پر شاہد ہے کہ اپنا رب ایسی ہستی کو مانا جائے کہ جس سے سب کا کام نکل
اور سب پر قادر ہو اس صورت کسی دوسرے کو ماننا کچھ ضروری نہیں' یہ فائدہ تفاسیر میں مرقوم ہے
نے کہا اے میرے فرزند۔ میرا خدا تو سوائے نمرود کے اور کوئی نہیں لعنت اللہ علیہ۔

اس مقام میں اہل تواریخ سے غلطی ہو گئی ہے کیونکہ یہ واقعہ ابتدا کا نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب
کے سامنے گئے تھے اس وقت ان سے بطور طنز کے کہا تھا کہ تم اس خدا کو مانتے ہو اور اسی کو اپنا معبود مانتے
کہ ہرگز نہیں میرا خدا وہی ہے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے اور جن کو تم مانتے ہو وہ خدا ہرگز نہیں ہو
کیونکہ تمہارے خداؤں کی حالت ہر وقت بدلتی رہتی ہے کبھی طلوع ہوتے ہیں اور کبھی غروب اور میرے خ
قیوم کی ذات تغیر سے پاک ہے اور نیز اس واقعہ سے جس طرح کہ یہاں پر ہے لازم آتا ہے کہ حضرت ابرا
کو اپنے معبود میں شک تھا کہ کون ہے آخر میں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ہے اور حالانکہ انبیاء علیہم السلام کو
کے وقت معلوم ہوتا ہے جو خالق لیل و نہار ہے اور رزاق کل کائنات ہے اور وہی وحدہ' لاشریک ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے اباجان نمرود تمہارا خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور خدا تو وہی ہو سکتا ہے کہ جو زمین و آسمان کواکب اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہستی بلا شریک ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو گمراہ دیکھا تو بہت افسوس کرنے لگے اور کہا قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ترجمہ: اے میرے اباجان تم کو اور ساری قوم کو بہت بڑی گمراہی میں دیکھتا ہوں باپ نے بیٹے کی یہ بات سن کر کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ترجمہ: وہ بولے اے ابراہیم کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا ہم سے مذاق اور کھیل کرتا ہے یا کسی اور سے یہ باتیں سن لی ہیں۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے باپ کی یہ باتیں سن کر جواب میں کہا قولہ تعالیٰ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ترجمہ: نہیں اے میرے اباجان' بلکہ رب تمہارا وہی ہے جو رب ہے آسمان و زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باوجود سمجھانے سے اور بتانے کے آذر نے کسی طرح بھی نہیں مانا اور اپنی گمراہی کی ضد پر اصرار کرتا رہا آخر مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قسم کھا کر کہا اے میرے اباجان میں تمہارے بتوں کا کچھ علاج کروں گا بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ترجمہ: قسم ہے اللہ تعالیٰ کہ میں فکر کروں گا تمہارے بتوں کی جب تم لوگ کہیں جاؤ گے۔

فائدہ یہ بات انہوں نے چپکے سے کہی' پھر جب وہ شہر سے باہر ایک میلے میں گئے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ترجمہ: پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان میں سے ایک جو سب سے بڑا تھا اس کو ثابت رکھا اس واسطے کہ شاید اس کے پاس وہ میلے سے واپسی میں پھر آویں اور اپنے تمام بتوں کو ذلیل و خوار دیکھیں اور ان کے پوجنے سے باز آجائیں اور نصیحت و عبرت ان کو ہو کہ یہ کیونکر ہمارے معبود ہو سکتے ہیں جو خود آپس میں لڑتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جس قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ ان میں ہر سال دو مرتبہ عید کا جشن منایا تھا۔ یعنی ایک روز عرفے کے دن اور دوسرے عید کے دن۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے کہا کہ اے بیٹے ابراہیم تم میرے ساتھ میلے میں چلو اور وہ عظیم الشان میلہ ایک بہت بڑے میدان میں لگتا ہے اور ہزاروں آدمی وہاں جشن میلہ میں شریک ہوتے ہیں اور بہت اچھی تمہاری تفریح بھی ہو جائے گی اور اس میلے کے جشن سے بھی واقفیت ہو جائیگی حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کی فرمائش پر میلے میں جانے سے عذر کیا اور کہ بمصداق اس آیت کریمہ کے قولہ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ترجمہ: پھر حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے نگاہ کی ایک بار تاروں پر' پھر کہا کہ میں بیمار ہوں- یہ جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئی بار کہی گئی تا.. کہ ان کے فہم و سمجھ میں آجائے اور وہ ہمارے ساتھ میلے میں چلیں تا.. کہ ان پر ہمارے عقائد باطلہ کا اثر ہو اور وہ اپنی باتوں کو چھوڑ دیں لیکن وہ باوجود کثیر اصرار برابر نہ جانے پر عذر کرتے رہے اور ان کا سمجھانا ان کی سمجھ میں نہیں آیا اور آذر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر بڑے میدان کی طرف نکل گئے-

خلاصہ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ لوگ اکثر ان میں نجومی تھے اس واسطے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں یعنی میں عنقریب بیمار ہو جاؤں گا- چونکہ وہ لوگ روز عید شہر کے باہر جاتے اور ایک بہت بڑے میدان میں بتوں کی پوجا کرتے تھے یہ ان کا آبائی دستور تھا- جس کو کرنا وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے اور اپنے بت خانوں کے معبودان باطل کو چھوڑ جاتے تھے- بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ایک تبر لیکر بت خانے میں جاکر سب بتوں کے ہاتھ پاؤں کو توڑ تاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک سب سے بڑے بت کی گردن پر اس تبر کو رکھ کر بت خانے سے نکل آئے شیطان ملعون یہ حال دیکھ کر اس بڑے میدان میں گیا جہاں وہ کافر لوگ اپنا جشن منا رہے تھے- شیطان ملعون ان کافروں کے پاس جاکر رونے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ تمہارے معبودوں کے ہاتھ توڑ تاڑ کر زیر و زبر کر دیا گیا ہے- یہ سنتے ہی وہ کافر مردود سب مغموم و متحیر ہو کر اپنی اپنی سواریوں کی طرف دوڑے اور انہوں نے چاہا کہ جلد سوار ہو جائیں لیکن انکی سواریوں کے جانور بھاگ گئے اور وہ ہاتھ نہ آئے تب پشیمان ہو کر پاپیادہ شہر میں آئے اور سیدھے اپنے بت بنانے کی طرف پہنچے اور وہاں جاکر جب انہوں نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو بہت زیادہ افسوس اور فکر میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے قولہ تعالٰی قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ: وہ سب کے سب بولے یہ کام کس نے کیا ہے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام جس نے بھی کیا ہے نہایت مذموم ہے اور وہ سخت مجرم و ظالم ہے ہم البتہ اس کا بدلہ اس سے ضرور لیویں گے- پھر وہ لوگ آپس میں بہت کچھ مشورے کرنے لگے قولہ تعالٰی قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ترجمہ: وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان کو جس کا ذکر کیا جاتا ہے اور نام اس کا ابراہیم ہے' ہو سکتا ہے شاید وہی ہو- کیونکہ وہ نوجوان ہمارے پتھر کے جو معبود ہیں ان کا سخت دشمن ہے اس لیے زیادہ گمان اسی نوجوان پر ہے ممکن ہے یہ گمان ہمارا صحیح ہو- اس طویل گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور سب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا- قولہ تعالٰی قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ترجمہ: وہ سب کے سب ترش رو ہو کر کہنے لگے کہ اس نوجوان کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ- تا.. کہ ہم سب لوگ اس نوجوان کو دیکھیں اس نے یہ جرأت کیسے کی' اگر

الحقیقت یہ کام اس نوجوان نے ہی کیا ہے تو وہ سخت ظالم ہے اور ہم سب کے سب اس کے ظلم پر گواہی دیں گے تا.. کہ اسکو اس جرم کی پاداش میں سخت سزا دی جاسکے تا.. کہ وہ آئندہ کبھی اس ظلم کا ارتکاب نہ کر سکے- یہ خبر بادشاہ نمرود تک بھی پہنچ گئی اور وہ بھی یہ کیفیات سن کر نہایت حیران و پریشان ہوا اس نے اپنی رعایا میں سے جو سنجیدہ لوگ تھے ان سب کو طلب کیا تا.. کہ کوئی مشورہ کیا جائے اور اس مجرم کو جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ نازیبا حرکت کی ہے سزا دی جائے-

چنانچہ بادشاہ نمرود نے بڑے بڑے اپنی قوم کے سرداروں اور چودھریوں کو بلایا اور خوب مشورے کیے- بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عام دربار منعقد کیا جائے اور جب تمام لوگ اس دربار میں حاضر ہو جائیں پھر اس نوجوان کو بھی طلب کیا جائے اور اس سے باقاعدہ مکالمہ کیا جائے تا.. کہ وہ لاجواب ہو کر ہمارے معبودوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے چنانچہ بادشاہ نمرود نے دربار منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کر دی اور عام منادی کرا دی گئی اور اس دربار میں حضرت ابراہیمؑ کو طلب کر لیا گیا- جب دربار شاہی کی تاریخ آئی اور اس قوم نے اپنے بادشاہ وقت کے حکم کی تعمیل کی اور وہ سب کے سب دربار شاہی میں حاضر ہوئے پھر جب مجمع کثیر ہو گیا تو نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بلوایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارے مجمع نے اور خود بادشاہ نمرود نے بہت دھمکایا اور ڈرایا اور کہنے لگے- یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے ہی کیا ہے- اے ابراہیمؑ افسوس ہے تم نے سب کو ہی توڑ دیا کسی کو بھی ثابت نہیں رکھا- آخر یہ کیا بات تھی- یہ باتیں درباریوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنیں اور پھر- بولے میں نے تو ان کو نہیں توڑا- یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب سنا تو قریب سے ایک آواز آئی کہ میں گواہی دیتا ہوں اے ابراہیم علیہ السلام ایک دن تم نے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں کی فکر کروں گا- شائد تمہی نے ہمارے معبودوں کو توڑا ہے پھر کافروں نے بالا.. صرار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ترجمہ: کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سخت لہجے میں کہا کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے' اور ہم لوگ زیادہ تر گمان بھی تم پر ہی کرتے ہیں- حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برابر یہ لوگ الزام دے رہے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنے جرم کا اقرار کر لیں- لیکن یہ کام بذات خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہیں تھا بلکہ یہ کام تو اس ذات باری تعالٰی کی طرف سے تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا تا.. کہ وہ اپنے باطل عقائد پر نادم و پشیمان اور شرمندہ ہوں چنانچہ دربار الٰہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اتنے بڑے معبود سے دریافت کرتے جو سب سے بڑا ہے اور اسی کے ہاتھ میں کلہاڑا ہے- ارشاد ربانی ہے قولہ تعالٰی قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کو شرمندہ کرنے کے واسطے ان سے کہا کہ یہ چیز مجھ سے

کیوں دریافت کرتے ہو تم اپنے سب سے بڑے معبود سے کیوں نہیں دریافت کرتے اگر وہ بولنے
قدرت رکھتے ہیں تو وہ تمام ماجرا آپ لوگوں کو بتا دیں گے تا کہ آپ سب اس واقعہ سے مطمئن
جائیں۔ انہوں نے نہایت ہی شرمندہ ہو کر جواب دیا کہ اے ابراہیم بت بھی کہیں بولتے ہیں وہ نہ سنتے
نہ حرکت کرتے ہیں اور نہ وہ دیکھتے ہیں۔ یہ مایوسی کا جواب جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے
آپ نے اپنی ساری قوم سے کہا کہ اے میری قوم جو معبود بات نہیں کرتے اور نہ دیکھتے اور نہ سنتے ہیں
ان کو خدا کیوں کہتے ہو اور ان کی عبادت کیوں کرتے ہو یہ بات کیسی عقلمندی کے خلاف ہے ذرا تو غور
یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سن کر ساری قوم نے اپنا سرنیچا کر لیا اور آپس میں کہنے لگے یہ نوجوان سچ
ہے اور باتیں اس کی بالکل صحیح ہیں۔ قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُ
ترجمہ: بولے بوجہ شرمندگی کے ساری قوم نے اپنے اپنے سرنیچے کر لیے اور اسی حالت میں کہنے لگے
اے ابراہیم یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ نہیں بولتے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ساری قوم
سانہ جواب سنا اور یہ خیال کیا کہ سب کے سب لاجواب ہو گئے ہیں پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم
نے فرمایا قولہ تعالیٰ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ
دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھ
یہ حکم کیا ہے کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ پھر تم ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو سوائے خداوند قدوس
جو تمہارا کچھ بھی بھلا برا نہ کر سکے میں تو اس معبود سے بالکل بیزار ہوں اور تم سے بھی کہ تم لوگ کچھ
سمجھ نہیں رکھتے کیونکہ جن پتھروں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو تمہارے خود تراشیدہ ہیں اس
سے تم خود ان کے خالق ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم اگر تم کو عقل ہے تو اسی ہستی
عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ پتھروں کی بت پرستی چھوڑ دو' یہ کام بالکل فضول اور عبث
اور تم کو ساری عمر عبادت کرنے کے باوجود کوئی نفع نہیں پہنچے گا۔

جب ان کافروں سے کوئی دلیل نہ بن سکی اور ہر بات میں وہ ناکام اور لاجواب رہے تو مجبوراً ان
سرداروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مار ڈالنے کی تجویز دربار نمرود میں پیش کر دی تا.. کہ وہ اتفاق ر
سے منظور ہو جائے۔ اور چونکہ بادشاہ نمرود بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیباکی اور صحیح جواب سے
آچکا تھا لہٰذا اس نے ان سرداروں کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے دوسری مجلس طلب کر لی
میں یہ طے پایا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس طریقے سے مارا جائے تا.. کہ ہمیں آئے دن کی شرم
اور ندامت سے نجات حاصل ہو کچھ ہی دن گزرے تھے کہ بادشاہ نمرود کی طرف سے قوم کے سردا
کی طلبی ہو گئی اور اس میں بہت عجلت کے ساتھ اس تجویز پر جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مار ڈالنے

متعلق طے کی گئی تھی اس کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے۔ ہر سردار نے اپنی اپنی آرائیں دربار شاہی میں
پیش کیں اور تمام قوم کے سرداروں نے ہر تجویز پر نہایت غور و خوض کیا۔ لیکن ابھی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ
سکے تھے کہ ایک بہت ہی معمر اور ضعیف العمر سردار نے ایک تجویز پیش کی کہ ایسے مجرم کو عام لوگوں کے
سامنے سزا دی جائے تا.. کہ قوم کا کوئی دوسرا فرد اس قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکے۔ اس نے کہا میری سمجھ
میں تو یہ آتا ہے کہ ساری قوم لکڑیوں کو اکٹھا کرے اور بہت بڑے میدان میں جمع کی جائیں اور ہر شخص اس
کام کو اپنا قومی فرض سمجھے اور تھوڑی تھوڑی محنت و مشقت اٹھا کر لکڑیاں جنگل سے لا کر اس میدان میں
رکھے جہاں اکٹھا کی جائیں اور جب کافی تعداد میں لکڑیاں آجائیں تو لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے جب
آگ اپنے شباب پر ہو اور شدید شعلہ مارتی ہو تو اسی وقت اس نوجوان کو کسی بلند جگہ سے بذریعہ منجنیق
اس میں پھینک دیا جائے تا.. کہ پھر یہ نہ نکل سکے اور تمام قوم کو عبرت حاصل ہو ساری قوم اس ضعیف
العمر شخص کی بات پر متفق ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے انہوں نے یہی علاج سوچا۔ قولہ تعالیٰ
قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ترجمہ: اور ساری قوم نے بیک آواز کہا کہ اس نوجوان کو
شعلہ مارتی ہوئی آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنے معبودوں کو
بچائیں تو پھر صرف یہی ایک تدبیر ہے کہ چلو جنگل چلیں اور وہاں سے حتی المقدور لکڑیاں لائیں تا.. کہ
لکڑیاں کافی تعداد میں جمع ہو جائیں اور جو تجویز پاس کی گئی ہے وہ پایہ تکمیل تک پہنچے پھر وہ آپس میں کہنے
لگے قولہ تعالیٰ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ کہا انہوں نے کہ بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت
یعنی چار دیواری اٹھاؤ پختہ چاروں طرف سے پھر ڈالو اس کو اس آگ کے ڈھیر میں پس بادشاہ نمرود نے اس
چار دیواری بنانے کا فوری حکم دیدیا اور اس کی پیمائش کا اندازہ بھی ان بنانے والے کاریگروں کو دیدیا گیا
تا.. کہ پیمائش کے مطابق بنائی جائے اور وہ چار دیواری کی عمارت ایسی بناؤ کہ اس کا احاطہ بارہ کوس کا ہو
اور اونچائی اس کی سو گز کی ہو۔

پس ایک دیوار اسی کے مطابق تیار ہوئی بعدہ نمرود نے حکم دیا کہ سارے ملکوں میں منادی کرا دی
جائے کہ ملک بھر میں جتنے ہمارے دوست ہیں لکڑیاں کاٹ کر یہاں لا کر جمع کریں۔ بادشاہ نمرود کے اس حکم
کو پاتے ہی ہر شخص نے اپنے حوصلہ کے مطابق لکڑیاں لا کر اس دیوار کے اندر چاروں طرف جمع کیں۔ پھر
جب اس میں آگ لگا دی گئی تو شعلہ اس کا اس قدر اونچا ہوا کہ وہاں سے تین میل کے فاصلے پر جو جانور
اڑتے تو اس کی تپش سے جل بھن کر خاک ہو جاتے۔ اس میں سب کافر متردد ہوئے کہ ابراہیم علیہ السلام کو
کیونکر اس آگ میں ڈالیں اتنے میں ابلیس علیہ اللعنۃ نے آکر کافروں کو حکمت بتائی اور بولا ایک اونچی جگہ
تم سب مل کر بناؤ انہوں نے منجنیق کے کاریگروں کو بلایا اور ان کاریگروں نے منجنیق تیار کی اور اس منجنیق

کو اردو زبان میں گوپھن بھی کہتے ہیں اور اس سے پہلے کبھی کسی نے یہ منجنیق نہیں بنائی تھی۔ بلکہ ک
دیکھی بھی نہ تھی۔ اور یہ چیز ابلیس علیہ اللعنتہ نے دوزخ میں دیکھی تھی اور یہ خاص طریقہ دوز
واسطے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ کیونکہ جب دوزخی کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اسی منجنیق میں رکھ
جائے گا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس منجنیق میں رکھ کر اس شعلہ مارتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا او
ملعون نے منجنیق کو درست کرکے جب ٹھیک ٹھاک کیا تو اسی وقت درگاہ الٰہی سے آواز آئی اے جر
آسمان کے سب دروازے کھول دو تاکہ سب فرشتے خلیل اللہ کو دیکھیں کہ دشمن کے ہاتھ میں میں
ہے اور میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ دشمن خدا ہمارے خلیل علیہ السلام کو کس طرح جلاتے ہیں۔ حضرت جبر
نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کے سب دروازے کھول دیئے تب تمام ملائک یہ حال دیکھ کر س
میں آگئے اور کہنے لگے یا الٰہی اس میدان میں ایک ہی موحد ہے جو تیری عبادت کرتا ہے اور ہر وقت
نام زبان پر جاری رکھتا ہے۔ اس کو دشمن کے ہاتھ میں تو نے ڈالا ہے اور وہ اس کو آگ میں جلاتے
اسی وقت باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے فرشتو تم اگر چاہتے ہو تو اس کو امان دو۔ ابلیس نے گوپھن کو در
کرکے چار سو رسیاں اس میں لگائیں وزیر نے نمرود کو کہا کہ پیراہن اپنا اس کو پہناؤ کیونکہ اگر وہ نہ جا
لوگ کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام پیرہن کی برکت سے نہ جلا۔ یہ صلاح ٹھہرا کر پیراہن نمرود مردود کا ح
ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گوپھن میں رکھ کر چار سو آدمیوں نے مل کر یکبارگی زور ا
منجنیق اپنی جگہ سے نہ ہلی اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے بھی آکر کہا کہ مجھے بھی ایک رسی دو کہ ا
میں بھی کھینچوں اگرچہ وہ میرا فرزند ہے لیکن ہمارے دین کا مخالف ہے اور وہ ایک رسی پکڑ کر کھینچ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ کو منجنیق کھینچتے دیکھا تو کہا یا الٰہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہے۔
میرے خدا میں آج سب سے بیگانہ ہوں۔ سوائے تیرے مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ پس چار
آدمی مل کر اس گوپھن کو کھینچتے تھے اس میں ابلیس نجس ایک مرد پیر کی صورت بن کر ان کے پاس آیا
کہا کہ اگر تمام آدمی مشرق اور مغرب کے منجنیق کو کھینچیں گے تو بھی ہرگز منجنیق کو نہ اٹھا سکیں گے۔
ان لوگوں نے کہا کہ آخر پھر کیا ہوگا شیطان لعین نے کہا کہ میں تم کو ایک راہ بتائے دیتا ہوں تم اگر ا
عمل میں لاؤ گے تو البتہ اس کو گوپھن سے اٹھا کر آگ میں ڈال سکو گے۔ چاہیے کہ اول کچھ لوگ زنا ک
اس کے بعد پھر منجنیق کو اٹھائیں تو آسان ہوگا۔ پس اس قوم سے چالیس مرد و عورت نے آپس میں ل
زنا کیا۔ اسی وقت فرشتے اس حرکت قبیح سے نفرت کرکے چلے گئے۔ اور شیطان نے بھی انہی کے ساتھ
کرکے منجنیق کو پکڑ کر کھینچا۔ تب کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھا کر معلق آتش میں ڈال دیا اسی د
فرشتے آسمانوں کے یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بولے یا رب تیرے خلیل کو کافروں نے آ

ں ڈالا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابراہیم!
ر تو چاہتا ہے تو میں ایک پر آگ پر ماروں اور دریائے محیط میں ڈال دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت
برائیل علیہ السلام سے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ بات خدا تعالیٰ نے فرمائی ہے یا نہیں جو آپ مجھ سے کہہ رہے
ں۔ اور اے جبرائیل علیہ السلام جو خالق برحق نے فرمایا ہے وہ تم کرو' چونکہ میں اسی میں خوش ہوں جس میں
برا رب خوش ہے یہ بات سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تمہارا کیا
طلب ہے فرمایا کچھ مطلب ہے ضرور لیکن تم سے نہیں کوئی حاجت میری ہے تو اس رب العالمین سے
س کا سارا عالم محتاج ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں جا گرے اور وہ جامہ ناپاک نمرود مردود کا جو حضرت کو پہنایا تھا
ی گھڑی جل گیا۔ اور اس آگ میں جو زبردست شعلہ زن تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا
لی کیونکہ آپ کے ساتھ رب العزت کا فضل و کرم تھا جس کی وجہ سے آپ آگ جیسی چیز سے بھی محفوظ
ہے اور اسی وقت شعلہ مارتی ہوئی آگ مثل گلزار کے ہو گئی اس باغ میں بلبل بھی ہزاروں کی تعداد میں
تی ہوئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نظر آئیں اور ان بلبلوں نے بھی اسی باغ آتشیں میں نشیمن بنائی اور اسی
ت غیب سے اواز آئی قوله تعالىٰ يَا نَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَّسَلاَمًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاَرَادُوْبِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
الْاَخْسَرِيْنَ ترجمہ: ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی ہو ابراہیم علیہ السلام پر اور جن لوگوں نے انکا برا
ہا تو ہم نے انہی لوگوں کو نقصان میں ڈالا۔ پھر اس میں ایک چشمہ پانی کا بھی جاری ہوا اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے واسطے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک تخت بہشت سے بھی لا دیا اور ایک حلہ اعلیٰ قسم کا بہشت
ے لاکر پہنا دیا اور اسی تخت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھا دیا۔ اور جس رسی سے ہاتھ و پاؤں باندھ کر کافروں
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا وہ رسی اسی آگ سے جل گئی۔ اور اس آگ سے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو ایک سر مو برابر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آگ کا صدمہ نہ پہنچا یہ دیکھ کر حضرت جبرائیل
علیہ السلام بڑے متحیر ہوئے اور حضرت علیہ السلام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ اے
ئی کیا دیکھتے ہو وہ بولے کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ ایسے وقت پر جو سخت مشکل وقت تھا لوگ اس وقت
ت پریشانی کی وجہ سے نہ معلوم کیا کچھ کرتے ہیں لیکن تم بفضل خدا ثابت قدم رہے اور اپنے پائے
استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی اور مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تعجب آیا اور آپ کا صبر
ا عجیب صبر رہا کہ ایسے اہم مقام میں آپ نے سوائے خداوند کریم کے کسی سے کوئی بھی حاجت طلب
ہں کی اور نہ کچھ مدد مانگی اور نہ اس کے متعلق کسی سے کچھ کہا اس لیے یہ معجزہ اور رحمت اللہ تعالیٰ نے
پر کی اور تم سے پہلے ایسی عنایت کسی پر نہ ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ جو درخت جلے تھے ان کی شاخیں

ترو تازہ ہو کر میوے لائیں۔ اور حضرت کے چاروں طرف نرگس و بنفشہ کے پھول رہے اور نمرو
اللعنت نے ایک مینار پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک نگاہ دیکھا وہ دیکھتے ہی بڑا حیران اور پریشا
اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اتنی کثیر تعداد میں لکڑیاں جمع کی گئیں اور اتنی بلند شعلہ زن آگ میں ڈ
لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی بھی آگ سے گزند نہ پہنچی اور آپ گل ریحان کے بیچ میں سایہ دار در
کے نیچے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس مردود نے کہا کہ افسوس میری محنت برباد ہو گئی۔ تر
ملعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتھر پھینک پھینک کر مارنے لگا اور بحکم خدا وہ پتھر جو نمرود مردود پھینک ر
ہوا پر معلق ہو گئے اور ایک گہرے ابر نے آپ پر سایہ بھی کر دیا اور اس ابر سے اتنا پانی برسا کہ اس پان
آتش نمرود بالکل بجھ گئی اور اس کا وزیر ہامان اس بلند مینارہ پر چڑھ کر با آواز کہنے لگا اے ابراہیم نعم ر
ترجمہ: یعنی راست' نیک ہے پروردگار تمہارا کہ ایسی آگ سے تمہیں نجات بخشی اور تمام عالم میں بز
بنایا۔ نمرود نے کہا۔ اے ابراہیم تیرا خدا بڑا بزرگ ہے کہ اس نے شدید شعلہ مارتی ہوئی آگ سے ت
محفوظ رکھا اور یہ کہتا ہوا نمرود مردود اپنے گھر چلا گیا۔ اور چند روز اسی فکر میں رہا اور کسی سے نہ بو
نمرود بہت زیادہ متفکر رہنے لگا اور اپنے دل میں ہر وقت سوچتا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور حضرت ا
علیہ السلام پر ایمان لے آؤں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام فی الحقیقت سچے نبی ہیں اور سچے رسول معلوم ہوتے ہیں پھ
بات سے بھی خوف کرتا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو میری کل بادشاہی برباد ہو جائے گی اور پوری قوم
دشمن ہو جائے گی۔ پھر کچھ اپنے دل میں احساس کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا میں تمہا
خدا کے واسطے کچھ قربانی دینا چاہتا ہوں آپ کی کیا رائے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تمہ
قربانی منظور نہیں ہو گی اس وقت تک جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ نمرود کہنے لگا کہ میں قربانی کرو
چاہے قبول ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے فوراً اپنے کارکنوں کو حکم دیا کہ چار ہزار گائیں لاؤ۔ چنانچہ د
ہزار گائیں لائی گئیں پھر اس نے ان سب کو قربان کیا۔ پھر بولا دس ہزار خزانے سے زر سرخ اور دس
گنج سیم کے تم کو دیتا ہوں کیونکہ میں نے تم کو اپنی آنکھوں سے جو تمہارا حال دیکھا وہ نہایت ہی تعجب
بات ہے اور تم کو اس نے اتنی بڑی کرامت بخشی جو آج آنکھوں سے جو تمہارا حال دیکھا وہ نہایت
تعجب والی بات ہے اور تم کو اس نے اتنی بڑی کرامت بخشی جو آج تک کسی کو بھی عنایت نہیں کی گئی۔

نمرود کا خیال سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے ملعون میرا خدا جو دیتا ہے وہ
عوض دیتا ہے اور جو مال تیرے پاس ہے اس کا دیا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس
چلے گئے۔ پھر وزیر ہامان نے نمرود بادشاہ سے کہا کہ ابراہیم نے وہ بزرگیاں بہ سبب آتش پرستی کے پائیں
اسی طرح کہ چند باتیں اس نے کہیں کہ آگ ایک فرشتہ ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور جس
چاہتا ہے نہیں کرتا۔ ہامان کے کہنے کے مطابق اگر خیال کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ آتش
پرست ہوئے وزیر ہامان ملعون یہ باتیں نمرود سے کہہ ہی رہا تھا کہ ذرا سی آگ کہیں سے اڑ کر اس کی آنکھ
میں جا گری اس مردود کی آنکھ جل گئی اور وہ اس آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے سخت پریشان ہو گیا۔ اور وہ
آنکھ اس کی بالکل روشنی سے محروم ہو گئی۔ نمرود کی بیٹی بالاخانہ پر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہی تھی
کہ ابراہیم علیہ السلام ایسی حشمت و رونق کے ساتھ آگ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کنارے پر اس کے
چشمے جاری ہیں اور چاروں طرف اس کے گل و بنفشہ و نرگس و ریحان کھل رہے ہیں۔ اور جو پتھر کافروں
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر پھینکے تھے وہ تمام پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر معلق مانند ابر کے ایستادہ
ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کا بلند آواز سے نام پڑھ رہے ہیں نمرود ملعون نے اپنی بیٹی سے پوچھا
کہ تو نے وزیر ہامان کو بھی دیکھا۔ یہ بات سنکر اس نے ہامان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ خاک میں پڑا ہوا
اپنی آنکھ کی سوزش سے لوٹ رہا ہے۔ پھر نمرود نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ وہ بولی ہاں
میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں حیرت میں رہ گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس نے اپنے باپ نمرود سے کہا کہ
اے میرے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مرتبے پر اور ہامان اس عذاب میں مبتلا ہے۔ اے میرے ابا جان
آپ کیوں چپکے بیٹھے ہیں کیوں نہیں کہتے کہ ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے۔ تب نمرود نے اپنی بیٹی کو جھڑک کر
کہا۔ چپ رہ اور یہ کہہ کر وہ ملعون اپنے وزیر ہامان کے پاس چلا گیا۔ اور اس کے بعد نمرود کی بیٹی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بولی اے ابراہیم تو مجھ پر کرم کر میں تیرے خدا پر
ایمان لاتی ہوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ایمان کی راہ بتائی اور یہ کلمہ پڑھایا۔ لا الہ الا اللّٰہ
ابراھیم رسول اللّٰہ جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو وہ لڑکی مومنہ ہو گئی اور کہنے لگی کہ میں اپنے باپ کو بھی
اس کلمہ کی دعوت دوں گی۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بہت بہتر ہے وہ اپنے باپ سے جا کر بولی
کہ کیوں حضرت ابراہیم خلیل اللّٰہ علیہ السلام اللہ کے خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ اور میں ان کے دین سے مشرف ہو
چکی ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے۔ اور تمہارا خدا باطل ہے۔ تب اس کے باپ نے اس کو مارنا چاہا
اچانک ایک ابر آیا اور اس کو وہاں سے اٹھا کر کوہ قاف کے پاس لے جا کر رکھا۔ اور دوسرا قول یہ بھی ہے
کہ ہوا اٹھا کر لے گئی اور وہ لڑکی اسی دن سے خدا کی عبادت میں مشغول ہے۔ خلق اللہ جب اس ماجرے
سے آگاہ ہوئی۔ ہدایت ازلی جس کے ساتھ تھی وہ اپنا پاؤں اس آگ میں رکھ دیتا وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے خدا پر ایمان لے آتا اور مسلمان ہو جاتا تھا۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش کدہ سے نکلنے کا

راوی کہتا ہے کہ مسلسل چالیس دن تک آتش کدہ نمرود میں رہنے کے بعد جب حضرت ابراہیم

علیہ السلام اس آتش کدہ سے باہر آئے اور ملک شام کی طرف چل دیئے اور وہاں جا کر ایک شہر جو خزائن الوج کہلاتا ہے آپ نے وہاں قیام اس شہر میں پہنچنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی نفیس لباس پہن کر ایک عظیم الشان میدان کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ سب کے سب نفیس نفیس لباس پہن کر کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہاں ایک بادشاہ کی شہزادی ہے اور وہ صاحب جمال ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اس جیسا آج سارے عالم میں کوئی نہیں ہے۔ اور ہر ملک کے بادشاہ اور شہزادے سب اس کی خواستگاری کرتے ہیں اور وہ شہزادی کسی کو قبول نہیں کرتی۔ اور وہ یہ کہتی ہے کہ میں اپنی پسند سے شادی کروں گی۔ آج تقریباً سات دن ہو رہے ہیں لوگ برابر وہاں جاتے ہیں اور اس کا طریق عمل یہ ہے کہ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو وہ شہزادی خود نکل کر دیکھتی ہے لیکن پسند کسی کو نہیں کرتی یہ بات جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنی تو انہی لوگوں کے ساتھ ہو لیے اور اسی میدان کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے جب دوپہر ہو گئی اور تمام لوگ حاضر ہو گئے تو وہ شہزادی اپنے ساتھ ستر خواصیں لے کر اور تاج زریں سر پر رکھ کر اور نقاب چہرے پر ڈال کر اور ایک تہرنج زریں جواہرات سے جڑا ہوا ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کر ایک سرے سے سب کو دیکھنے لگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی دیکھا کہ ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہے وہ نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا وہ شہزادی اس نور کو دیکھ کر ان کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور تہرنج زریں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا اور خود تخت پر جا بیٹھی اس کے بعد بادشاہ وقت کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔

درحقیقت وہ نور جس پر شہزادی عاشق ہوئی وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی پر نمودار ہوا تھا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیٹی کی طرف نگاہ کی اور کہا۔ کہ اے بیٹی نیک شوہر تو نے پایا۔ مگر مرد غریب ہے کچھ فائدہ نہیں (آخر الامر) سب امراؤں نے مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی شادی کر دی اور تمام رسومات بادشاہانہ ادا کیں اور سارے شہر میں خوشی و خرمی ہوئی۔ اور بھی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند سائرہ خاتون اور حوا علیہما السلام کے نہ کوئی حسن و جمال میں ہوا ہے اور نہ ہو گا الا ماشاء اللہ اور شادی کے چند ماہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف جانے کا قصد کیا۔ سائرہ خاتون نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی اور بغیر تمہارے میری زندگی محال ہے لہٰذا مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا باپ تمہیں نہیں چھوڑے گا سائرہ خاتون بولیں کہ میرے باپ کی قدر تمہارے وجود کے سامنے میرے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے اگر

چھوڑے گا تو نبھا دو گر نہ بے حکم اس کے تمہارے ساتھ چلوں گی کیونکہ تمہارے بغیر زندگی محال اور وبال ہے پھر سائرہ خاتون نے اپنے باپ سے رخصت مانگی' اس نے ان کو اجازت دیدی۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون کو لے کر شہر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر کا بادشاہ بڑا ظالم ہے اور عورتوں کی خواہش بہت رکھتا ہے۔ اور بالخصوص عروس نو کا بہت زیادہ شائق ہے اور بہت جلد اس طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے راستہ پر دس دس آدمی متعین رہتے ہیں جو کوئی مال و اسباب مصر سے لے جاتا ہے تو اس کو پکڑ کر اس سے اس مال کا محصول لیتا ہے اور اگر کوئی سوداگر اپنی عورت کو ساتھ لے جاتا ہے تو وہ اس عورت کو اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اندیشہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ناموس میں بزرگ تھے اور سائرہ خاتون کے برابر حسینہ سارے جہان میں کوئی عورت نہ تھی اور اس راہ کے سوا جانے کے واسطے کوئی دوسری راہ بھی نہ تھی۔ آخر الامر ناچار ہو کر ایک صندوق بنا کر سائرہ خاتون کو اس میں چھپا کر قفل لگا دیا اور صندوق کو اونٹ پر کسوا دیا۔ جب شہر میں جا پہنچے تو محصول والے آ کر صندوق کھولنے لگے تا۔ کہ اس کی جنس کو دیکھ کر اس کے موافق اس کا محصول لیویں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ صندوق مت کھولو اس کا محصول جو ہو گا وہ میں دوں گا۔ اگر تم یہ چاہو کہ صندوق کے وزن کے برابر سونا چاندی لو تو بھی تم کو دیدی جائے گی یہ سن کر اور بھی زیادہ اشتیاق ہوا کہ نہ معلوم اس میں کیا چیز ہے ضرور کھولنا چاہیے چنانچہ انہوں نے بالاصرار اس صندوق کو کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک عورت صاحب جمال حسن سے مملو آفتاب کے مانند اس میں بیٹھی ہے جس کا ثانی اگر تلاش بھی کیا جائے تو ملنا ناممکن ہے پس اس عورت کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے فرمایا اَشَرُّ خَلْقِ اللّٰہِ الرَّاصِدُوْنَ ترجمہ: بدترین آدمیوں میں راہ کے نگہبان ہوتے ہیں یعنی مراد اس سے ہے محصول لینے والے' جب محصول والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سائرہ خاتون کو بادشاہ کے نزدیک لے گئے تو اس بادشاہ ملعون نے پوچھا کہ یہ عورت تمہاری ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کو جواب دیا جو اسلامی جواب تھا آپ نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اور بیوی کو بہن کہنا از روئے شریعت درست ہے۔ یہ جواب سن کر اس ملعون نے کہا تم اپنی بہن کو مجھے دیدو۔ تب حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کے مالک ہے۔ سائرہ خاتون نے کہا مَعَاذَ اللّٰہِ یعنی پناہ مانگتی ہوں میں اللہ تعالیٰ سے وہ ملعون یہ سن کر ہنسا اور حکم کیا کہ ان کو حمام میں لے جاؤ اور نہلا دھلا کر اور لباس فاخرہ پہنا کر خوشبو سے معطر کر کے میرے پاس لاؤ۔ بحکم اس ملعون کے ایسا ہی کیا گیا۔

جب وہ تمام کام سے فراغت پا چکی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ پردہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے سے اٹھا دیں تا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ تمام گفتگو جو ملعون

حضرت سائرہ خاتون کے ساتھ کرے سن سکیں اور ان کے تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھیں جب جما مبارک حضرت سائرہ خاتون کا اس ملعون نے دیکھا تو فوراً اس نے دست درازی کا قصد کیا۔ اسی وقت اس ہاتھ شل اور خشک ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ بے ادبی کرلے تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے زانو تک زم میں دھنس گیا۔ جب اس کا کوئی بس نہ چل سکا تو فوراً کہنے لگا یہ عورت تو جادو گر ہے۔ حضرت سائرہ خاتو نے اس ملعون سے کہا اے بدبخت میں جادو گر نہیں ہوں۔ لیکن خاوند میرا خداوند قدوس کا دوست ہے سب کی نگہبانی کرنے والا ہے اور میرا خاوند خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تا.. کہ تو مجھے بے عز نہ کر سکے' یہ سن کر اس نے توبہ کی۔ فی الفور ہاتھ اس کا درست ہو گیا اور زمین نے بھی اس کو چھوڑ دیا؛ جب دوسری مرتبہ سائرہ خاتون کی طرف نگاہ بد سے دیکھا تو وہ اسی وقت اندھا ہو گیا۔ تب اس معلون۔ کہا کہ اے بی بی معصوم میرے حال پر دعا کرو اور میں اس کام سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرتا ہوں جب آ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے حکم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں پھر جب حالات ٹھیک ہو گئے غلبہ شیطانی سے عہد شکنی کرنی چاہی کہ میں حضرت سائرہ خاتون پر دست و دراز ہوں تو اسی وقت تمام بد اس کا خشک اور شل ہو گیا اور پھر آنکھیں جاتی رہیں پھر کہنے لگا اے بی بی پاک دامن میرے واسطے ا خدا سے دعا کیجئے۔ حضرت سائرہ خاتون بولیں کہ اے بدبخت یہ دعا میری نہیں ہے بلکہ میرے شوہر میرے ساتھ ہیں ان کی دعا ہے اور وہ خداوند کریم کے دوست ہیں۔ اگر وہ چاہیں تجھے معاف کریں یا کریں۔ تب اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہاں لاؤ۔ پھر اس کے بلانے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہا تشریف لے گئے وہ بادشاہ بولا اے ابراہیم علیہ السلام مجھے معاف کیجئے میں نے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے اور میں ا توبتہ النصوح کرتا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے کہا کہ یہ میرے حکم سے نہیں ہے یہ سد خداوند قدوس کے حکم سے ہوتا ہے جو تمام جہان کا رب و مالک ہے۔ دیکھو خدا کی مرضی کیا ہوتی ہے ا کے مطابق کرنا ہو گا اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام خدائے تعالیٰ۔ تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے کہ جب تک یہ تمام ملک اور خزانہ اپنا تم کو نہ دیدے تم ہرگز اس سے راہ نہ ہونا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے یہ بات کہی کہ میرا رب ایسا فرماتا ہے بادشاہ نے حضر ابراہیم علیہ السلام سے جب یہ باتیں سنیں سنتے ہی تمام سلطنت اور اپنا خزانہ حضرت ابراہیمؑ کو دیدیا۔ یہ کیفیہ ہونے پر پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کے حال پر دعا کی اور اس نے دعا کی برکت سے صحت تندرستی پائی۔ مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مملکت کے دو حصے کر کے آدھا حصہ جو جانب کنعا کے تھا آپ نے خود لے لیا اور باقی جو حصہ بچا اسی کو واپس دیدیا۔ پس بادشاہ نے ایک صاحبزادی دوشیزہ نیا رو خوبصورت صاحب جمال لا کر حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ اے نیک بخت بی بی میں نے تمہاری۔

حرمتی کی کوشش کی اور میں نے تم کو دیکھ کر اندیشہ بد کیا۔ پس تمہارے عفو و معاف کے شکرانہ میں یہ بی بی ہاجرہ کو تمہیں دیتا ہوں اور جو گناہ و تقصیریں مجھ سے ہوئیں معاف کیجئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون اور بی بی ہاجرہ کو لے کر کنعان کو چلے۔

راستہ میں حضرت سائرہ خاتون اپنا حال جو بادشاہ کے یہاں گزرا تھا وہ بیان کرنے لگیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سائرہ خاتون تم خاطر جمع رکھو' اب کچھ اندیشہ مت کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردہ غیب اٹھا دیا جو جو باتیں تجھ پر گزرتی تھیں مجھ پر سب ظاہر ہو جاتی تھیں۔ اور جو تم کرتی اور کہتی تھیں سو وہ میں دیکھتا اور برابر سنتا تھا۔ بعد اسکے سائرہ خاتون نے بی بی ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدمت میں دے دیا۔ یہاں ایک سوال ہے یعنی باوجود اس کے کہ جناب سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ جب منافقوں اور کافروں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تھی تو اس وقت اللہ رب العزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ کے درمیان سے پردہ نہ اٹھایا بلکہ حضرت عائشہؓ کی تہمت اور پاکدامنی کی خبر دی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ عزوجل مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو اس وقت منافق لوگ حضرت رسول خداؐ پر طعن کرتے اور کہتے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بی بی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کے حال سے آگاہ تھے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے حال کو ظاہر نہیں کیا گیا اور خداوند قدوس کو یہ منظور تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عصمت کو بذریعہ وحی آسمانی سے ثابت اور متحقق کر دے تاکہ ام المومنینؓ پر جنھوں نے تہمت لگائی تھی وہ جھوٹے اور رو سیاہ ہوں اور منافق پھر ان پر کسی قسم کا کوئی طعن نہ کر سکیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھا لیا اور کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو اپنی بی بی کو بچشم خود دیکھ لے اور جناب رسول خدا صلعم کو فرمایا کہ اے سید عالم صلعم میں خود عائشہ رضی اللہ عنہا کا نگہبان ہوں۔ پس ان دونوں کے درمیان از روئے مرتبہ اتنا فرق ہوا کہ حضرت سائرہ خاتون کے نگہبان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا پاسبان رب العالمین تھا۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنے کا

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مذکورہ سے نکل کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے جس کو فلسطین

بھی کہتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آ کر فرمانے لگے اے حضرت ابراہیم علیہ السلام زمین کی طرف جتنا دیکھو گے اتنا ہی فائدہ ہو گا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کی طرف دیکھا تو اس جگہ سے آب رواں جاری ہو گیا۔ پھر اس کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ نرم زمین میں میوہ دار درخت لگے ہوئے ہیں اور بغیر پانی کے فصل پیدا ہوتی ہے اور سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بی بی ہاجرہ کو دیا تھا۔ ہاجرہ نام بھی اسی واسطے ہوا کہ جب بادشاہ سائرہ خاتون کے ساتھ بد قصد کرتا تھا تو اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا تھا اس کے بعد اس نے توبہ کی اور حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت میں لے جائے کہ جس وقت میں اس سے بد قصد کرتا تھا اس وقت بھی ہاتھ میرا ایسا ہی خشک ہو جاتا تھا اور نسلی اعتبار سے بی بی حاجرہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی ہوتی ہیں اور ان ہی کے بطن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منسوب ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مذکور میں قیام کیا اور عمارتیں بنوائیں۔ اور روایت ہے کہ ایک شخص سام بن نوح کی اولاد میں سے حضرت خلیل اللہ کے زمانے تک بقید حیات موجود تھا چنانچہ انہوں نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے ساتھ مل کر ملک آباد کیا اور بہت کثیر تعداد میں لوگوں کو شرعی احکامات بتائے۔ جب کچھ لوگ آپ کے ہم عقیدہ ہو گئے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم کو ایک قبلہ چاہیئے تا۔۔ کہ ہم سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر خدا کی عبادت کیا کریں۔ یہ گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور رضائے الٰہی سے ایک پتھر۔ بہشت سے لا کر اب جہاں بیت المقدس ہے وہاں رکھ دیا اور کہا اے ابراہیم هٰذِهٖ قِبْلَتُكَ وَ قِبْلَةُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ بَعْدِكَ ترجمہ: کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اے خلیل اللہ علیہ السلام یہ تمہارا قبلہ ہے اور تمہارے بعد انبیاؤں کا قبلہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ چالیس ہزار پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں' ان سب انبیاؤں میں سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور سب سے آخر میں پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اس پتھر کی طرف قبلہ رو ہو کر خدا کی عبادت کرتے تھے اور اس پتھر کا نام صخرۃ اللہ ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں رہے اور اولاد بھی ان کی وہاں پیدا ہوئی اور فرمان الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نمرود کے پاس جاؤ اور اس کو تمام لشکر سمیت میری طرف بلانے کی دعوت دو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے زمین بابل میں جا کر نمرود لعین سے کہا کہ اے نمرود کہہ لا الہ الا اللّٰہ ابراھیم رسول اللّٰہ نمرود نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام تیرے خدا سے مجھے کچھ حاجت نہیں اور تو یہ بھی دیکھنا کہ آسمان کی مملکت بھی میں تیرے خدا سے چھین لوں گا اور اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے ملعون تو آسمان پر کس طرح جائے گا۔ وہ بولا کہ میں

آسمان پر جانے کی تدبیر کرتا ہوں۔

تب اس ملعون نے اپنے درباریوں کو حکم کیا کہ چار گدھوں کو پالیں' جب وہ بڑے ہو گئے تو ایک تابوت بنوایا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کیا جائے بڑا ہی متردد ہوا کہ اب کیا کروں شیطان مردود بھی اس کے ہم نشینوں میں آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تابوت کے چاروں کنارے چار گدھوں کو باندھو ایک رات تک انکو بالکل بھوکا رکھو' بعد اس کے ہر ایک کے سامنے اوپر کی طرف گوشت باندھ کر لٹکا دو۔ جب یہ چاروں گدھ گوشت کھانے کا قصد کریں گے تب تجھ کو آسمان کی طرف لے اڑیں گے اور تھوڑے ہی عرصہ میں تابوت سمیت تجھے آسمان پر پہنچا دیں گے۔ جب تو وہاں پہنچ جائے گا تو ابراہیم علیہ السلام کے خدا سے سلطنت فوراً چھین لینا اور پھر اپنا تسلط وہاں پر قائم کر دینا اور اپنے ہمراہ ایک مصاحب کو بھی لے لینا۔ جب ایک روز اوپر گزرے گا ٹیلے اور پہاڑ روئے زمین کے یکساں معلوم ہوں گے۔ پھر دوسرے دن تمام عالم دریا کی مانند نظر آوے گا اس وقت سمجھنا کہ میں اب آسمان پر پہنچ گیا ہوں۔ اس ابلیس علیہ اللعنۃ نے اسے جو کہا اور نمرود بادشاہ نے اس کو سنا اور پھر ویسا ہی کیا اور ایک مصاحب کو اپنے ساتھ لے کر اس تابوت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف چلا۔ جب کچھ بلند ہوا تو اپنا تیر کمان سے لگا کر چاہا کہ آسمان کی طرف لگا دے اس وقت اس کے مصاحب نے کہا کہ اے مردود بادشاہ تو یہ کیا کرتا ہے۔ اس نمرود نے کہا کہ آسمان کے خدا کو تیر لگا کر ملک آسمان اس سے چھین لیتا ہوں۔ اس نے کہا اے نمرود تو جس کو تیر لگانا چاہتا ہے وہ خدا اس لائق نہیں ہے ارے وہ سچا خدا ہے کہ جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پوجتا ہے اور نام اس کا قہار و جبار بھی ہے اور تو سب سے بدبخت ہے۔ تب نمرود پلید نے غصہ میں آ کر اس کو وہاں سے دھکیل کر گرا دیا۔ فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آ کر اس کو بے حساب و کتاب بہشت میں لے گئے۔ پس نمرود نے آسمان کی طرف تیر لگایا اس وقت جناب باری سے حکم آیا اے جبرائیل نمرود کے تیر کو لے کر مچھلی کی پشت پر لگا کر نمرود کی طرف ڈال دو تا۔۔ کہ کوئی دشمن بھی میری درگاہ سے محروم نہ جاوے۔ تب جبرائیل علیہ السلام اس تیر کو لے کر مچھلی کے پاس آئے مچھلی نے کہا۔ اے جبرائیل اس کو کیا کرو گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اس تیر کو تیری پیٹھ کے خون سے آلودہ کر کے نمرود کی طرف ڈال دوں تاکہ وہ خدا کی درگاہ سے ناامید نہ ہو جاوے یہ سن کر مچھلی نے درگاہ الٰہی سے نہایت مودبانہ التماس کی کہ یا الٰہی تو اس بے گناہ کو دشمن کے تیر سے مارتا ہے۔ تب ندا آئی کہ اے مچھلی اس وقت جو رنج تجھ کو ہوتا ہے دوسری بار تجھ کو ہرگز نہ ہو گا اور نہ تجھ کو کوئی تکلیف ہو گی۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نمرود کے تیر میں مچھلی کا خون لگا کر اس معلون کی طرف پھینک دیا۔ جب نمرود نے اپنی تیر کو خون آلود دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میرا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا اب آسمان کے خدا کو میں نے مار ڈالا پس جو گوشت کہ اوپر کی

طرف باندھا تھا اب وہی گوشت تابوت کے نیچے کی طرف باندھ دیا۔ جب گدھوں نے گوشت نیچے کی طرف دیکھا تو انہوں نے نیچے کی طرف قصد کیا۔ فوراً زمین پر آپہنچا اور جب تمام لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ بوجہ خوشی کے بیہوش ہو گئے اور بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے تو سب کے سب علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا خیال بیان کرنے لگے اور ان میں کوئی بھی ایک دوسرے کی باتیں سنتا ہی نہیں تھا جبکہ بوجہ خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور اصل حقیقت کو بھی پوچھتے نہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو دی پہاڑ پر جب کشتی پر سے اترے تو جو لوگ کہ حضرت علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر تھے انہوں نے ایک ایک گاؤں جداگانہ آباد کیا تھا اور علاقہ کا نام ثمانیہ تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں بیان ہو چکی ہے ان لوگوں کو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آبادی میں جا کر بسے اس بات کو کسی نے نہ مانا پس حضرت علیہ السلام نے دعا کی تب ہر قوم کی علیحدہ علیحدہ زبان پیدا ہوئی کوئی کسی کی بات نہ سمجھتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔

اسی وجہ سے متفرق ہو کر اطراف جہان میں شہر و عمارت بنا کر بسے' اور دوسرا قول یہ ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ کسی نے دشمنی پیدا کی تھی وہ بولے جب نوح علیہ السلام کشتی سے اتریگا تو ہم اس کو مار ڈالیں گے وہ لوگ کشتی سے باہر نکلے تب خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی زبان مختلف کر دی تا.. کہ کسی کی بات کوئی نہ سمجھے اور حضرت نوح علیہ السلام سے دشمنی نہ کر سکے اس وقت ہر شخص اپنے اپنے حال پر رہ گیا۔ القصہ جب نمرود لعین آسمان پر سے زمین پر آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا دیکھ تیرے خدا کو میں نے مار ڈالا میرے تیر میں جو خون لگا ہوا ہے یہ اسی کا نشان ہے اب تیرے خدا سے میں نے ملک آسمان چھین لیا یہ باتیں سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے مردود میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا اور نہ وہ کبھی مرنے والا ہے اور وہ سب پر قادر ہے وہ قہار ہے اور سب مقہور' اور وہ رازق ہے سب مرزوق' اور وہ خالق ہے سب مخلوق پھر اس لعین نے کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تیرے خدا کا لشکر کتنا ہو گا میں تیرے خدا کو تو آسمان پر مار چکا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لشکر کو بھی مار ڈالوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے کہا کہ میرے خدا کے لشکر کی کوئی خبر نہیں جانتا سوائے اس کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ترجمہ: اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کا لشکر مگر وہی۔ پھر نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا کا لشکر جمع کر تا کہ میرے ساتھ مقابلہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے مردود تو اپنا لشکر جمع کر میرا خدا کن فیکون میں جمع کر دیگا۔ تب اس مردود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہند سے تمام لشکر و فوج بلا کر جمع کیا تین سو فرسنگ یعنی نو سو کوس تک اس کے لشکر کی چھاؤنی پڑی تھی اور وہ مردود تقریباً ساٹھ برس تک اسی خیال باطل اور فکر بیہودہ میں پڑا رہا۔ تمام لشکر و فوج زمین بابل میں لا کر جمع کرتا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پلید خدا سے شرم کر وہ تمام مخلوقات کا خالق و رازق ہے اس سے ذرا تو ڈر اور اپنا خالق جان کہ اس نے تجھے دنیا میں سلطنت دی اور آخرت میں بھی دینے والا ہے۔ اس پلید و ناپاک نے کہا کہ مجھے تیرے خدا سے کچھ حاجت نہیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی۔ اے بار الہ یہ ملعون نافرمان تیرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہلاک کر' تب حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی۔ پس نمرود نے ساٹھ لاکھ سوار زرہ پوش تیار کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ خدا کو اگر طاقت ہے تو کہہ دے کہ دنیا کی بادشاہی ہم سے چھین لے مگر پہلے میری فوج سے آکر لڑے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی۔ حکم آیا تو کیا مانگتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدایا تیری مخلوقات میں سے مچھر ادنیٰ ضعیف اور ہر جانور کی خوراک ہے میں اسے مانگتا ہوں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ مچھروں کو چھوڑ دیں اور اسی وقت فرشتوں پر فرمان الٰہی ہوا کہ تم کوہ قاف میں جا کر مچھروں کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ کھول دو۔ فرشتوں نے عرض کی یا الٰہی کتنے مچھر چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ صرف ساٹھ لاکھ مچھر چھوڑ دو تا.. کہ ہر ایک سوار کے مقابل میں لشکر نمرود کے ایک ایک ہو جائے تو نمرود اپنی قوت اور شجاعت کو دیکھے اور معلوم کرے۔ فرشتوں نے حکم الٰہی سے جا کر ایک سوراخ اس میں سے کھول دیا۔ تب مچھر ابر کی مانند زمین بابل میں جہاں نمرود کی لشکر گاہ تھی جا پہنچے۔ جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا اے مچھرو! تمہاری خوراک نمرود کے لشکر میں ہے تم سب ان کو کھاؤ۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے جا کر کہا کہ اے نمرود! دیکھ میرے خدا کی فوج آپہنچی ہے جب نمرود نے دیکھا کہ مانند ابر سیاہ کے ہوا پر کچھ چلا آتا ہے تو اس لعین نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ ہاں ہوشیار ہو کر علم کھڑا کرو اور لڑائی کا نقارہ بجاؤ۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور کہتے ہیں کہ شور و غل سے نمرود کے لشکروں کے زمین میں زلزلہ پڑ گیا۔ پس کیا تھا۔ آناً فاناً" فوج الٰہی آپہنچی شور و غل آدمیوں کا جو نمرود کے لشکروں میں ہو رہا تھا۔ مچھروں کی آوازوں سے کم ہو گیا اور جہاں پر فزع پڑ گیا اور مچھروں کے غل سے جہان پر ہو گیا۔ اور جوش و خروش اس مردود کا جاتا رہا۔ اور ہر سوار کے "سر پر ایک ایک مچھر بیٹھ گیا اور مچھر اپنے ڈنگ ان کے سروں میں چبھو چبھو کر مغز اور گوشت اور پوست اور رگ و آنت اور خون سواری سمیت سب کا سب کھا گئے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے مچھر ذرا بھی ماندے نہ ہوئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہڈی تک ان کی کھا گئے۔

اس ملعون کے لشکر کی لشکر گاہ میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہا۔ اور ایک مچھر کانا لنگڑا لولا غرض کہ ہر عضو میں اس کے نقص تھا وہ سردار مچھروں کا تھا اس نے خدا کی درگاہ میں عرض کی کہ الٰہی نمرود ملعون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر تو اس کے عوض مجھے ثواب ملے۔ پس خدا نے اس کی معروضات قبول فرمالیں۔

جب نمرود مردود اکیلا گھر کی طرف بھاگا اپنی لشکر گاہ سے تو بالا خانہ میں حرم بابل کے بیٹھ کر یہ تشویش کر
کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر سارے کا سارا مارا گیا- اور ہمیں سے کوئی بھی ایک مچھر کو بھی نہ مار سکا وہ سردار مچھ
لنگڑا اور ایک آنکھ کا کانا تھا اس مردود کے زانوں پر جا بیٹھا- اسے دیکھ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ
طرح کے جانور آکر ہمارے سارے لشکر کھا گئے- اگرچہ یہ جانور نہایت ضعیف اور چھوٹے نظر آتے تھے
ہمارے لشکر کچھ نہ کر سکے اور یہ کہہ کر چاہا کہ اس کو پکڑے اتنے میں وہ مچھر اس پلید کی ناک میں جا
اور دماغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا وہ مردود اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ جسکا چارہ کچھ نہ ہو سکا چا
دن رات اسی طرح پریشانی میں گذرے- جب اس کے دوست آشنا تو جا کر اس کے سر پر لکڑی یا
باری کرتے تو اس کے صدمے سے وہ مچھر جو اس کے دماغ میں گھس چکا تھا تھوڑی دیر کے لیے دم لیتا
اس کو کچھ معمولی سا چین آجاتا-

بعد چالیس دن رات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تم نمرود پلید
کے پاس جاؤ اور میری طرف اس کو بلاؤ اور اس کو سیدھی راہ بتاؤ تا.. کہ اس کا کچھ بھلا ہو- تب حضر
ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے نمرود کے پاس جا کر کہا کہ اے نمرود تو کہہ لا الہ الا اللہ ابراہیم رسو
اللہ نمرود ملعون نے یہ سنکر کہا کہ وہ اور تو کون ہے کہ میں گواہی دوں اس کی وحدانیت کی اور ت
رسالت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تیرے گھر کی سب چیزیں گواہی دیں کہ خدا ایک ہے
میں اس کا رسول ہوں- تب تو ایمان لے آئے گا- پس اتنے میں تمام فرش فروش اور چھت پردے
آلات اور اثاث البیت غرض سب شے نے با آواز بلند کہا لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ وَ اِبْرَا
رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ نمرود نے کہا کہ تمام اسباب و آلات گھر کا جلا کر دریا میں ڈال دو ویسا ہی کیا گیا-
نمرود پلید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اب پھر کون بولے گا کہ تیرا خدا ایک ہے اور تو اس کا رسو
برحق ہے- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام در و دیوار اور ستون اور مکانات اور سب چیزیں اس
شہادت دیں گی- اسی وقت سب نے با آواز بلند فصیح زبان سے کہا لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ
اِبْرَاهِيْمُ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پھر نمرود نے ان سب شے کو یعنی در و دیوار و مکان اور ستون سب کو
جلا دیا- پھر نمرود ملعون نے کہا اے ابراہیم بتاؤ اب کون تمہارے خدا کی گواہی دیگا اور تمہاری رسالت
گواہی دیگا- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بدن کی پوشاک گواہی دیگی- پھر اسی وقت کپڑوں
گواہی دی ان کو بھی نمرود معلون نے اتار کر جلا دیا- پھر پلید نابکار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا
اور کون بولے گا- پھر اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے کہنے لگے- ا
ابراہیم علیہ السلام تمام کافروں نے موت کے وقت خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا مگر یہ مردود کافر ہرگز ایمان

لائے گا اور قیامت تک اس پر عذاب شدید ہو گا- اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت عبداللہ ابن
مسعودؓ نے ابو جہل کا سر کاٹنا چاہا اس وقت ابو جہل نے کہا اے عبداللہ تم اپنے محمدؐ سے کہہ دو کہ جب سے
میں اس کو دشمن جانتا ہوں تب ہی سے یہی بولتا ہوں کہ وہ رسول خدا کا نہیں- پس قیامت کے دن حشر کے
میدان میں حضرت بلال حبشیؓ نماز کے لیے اذان دیں گے- اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً
رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سن کر ابو جہل وہاں بھی بولے گا محمد رسول اللہ خدا کا رسول نہیں پس یہ دونوں مردود ابو جہل
اور نمرود دنیا میں بڑے کافر تھے اور آخرت میں بھی ہمیشہ عذاب ان پر ہے-
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس ملعون کی اجل آچکی ہے- اور اب کچھ دن
بھی باقی نہیں ہیں جس گھڑی وہ مچھر اس کی ناک سے نکل کر چلا گیا- وہ مردود وہیں جہاں تھا مر گیا اور جہنم
اصل ہوا- اور قیامت تک عذاب میں مبتلا رہے گا- اور ایک روایت میں ہے کہ نمرود کے سر پر سونٹا
ارنے کے لیے ایک نوکر مقرر تھا- جب شب و روز اس کو سونٹا مارا جاتا تو اس کو کچھ قرار و آرام ہوتا اسی
طرح جب رات دن سونٹے لگاتے لگاتے چالیس دن گزرے تو نوکر جو مقرر تھا وہ ناچار ہوا آخر غصہ ہو کر
یک ہی دفعہ زور سے ایک سونٹا ایسا مارا کہ اس مردود کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور اس کے سر کا پورا بھیجا نکل
یا اور سی حالت میں اس کی جان نکل گئی اور وہ جہنم میں داخل ہو گیا اور وہ مچھر مغز کھا کر کافی بڑا ہو گیا تھا-
ہ سر کے پھٹ جانے سے باہر نکل آیا اور پھر وہ بھی چلا گیا-

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت کا

جب نمرود واصل جہنم ہو گیا تو اس کی قوم میں جو لوگ موجود تھے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس
کر کہنے لگے کہ آج تک یہ ملک نمرود پلید کا تھا' اب تمہارا ملک ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو
گیری سے کچھ کام نہیں اور یہ ملک ہمیشہ ملک بے زوال کا ہے اور میں بندہ با زوال اس بے زوال کا
ل ملک مصر و عجم بادشاہوں کی جگہ ہے اور ملک شام نبیوں کی جگہ ہے- میں تو شام جا رہا ہوں گا- لوگوں نے
ا ہم بھی آپ کے ساتھ شام میں جا رہیں گے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف راہی ہوئے- رحبہ
ام ایک جگہ ہے وہاں آپہنچے اس ملک اور اس شہر کو رونق بخشی اور وہاں سے دریائے فرات کے کنارے
پہنچے وہاں بھی ایک شہر آباد کیا اور اس شہر کا نام رقیہ ہے پھر وہاں سے حلب میں تشریف لائے اور وجہ تسمیہ
ب کی یہ ہے کہ شب کو وہاں دودھ دوہا کرتے تھے' اور وہاں حلب احمر میں آئے اور پھر وہاں سے عین میں
ے کہ جہاں کے بادشاہ نے حضرت حاجرہ کو دیا تھا اور وہ بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پاس آیا اور دین اسلام
مشرف ہوا- اور پھر جو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کو آتے وہ دین اسلام سے مشرف ہوتے وہاں

چند روز قیام کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے معہ اپنی زوجہ محترمہ کے دمشق میں آگئے اور وہاں اس اسلام کا طریقہ و اطوار لوگوں کو بتایا اور بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کے بعد شہر طیب وارد ہوئے اور وہاں کے اہل شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے پہاڑوں میں بھاگ کر چلے اور جو مسلمان حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھے ان لوگوں نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان چھوڑے ہوئے مال و دولت سے فائدہ اٹھایا اور وہ تمام مال غنیمت لے کر حضرت ابراہیمؑ کے، کنعان میں آپہنچے اور ان لوگوں نے وہاں ایک نہر جاری دیکھی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اس سات جگہوں میں جا کر گرتا ہے' ملاد و قامو' و خائم و زعوم اور اسی کے مانند دیگر جگہ لیکن یہاں کے مرتکب فعل بد ردیف ہیں۔ بعض مرد کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت فعل بد کرتے ہیں رہزنی کر کے لوگوں سے مالِ چھین لیتے ہیں اور یہ لوگ ساری عمر اسی فعل بد پر رہے اور پھر مر گئے شہرستان قوم لوط تھا۔ پھر وہاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے۔

تب سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیمؑ کے آنے سے از راہ خوشی دو سو دینار فقراء کو تصدق اور تمام شہر کے لوگ خوش و مسرور ہو گئے تقدیر الٰہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ نور پیشانی حضرت سے ہاجرہ کی پیشانی پر ظاہر ہوا' بعدہ وہاں سے اٹھ کر حضرت سائرہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ تب ح سائرہ خاتون نے اس حال سے واقف ہو کر حضرت ہاجرہؑ کے کان چھید دیئے۔ پس حضرت ہاجرہ کے چھیدنے سے اور بھی زیادہ خوبی آگئی حضرت سائرہ خاتون نے کہا کہ واہ واہ اس عیب نے تو اور خوبصورتی بخشی۔ پھر غصہ ہو کر ان کا ختنہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ میں نے تمام و مرد پر یہ سنت ہاجرہؑ کی جاری کر دی کہ ساری امت ان کی قیامت تک پیروی کرے۔ حضرت خاتون کو اور بھی غیرت پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ سے بولیں کہ یہ چیز مجھ کو برداشت نہیں ہے کہ کے کوئی فرزند پیدا ہو۔ اور مجھ کو نہ ہو اور جب نو مہینے گزر گئے تب ہاجرہؑ کے بطن سے حضرت اسؑ تولد ہوئے بعدہ سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اگر وہ ہاجرہ یہاں رہے گی تو میں یہاں نہ رہوں گی اور میں یہاں سے کہیں چلی جاؤں گی۔ نہیں تو ان کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے رکھو کہ وہاں میوے اور آبادی اور پانی بھی نہ ہو۔ تا۔۔ کہ یہ اچھی طرح سے آرام نہ پا سکے اور میں بھی کو نہ دیکھ سکوں۔ حضرت ابراہیمؑ اس بات کو سن کر بہت متردد و متفکر ہوئے اتنے میں حضرت جبرا علیہ السلام نے آکر فرمایا۔ اے ابراہیمؑ۔ سائرہ خاتون جو کہتی ہیں سو کر وا پس حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور آپ بھی ایک دوسرے اونٹ پر سوار کر بیت المقدس سے نکل کر اب جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں پہنچے۔ تب ہاجرہؑ سے کہا کہ تم یہاں ذرا

میں آتا ہوں۔ ہاجرہؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو لے کر وہاں بیٹھی رہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ دلگیر ہو کر اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے ملک شام کی طرف تشریف لے گئے۔

جب دو گھڑی گزری دیکھا کہ ابراہیمؑ تشریف نہ لائے اور آفتاب گرم ہوا تو سر پر گرمی پہنچی تو پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور اس پیاس کی شدت کی وجہ سے حضرت ہاجرہؑ کوہ صفا و مروہ کی طرف دوڑیں وہاں بھی کہیں پانی نظر نہیں آیا۔ اسی طرح پانی کے لیے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا پر سات مرتبہ دوڑیں لیکن پانی نہ پایا پھر تو بہت ہی حیران ہوئیں اور یہ دوڑنا صفا و مروہ کا سات دفعہ اہل سنت و الجماعت کے مذہب میں حاجیوں پر قیامت تک سنت ہاجرہؑ جاری رہے گی اور ہر حاجی اسی طرح سات مرتبہ دونوں پہاڑوں پر دوڑتے ہیں جب حضرت اسمٰعیلؑ کو حضرت ہاجرہؑ اس میدان میں اب جس جگہ چاہ زمزم ہے لٹا کر پانی کے لیے صفا و مروہ کی طرف دوڑیں اور پانی نہ پایا تو آپکے چہرے کا رنگ متغیر ہوا جب وہاں سے واپس آئیں اور حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس آکر دیکھا کہ حضرت اسمٰعیلؑ شدت پیاس سے جس زمین پر پیر رگڑ رہے تھے اسی جگہ بحکم خداوند قدوس پانی کا ایک فوارہ جاری ہوا اور بفضل خدا اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ہاجرہؑ بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ الحمد للہ یہ مبارک فرزند اللہ تعالیٰ نے مجھکو عنایت فرمایا ہے پس وہی پانی حضرت ہاجرہؑ نے خوب سیر ہو کر پیا اور مٹی و پتھر لا کر چاروں طرف سے اس پانی کو بند کر دیا تا۔۔ کہ زیادہ نہ پھیلنے پائے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہاجرہؑ وہ پانی بند نہ کرتیں تو وہ تمام مکے معظمہ کی تمام حدود میں قیامت تک جاری رہتا۔ پس جو کھانے پینے کا تھا کھالیا۔

اتفاقاً ایک روز سوداگروں کا قافلہ پانی کی تلاش میں معہ اپنے تمام مویشی کے بوجہ پیاس کے کوہ صفا پر آیا تو اس قافلہ نے وہاں ایک عورت کو پانی کے کنارے بیٹھے دیکھا اور اس قافلہ کا بیان ہے کہ اس جگہ سے جب ہم لوگ گزرتے تھے تو کبھی بھی ان لوگوں نے اس جگہ پانی نہ دیکھا تھا یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور وہ اسی تعجب میں حضرت ہاجرہؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ حضرت ہاجرہؑ نے اس قافلے والوں سے جو حال اپنے اوپر اور حضرت اسمٰعیلؑ پر اور پانی کا جو ماجرا گزرا تھا وہ سب سرگزشت انہیں سنائی۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے۔ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ تمہارے پاس اپنی بود و باش اختیار کریں اور پانی کے عوض تم کو ہر سال عشر دیویں تا۔۔ کہ ہم کو یہ پانی حلال ہو۔ حضرت ہاجرہؑ نے فرمایا اچھا۔ تب وہ لوگ وہاں آنے اور اپنے اپنے خیمے نصب کیے اور اونٹوں اور بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ بہت دنوں تک وہ لوگ وہیں رہے اس عرصہ میں حضرت اسمٰعیلؑ بالغ ہوئے اور حضرت ہاجرہؑ ابریشم بن کر اپنی گزر اوقات کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک

روز حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی آرزو ہوئی اور دل میں کہنے لگے کہ خدا جانے وہ دونوں کس حال میں ہوں گے۔ تب حضرت سائرہ علیہا السلام خاتون سے ح ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اجازت مانگی۔ حضرت سائرہ علیہا السلام خاتون نے فوراً اجازت دیدی اور حضرت ا علیہ السلام سے عہد لیا کہ تم وہاں سواری پر سے نہ اترنا۔ اور جلدی دیکھ کر وہاں سے چلے آنا یہ عہد کرکے ح ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدس سے نکل کر بیابان کی راہ لی۔ جب مکہ میں پہنچے تو وہاں قوم عرب کو دیک اونٹ بکری چراتے ہیں اور کسی کو دیکھا بیٹھے اور کوئی چلتا پھرتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی ب پہچانا۔ مگر حضرت ہاجرہ علیہا السلام دور سے دیکھ کر بغرض استقبال آگے بڑھیں اور ان کو نہایت تزک و احتشام اپنی جائے رہائش پر لائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عہد کا خیال کرکے اونٹ پر سے زمین پر پ نہ رکھا۔ ہاجرہ ؑ نے اسماعیل علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہ تمہارے والد آئے ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے باپ کو دیکھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہو گئے تھے۔ حض ہاجرہ علیہا السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بالاصرار کہا کہ آپ سواری سے اتریئے تا.. کہ آپ ہاتھ پا دھلوادوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا چلتے وقت سائرہ خاتون نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ اپنی سوا سے نہ اترنا یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے ایک پتھر لا دیا اور اس پر پاؤں رکھ کر دھلایا اسی طرح دو دھلوا دیئے اور اچھی طرح سے ہاتھ پاؤں دھلا دیئے۔ اور جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پاؤں رکھ اب وہ مقام خلائق کا مصلی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو دیکھ کر بیت المقدس کو تشریف لے گئے اور حضرت سائرہ خاتون کے پا مہمان سرا بنا کر خلق اللہ کی دعوت و مہمانداری کرتے تھے۔

بیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے اپنے خواب میں دیکھا ک کوئی ان سے کہتا ہے کہ اے ابراہیم علیہ السلام اٹھ اور قربانی کر تب حضرت نے فجر کو اٹھ کر دو سو اونٹ خدا ک راہ میں قربان کر دیئے اسی طرح تین دن تک یہ خواب دیکھا تینوں دن دو دو سو اونٹ قربانی کیے۔ پھر چوتھ شب کو خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو خداوند قدوس کی راہ میں قربان کر۔ سبحان اللہ سچ ہ کہ خواب پیغمبروں کا بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے اسی روز فجر کو نیند سے بیدار ہو کر حضرت سائرہ خاتون سے ک کہ آج مجھ کو خواب میں حکم ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربان کر دوں لہٰذا میں اس حکم خداوندی کو بجالانے کو تیار ہوں۔ حضرت سائرہ خاتون نے کہا بہت اچھا اپنے فرزند لخت جگر کو خدا کی را

ں قربان کرو۔ اس گفتگو کے بعد فوراً ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شتر پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس جا پہنچے اور اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر نو برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے فرمایا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے سر میں کنگھی کرکے اور اس کے بال مشک و عنبر سے خوشبودار کرکے اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر میرے ساتھ دعوت میں بھیج دو میں اسے اپنے ساتھ دعوت الی اللہ میں لے جاؤں گا۔ اس حکم کو سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے ان کو خوب اچھی طرح نہلا دھلا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر کہا کہ تم آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چھری تیز دھار والی اپنی آستین میں چھپائی اور ہاجرہ علیہا السلام کے سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ اپنے باپ کے پیچھے چلنے لگے۔

یہ کیفیت دیکھ کر شیطان لعین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے پاس آیا لیکن اس نے ان سے ابھی کہنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً ہی وہ شیطان حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ آج اسمٰعیل علیہ السلام ہمارا بیٹا کہاں ہے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس سے کہا کہ آج وہ اپنے باپ کے ہمراہ ایک ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارے کو تو اس کا باپ ذبح کرنے کو لے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کو کبھی بے گناہ مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے ایسا ہی حکم کیا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ واقعی خدا کا فرمان ہے تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔ پس ابلیس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور اس لعین نے یہ گمان کیا کہ ابھی تو یہ لڑکا ہے اس کو نہایت آسانی سے خدا کے حکم سے بھٹکا سکیں گے۔ ابلیس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا تو کہاں جاتا ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ میں آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں۔ شیطان بولا۔ نہیں تمہارا باپ تو تم کو آج ذبح کرنے کو لیے جاتا ہے آپ نے یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ نے اس شیطان لعین سے کہا کہ کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو بے گناہ مارتا ہے کیا کبھی تم نے ایسا سنا ہے۔ ابلیس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ اس کو تو یہ حکم خدا نے دیا ہے کہ وہ آج اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کردے۔ سن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ نے جواب دیا کیا یہ حکم خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو پھر تو ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں فدا ہیں اور میں بخوشی اس کی راہ میں قربان ہونا چاہتا ہوں۔

جب وہ دونوں بزرگ دور تک نکل گئے تب اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے اباجان مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی کی گئی تھی وہ اپنے لخت جگر فرزند ارجمند کے سامنے انہیں الفاظ کے ساتھ بیان کر دی قولہ تعالیٰ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ترجمہ: پھر جب وہ اچھی طرح چلنے

پھرنے کے قابل ہوئے تو باپ نے اپنے لخت جگر سے فرمایا۔ اے بیٹے میرے میں نے خواب میں دیکھا
کہ میں تجھ کو ذبح اللہ کے راستے میں کر رہا ہوں۔ پس اے بیٹے میرے مجھے بتا دو تمہاری اس میں کیا رائے
ہے یہ سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کی اے میرے ابا جان یہ تو بڑی بھاری میرے
واسطے سعادت ہے اور آپ تو خداوند قدوس کے دوست ہیں اور رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ جب آپ
بحکم خدا سوئے تو رحمت رب سے آپ کو یہ خواب کی سعادت نصیب ہوئی' میں بخوشی راضی ہوں جس
میں میرا خدا راضی ہے۔ اور کہنے لگے قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ترجمہ
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے ابا جان سے کہا کہ اے میرے باپ آپ کر ڈالیے جو کچھ آپ کو خدا کی طرف
سے حکم ہوا ہے اور مجھے آپ انشاء اللہ صابرین میں پائیں گے فائدہ فرمایا گیا ہے ذی الحجہ کی آٹھویں شب
کو خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں جب صبح ہوئی تو بہت ہی فکر مند ہوئے کہ اس خواب کی کیا تعبیر
ہو گی۔ پھر نویں شب میں بھی یہی خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہوں پھر دسویں شب میں بھی یہ
خواب دیکھا۔ پھر اس کے بعد جب کچھ تعبیر سمجھ میں نہیں آئی تو پھر اپنے بیٹے سے کہا اور انہوں نے باپ
کے فرمان کے مطابق فوراً تسلیم کر لیا ایسے باپ اور بیٹے پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے باپ اللہ تعالیٰ نے حکم آپ کو دیا ہے اس میں جلدی کیجیے انشاء
اللہ مجھ کو تم صابروں میں سے پاؤ گے اور میں خدا تعالیٰ کا مطیع ہوں نافرمان نہیں ہوں اس لیے آپ جلدی
کیجیے ہو سکتا ہے کہ تاخیر کے سبب شیطان لعین وسوسہ ڈالے۔ کیونکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کو صحیح راستے
سے بھٹکا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی وقت فرمایا کہ اس لعین پر پتھر مارو۔ تب باپ اور بیٹے نے اس
لعین پر پتھر پھینکے اور اب یہ حاجیوں پر سنت ہے کہ حج کے دنوں میں اس طرف پتھر پھینکتے ہیں۔

بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس جگہ پر جا پہنچے اب جس کو اس وقت منیٰ بازار
کہتے ہیں اور جہاں جا کر تمام حاجی اپنے اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے
بیٹے سے کہا کہ اب تمہاری کیا صلاح و مشورہ ہے۔ وہ بولے کہ ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں تصدق
ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے قربان ہوتے ہوئے اپنے خواب میں دیکھا۔ پس آپ جس طرح بھی
ممکن ہو جلدی کیجیے اور امر الٰہی بجا لائیے کیا خوب شعر ہے وہ مقید ہوئے امر سبحان کے ہوئے دونوں راضی
وہ قربان کے قولہ تعالیٰ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ترجمہ: پھر جب دونوں حکم خداوندی پر راضی ہو گئے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو زمین پر ماتھے کے بل پچھاڑا تا۔ کہ بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے
اور محبت جوش نہ کرے اور حکم خداوندی میں کبھی کوتاہی نہ ہو جائے اور یہ بات در حقیقت بیٹے نے اپنے
باپ کو سکھائی تا۔ کہ میری قربانی کی فرمائش کی تکمیل ہو سکے اور میں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہو

کہتے ہیں کہ اس امر کے بجا لانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی مگر دل
کچھ گزری ہو گی وہ تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بوقت ذبح اپنے ابا جان
مؤدبانہ التماس کی کہ اے ابا جان میری اس وقت صرف تین گزارش ہیں اور میری وصیتیں سمجھ
سب سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لیجیے کہ جان نازک ہے۔ چھری کے زخم کے
جنبش میں نہ آجاؤں خدا نخواستہ قطرہ خون کا بھی آپ کے کپڑوں میں لگ جاوے تو میں قیامت کے
گرفتار ہو جاؤں اور عذاب خدا برداشت نہ کر سکوں۔ اور دوسری وصیت یہ ہے کہ منہ میرا زمین کی
کر لیجیے تا۔ کہ منہ میرا آپ کو نظر نہ آوے اور میں بھی آپ کی طرف نظر نہ کر سکوں تا۔ کہ آپس
محبت جوش نہ کرے اور یہ ہمارے اور آپ کے درمیان قصور کا سبب بن جائے۔ اور تیسری وصیت یہ
کہ جب آپ گھر کی طرف تشریف لے جائیں تو وہاں جا کر میری محترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں
ام کہنا اور میرا کپڑا خون بھرا ان کو دینا تا۔ کہ یہ نشانی ان کو تسلی کا کام دے اور یہ صرف اس واسطے کہہ
ہوں کہ ان کا کوئی دوسرا فرزند نہیں ہے۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنیں اور اس
بعد اپنے کرتے کی آستین سے چھری اور رسی نکال کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں خوب اچھی
ح سے مضبوط باندھے اور ان کا منہ بھی زمین کی طرف کر دیا۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اے
رے ابا جان میرے ہاتھ پاؤں کھول دیجیے کیونکہ جو بندہ بھاگنے والا ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر
کی درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابراہیم نے نہ مانی اور گلے پر چھری زور سے چلائی مگر بحکم
کچھ بھی نہ کٹا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ میرے ابا جان یہ چھری کی پشت سے ذبح کرتے
جو کاٹتی نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر چھری پر زور لگایا لیکن پھر بھی ذبح نہ ہوا۔ پھر حضرت
سمٰعیل علیہ السلام نے اپنے ابا جان سے کہا اب کی مرتبہ چھری کی نوک سے گلے میں ڈال کر زور سے ذبح کرو
ئد یہ کامیاب ہو اور میں خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے کہنے سے ویسا ہی
لیا لیکن پھر بھی کچھ کٹ نہ سکا۔ چھری دستے کے اندر اور دستہ حلق پر رہ گیا۔ غرضیکہ وہ ذبح کرنے میں
امیاب نہ ہو سکے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر چھری کو زمین پر ڈال دیا اس وقت چھری نے
ضرت ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تمہیں کہتا ہے کہ کاٹو' اور مجھے کہتا ہے کہ
ت کاٹو اور آپ کو ایک دفعہ فرماتا اور مجھے دس مرتبہ فرماتا ہے کہ مت کاٹو' اور یہ جان لو کہ حکم الٰہی
سب سے بہتر اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی گفتگو میں تھے کہ
تنے میں پیچھے سے ایک آواز تکبیر کی آئی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اور

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ بلند آواز سے کہتے ہوئے آئے قولہ تعالیٰ وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۔ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ: اور پکارا ہم نے اس کو یوں کہ اے ابراہیم بیشک سچ کیا تم نے اپنے خواب کو تحقیق اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو یعنی ایسے مشکل حکم میں ڈال کر آزماتے ہیں اور پھر ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں پھر اس کے بدلے میں بلند درجات عطا کرتے ہیں بیشک یہی ہے صریح آزمانا۔ اور ہم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک بڑی قربانی کے بدلے چھڑا لیا۔ یعنی بڑے درجے کا بہشت سے ایک دنبہ آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری ایسے زور سے چلائی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلا نہ کٹا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور ایک دنبہ جو بہشت سے لائے تھے ان کی جگہ پر رکھ دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے پٹی کھول کر دیکھا تو ان کے بیٹے کے بدلے میں ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور یہ سنت آنے والی نسلوں کے واسطے قائم کر دی گئی اور رہتی دنیا تک یہ سنت جاری رہے گی اور سلامتی ہو حضرت ابراہیمؑ پر ہم یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ہر نیکی کرنے والوں کو اور وہ ہمارے بندوں میں بہت ہی زیادہ ایماندار ہیں اور ہم اس کو اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازتے رہیں گے اور انکی نسل پر بھی ہمارا لطف و کرم جاری رہے گا۔

فائدہ پس معلوم ہوا کہ وہ پہلی خوشخبری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تھی اور سارا واقعہ اللہ کے راستے میں ذبح کا انہیں سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہود کہتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کیا گیا اور یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی خوشخبری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں سے اولاد بہت پھیلیں اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے بنی اسرائیل میں نبی کثرت سے آتے رہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ملک عرب میں نبی آتے رہے اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس قربانی عظیمہ کے بدلہ میں ایک دنبہ ابلق و فربہ اور تندرست جنت سے بھیجا تھا۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس دنبے کو ہابیل نے بھی قربان کیا تھا۔ بعد اس کے دو ہزار برس خدا تعالیٰ نے اسے بہشت میں پال کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے عوض فدیہ بھیجا تھا کہ وہ نجات پاویں۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دنبے کو بعوض اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کیا اور اس کے چمڑے سے اس کے دسترخوان بنوا کر خلق اللہ کو اس پر کھانا کھلایا کرتے اور اس کی پشم سے حضرت سائرہ خاتون نے ایک چادر بنوائی۔ حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اس چادر کو سکینہ کے تابوت میں رکھ دیا۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام اس تابوت کو لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ حضورؐ نے حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطابؓ کو عنایت فرمایا تاکہ اس کا خرقہ بنا کر پہنیں اور وہ خرقہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زندگانی بھر رہا۔ اور وہ اس کو ہمیشہ پہنتے تھے۔ تا۔۔کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل ہو سکے چونکہ وہ جانتے تھے کہ آخرت میں نجات کا دار و مدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ و شوق عنایت فرمائے (آمین)

تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی سے فراغت پائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بی بی ہاجرہ کے حوالے کر کے خداوند قدوس کا شکر بجا لائے اور پھر اس کے بعد حضرت سائرہ خاتون کے یہاں تشریف لے گئے چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ: اے ابراہیم علیہ السلام! تم پر خدا تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین میں ایک خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بناؤ تا۔۔کہ مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ یہ بات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سن کر عرض کرنے لگے کہ یہ خانہ کعبہ کہاں بناؤں فوراً ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اونٹ پر سوار ہو جاؤ تو میرے حکم سے ایک ابر آویگا تم اس کے ساتھ چلتے رہنا اور وہ جہاں پر ٹھہر جائے اور سایہ اس کا جہاں تک گرے وہاں تک نشان دے کر وہیں کعبہ کی بنیاد ڈال دینا۔ چنانچہ بحکم خداوندی ایسا ہی ہوا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک سانپ نے آکر چاروں طرف حلقہ کیا۔ اسی انداز سے جو حلقہ کا نشان تھا بیت اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر جہاں تک بتا دیا وہاں تک بنا لیا۔ قولہ تعالیٰ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ترجمہ: اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کا ٹھکانا اس گھر کا شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے کیونکہ اور دیگر سابقہ امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص صفت اسی امت کو عنایت فرمائی گئی اور یہ بھی ابراہیم علیہ السلام کو بتایا گیا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس گھر کو آباد کریں گی۔ جب اطمینان کامل ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ خداوند اس کے واسطے پتھر کہاں سے لاؤں تا۔۔کہ اس خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی جائے اور تیرے حکم کی فرمانبرداری کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جس پتھر کی تم کو ضرورت

محسوس ہو رہی ہے وہ پتھر تم کو پانچ پہاڑوں سے مل سکیں گے یعنی کوہ لبنان اور حراء ابو قبیس اور کوہ صفا و مروہ۔

ان پانچوں پہاڑوں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بناتے جاتے تھے اور اس کے تعمیری کاموں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی مدد کرتے تھے خداوند قدوس کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے پتھر مسجد کی محراب میں رکھو۔ چنانچہ آپ نے بموجب فرمان الٰہی پہلا پتھر اسی جگہ پر رکھا جہاں حکم دیا گیا تھا یعنی محراب مسجد میں نصب کیا اور دیکھتے کیا ہیں کہ اس پتھر پر نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا ہے پھر اس کے بعد ایک پتھر داہنی طرف کعبہ کے رکھا تو اس میں نام ابو بکر صدیقؓ کا لکھا تھا اور ایک پتھر بائیں طرف رکھا تو اس پتھر پر نام حضرت عمر بن الخطابؓ کا ظاہر ہوا۔ اسی طرح اور دو پتھر لگائے ان دونوں پتھروں پر حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام ظاہر ہوئے غرض کہ مطلب یہ ہے کہ جب تک ان پانچوں حضرات سے سچی محبت نہ کریگا اس کی نہ نماز قبول ہو گی اور نہ حج قبول ہو گا اور نہ کوئی عبادت خدا کے دربار میں قبول ہو گی بیت اللہ تیار ہونے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل دعا مانگی۔ قولہ تعالیٰ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ترجمہ: اور جب اٹھانے لگے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی تب کہنے لگے۔ اے رب قبول کر تو ہی اصل سننے والا اور جاننے والا ہے' اور کہا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ: اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب کہ اس شہر کو امن و امان والا بنا اور روزی دے اس کے لوگوں کو میووں سے جو کوئی ان میں سے یقین لاوے اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر جو آنے والا یقیناً ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ترجمہ: فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اس کو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنوں پھر اس کو قید کرکے بلاؤں گا برائے عذاب دوزخ کے اور نہایت ہی بری جگہ ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام خدا کا شکر بجا لائے کہ ہم لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ بنایا بعدہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے "ابراہیم خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے بڑی محنت سے یہ گھر خدا کا بنایا۔ ہمارے نزدیک اس محنت کی بہت ہی زیادہ قدر و منزلت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوندی قدوس سے عرض کیا کہ یا الٰہی تو نے فرمایا ہے کہ بھوکے پیاسے کو کھانا کھلانا پلانا اور ننگے کو کپڑا پہنانا نزدیک میرے ایسا بڑا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ ہے اور ایک ہزار رکعت نماز ہر ہر رکن پر تو نے اس کی ادا کی' پھر ارشاد ہوا اے ابراہیمؑ تو لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دو قولہ تعالیٰ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ترجمہ: اور اعلان کر دو لوگوں میں حج کے واسطے کہ لوگ اس خانہ کعبہ کے واسطے پیادے اور اگر سواری میسر ہو تو سواری پر اگرچہ ان کے اونٹ دبلے ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ حکم دوری مسافت کے واسطے ہے۔ بہرحال ہر ممکن طریقہ پر اس گھر کی طرف چلے آئیں۔ یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا الٰہی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور اس آواز کو کون سنے گا۔ حکم ہوا کہ تم بلند آواز سے پکار دو میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں یہاں تک کہ جو روحیں باپ کے صلب میں اور ماؤں کے رحم میں ہیں سب کو سنوا دوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر با آواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اس میں حج کے واسطے آنا ضروری ہے۔ چنانچہ جن کی قسمت میں حج تھا۔ ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے باپ کی پشت اور ماں کے رحم میں لبیک کہا۔ حضرت نے کسی کو نہ دیکھا اور چاروں طرف سے آواز آئی لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یا سَیِّدِیْ وَمَوْلَائِیْ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے میدان میں چاروں طرف نظر کی دیکھا کہ نہ پانی ہے نہ گھاس ہے اور نہ زراعت غرض یہ کہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی۔ قولہ تعالیٰ رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ترجمہ: یا رب میں نے بسائی ہے ایک اولاد میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے ہم کو قائم رکھ واسطے اپنی نمازوں کے کیونکہ جو تیرا ہو جاتا ہے اس کا دل تیری طرف ہی جھکتا ہے اور جو لوگ اس جگہ آباد ہو جائیں تو تو ان لوگوں کو میووں سے روزی دے تا۔ کہ وہ تیرا شکر زیادہ کریں۔ فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر ملک شام میں تھا۔

بعد تولد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ان کی ماں کے ساتھ اس جنگل میں لا کر جہاں پر اب مکہ مکرمہ ہے بٹھا کر چلے گئے پھر رفتہ رفتہ مکہ شہر آباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمزم کا چشمہ نکالا۔ اس وجہ سے اور زیادہ جلد اس جگہ پر لوگ آباد ہو گئے' کیونکہ یہ زمین کھیتی اور میوے کے درختوں کے واسطے موزوں نہ تھی اسی کے نزدیک ایک زمین طائف تھی اس زمین کو زرخیز و سرسبز شاداب کر دیا تا۔ کہ بہتر سے میوے وہاں پر ہوویں اور شہر مکہ مکرمہ میں وہاں سے پہنچیں بعد اس کے خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چھتیس کوس تک زمین مکے کی جو کہ سنگریزے سے بھری تھی اسے کھود کر ملک شام میں لے جا کر رکھ دی۔ اور اس کے عوض میں دریائے نیل کی زمین مکے میں لا کر رکھ دی اور فرشتے

سب اس زمین کے گرد کعبے کے سات دفعہ طواف کرتے رہے اور اس جگہ سے کہ جہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مٹی کھود کر ملک شام میں پھینکی تھی لے جا کر اس کا نام طائف رکھا اس واسطے کہ سات دفعہ گرد بیت اللہ کے طواف کیا تھا اب ہر طرح کے میوہ جات طائف میں پیدا ہوتے ہیں' اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں جا کر رہائش اختیار کر لی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ خانہ کعبہ خراب نہ ہو گا آباد رہے گا- اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان سرائے بنائی اور عہد کیا کہ بغیر مہمان کے میں کھانا نہ کھاؤں گا- حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ مدید تک وہیں عبادت کرتے رہے اور مسافروں کی مہمان برداری کرتے رہے- کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایک دن حضرت عزرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت بن کر آپ کے پاس آئے- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ میں عزرائیل علیہ السلام ہوں- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر عزرائیل علیہ السلام سے کہا تم میری ملاقات کو آئے ہو یا جان قبض کرنے کو؟ انہوں نے کہا میں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں اور آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دوست کہا ہے- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کون ہے اور اس کی علامت کیا ہے حضرت ملک الموت نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہے- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کاش میں ویسا ہی ہوتا یا اسے دیکھتا تو میں اس کے ساتھ دوستی کرتا- اس کے بعد عزرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے-

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تلاوت کرتے یا عبادت کرتے تو آپ کی آواز ایک کوس تک جاتی اور اس آواز کو جو سنتا وہ کہتا کہ یہ آواز تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں ایک دن آپ نے تمنا کی اے خداوندا تو مردے کو کس طرح زندہ کرتا ہے اگر یہ چیز تو مجھے آنکھوں سے دکھاوے تو بہت ہی اچھا ہو- پس خدا کی درگاہ میں عرض کی قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ترجمہ: اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اے رب دکھا مجھ کو کہ کیونکر جلاتا ہے تو مردے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ترجمہ: کہا کیا تو نے یقین نہیں کیا- تو فوراً ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گزارش کی- قولہ تعالیٰ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ترجمہ: کہا حق ہے فرمانا تیرا مگر اس واسطے کہ تسکین ہووے میرے دل کو باری تعالیٰ نے فرمایا فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ترجمہ: فرمایا کہ تم پکڑ لو چار جانور اڑنے والے پھر ان کو اپنے سے مانوس کر کے بلا لو پھر ان کے ٹکڑے کر ڈالو اور پھر ان ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر ڈال دو پھر تم ان کو بلاؤ وہ تمہاری آواز پر اپنے اپنے جسم کی طرف ہر ٹکڑا آوے گا- اور وہ میرے حکم سے اپنی پہلی حالت پر آجائیں گے اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے' اور

یہ اچھی طرح سے جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے بحکم الٰہی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام جانور لائے- ایک ان میں طاؤس تھا اور دوسرا مرغ اور تیسرا کو. اور چوتھا ان میں ایک کبوتر تھا ان کو انہوں نے پالا اور اچھی طرح سے اپنے سے ہلایا' جب ان کو اطمینان ہو گیا کہ یہ ہم سے اچھی طرح مانوس ہو چکے ہیں اور ان کو پہچان بھی لیا تا. کہ بھول نہ ہونے پائے- پھر ایک دن ان سب کو ذبح کر ڈالا اور اس کی تقسیم اس طرح سے کی کہ ایک پہاڑ پر ان چاروں جانوروں کے سر رکھے اور ایک پر پاؤں اور ایک پر دھڑ اور ایک پر ان کے تمام بالوں کو رکھا اور اپنے دل میں اطمینان بھی کر لیا کہ خداوند قدوس کی قدرت کے مناظر دیکھیں گے- پھر انہوں نے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر ایک جانور کو پکارا تو اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر کچھ دیر میں دھڑ اس سے آکر مل گیا- پھر پاؤں ملے پھر آخر میں پر آکر مل گئے اور جب وہ اپنی پہلی اصلی حالت میں ہو گیا تو وہ دوڑتا ہوا چلا آیا- اسی طرح چاروں جانور باری باری سے درست ہوتے گئے اور اپنے اپنے اعضا سے ل کر صحیح سالم اپنی اصلی حالت پر اڑتے ہوئے حاضر ہو گئے- پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام چار جانور پکڑ مرغ' طاؤس' کوا اور گدھ بعض نے کبوتر کہا ہے- پس ان دونوں میں مورخین کا اختلاف ہے-

سوال- اس کا کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاروں جانوروں کو مرغ فرمایا اور دوسرے جانور کا ذکر نہیں کیا جواب- مرغ ان جانوروں پر فضیلت رکھتا ہے اور دوسرے جانور اتنی فضیلت نہیں رکھتے ہیں- مرغ ذبح کرنے کو اس وجہ سے کہا کہ شہوت میں اس سے زیادہ کوئی جانور نہیں- ایسا ہی تو بھی اپنی شہوت کو ترک کر اور مور کو اس واسطے کہ اس کے برابر زیبا دنیا میں کوئی جانور نہیں لہٰذا ایسا ہی تو بھی اپنی زینت کو اور آرائش دنیا کو چھوڑ دے اور کوے کو اس لیے کہ اس کے برابر کوئی حریص دنیا میں نہیں- تو بھی ایسا ہی حرص دنیا کو چھوڑ دے اور گدھ کو اس واسطے کہ اس کی عمر پانچ سو برس سے زیادہ بھی ہوتی ہے- لیکن آخر کو موت ہے- لہٰذا تو بھی اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دے اور یہ عارضی زندگی پر امید درازی عمر مت کیجئے ور اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھو تاکہ دنیا کے مشاغل سے بچتے رہو- تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان چاروں جانوروں کو ذبح کر کے گوشت اور پوست اور ہڈی اور رگ کو ہاون دستے میں کوٹا اور چار گولیاں بنا کر چاروں طرف ڈال دیں اور چاروں جانوروں کا سر اپنے ہاتھ میں لیکر بلایا کہ اے فلاں لاں جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آؤ اور اپنی پہلی اصلی حالت پر ہو جاؤ- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ آواز سن کر وہ گولیاں جو جانوروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی تھیں وہ اس طرح آکر مل گئیں کہ کوئی یہ کہہ بھی نہ سکتا تھا کہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا اور ان کے اعضاء کو کوٹ کر گولیاں بنا دی گئی تھیں- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس اللہ کی حکم سے آگئیں- اور چاروں جانوروں کے سر جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھے اس میں منسلک ہو گئے یعنی مرغ کے سر میں مرغ کا بدن اور مور کے سر میں مور کا

بدن اور کوے کے سر میں کوے کا بدن اور گدھ کے سر میں گدھ کا بدن آلگا اور سب کے سب اللہ تعا
کے حکم سے زندہ ہو گئے اور پھر وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ہاتھ سے اڑ گئے اور وہ چاروں جا
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے چاروں طرف طواف کرنے لگے اور یہ طواف کا سلسلہ برابر سات د
رات جاری رہا پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو نے اسمٰعی
علیہ السلام کو جیسا کہ خدا کی راہ میں دیا ہے ویسا ہی اپنا جمیع مال و متاع بھی دے تو تو میرا بندہ خالص و مخلص
ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ترجمہ: جب کہا اس
اس کے رب نے حکم بردار ہو بولا میں حکم بردار ہوں اپنے رب العالمین کا۔ پس یہ حکم سننے کے بعد حضر
ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال و متاع فقیروں کو لٹا دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اب اولاد کی طرف سے مایوس ہ
اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف نوے برس کی تھی۔ اور اس وقت تک حضرت سائرہ خاتو
سے کوئی فرزند نہیں ہوا تھا اس لیے بدگمان ہو کر گئو سالے کو حضرت سائرہ خاتون قلاوہ زریں پہنا کر بجا
فرزند کے اس کی پرورش کرنے لگیں۔

نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات رات دن تک مسافروں کے لیے کھانا نہیں کھایا ت
تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارہ شخص جوان نیک رو مثال غلاموں کے مزین ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس آئے سلام کیا۔ اس کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے و علیکم السلام سے دیا اور یہ خیال کیا کہ سب آد
ہیں حالانکہ وہ سب فرشتے تھے ان کے ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر لے گئے قولہ تعالیٰ وَلَقَ
جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ترجمہ: اور آ
ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر بولے سلام ہو تم پر اور وہ بولے سلام ہو تم پر پ
دیر نہ کی کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سائرہ سات دن بعد آ
مہمان عزیز و مکرم آئے ہیں جو چیز تم عزیز رکھتی ہو ان کے واسطے بھی وہی چیز لے آؤ۔ حضرت سائرہ
بولیں کہ اے حضرت میں اس بچھڑے سے زیادہ عزیز کسی چیز کو نہیں رکھتی ہوں اور اسے بمنزلہ فرز
کے میں نے پالا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کو قربانی کر کے اور تل کر آپ کے مہمانوں کے سامنے لا
رکھ دوں۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام نے اسے اسی وقت ذبح کیا اور اس کو بھون کر مہمانوں کے سامنے لا کر رک
اور آپ خود بھی ان مہمانوں کے ساتھ سر نیچا کیے باادب کھانے لگے۔ حضرت سائرہ خاتون علیہا السلام نے پرد
سے دیکھا اور کہنے لگیں اے حضرت آپ تو کھاتے ہیں لیکن آپ کے مہمان نہیں کھاتے ہیں۔ اس وق
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھا کر مہمانوں کی طرف دیکھا کہ مہمان کھاتے نہیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ
نے اپنے مہمانوں سے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے ان مہمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوچھنے

جواب دیا کہ ہم کو اس کی قیمت دیئے بغیر کھانا درست نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مہمانوں سے
کہا کہ اچھا آپ لوگ اس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ مہمانوں نے عرض کی کہ آپ اس کی قیمت کیا چاہتے ہیں۔
تب آپ نے ان مہمانوں سے فرمایا کہ اس کی قیمت تو یہ ہے کہ آپ لوگ سب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ کہہ کر کھانا شروع کر دیں اس کی قیمت ادا ہو جائیگی اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو پھر الحمد للہ
کہنا یہی اس کی قیمت ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے با آواز بلند کہا اے ابراہیم علیہ السلام اس بات سے خدا تعالیٰ تم سے بہت خوش
ہوا اور تمہیں اپنا دوست بنا لیا اتنا کہنے کے بعد بولے کہ آپ قطعاً ترس نہ کیجئے۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے
فرشتے ہیں اور ہم میں جبرائیلؑ اور اسرافیلؑ، وردائیلؑ اور عقوائیلؑ اور کئی دیگر فرشتے شامل ہیں اور ہم
کو اللہ رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ پہلے آپ کے پاس جاویں کیونکہ آپ نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ کھانا
مہمان کے ساتھ کھائیں گے ورنہ نہیں کھائیں گے اور آج تقریباً سات دن ہوئے کچھ نہیں کھایا اور بطور
روزدار کے ہیں اور ہم لوگ محض اسی مقصد کے وجہ سے بصورت انسان بھیجے گئے کہ آپ مہمان نوازی
کریں اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو آپ کا روزہ کھل جائے گا اور جو بوجہ بھوک اور فاقہ کرنے سے
پریشانی لاحق ہوئی ہے جاتی رہے گی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت کا ہم کو حکم ہے کہ شہرستان میں حضرت
لوط علیہ السلام کے یہاں جاویں اور وہ بھی پیغمبر مرسل ہیں ان کو وہاں کی بلا سے نجات دیویں گے اور آپ کو ایک
بشارت بھی دیتے ہیں کہ آئندہ مستقبل قریب میں آپ کے یہاں ایک فرزند مبارک تولد ہو گا اور نام اس
کا اسحاقؑ اور اس کے بیٹے یعقوبؑ ہوں گے اس وقت حضرت سائرہ خاتون کھڑی تھیں۔ اس بات کے سنتے
ہی ہنس پڑیں قولہ تعالیٰ وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔ ترجمہ:
اور ان کی عورت کھڑی تھیں اور یہ باتیں سن کر ہنس پڑی۔ پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحاق کی اور
اسحاقؑ کے پیچھے یعقوبؑ کی تب حضرت سائرہ بولیں قولہ تعالیٰ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا
بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ
اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ترجمہ: بولی اے خرابی کیا میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور خاوند بھی میرا بوڑھا ہے
یہ تو عجیب بات ہے وہ فرشتے بولے کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم میں، یہ خداوند قدوس کی حکمت
اور مہر ہے اور اسی کی تمام برکتیں ہیں تم پر اور تمہارے تمام گھر پر کہنے لگے اے سائرہ خاتونؑ تم اللہ تعالیٰ
کے کارخانہ قدرت میں تعجب مت کرو اور ہم مزید خوشخبری یہ دیتے ہیں کہ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ
اسحاقؑ کی پشت سے ستر ہزار پیغمبر اور پیدا ہوں گے یہ سن کر حضرت سائرہ خاتونؑ نے ان فرشتوں سے کہا
کہ اس کے کیا آثار ہیں۔ وہ بولے کہ تم کو معلوم نہیں آج تم خدا کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ بھی دیکھ لو کہنے

لگے یہ ہڈیاں بچھڑے کی جو کہ بڑے طباق میں رکھی ہیں تم اس کی طرف منہ کر کے کہو کہ قم باذن اللہ
اسی وقت یہ بچھڑے کا بچھڑا جی اٹھے گا اور دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس جا کر دودھ پینے لگے گا۔ اور دوسری
علامت یہ ہے کہ ایک شاخ درخت کی سوکھی نیم سوختہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں تھی۔ حضرت
جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر اس پر ملا فی الفور وہ سوکھی ہوئی درخت کی شاخ سبز ہو گئی اور اس میں ہری ہری
پتیاں بھی لگ گئیں اور میوہ پھلا اور پھر پختہ ہوا تب حضرت سائرہؑ کو دیا انہوں نے اس کو کھایا۔

بعد ازاں حضرت سائرہ خاتونؑ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ تم نے خداوند قدوس کی
قدرت کاملہ دیکھی کہ کتنے دن کی سوکھی لکڑی سبز ہو گئی اور اس کے میوے پھلے اور تم نے اس کو کھا بھی
لیا تو کیا یہ اللہ رب العزت کی قدرت سے بعید ہے کہ وہ تم کو ایسے وقت میں ایک نیک فرزند ارجمند نیک
صالح اور پیغمبر عطا فرمائے گا جس کا نام حضرت اسحاق ہو گا اور ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ ہوں گے جن کی
پشت سے ہزاروں انبیاء پیدا ہوں گے اور رب العزت کی وحدانیت اور الوہیت کا چرچا چار دانگ عالم میں
تسلیم کیا جائے تا کہ مخلوق خدا اپنے حقیقی معبود کو پہچان سکے اور دنیا کے معبودان باطل سے منہ موڑلے
پس میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت لوط علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امر سے فارغ ہوئے تو ان فرشتوں
نے شہرستان لوط کا قصد و ارادہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ
چلتا ہوں وہ فرشتے بولے اے ابراہیم خلیل اللہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس شہر کے
باشندوں کو ہلاک کرنے کے لیے جاتے ہیں آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں کیونکہ عذاب الٰہی کے دیکھنے کی
طاقت تمہیں نہ ہو گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا حافظ ہے میں تو تمہارے عذاب الٰہی کو دیکھنے چلوں گا
جو قوم لوط پر بھیجا گیا ہے یہ کہتے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ان فرشتوں کے ہمراہ
چل دیئے۔ جب تقریباً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جا پہنچے تو فرشتوں نے باادب عرض کی کہ ابراہیم خلیل اللہ
آپ یہیں ٹھہریں آپ کی واسطے آگے جانے کا حکم قطعاً نہیں ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اپنے
اونٹ پر سے نیچے اتر پڑے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور وہ فرشتے اس شہرستان میں قوم لوط کی
اس جگہ پر جا پہنچے کہ جس جگہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہاں کے لوگ بد کردار اور بد فعل
ہیں کہ مردوں کے ساتھ مرد اور عورتوں کے ساتھ عورتیں فعل بد کی مرتکب ہوتی ہیں اور رہزنی سے
لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں اور اسی وقت یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو لوگ اس فعل

بد میں گرفتار ہیں ان پر غضب الٰہی آئے گا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ چیز
خداوند قدوس اپنے فیصلے میں طے کر چکا ہے کہ جو قوم سرکشی ظلم و تعدی کرے گی اور خدا تعالیٰ کے
احکاموں سے روگردانی کرے گی اس پر ضرور غضب الٰہی نازل ہو گا اور اسی دنیا میں ہلاک کر دیئے جائیں
گے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں اور خداوند کریم اپنے
پیغمبروں کی بات کبھی رائیگاں اور مسترد نہیں کرتا چنانچہ آپ نے جس چیز کی خبر اس قوم میں دی تھی وہ بہت
جلد ان پر مسلط کر دی گئی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے اس صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

چونکہ وہ فرشتے خدا کا حکم لے کر اس قوم لوط کی طرف بھیجے گئے تھے تو انہوں نے اللہ کے حکم سے
ان شہروں کو سوائے ایک شہر جس کو سدوم کہتے ہیں اس کو محفوظ رکھا اور باقی تمام شہرستان کو الٹ دیا۔
چونکہ سدوم کے رہنے والے اس فعل میں گرفتار نہیں تھے اور جب انہوں نے ان چھ شہروں کے لوگوں
کو دیکھا کہ یہ لوگ اپنی بد کرداریوں اور بد فعلیوں میں مبتلا ہیں تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ اپنی شادی بیاہ
وغیرہ بھی موقوف کر دیا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اہل سدوم کو ان پر فضیلت دی اور نجات بخشی اور اس
شہرستان کے باشندوں میں لاکھوں آدمی بڑے ہیکل اور جنگی تھے سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے الغرض
وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب الٰہی لے کر آئے تھے وہ سب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر گئے اور
ان کی بیٹیوں کو سلام کیا اور ان کی بیٹیوں نے سلام کا جواب دیا بعدہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا
کہ کوئی آدمی اس شہر میں ایسا ہے کہ ہم مسافروں کو آج کی شب مہمان رکھے اور کھانا کھلائے۔ انہوں نے
جواب دیا کہ سوائے ہمارے باپ کے اس شہر میں تو کوئی نہیں آپ لوگ ذرا صبر کیجئے وہ خدا کی عبادت سے
فراغت پالیں تو البتہ وہ تمہاری کچھ خدمت ضرور کریں گے۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے خدا کی عبادت سے
فراغت پائی تو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھا کہ بارہ شخص صاحب جمال اور کمسن بال بنائے ہوئے اور
کپڑے معطر پہنے ہوئے آئے ہیں آپ ان کو دیکھ کر کچھ اندیشہ کرنے لگے کہ یہ مہمان تو صاحب جمال و
کمسن ہیں۔ خدانخواستہ اگر قوم کو معلوم ہو گیا تو یہ قوم ان مہمانوں کے ساتھ بد فعلی نہ کرنے لگے تو ہمارے
لیے بڑی ندامت اور شرمندگی کی بات ہو گی اور میں بہت زیادہ رسوا ہو جاؤں گا۔ اور پھر لوگ مجھ کو بہت
ذلیل کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ
هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ترجمہ۔ اور پہنچے میرے بھیجے
ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے تو وہ ان کے آنے سے اپنے دل میں رنجیدہ ہوئے اور اپنے جی میں
کہنے لگے کہ ہمارے لیے آج کا دن بڑا سخت دن ہے اور آئی اس کے پاس قوم دوڑتی ہوئی اور وہ سب بے
عیار تھے اور وہ بہت زیادہ منتظر تھے اس فعل بد کے کرنے کے فائدہ در حقیقت وہ فرشتے لڑکے کم سن بن

کر گئے تھے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں۔

چونکہ حضرت کو اس قوم کی بد افعالیاں اور بد خوئیاں اچھی طرح معلوم تھیں اسی وجہ سے وہ ا دل میں سخت خفا تھے اور اسی وجہ سے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم سے لڑائی کرنی پڑی آخر مجبوری و ناچار ان مہمانوں کو حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر لے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی۔ اس وجہ سے اس نے جا کر اپنی ساری قوم سے ان مہمانوں کی خبر کر دی اور وہ قوم لوطی تھی۔ پس ناگہاں قوم کے لوگ حضرت لوطؑ کی حویلی پر آئے اور بلند آواز سے کہنے لگے کہ اے لوطؑ تم وہ بارہ اشخاص کو جو خوبرو اور نہایت حسین و جمیل ہیں اور کم سن بھی ہیں اور وہ آج سب تیرے گھر میں مہمان ہوئے ہیں تم انہیں ہمارے پاس بھیج دو حضرت لوط علیہ السلام نے بوجہ خوف کے ان لوگوں سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ترجمہ: حضرت لوط علیہ السلام نے کہا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں اور یہ پاک ہیں میں تمہارا نکاح ان سے کر دوں گا پس لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور مجھ کو رسوا مت کرو یہ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ کیا اے قوم میری میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہو۔ اور وہ نیک بات کے سمجھنے صلاحیت رکھتا ہو۔ فائدہ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتے مہمان بن کر اترے تھے ا قوم ان نوجوان اور صاحب جمال مہمانوں کو دیکھ کر دوڑی ہوئی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آئی اور حضرت ل علیہ السلام نے ان مہمانوں کی عزت و آبرو بچانے کے لیے اپنی بیٹیوں کا نکاح کر دینا اپنی قوم کے ساتھ قبول کر لیکن قوم نے اس پر بھی نہ مانا اور اس وقت شریعت میں زن مومنہ کو کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا پس ا بھی اس کافر قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات تسلیم نہ کی اور حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کے دروازے ڈالے اور پھر کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ترجمہ: وہ ا کے لوگ بولے کہ تو تو جان چکا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے غرض نہیں اور تجھ کو تو اچھی طرح معلوم جو ہم چاہتے ہیں تم اپنے مہمانوں کو ہمارے پاس بھیج دو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ قَالَ لَوْ اَنَّ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِیْدٍ حضرت لوط علیہ السلام کہنے لگے اگر مجھ کو تمہارے سامنے زور ہوتا یا جا کسی محکم آسرے میں۔ یعنی اے قوم مجھے قوت ہوتی تو تمہارے ساتھ لڑتا لیکن میں نے صبر کیا اور چاہی خدا کی تمہارے شر سے میرے مہمانوں کو خدا محفوظ رکھے اور فرشتوں کو خدا کی طرف سے یہی تھا کہ جب تک لوط علیہ السلام تمہارے پاس اس قوم بدکار کی شکائتیں تین دفعہ نہ لا دیں۔ اس وقت تک ہ اس قوم سے برائی نہ کرنا اور نام بھی اپنا مت بتانا۔

جب حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر واپس گئے تو قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کو زخمی کیا اور شدید رنج

پھر حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے آئے ہوئے مہمانوں سے کہا کہ میں اپنے اندر اتنی قوت نہیں رکھتا کہ ان کا باقاعدہ مقابلہ کروں اور ان ملعونوں کے شر سے بچوں اور تم کو بھی بچاؤں اور اس ظالم قوم کو اپنے سے دفع کروں۔ حضرت لوط علیہ السلام نہایت آبدیدہ ہو کر اپنے مہمانوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ پھر اس قوم کے لوگوں نے آ کر حضرت لوط علیہ السلام پر بے ادبی سے ہاتھ چلایا اور ناچار ہو کر حضرت لوط علیہ السلام ان مہمانوں کے پاس ناطاقتی کی صورت میں آئے۔ جب تین مرتبہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے اپنی قوم کی شکائتیں کیں اور پھر شدید آبدیدہ ہو گئے یہ دیکھ کر مہمانوں نے کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ترجمہ: مہمان بولے اے لوط علیہ السلام ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے اور یہ لوگ ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو نکل اپنے گھر سے کچھ رات رہے اور پھر تم میں سے کوئی شخص منہ موڑ کر بھی نہ دیکھے مگر تیری عورت تو ان ہی میں سے ہے اور جو عذاب الٰہی ساری قوم پر آئے گا وہی تمہاری بیوی پر بھی آئے گا اور عذاب الٰہی کے آنے کا وقت اور وعدہ علی الصبح ہے۔ پھر مہمانوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے اچھی طرح ظاہر کر دیا کہ ہم لوگ سب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں اور ہم لوگ یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ آپ آج کی شب اس قوم سے بچ کر کسی محفوظ جگہ پر چلے جائیں جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کیونکہ آج شب کو صبح کے وقت اس قوم پر عذاب الٰہی آئے گا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے مزید معلومات کی صورت میں ان فرشتوں سے پوچھا کہ یہ عذاب الٰہی اول شب آئے گا یا آخر شب اتنے میں وہ مردود بھی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کو کھودنے لگے اور کہنے لگے قولہ تعالیٰ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ترجمہ: اے لوط ابھی تک صبح نزدیک نہیں ہوئی یعنی اے لوط صبح ہو رہی ہے۔ مگر تم نے جو ہم سے کہا تھا وہ ابتک کچھ نہ کیا اور یہ کہتے ہی ان لوگوں نے چاہا کہ فرشتوں پر دست دراز ہو دیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کچھ معمولی سی حرکت کی اور بحکم خدا وہ فی الفور طمس ہو گئے یعنی آنکھ ناک منہ ان کے یکساں ہو گئے جیسا کہ حق سبحان تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ترجمہ: اور تحقیق ارادہ کیا حضرت لوطؑ کے مہمانوں پر دست درازی کا تو کھو دیں ہم نے ان کی آنکھیں اب چکھو عذاب میرے کو اور پہنچو اس مصیبت کو جو تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے۔

پھر اس کے بعد فوراً ہی ان پر شدید عذاب الٰہی نازل کیا گیا۔ اور وہ وقت بالکل صبح کا تھا تا . کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کر سکے اور مجرموں کے کردار کی سزا دے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ترجمہ: بیشک نازل ہوا ان پر عذاب صبح کے وقت سو وہ بہت بڑا عذاب تھا

تا کہ تم کو معلوم ہو جائے میرا عذاب اور مصیبت چنانچہ پہلا عذاب اس قوم پر یہ ہوا کہ نہ ان کی آ
رہیں اور نہ ناک اور نہ منہ لگے واویلا کرنے اور اسی غصہ میں بولے کہ لوط علیہ السلام نے اپنے
جادوگروں کو بلا رکھا ہے پھر کہنے لگے اے لوط تو اپنے آئے ہوئے مہمانوں سے کہہ دے کہ وہ
آنکھیں اچھی کر دیں تو ہم ان برے فعلوں سے توبہ کر لیں گے۔ یہ سنکر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے
کے چہروں پر مل دیا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں ناک اور منہ بالکل درست ہو گئے پھر جب وہ ٹھیک ہو
انہوں نے پھر انہی فرشتوں پر دست درازی کا قصد کیا تو اس مرتبہ ان کا تمام بدن خشک اور شل ہو گیا
توبہ کی پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر ان کی آنکھوں پر اور بدن پر مل دیا وہ سب اچھے ہو گئے۔

بعدہ وہ لوگ سب کے سب حضرت لوطؑ کے گھر سے نکل گئے اور تمام شہر کے دروازے بند کر
اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ کل لوط علیہ السلام کے مہمانوں سے ہم اس کا بدلہ لیں گے حضرت جبرائیل علیہ
حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کی کہ تم اپنے اہل و عیال و اطفال کو لے کر اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ
مردودوں نے پورے شہر کے دروازے بند کر دیئے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام
اہل و عیال کے شہر سے نکال کر حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے گھر تک پہنچا دیا چونکہ حضرت لوطؑ کی
کافرہ تھی اس لیے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اپنی بیٹیوں کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے گھر
ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال کو بڑی چاہت سے رکھا بعد از
جب آفتاب طلوع ہوا تو خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر زمین کے نیچے دیکر شہرستان ا
اس طرح سے پلٹ دیا کہ ایک پتہ درخت کا اور ایک حلقہ دروازے کا نہ ہلا اور گہوارے بھی بچوں
لغزش میں نہ آئے بس اسی طرح ہوا پر اڑا دیا۔ اور آواز ان فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام تک پہنچی او
اس قوم کفار کی کچھ خبر نہ ملی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی ہیبت سے بیہوش ہو گئے اسی وقت حضرت جبرا
علیہ السلام نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دی اور اپنی گود میں لے لیا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَ
عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ترجمہ: جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی وہ بستی
اوپر اور برسائیں ہم نے ان پر کنکریاں پتھر کی تہ بتہ۔ حضرت لوطؑ یہ حال دیکھ کر تاسف و درازی کرنے
اور شہر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو بہت خراب ہو چکا ہے اور ہر شخص کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا ہوا
اور اس طوق پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے قولہ تعالیٰ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ تر
نشان کیے ہوئے نزدیک پروردگار تیرے کے اور نہیں ہے وہ ظالموں سے دور۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس قوم کا کونسی جگہ ٹھکانا ہے۔ وہ بولے کہ ان لوگوں کا ساتواں طبق
دوزخ ہاویہ میں ٹھکانا ہو گا۔ حشر کے دن حساب سے فارغ کر کے ان لوگوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے

اس بات کو سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ پھر اپنے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ کے بطن سے اور
حضرت اسحاق علیہ السلام اور مدین اور مدائن بی بی سائرہ خاتون کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے
صرف ایک بیٹے تھے لیکن توریت میں لکھا ہے کہ بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی
ہے ان کا نام قیدار تھا اور ان کے جسم کی قدامت چالیس گز لمبے سات گز موٹے اور چوڑے عرب کے
سلطان تھے اور تمام عرب ان کا مطیع اور فرمانبردار تھا۔ اور حضرت اسحاقؑ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عیص
اور دوسرے کا نام یعقوب اور مدین کے ایک بیٹے کا نام شعیب تھا ادھر وہ مدین کے بیٹے عجم کے بادشاہ تھے۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تو آپ کو موت آئی اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
موت سے ہر وقت ڈرتے تھے اس لیے حق تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی موت ان کی مرضی کے موافق کی جائے
ناگہاں ایک بوڑھا مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کھانا لا دیا
مارے ضعف کے وہ کھانا نہ کھا سکا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہو گی
اس نے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میری عمر اس وقت تقریباً ایک سو بیس سال کی ہے
یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت افسوس کرنے لگے کہ مجھ کو بھی شائد اسی سن و سال میں یہ حال گزرے
ابھی تو میری عمر اس سے دس سال کم ہے تب آپ نے کہا یا الٰہی میں اپنی عمر اس سے زیادہ نہیں چاہتا ہوں۔
اس کے بعد چاروں بیٹوں کو بلا کر وصیت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ
يَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور یہی وصیت کی حضرت
ابراہیمؑ اپنے بیٹوں کو اور یعقوب کو کہ اے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے تم کو چن کر اپنا دین دیا اور
تم کبھی بھی غیر مسلم ہو کر نہ مرنا اللہ تعالیٰ نے اس دین کو دین اسلام فرمایا اور یہ چیز میں نے تم کو سنادی اور
بتادی ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے عرض کی کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے
کس کام کے سبب سے نبوت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تین سبب سے
مجھے نبوت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اول میں نے کبھی بھی روزی کا غم نہیں کیا کہ میں کل کیا کھاؤں گا۔ اور
دوسرا بغیر مہمان کے کھانے کو نہیں کھایا۔ اور تیسرا یہ کہ جب کوئی کام دنیا و آخرت کا آپڑتا تو پہلے آخرت کا
کام کرتا پیچھے دنیا کا۔ یہ تین کام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلافت و نبوت و کرامت بخشی مصداق اس
آیت کریمہ کے قولہ تعالیٰ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا
دوست بنا لیا۔ یہ وصیت کر کے اپنے بیٹوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون
ہوئے۔

بعد انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب بیٹے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کچھ باپ کی شے سے حصہ دو تا کہ نشان و تبرک ہمارے پاس بھی رہے۔ اس کے جواب میں حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ تم ہمارے برابر نہیں ہو۔ اس لیے محروم المیراث ہو اور تمہیں باپ کا حصہ نہیں ملے گا۔ اس سن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کچھ رنجیدہ ہوئے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت اسحق سے کہا کہ تو حضرت اسماعیلؑ پر فوقیت مت کر کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے جو سید الانبیاء ہیں اور پھر تمام مومن ان کی پشت سے ہوں گے اور تمہاری پشت سے یہود اور گمراہ پیدا ہوں گے اور تمہاری اولاد کو ان کی اولاد ہمیشہ خوار رکھیں گے اور بے نکاح لونڈیاں حلال ہوں گی اور ان کی امت بہت کثیر تعداد میں ہو گی۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاقؑ اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں میں چھالے پڑ گئے۔ اور وہ اس رونے کی وجہ سے نابینا ہو گئے اس بات کے دو برس گزرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے اسحاقؑ میں تم کو خدا کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تیری پشت سے چار ہزار پیغمبر پیدا ہوں گے اور ایک پیغمبران میں حضرت موسیٰ ہو گا جو خداوند کریم سے باتیں کرے گا اور ان کا لقب بھی کلیم اللہ ہو گا اور خدا چاہے تو تمہیں نابینا کرے یا ویسا ہی رکھے اگر خداوند کریم نے نابینا رکھا تو قیامت میں آنکھیں کھلیں گی اور خدا تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔ یہ سن لینے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ بس میں اپنی آنکھیں نہیں مانگتا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ اس کے عوض خداوند قدوس مجھ کو اپنا دیدار دکھائے اور حضرت اسحق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ان کا نام عیص اور یعقوب تھا۔ جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو حضرت اسحق علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

بیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

تواریخ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہر سال مکہ شریف سے اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو ملک شام جاتے تھے اور وہاں حضرت اسحاقؑ اور دوسرے بھائیوں کو دیکھ کر پھر مکہ شریف تشریف لے آتے تھے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی مکہ کے شریفوں میں سے تھیں اور ان سے بیٹے تولد ہوئے ایک روز اچانک حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے اسماعیل تم مغرب کی زمین میں جاؤ۔ اور وہاں کے بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ اور دعوت الی الحق دو۔ چنانچہ یہ حکم خدا پاتے ہی فوراً وہاں گئے اور تقریباً پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی یہاں تک کہ تمام بت پرست

مومن ہو گئے (ارشاد ربانی ہے) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ترجمہ: اور یاد کر کتاب میں اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ وہ اپنے وعدے میں سچا تھا اور اپنے رب کے پاس پسندیدہ۔ یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو واپس نہ آویگا میں اسی جگہ پر ٹھہرا رہوں گا اور وہ شخص تقریباً ایک سال تک نہ آیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برس تک اسی جگہ پر اس کے منتظر رہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو صادق الوعد فرمایا۔ اور عمر شریف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک سو تیس برس کی ہوئی تھی آخر عمر تک مکہ ہی میں رہے۔ اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آخر عمر مکہ سے ملک شام میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت اسحاقؑ نابینا ہو گئے اور ان سے دو بیٹے تولد ہوئے ہیں جن کے نام عیص علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام ہیں اور آپ کی ایک بیٹی بھی تھی اس کا نام تسمیہ تھا' حضرت عیص علیہ السلام کے ساتھ اس کا بیاہ کر دیا تھا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصیت کر کے پھر مکہ میں تشریف لے گئے اور اس واقعہ کے ایک برس بعد انتقال فرمایا اور حضرت کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ بعد اس کے ان کے بیٹے ہر ایک ملک میں متفرق ہو گئے مگر دو بیٹے ایک ثابت دوسرے قیدار دونوں مکے ہی میں رہ گئے اور بیشتر اہل عرب اور حجاز انہیں کی نسل سے ہیں۔

بیان حضرت اسحاقؑ و حضرت یعقوب علیہ السلام

روایت کی گئی ہے کہ حضرت اسحاقؑ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد وفات پائی اور حضرت اسحاقؑ کی عمر ایک سو ساٹھ برس کی ہوئی اور حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو اہل کنعان پر پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ اور حضرت اسحاقؑ کی بیوی بھی اہل کنعان کے سردار کی بیٹی تھیں اور ان سے دو بیٹے پیدا ہوئے عیصؑ اور یعقوبؑ وجہ تسمیہ یعقوب کی یہ ہے کہ عیصؑ کے عقب یعنی پیچھے تولد ہوئے جب دونوں حضرات بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیصؑ کو حضرت اسماعیلؑ کی بیٹی سے بیاہ دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ تم کو کنعان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ دوں گا اور ان کی ماں نے کہا کہ تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں گی کہ وہ بڑا مالدار ہے ملک شام میں اس کے برابر کوئی نہیں حضرت یعقوب علیہ السلام اس بات کو سن کر تعلّل کرتے تھے کہ میں شادی نہیں کرونگا۔ اور حضرت عیصؑ کو حضرت اسحاقؑ بہت چاہتے تھے اور وہ اکثر اوقات شکار کیا کرتے تھے لیکن حضرت یعقوبؑ نہیں کرتے تھے۔ ایک روز حالت ضعیفی میں حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیصؑ سے کہا کہ آج ایک بکری جنگلی یا ہرن شکار کر کے لاؤ اور اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤ تو میں اللہ رب العزت سے دعا کروں گا کہ خدا تعالیٰ تجھ کو پیغمبری عنایت فرمائے۔ یہ سن کر عیصؑ تیر و کمان لے کر باپ کے واسطے شکار کے لیے باہر نکلے اور ان کی ماں حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ پیار

کرتی تھیں انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اپنی بکری جو موٹی تازی اور فربہ ہے اس کو لا کر ذ
کر کے کباب بنا کر جلدی سے اپنے باپ کو کھلا تو وہ تم کو دعائیں دیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی والدہ کا فرما
سن کر فوراً ایک بکری ذبح کر کے جلدی جلدی کباب بنا کر لائے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام تو آنکھوں سے معذور تھے بوئے کباب پا کر کہنے لگے کہ یہ کباب کون لایا ہے
حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ عیص علیہ السلام لایا ہے فرمانے لگے کہ ان کبابوں کو سامنے لاؤ حضر
یعقوبؑ نے سامنے لا کر رکھ دیئے جب حضرت اسحاق علیہ السلام ان کبابوں کو کھا کر خوش ہوئے تو حضر
یعقوبؑ کی والدہ نے کہا کہ یا حضرت آپ گوشت کھلانے والے کے واسطے دعا کیجئے ان کے کہنے
حضرت اسحاق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور کہا کہ یارب مجھے جس بیٹے نے یہ گوشت کھلایا ہے اس
کو اور اس کی اولاد کو پیغمبر کیجئے۔ اس کے بعد حضرت عیصؑ شکار سے واپس آئے کباب بنا کر حضرت اسحاق
علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے۔ پھر اس وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے حیلہ بنا کر
یعقوبؑ کے ہاتھ سے کباب کھلائے تھے اور اس کے حق میں دعا کروائی تھی کیونکہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو
بہت چاہتی تھیں۔ پھر حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بیٹے عیصؑ سے کہا کہ اے عیص علیہ السلام تیری دعا تیر
بھائی یعقوبؑ نے لے لی عیصؑ نے اس بات کو سن کر طیش میں آکر کہا کہ میں یعقوبؑ کو مار ڈالوں گا تب
حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کو مت مار اور میں تیرے لیے بھی دعا کروں گا۔ کہ تیری نسل سے
بہت مخلوق پیدا ہو۔ جب حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت عیصؑ کو دعا دی تو اس دعا کی برکت سے حضرت
عیصؑ کی اولاد بہت بڑھی۔ مغرب اور اسکندریہ اور دریا کے کنارے تک ان کی اولاد پھیل گئی۔ ایک بیٹے کا
نام روم بھی تھا اب جس شہر کا نام روم ہے اور اسی کو استنبول بھی کہتے ہیں چونکہ یہ شہر انہوں ہی نے بسایا
تھا اس لیے اس شہر کی نسبت بھی انہیں کی طرف ہے اور ان کی اولاد بہت ہے۔ اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے
تقریباً ایک سو ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور اپنی والدہ حضرت سائرہ خاتون کی قبر کے پاس مدفون
ہوئے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام ڈر گئے کہ مبادا عیص علیہ السلام مجھ کو مار نہ
ڈالے اسی خوف کی وجہ سے وہ سارا دن چھپے رہتے تھے اور رات میں نکلا کرتے تھے۔ اسی طرح تقریباً ایک
سال گزر گیا۔ یہ حال دیکھ کر ان کی والدہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ماموں
کے پاس ملک شام چلے جاؤ اور وہیں رہا کرو کیونکہ وہ وہاں کا بہت بڑا رئیس اور مالدار ہے اور اسی کی
سے تمہاری شادی بھی کر دوں گی اور تم اپنے باپ کی وصیت بجا لاؤ اور یہاں مت رہو۔ اور اس طر
تمہاری جان کی بھی حفاظت ہو جائے گی اور یہ الفاظ اپنی والدہ کے سن کر حضرت یعقوبؑ کنعان سے را

ہی رات نکل کر ملک شام روانہ ہو گئے اور اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل رکھا گیا
کیونکہ انہوں نے رات ہی رات سفر طے کیا۔ اور وجہ تسمیہ اسرائیل کی شب کو نکلنے کے باعث ہوئی اور
یعقوبؑ کا نام بسبب عقب ہونے اپنے بھائی عیصؑ کے ہوا اور یہ پورا حال توریت میں بھی مرقوم ہے۔

پس دونوں ناموں کی وجہ تسمیہ معلوم ہو گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے ماموں جان کے پاس
پہنچے تو انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہت تسلی و تشفی بھی دی اور کہا کہ تم یہاں رہو' اور ان کے ماموں
ان سے بہت پیار و محبت بھی کرنے لگے۔ حضرت یعقوبؑ کے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام لیا اور
چھوٹی کا نام راحیل تھا۔ لیکن راحیل نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے
ماموں جان سے کہا کہ راحیل کو میرے ساتھ بیاہ دو اور یہی وصیت بھی میرے باپ کی ہے۔ کہ تم اپنے
ماموں جان کی بیٹی سے شادی کرنا۔ یہ بات حضرت یعقوبؑ کی سن کر ان کے ماموں نے کہا کہ تمہارے باپ
کی کوئی بھی شے تمہارے پاس نہیں ہے میں اپنی بیٹی کی کیونکر شادی کر دوں' دین مہر کہاں سے دو گے۔ جب
کہ مجھے دولت چاہئے۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ میری پاس کچھ نہیں ہے ہاں مگر ایسا
ہو سکتا ہے کہ میں چند سال تمہاری بکریاں چرا کر اس کی مزدوری سے دین مہر ادا کر دوں گا۔ یہ بات سن
کر ماموں جان نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون سی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
فرمایا کہ میں اپنے لیے تو مناسب راحیل کو سمجھتا ہوں حضرت یعقوب علیہ السلام کی فرمائش کو ان کے ماموں جان
نے منظور کر لیا اور مابین یہ شرط قائم ہوئی کہ یعقوب علیہ السلام سات برس میری بکریاں چرا کر راحیل سے شادی
کریں گے۔ جب سات برس پورے ہو گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں سے درخواست کی کہ
اب سات برس پورے ہو چکے ہیں اب آپ میرے ساتھ راحیل کی شادی کر دیجئے یہ بات سن کر ماموں
نے اپنی بڑی بیٹی کو جس کا نام لیا تھا کو خلوت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے سپرد کر دیا حالانکہ شرط شادی کی
راحیل سے تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دوسرے دن اپنے ماموں سے جا کر کہا کہ میں لیا کو نہیں چاہتا
آپ سے تو میں نے راحیل کی درخواست کی تھی۔ ان کے ماموں نے حضرت یعقوبؑ سے کہا کہ ہماری قوم
کا دستور ہے کہ پہلے بڑی بیٹی کی شادی کرتے ہیں پھر اس کے بعد چھوٹی بیٹی کی شادی کرتے ہیں اگر ایسا ہم
نہ کریں گے تو لوگ ہم پر طعنے کسیں گے کہ دیکھو فلاں رئیس قوم نے اپنی بڑی بیٹی کو تو اپنے گھر میں بٹھا
رکھا ہے اور چھوٹی بیٹی کو بیاہ دیا ہے یہ بڑے عیب کی بات سمجھی جاتی ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ راحیل سے
شادی ہو جائے تو پھر تم کو سات برس تک بکریاں چرانا ہوں گی اور سات برس تک تم اپنے ساتھ لیا کو اپنے
نکاح میں رکھو' پھر تم کو اختیار ہو گا چاہے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھو یا نہ رکھو اور یہ حکم اس
زمانہ میں جائز تھا کہ ایک شخص دو بہنوں کو بھی ایک وقت میں نکاح میں رکھ سکتا تھا اور اب شریعت محمدیہ

میں بیک وقت دو بہنوں کو ایک نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔

چونکہ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور اس کے قوانین قیامت تک کے واسطے کار آمد ہوں گے اور اس میں کسی وقت بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتی اور دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حضرت ابراہیمؑ سے لے کر تا نزول توریت تک تھا اور قرآن مجید میں دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے جیسے کہ حق تعالیٰ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے وَاَنْ لَّا تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ترجمہ: اور نہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا ہے سو ہو چکا پس یہ باتیں سن کر حضرت یعقوبؑ نے اپنے ماموں جان کی سات برس اور بکریاں چرائیں، پھر اس کے بعد حضرت یعقوبؑ کی شادی راحیل سے ہوئی اور ان کے ماموں نے بہت کثیر تعداد میں مال و اسباب دیکر دونوں بیٹیوں کو اور داماد کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ بی بی لیا کے بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ روئیں، شمعون، لیوی، یہود، اسخار، زبولون اور یہ نام توریت میں مذکور ہیں۔ اور ایک مدت تک بی بی راحیل سے کوئی اولاد نہ ہوئی ان کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زلفی تھا اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں دیا اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے وان اور تفتان پھر بی بی لیا نے بھی اس پر رشک کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک لونڈی دی اور اس سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور نام ان کا رکھا کاوا اور بشریٰ پھر کچھ روز بعد بیوی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی اور حسن و جمال ایسا تھا کہ جس کا وصف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام سمیت کل گیارہ بیٹے تولد ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں میں یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے تھے اور انہی سے بہت زیادہ محبت و انسیت تھی یہاں تک کہ ایک گھڑی بھی اپنی آنکھوں سے جدا نہ کرتے اور یوسف علیہ السلام کی پیدائش اس وقت ہوئی جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان چھوڑے ہوئے تقریباً اکیس یا بائیس سال ہو گئے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد بہت عنایت فرمائی تھی۔ اچانک دل میں خیال آیا کہ کنعان جا کر اپنی محترمہ والدہ صاحبہ کو دیکھیں اور ان کی خدمت سے مشرف ہوویں۔ پس یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے اجازت مانگی انہوں نے بخوشی اجازت دیدی اور مال اسباب بھی بہت سا دے کر دونوں بیٹیوں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی دونوں بیویوں اور ان کے بچوں اور بہت مال و اسباب اور بہت سے مویشی لے کر کنعان کو چل دیئے اور راستے میں یہ اندیشہ غالب تھا کہ ہنوز عداوت و غصہ عیصؑ کے دل سے نہ گیا ہو۔ شائد مجھ کو مار ڈالے اسی تفکرات میں پورا سفر طے کر کے شہر کنعان پہنچے۔

اتفاقاً حضرت عیصؑ میدان کی طرف شکار کو نکلے تھے راستے ہی میں ملاقات ہو گئی۔ ان کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دور سے ہی پہچان لیا۔ ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے قافلے والوں سے کہہ دیا تھا کہ

اگر یہ شخص تم لوگوں سے پوچھے کہ یہ مال و اسباب کس کا ہے تو تم یہ کہہ دینا کہ یہ عیصؑ کا ایک غلام تھا اور اس کا نام یعقوبؑ تھا وہ ملک شام میں چلا گیا تھا۔ یہ سب مال و اسباب اسی کا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام مارے ڈر کے اپنے قافلے کے اندر چھپے ہوئے آتے تھے۔ جب بکریوں کے ساربان حضرت عیصؑ کے پاس پہنچے تو عیصؑ نے ان سے دریافت کیا یہ بکری خانہ کس کا ہے۔ سب لوگوں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ عیصؑ کا غلام یعقوبؑ جو ملک شام میں کچھ روز قبل چلا گیا تھا اسی کا ہے۔ جب عیص علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کا نام سنا تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ عیص کا یعقوبؑ غلام نہیں بلکہ وہ تو اس کا بھائی ہے اور وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اس بات کو سن کر سب لوگ کہنے لگے کہ حضرت یعقوبؑ تو ملک شام میں بھی یہی کہتے تھے کہ میں عیصؑ کا غلام ہوں۔ جب حضرت یعقوبؑ نے دور سے دیکھا کہ عیص بہت ہی آبدیدہ ہو رہے ہیں اور نہایت افسوس کر رہے ہیں۔ تو حضرت یعقوبؑ اپنے قافلے سے الگ ہو کر عیصؑ سے بغل گیر ہوئے اور گود میں لے لیا اور دونوں بھائی زار زار خوب روئے۔ ان وجوہات کے سبب آج یہیں منزل کر لی اور پھر دوسرے دن گھر میں تشریف لائے اور تقریباً ایک سال گزرنے کے بعد بی بی راحیل سے ایک اور بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام بنیامین رکھا بعد تولد ہونے کے ان کی ماں نے انتقال فرمایا اور بی بی لیا نے بنیامین کی پرورش کی۔ لیا اپنے بیٹوں اور یوسفؑ سے زیادہ پیار کرتی تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے پیدا ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے پیغمبری عنایت فرمائی تب کنعان میں بہت مخلوق خدا پر ایمان لائی اور ان لوگوں نے ہدایت پائی اور جب عیصؑ کو ان کی پیغمبری کی دلیل پہنچی تو ان کو بھی یقین ہو گیا۔ پھر ان کو ایک جگہ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور عیصؑ نے کہا کہ بھائی مجھے یہاں ایک مدت گزری اور ہنوز غریب ہی رہا ہوں۔ اور تم بھی کچھ روز سے میرے ساتھ اسی جگہ رہے رہو، اور اب تم یہاں بود و باش اختیار کرو اور تم اس سر زمین کے پیغمبر بھی ہو اور میں کسی دوسری جگہ پر جا کر رہوں گا۔ روایت ہے کہ حضرت عیصؑ یہاں سے رخصت ہو کر اس جگہ جا پہنچے جس جگہ کو اب روم کہتے ہیں اور روم ان کے بیٹے کا نام بھی تھا اور بستی بھی اسی کے نام سے آباد ہوئی تھی اسی واسطے اس جگہ کو روم کہتے ہیں اور وہیں جا کر انہوں نے انتقال فرمایا اور جتنی اولادیں ان کی تھیں وہ سب کے سب وہیں رہیں اور ان کی اولاد کی بہت کثرت ہو گئی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیصؑ کی اولادوں میں سے سوائے حضرت ایوب علیہ السلام کے کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا اور باقی تمام پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہوئے ہیں۔

بیان حضرت یوسف علیہ السلام

در حقیقت حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ نہایت اہم اور نصیحت آموز واقعہ ہے جس کے سننے سے

نیک کاموں کی محبت اور گناہوں سے بچنے کی ہدایت و رغبت اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے ا
کیوں نہ ہو جس کو خدا تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلاء متاخرین کی کتابو
میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن مجید میں احس
القصص کہہ کر بیان فرمایا ہے اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم الشان واقعہ سے خو
واقف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ کا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْ
هٰذَا الْقُرْآنَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ ترجمہ: ہم آپ سے بہتر قصوں میں سے ایک قصہ بیان کرتے
ہیں اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف قرآن اور تو تھا پہلے اس سے بے خبروں میں سے بعض علماء کرام
نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے اس قصے کو سب قصوں میں قرآن مجید کا بہتر قصہ کیوں
فرمایا' اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ قصہ سب پیغمبروں کے قصے سے احسن ہے' اور بعضوں نے کہا کہ صبر
جمیل یعقوب علیہ السلام کا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور صبر سب سے بہتر چیز ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ
کو احسن کہا اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ پہلی باتیں خواب کی تھیں اور تمام حقیقتیں اس قصہ میں بیان
ہوئی ہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہو بہر حال یہ قصہ عجیب و غریب اور نہایت مؤثر ہے اس کے پڑھنے سے ہر انسان
نیک بن سکتا ہے اور دنیا کی تمام برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور سورہ یوسف کے نازل ہونے کا سبب یہ
تھا کہ ایک روز سات یہودیوں نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب سے مباحثہ کیا یعنی یہودیوں نے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہماری توریت بہتر ہے تمہارے قرآن مجید سے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمارا قرآن
مجید بہتر ہے تمہاری توریت سے۔ اس کے جواب میں یہودیوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ توریت
میں مذکور ہے اور آپ کے قرآن مجید میں نہیں ہے اور حالانکہ وہ بہتر قصوں میں سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
اس بات کو سن کر بہت ہی زیادہ رنجیدہ و غمگین ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
مناظرہ کا حال بیان کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھ کر بہت زیادہ متفکر
ہوئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام امین تشریف لے آئے بحکم رب العالمین اور پورا قصہ حضرت
یوسف علیہ السلام کا بیان فرمایا۔ اور قصہ کا شروع یہ تھا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام بعد مدت کے شہر کنعان میں
تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہوئے اور بی بی راحیل یعنی والدہ محترمہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تولد
ہونے بنیامین کے انتقال فرمایا اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر صرف پانچ برس کی تھی اور اپنے
گیارہ بھائیوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو سب سے زیادہ پیار
کرتے تھے۔ اور بنیامین اس وقت شیر خوار بچے تھے اور ان کی خالہ لیا نے ان کی پرورش کی تھی۔ اور
حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک بہن تھی ایک دن انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر جا کر سب

بیٹوں کو دیکھا۔ لیکن ان کو کسی پر پیار نہ آیا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر حضرت
یعقوب علیہ السلام کی بہن نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ کثیر التعداد ہیں اور آپ کی صرف ایک
ہی بیوی ہے سب بیٹوں کی خدمت ایک بیوی سے نہیں ہو سکتی لہٰذا آپ اگر چاہیں تو یوسف کو مجھے دیدیں
ہم اس کی پوری خدمت اور پرورش کر لیں گے جضرت یعقوب علیہ السلام نے بہن کی فرمائش پر حضرت یوسف
علیہ السلام کو ان کے سپرد کیا اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی گھر لے گئیں۔ اور ان کی پرورش بہت ہی ناز و نعمت
ی کرنے لگیں۔

ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسفؑ کو دیکھنے کے لیے ہر گھڑی دل تڑپتا رہتا تھا اور وہ فرط محبت میں
اپنی بہن کے گھر جا کر دیکھ آتے تھے اور اسی طرح روز بروز حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت یوسف علیہ السلام سے
زیادہ بڑھنے لگی تب بہن سے کہا کہ میں بغیر یوسف کے ایک ساعت بھی نہیں رہ سکتا ہوں میرے پاس ہی
یوسف کو بھیج دو۔ اس بات کو سن کر ان کی ہمشیرہ نے کہا کہ میں بھی بغیر یوسف کے نہیں رہ سکتی۔ اس پر
حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ایسا کرو کہ یوسف ایک ہفتہ تمہارے پاس رہے اور ایک ہفتہ میرے
پاس۔ انہوں نے کہا اچھا پہلا ہفتہ میرے پاس ہی رہے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اور
ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہؑ کا ایک کمر بند تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بڑی بہن کو وہ کمر بند
اپنے دادا کی میراث سے ان کے حصے میں پہنچا تھا اور اسی کمر بند سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بروقت قربانی
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پھوپھی کے گھر میں سات دن
رہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو طلب کیا۔ تب ان کی بہن نے حیلہ سازی کی تاکہ یوسفؑ
کو ان کے باپ نہ لے سکیں۔ وہی کمر بند حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر میں چھپا کر کپڑے کے تلے باندھ دیا تھا
کہ یوسف علیہ السلام کو کسی بہانے سے چور بنا کر پھر اپنے گھر میں لے آوں۔ اور اس وقت کی شریعت الٰہیہ میں
یہ قانون تھا کہ جو کوئی کسی کی چیز چراتا اور وہ پکڑا جاتا تو وہ شخص صاحب مال کا غلام ہو جاتا۔ پس بعد سات
دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منگوایا' پھر ان کی بہن نے حیلہ کر کے یعقوب علیہ السلام
سے آکر کہا کہ میرے باپ کا کمر بند گم ہو گیا ہے اور یہ یقین ہے کہ یوسف علیہ السلام کے ہمراہ جو لوگ تھے
انہوں نے چرایا ہے لہٰذا آپ سب کو حاضر کیجئے۔ ہر ایک سے جھوٹ موٹ پوچھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے
پاس جا کر ان کی کمر سے کمر بند جھٹ کھول ڈالا اور کہا کہ یوسف میرے پاس مجرم ہوا اور اب وہ دس برس
میرے پاس قید رہے گا اور ہماری خدمت کریگا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خجالت کی وجہ
سے اپنی بہن کو یوسفؑ کے لے جانے کی اجازت دیدی بعد دو برس کے ان کی خواہر نے وفات کی پھر بعد
وفات اپنی بہن کے یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر واپس لے آئے اور سب فرزندوں سے زیادہ حضرت یوسفؑ کو

عزیز رکھتے تھے۔

ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے یہ بیان کیا کہ میں نے شب گزشتہ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ترجمہ: جس وقت کہا یوسفؑ نے اپنے باپ سے اے میری ابا جان میں نے خواب دیکھا ہے شب کو کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا یعقوبؑ نے جب معلوم کیا کہ بھائی سب ان کو ذلیل کریں گے تب کہا ان سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ترجمہ: اور کہا یعقوب علیہ السلام نے اے بیٹے میرے مت بیان کر خواب اپنا بھائیوں سے کیونکہ اس خواب کو سن کر وہ تیرے واسطے البتہ کچھ فریب بنائیں گے اور شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ یعنی اس خواب کی تعبیر سنتے ہی یہ سمجھ لیں گے کہ سب تیری طرف محتاج ہوتے ہیں۔ اور شیطان لعین ان کے دل میں حسد ڈال دے گا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو بتائی جیسا کہ فرمایا اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں وَ كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ترجمہ: اور اسی طرح نوازے گا تیرا رب اور بتا دیگا تجھ کو ٹھیک اور درست بات یعنی تعبیر خوابوں کی اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے جیسا کہ پورا کیا تیرے دو باپوں پر جو تجھ سے پہلے تھے یعنی دو دادے ابراہیم علیہ السلام و اسحاق علیہما السلام پر اور البتہ تیرا رب بہت خبر والا ہے اور حکمت والا ہے۔ جب یہ خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سنی تو وہ بہت ہی حسد کرنے لگے اور بولے قولہ تعالیٰ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِیْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ترجمہ: اور جب کہنے لگے ان کے بھائی البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے باپ کو ہم سے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ قوت والے ہیں اور ہمارا باپ اپنی اولاد کے معاملے میں صریح غلطی پر ہے اور ہم ہی لوگ ان کے وقت پر کام آنے والے ہیں اور میرا بھائی یوسف ابھی چھوٹا ہے۔ اور دوسرا بھائی بھی جو اس کا سگا ہے وہ ابھی چھوٹا ہے اور ہم سب سوتیلے ہیں۔ اور یہ باتیں یوسف علیہ السلام کی نابالغی میں کہی گئی تھیں حالانکہ یہ باتیں طعنہ زنی پر محمول ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ باتیں بھائیوں کو کہنا کسی طرح درست نہ تھا حالانکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی نبی ہوئے اور ایک نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا مرتبہ پایا۔

لیکن ابتدا میں سب نے رنج اٹھائے اپنے باپ کے بھی اور اپنے بھائی کے بھی اور وہ سب کہنے لگے

قولہ تعالیٰ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ترجمہ: بھائیوں نے آپس میں صلاح کی کہ بس اب یوسف علیہ السلام کو کسی طرح سے مار ڈالو یا کسی ایسی جگہ پھینک آؤ جہاں سے وہ نہ آسکے اور وہ کسی دوسرے ملک میں اکیلا رہتا رہے تاکہ والد محترم کی پوری توجہ تم لوگوں پر رہے۔ اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مناسب خیال کرو تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کہیں جنگل میں جاکر کسی کنویں میں پھینک دیں تا.. کہ وہ اپنے باپ کو دکھائی نہ دے، اور پھر توبہ کر لو اور اپنے باپ کے ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار ہو تاکہ یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ بھی ہم کو اس حرکت ناشائستہ سے در گزر فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے ایک بھائی کا نام یہودا تھا اور تمام بھائی اس کے فرمانبردار تھے اس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ مت مارو یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ترجمہ: ایک بولا بولنے والا کہ مت مارو یوسف علیہ السلام کو اور پھینک دو اس کو ایک گمنام کنوئیں میں کہ اٹھائے جاوے اس کو کوئی مسافر اور یہ باتیں ان کے بڑے بھائی نے کہیں کہ اگر تم کو اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کے ساتھ کرنا ہے تو بس یہی کرو، اتنا ہی کافی ہے کیونکہ جان سے مار ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے اور میری رائے تو صرف یہ ہے کہ راستے کے کنارے پر کسی کنوئیں میں جو میدان میں واقع ہو اس میں ڈالنا ایک حد تک درست ہو سکتا ہے تا.. کہ کوئی راہ چلتا سوداگر پانی کے واسطے کنوئیں پر آئے گا اور اسے اٹھا کر اپنے ہمراہ کسی دوسرے ملک میں لے جائیگا اور اس طرح یوسف اپنے باپ کی نظروں سے دور ہو جائے گا اور ہم کو اس طرح بدنامی بھی کم ہوگی اور خون ناحق سے بھی ہمارا چھٹکارا ہو جائے گا یہ رائے تقریباً سب بھائیوں کو پسند آئی اور سب نے ایک جگہ جمع ہو کر صلاح و مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ سے کس طرح اور کیونکر لیا جائے اور کب اور کس وقت دور میدان میں لے جایا جائے جو ہمارے دلوں کی غرض و غایت اور مقصد ہے۔

سب بھائی حضرت یوسفؑ کے اپنے والد بزرگوار کو ہر وقت سمجھاتے اور اطمینان دلاتے یہاں تک کہ ان کے بھائیوں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے عزیز یوسفؑ کو ہمارے ہمراہ کر دیجئے تاکہ کسی بڑے میدان میں جا کر ان کو کچھ کھیل دکھائیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کسی طرح سے قبول نہ کرتے تھے۔ پھر سب بھائیوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ یوسفؑ ہی کو فریب دینا چاہیے تو یہ خود اپنے باپ سے چلنے کے واسطے اصرار کریں گے یہ مشورہ کرنے کے بعد ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے ہمارے بھائی تم ہمارے ساتھ سیر کو اور تماشہ میدان کا دیکھنے چلو ہم لوگ تم کو خوب تماشہ اور کھیل میدان میں دکھاویں گے اور وہاں بکری کا دودھ بھی خوب پلائیں گے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ بیشک میں آپ لوگوں کے کہنے سے اس جگہ جانا چاہتا ہوں لیکن والد صاحب کا حکم نہیں ہے اس لیے میں کیونکر

جاؤں- ان کے بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کے سر میں کنگھی وغیرہ کرکے والد صاحب کے پاس بھیج دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر اپنی گود میں اٹھالیا- اور انکے سرو چشم پر بوسہ دیا اور حضرت یوسفؑ بھی اپنے باپ کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر کہنے لگے کہ اے میرے ابا جان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ میدان میں جانا چاہتا ہوں تا۔ کہ میں کچھ سیر میدان کر لوں اور وہاں تماشہ بھی دیکھوں اور وہیں بکری کا دودھ بھی پیوں گا- اگر حضور کی اجازت ہو تو میں ان کے ہمراہ جاؤں اور اپنا دل خوش کر آؤں- حضرت یعقوبؑ نے اپنے لخت جگر کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر فرمایا نعم' یہ بات ان کے بھائیوں نے سنی کہ حضرت یوسفؑ کے جواب میں والد صاحب نے نعم کہا ہے اور اذن دے دیا ہے یہ سن کر بڑے بھائی یہودا نے کہا کہ اب لوگ والد بزرگوار کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت طلب کر لو اور تم لوگ ہمارے ساتھ اس چیز کا عہد پیمان کر لو کہ اپنے چھوٹے بھائی کو کسی طرح کی کوئی گزند نہ پہنچے گی اس کے بعد سب متفق ہو کر اپنے والد بزرگوار کے پاس گئے اور اپنے والد صاحب سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ترجمہ: بولے اے باپ کیا ہے کہ اعتبار نہیں کرتے ہو ہمارا یوسفؑ پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں' بھیج دیجئے ان کو ہمارے ساتھ کل کو کیونکہ ہم لوگ وہاں کچھ کھائیں گے اور وہاں جا کر کھیلیں گے اور یہ تو آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ یوسفؑ کی ہر طرح نگہبانی کرنے والے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو میں ڈرتا ہوں کہ تم جاؤ گے اور یوسفؑ کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گے اور میں اکیلا گھر میں رہ جاؤں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قولہ تعالیٰ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ترجمہ: جب یعقوب علیہ السلام نے کہا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم لے جاؤ گے اس کو اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اور تم سب کے سب اس سے بے خبر رہو۔ انکو بھی بھیڑیے کا ہی بہانہ کرنا تھا سو وہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس کا خوف آیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کا تذکرہ اس وجہ سے انکے سامنے کیا کہ وہ اپنے خواب میں یہ دیکھ چکے تھے کہ بھیڑیے نے حضرت یوسف علیہ السلام پر حملہ کیا ہے اور وہ ہمیشہ اس خواب سے ڈرا کرتے تھے- کیونکہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں جھوٹے نہیں ہوتے-

بہرحال یہ گفتگو حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر حضرت یوسفؑ کے بھائی بولے- جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا- قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ترجمہ: وہ سب بولے کہ اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم تو سب پوری جماعت ہیں ایسا نہ ہو گا اور ہم سب صاحب قوت ہیں' اگر پھر بھی وہ کھا گیا تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا- یعنی اگر بھیڑیا اس کو کھائے گا تو کیا ہم لوگوں سے اتنا بھی نہ ہو گا کہ ہم دس بھائی

...و اپنے بھائی کے کھانے سے روک سکیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم سب سخت گنہگار ہوں گے- پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان باتوں کا فریب کھا کر یوسف علیہ السلام کو ایک روز کی اجازت دیدی اور رخصت کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اے میری جان میرے دیدے سے اپنا دیدہ ملا کر جاؤ اور ذرا میرے پاس آؤ تو میں تمہیں گود میں لے لوں کیا پتہ پھر تمہیں دیکھوں یا نہ دیکھوں- بعد اس کے اپنے دیگر بیٹوں سے کہا کہ یوسف کو تمہیں سونپا اب جاؤ پھر اسی پاؤں سے سلامت آؤ میرے پاس یہ کہہ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو رخصت کیا اور وہ سب کے سب ان سے اجازت لے کر چل دیئے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ترجمہ: پھر جب لے کر چلے اور آپس میں متفق ہوئے کہ ڈالیں ان کو گمنام کنویں میں پس جاتے جاتے کنعان سے چھ کوس کے فاصلہ پر اپنی بکریوں کی چراگاہ میں جا پہنچے- حضرت یوسفؑ کھیل کود کے ساتھ خوشیاں کرتے ہوئے چلے- بھائیوں نے ان پر ظلم اور دست درازی اور طمانچے لگانا شروع کر دیئے- حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے فریاد و زاری کی اور کہنے لگے کہ میں نے تمہارا کونسا گناہ کیا ہے جو تم مجھ پر اتنا کر رہے ہو کیا میرے باپ نے مجھے تم کو نہیں سونپا ہے' یا تم میرے بھائی نہیں ہو- تم لوگ اپنے باپ کی وصیتیں اور نعمتیں مت بھولو اور میری بے مادری اور پسری پر رحم کرو- ہر چند کہ یوسفؑ نے کہا- لیکن انہوں نے کچھ بھی نہ سنا اور برابر مارتے ہی رہے پھر وہ سب کہنے لگے کہ تو نے یہ بات جھوٹ بنا کر اپنے باپ سے کہی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آ کر مجھے سجدہ کیا ہے شاید تیری یہی آرزو ہے کہ ہم سب تیرے زیر حکم رہیں اور اب تو تیری موت آ چکی ہے اور اس جگہ پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ تیری پشت پناہی کر سکے اور تجھ کو ہم لوگوں سے چھڑا سکے- تب حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اپنے بڑے بھائی یہودا کے پاس چلے گئے ان سے یہ ماجرا کہا انہوں نے یہ سن کر اپنے بھائیوں کو سختی سے منع کیا اور کہا کہ تم لوگ اپنے عہد پر قائم رہو اور انہیں مت مارو- اس پر وہ سب کہنے لگے کہ اس کو کسی گمنام کنویں میں ڈالنا چاہئے- پھر اس کے بعد حضرت یوسفؑ کو سب بھائی مل کر ایک گمنام کنوئیں کے کنارے پر لے گئے اور ان کے تمام کپڑے اتار لیے اور ننگا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک ڈول میں بٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا- حضرت یوسفؑ بہت فریاد و زاری کرنے لگے اور کہا کہ آج کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ میرے ضعیف باپ کو خبر پہنچا دے اور وہ آ کر دیکھیں کہ ان ظالموں نے ایک گمنام کنوئیں میں مجھے بے گناہ گرا دیا ہے اور ذرا بھی ان کو ترس نہ آیا- حضرت یوسفؑ اس اندھیرے کنوئیں میں جب آدھی راہ میں جا پہنچے اور رسی ڈول کی اس وقت بڑے بھائی یہودا کے ہاتھ میں تھی- تو دوسرے بڑے بھائی شمعون نے آ کر رسی کاٹ دی اور اس کا دلی ارادہ یہ تھا کہ جلدی سے کنوئیں میں جا گرے اور پھر وہیں مر جائے-

قضائے الٰہی سے ایک نیزہ پانی کنوئیں میں خالی تھا۔ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر
کو کنوئیں کے اندر پانی کے اوپر ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ حضرت یوسفؑ کو پانی کے اندر جانے نہ دیا کہ ان کو کسی
قسم کا ضرر نہ ہو۔ محققین نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ کنوئیں میں کئی دن رہے
بعضوں نے کہا کہ صرف ایک دن رات رہے جب بھائیوں نے آکر ان کو کنوئیں میں ڈالا تھا تو ان کو یقین
ہو گیا تھا کہ یوسفؑ کنوئیں کے اندر مر گئے اور ہم لوگوں نے نجات پائی۔ آپس میں کہنے لگے کہ اب بہتر
ہے کہ ہم سب توبہ کریں۔ اور ہماری توبہ خدا قبول کرے اور اس چیز کا عزم صمیم کریں کہ شب و روز
اپنے باپ کی خدمت کیا کریں تا۔ کہ وہ ہم سب سے راضی و خوشی رہیں۔ ادھر حضرت یوسفؑ کنوئیں کے
اندر روتے روتے از حد نڈھال ہو گئے۔ قولہ تعالیٰ وَاَوْحَیْنَا اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ
ترجمہ: اور ہم نے وحی کی اس کو کہ جتاوے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے۔ **فائدہ** پھر جب لے
چلے اور آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ ان کے بھائیوں نے سلوک کیا
راستے میں بری طرح مارتے اور برا بھلا کہتے ہوئے لے گئے تھے نہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کے رونے پر
رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا تو وہ کنوئیں کے کنارے کو پکڑ کر رہ گئے اور بہت روئے مگر بجائے
رحم کھانے کے رسی میں باندھ کر اسی کنوئیں میں لٹکا دیا اور جب آدھی دور پہنچے تھے تو رسی کو کاٹ دیا اور
سب بھائیوں نے مل کر ان کے کپڑے اتار لیے تھے بالکل ننگا کر دیا تھا۔ جس آن انہوں نے رسی کاٹی
اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے پیارے بندے کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام
حکم ملتے ہی فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت یوسفؑ سے کہنے لگے کہ اے یوسفؑ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم کچھ اندیشہ مت کرو۔ بلکہ تم کو اپنے بھائیوں کے ظلم سے نجات مل گئی اور
خداوند قدوس نے تم کو نہایت ہی برگزیدہ کیا ہے اور ان کے بھائیوں کو ایسا وقت عنقریب آئے گا کہ
تیرے سب کے سب مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔

ادھر حضرت یوسفؑ کے سب بھائی آپس میں کہنے لگے کہ اب یہ بتلاؤ کہ اپنے باپ کے پاس جا کر
جواب دیں گے جو کچھ ہم کو کرنا تھا وہ تو کر دیا۔ اب کیا کرنا ہے۔ اگر ہمارے باپ نے حضرت یوسفؑ کو طلب
کیا تو اس کی کیا تدبیر ہو گی۔ آپس میں مشورے ہوتے رہے لیکن اس کا کچھ جواب سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر
ایک بھائی نے مجبوراً کہا کہ بھائی صاحبان ہم سب کو یہی کہنا ہو گا کہ یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیئے نے کھا لیا اور
ایک بچہ بکری کا ذبح کر کے اس کے خون سے پیراہن یوسفؑ کا جو کہ انہوں نے بروقت کنوئیں میں ڈالتے
ہوئے اتار لیا تھا آلودہ کر لیا اور یہی یوسفؑ کا کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے
والد بزرگوار کے سامنے لے جا کر رکھا تا۔ کہ ایک حد تک ان کو ایقان و اطمینان ہو جائے اور ان سب

بھائیوں نے کچھ مکر بھی کیا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا
نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ترجمہ: اور آئے
اپنے باپ کے پاس اندھیرا ہونے پر اور بہت ہی روتے ہوئے سب کے سب اور نہایت عاجزی سے کہنے
لگے اے ہمارے باپ ہم سب دوڑنے لگے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگ گئے
اور چھوٹے بھائی یوسف کو اپنے سامان و اسباب کے پاس چھوڑ دیا اور ہم لوگ ان کی طرف سے کچھ دیر
غفلت میں پڑ گئے اتنے میں کوئی بھیڑیا ان کی طرف آنکلا اور یوسف علیہ السلام کو اکیلا اور بچہ سمجھ کر اس پر حملہ
کر دیا اور پھر اس کو کھا لیا اور ہم لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ہمارے کہے ہوئے کو باور نہیں کریں گے
اگرچہ ہم سب کچھ کہہ رہے ہیں اسی رات کو وہ کرتہ بھی جو بکری کے خون سے آلودہ کیا تھا حضرت یعقوب
علیہ السلام کو پیش کر دیا اور پھر کہنے لگے بعض ان میں سے کہ اے باپ ہم بکریوں کے گلے میں گئے تھے اور
یوسفؑ کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا ناگہاں بھیڑیا اس طرف آ گیا اور یوسف علیہ السلام کو کھا گیا اور ہمارے باپ
ہم کو معلوم ہے کہ آپ ہماری بات کو نہیں مانیں گے بلکہ تکذیب کریں گے اگرچہ ہم ہزاروں طریقوں پر
سچ کہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ پھر ان لوگوں نے یوسفؑ کا کرتہ جو خون آلود
تھا نکال کر دکھایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بات پر قطعاً "یقین نہیں کیا اور بہت متفکر ہو گئے قولہ تعالیٰ
وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ترجمہ: اور حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ موٹ لائے۔
پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اس خون آلود کرتے کو دیکھا اور غور کیا کہ یہ کرتہ خون آلود تو بے
شک ہے لیکن کہیں سے پھٹا ہوا نہیں ہے آخر یہ کیا بات ہے۔ بیٹوں سے آپؑ نے فرمایا کہ اس پیراہن میں
یوسفؑ کے خون کی بو نہیں آتی ہے اور اس بھیڑیئے نے کھاتے وقت کرتہ کو پھاڑا بھی نہیں بالکل ثابت
اتار دیا جو تم لوگ میرے پاس لائے ہو۔ شائد بھیڑیا یوسفؑ پر تم سے زیادہ مہربان ہو گا کیونکہ یوسفؑ کو تو کھا
لیا اور اس کے پیراہن کو نہیں پھاڑا۔ اگر تم لوگ اپنے کہنے میں سچے ہو تو اس بھیڑیے کو میرے پاس حاضر
کرو۔ اس بات کو سن کر اپنے باپ کے حکم کے واسطے انہوں نے ایک بھیڑیئے کو پکڑ کر اور اس کے منہ میں
لہو لگا کر باپ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت یعقوبؑ نے اس بھیڑیئے سے پوچھا کہ تو نے میرے فرزند جگر
بند یوسفؑ کو کھایا ہے اور تو نے اس نازک بدن پر کچھ بھی رحم نہیں کیا۔ اور میری ضعیفی پر تجھ کو کچھ
افسوس نہ ہوا۔ بھیڑیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولا۔ یا رسول اللہؑ خدا کی قسم میں نے تمہارے یوسفؑ کو نہیں
کھایا کیونکہ گوشت پوست انبیاء علیہم السلام کا ہم پر حرام ہے' اور یا حضرت میں تو ایک بہت بڑی بلا و رنج میں
مبتلا ہوں۔

قابل عرض یہ ہے کہ بعض انبیاء کرام کو اللہ رب العزت معجزات عطا فرمائیں گے اور حضرت

یعقوب علیہ السلام بطور معجزہ کے اس بھیڑیے سے گفتگو کرنے کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ اس بھیڑیے نے جو کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ کے پاس لہو لگا کر حاضر کیا تھا وہ کہنے لگا کہ میرا ایک بھائی تھا چند روز ہوئے مجھ سے جدا ہو کر کہیں نکل گیا۔ میں اس کی تلاش کے واسطے نکلا ہوں اور بوجہ گردش کے جس کو آج تقریباً تین دن ہو رہے کھانا پینا بھی نہیں کھایا پیا بھوکا پیاسا دوڑتا ہوا تین فرسنگ کی راہ سے شب گزشتہ کو اس صحرا میں آپہنچا ہوں' آج علی الصبح صاحبزادوں نے مجھے پکڑ کر میرے منہ میں بکری کا لہو لگا کر بے گناہ آپ کے حضور پیش کر دیا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگرچہ چغلی درست نہیں مگر بسبب بے گناہی کے حضور آپ کی پیغمبری کے لحاظ سے جو باتیں کی سچ تھیں وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیں' بس آپ مالک ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب یہ باتیں اس سے سنیں تو فرمانے لگے کہ بھیڑیا سچ کہتا ہے۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیے کو اپنے پاس سے کھانا کھلا کر اس کو رخصت کر دیا اور اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ میں نے یوسفؑ کو خدا پر سونپا اور اپنے رب العالمین سے صبر مانگتا ہوں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ترجمہ: اور کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کو کوئی بھی ٹھیک بات تم نے ہم کو نہیں بتائی۔ جس پر تمہارے دل خود گواہ ہیں لہٰذا میں صبر جمیل اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتا ہوں' اس بات پر جو تم مجھ سے آ کر بتاتے ہو یعنی کرتہ پر لہو کا لگانا انکا بالکل جھوٹ ہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیت الاحزان بنایا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے جا بیٹھے اور شب و روز فراق یوسف میں روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں یعنی وہ اس قدر یوسفؑ کے واسطے روئے کہ نابینا ہو گئے اسی جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت کیا یا اخی ہمارا یوسف کہاں ملے گا' میں کدھر جاؤں' میرے یوسف کو اللہ رکھے تو بہتر ہے' اتنے میں جناب باری تعالیٰ سے الہام ہوا۔ اے یعقوب تیرا بیٹا محفوظ ہے اور اس کی حفاظت وہی کر رہا ہے جس کو تو نے سونپا اور تم ان سے معلوم کرو۔ کہا الٰہی میں قصور وار ہوں میں نے خطا کی ہے مجھ پر رحم فرما۔ حضرت جبرائیلؑ سے کہا تو ملک الموت کو جانتے ہو وہ ہر شخص کی جان کو قبض کرتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے جا کر پوچھا کہ یوسفؑ سلامت ہیں یا نہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ یوسف سلامت ہیں اور ان کی روح قبض کرنے کا ابھی تک کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی اور بھروسہ ہوا لیکن بوجہ فراق کے آہ و زاری کرتے رہے۔

روایت یوں کی جاتی ہے کہ یوسفؑ کے گم ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی کی ضیافت کی تھی۔ ایک فقیر بھوکا محتاج انکے در پر حاضر ہوا اور اس محتاج نے کھانے کا سوال کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ شاہ جی بیٹھو کھانا حاضر ہے اتنا بول کر حضرت یعقوب علیہ السلام کسی کام میں مشغول ہو

گئے اور اس آنے والے محتاج کو کھانا نہ کھلا سکے۔ وہ فقیر محروم بھوکا یہ دعا کر کے چلا گیا۔ الٰہی تو اس ن آرزوؤں کو اس سے دور رکھیو یہ دعا خدا کے دربار میں قبول ہو گئی۔ پس اگر فقیر کو کھانا کھلاتے تو اس کی قوت چالیس دن تک رہتی اب اس کے عوض تو چالیس برس تک یوسف کے غم میں رہیگا۔ یہ بذریعہ الہام مطلع کیا گیا۔ یہ الہام سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں التجا کی تو رحیم و کریم عالم الغیب ہے جو خطا مجھ سے ہوئی وہ قصداً نہیں ہوئی غفلت سے ہوئی ہے۔ یہ التجا دربار الٰہی میں حضرت یعقوب علیہ السلام کر ہی رہے تھے کہ فوراً جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے یعقوبؑ تم پر جو رنج گزرتا ہے اس سے بات کو سوچنا چاہیے تا۔۔کہ بندوں کو علم ہو کہ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں۔

مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے بدن سے کپڑے اتار کر ننگا کر کے انہیں کنوئیں میں ڈالا۔ اسی وقت امر الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیراہن حریر کا بہشت سے لا کر انہیں پہنا دیا اور وہ پیراہن خلیل اللہؑ کا تھا جس کی برکت سے آتش نمرود ان پر گلزار ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے نجات پائی تھی مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا سن مبارک اس وقت بارہ برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ تیرہویں برس کا تھا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ سترہ برس کا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس اندھیرے کنویں میں یوسفؑ تین دن رات رہے۔ اتفاقاً مرضی الٰہی سے ایک قافلہ سوداگروں کا مدین سے اسباب تجارت کا مصر کو لیجا رہا تھا۔ ماندگی کے سبب سے راہ بھول کر اس کنوئیں کے پاس آپہنچا۔ اس جگہ کی آب و ہوا خوشگوار پا کر منزل کی۔ لیکن وہ کنواں سانپ بچھوؤں سے پر اور شہر کی آبادی سے دور تھا اور پانی بھی اس کا تلخ اور شور تھا مگر حضرت کے گرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا تھا اور سوداگروں کے سردار کا نام مالک زغر تھا اور بشیرا نام کا ایک غلام تھا وہ بغرض پانی اس کنوئیں پر آیا اور پانی کے واسطے اس کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے آ کر کہا کہ اے یوسفؑ تم اس ڈول میں جاؤ' جب اس غلام نے ڈول کھینچ کر اٹھایا دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت حسین خوبصورت اس میں بیٹھا ہے اس نے دیکھ کر کہا کہ ہم نے تو ایسا اور اتنا خوبصورت لڑکا کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس وقت اس کا کوئی ثانی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے جملہ حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بخشا اور دوسرا حصہ سارے جہان کو دیا۔ سوداگروں نے جب اس کی صاحب جمال و کمال صورت دیکھی تو وہ پوچھنے لگے کہ تم کون ہو بنی آدم ہو یا فرشتے' وہ بولے میں نسل آدم سے ہوں اور ان کے بھائی بھی اس وقت سب کے سب کنوئیں کے کنارے پر تھے یہ شور و غل سن کر ان کے پاس آئے یوسفؑ کو انہوں نے دیکھا تب وہ بولے کہ یہ غلام ہمارے گھر کا ہے مارے ڈر کے گھر سے بھاگ کر اس

کنوئیں میں آکرا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب جھوٹی بکواس سنی تو چاہا کہ کچھ بولیں۔ ان کے بھائی شمعون نے عربی زبان میں کہا کہ تم ان سے کچھ کہو گے تو جان سے مار ڈالوں گا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے خوف کی وجہ سے ان سے کچھ نہ کہا۔ مالک بن زغر نے ان کو سوداگروں کے قافلے میں لیجا کر چھپا دیا۔ لوگوں نے اپنے سردار سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ پھر لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم کون شخص ہو اور کہاں سے آئے ہو سردار نے سوداگروں کو جواب دیا کہ بہت قیمتی متاع ہے۔ دوسرے دن ان کے بھائیوں نے ان سوداگروں سے جا کر کہا کہ اس غلام کو ہم بیچیں گے مالک بن زغر نے کہا میں اس کو خرید لوں گا لیکن اس وقت صرف میرے پاس اٹھارہ درہم مصر کے ہیں اور وہ درہم خرید و فروخت میں چلتے بھی نہیں ہیں تم اگر چاہو تو لے لو۔ پس اس قافلے کے سردار نے وہ درہم ان کے حوالے کیے اور ایک لطف یہ ہے کہ مصر کے دو درہم کنعان کے ایک درہم کے برابر ہیں اور اس حساب سے کنعان کے صرف نو درہم ہوتے ہیں حضرت یوسف ؑ کو اسی قیمت پر بیچا اور ان کے بھائیوں کی یہ غرض تھی کہ کسی طرح سے باپ کی نظروں سے دور کر ڈالیں ورنہ وہ محتاج نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ج وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الذَّاهِدِيْنَ ترجمہ: اور بیچ آئے اس کو ناقص مول میں یعنی گنتی کی چونیوں میں اور وہ یوسف ؑ سے بیزار ہو رہے تھے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی اسی کنوئیں پر گئے اور حضرت یوسف ؑ کو قافلے والوں میں پایا تو یہ سب بھائی کہنے لگے یہ ہمارا غلام ہے اور ہم اس کو بیچنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہم سے بھاگتا رہتا ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید سکتے ہو۔ قافلے والوں نے کہا کہ ہم تو اس کو اٹھارہ درہم میں خرید سکتے ہیں۔ اگر تم کو منظور ہو تو ہمارے ہاتھ بیچ دو اور یہ اٹھارہ درہم لے لو۔ چنانچہ سب بھائیوں نے مشورہ کر کے یوسف کو قافلے والوں کو اٹھارہ درہم میں دیدیا۔ پھر وہ درہم انہوں نے آپس میں بانٹ لیے۔ اور ایک بھائی نے اپنا حصّہ نہ لیا۔ پھر یوسف ؑ کو آگے جا کر مصر میں قافلے والوں نے بیچا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایک مرتبہ بیچنا صریحاً بیان فرمایا اور پھر پردہ پوشی کے لیے دوسری مرتبہ نہیں فرمایا لیکن اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ سستے مول تو پہلی مرتبہ ہی بیچا گیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ مملوک ہونے کا یوسف ؑ کے یہ سبب تھا کہ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے آئینے میں اپنے جمال کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت یوسف ؑ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بوجہ لطافت و نزاکت جو چیز بھی وہ کھاتے گلے سے اترتی ہوئی نظر آتی تھی جب یہ حسن و جمال اپنا دیکھا تو فخر سے کہا اگر میں غلام ہوتا تو کوئی میری قیمت نہ دے سکتا۔ جب اپنے دل میں یہ تصور کیا تو باری تعالیٰ کو ناپسند ہوا اسی کی پاداش میں ان پر عذاب آیا۔ اور ان کو بتایا گیا کہ اے یوسف علیہ السلام تم نے بڑی شیخی کی بات کی ایسی بات کہنا نبی کی شان سے

بعید ہے، نبی میں غرور و فخر نہیں ہوتا وہ تو اپنے فرض منصبی کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تا کہ مخلوق خدا کو ہدایت ہو۔ اور اے یوسف تم نے تو فخر یہاں تک کیا کہ اپنی صورت آئینے میں دیکھ کر خود ہی اپنی قیمت ٹھہرائی اور تم نے اپنے حقیقی مصور کی طرف کچھ بھی خیال نہ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے جو تو نے فخر کیا کہ دیکھ اب تجھ کو کیسا غلام بناتا ہوں اور کتنی معمولی قیمت پر فروخت کراتا ہوں تا.. کہ لوگ دیکھیں کہ ایسی صورت اور اتنی تھوڑی قیمت پر فروخت ہو رہی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطنت مصر کی ان کی تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اور یہ دنیا کا دستوری اصول ہے کہ جب تک کسی کی خدمت نہ کرے اس وقت تک خادموں کی قدر وہ کیا جانے اور پھر وہی خادم کسی وقت مخدوم کہلاتا ہے۔

الغرض مالک بن زغر نے یوسف ؑ کو بشرط خدمت مول لیا تھا اور ایک قبالہ اس مضمون کا ان کے بھائیوں سے لکھوایا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ مالک ابن زغر نے یوسف ؑ بن یعقوب ؑ بن اسحاق ؑ بن ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں سے ایک عبرانی نے اٹھارہ درہم سے خرید کیا ہے۔ یہ گواہی گواہان معتبرین کے مالک بن زغر کے ہاتھوں میں اسے سپرد کیا اس کے بعد مالک بن زغر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر اونٹ پر سوار کیا اور ایک موٹا پشمینہ اوڑھا کر چل دیا۔ کچھ دور کے بعد جب راستے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ محترمہ کی قبر آئی تو وہ اونٹ کو روک کر اتر پڑے اور اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اور قبر سے چمٹ کر رونے لگے اور کہتے رہے کہ یا امی بھائیوں نے مجھ پر بوجہ حسد کے بہت ظلم کیا ہے اور اس قافلے والوں کے ہاتھ بیچ دیا ہے اور مجھے ان قافلے والوں نے زنجیروں بیڑیوں سے جکڑ دیا ہے۔ اور باپ کی خدمت، طن اور تمہاری زیارت سے مجھے محروم کر دیا ہے اتنے عرصہ میں قافلہ سوداگروں کا تھوڑی دور وہاں سے کل چکا تھا۔ ایک شخص اسی قافلے سے پیچھے دوڑا ہوا آیا اور وہ آکر بولا ارے تو اب تک یہاں ہے سچ ہے تو اقعی بھگوڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ اس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس تت حضرت یوسف ؑ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہو گیا یہ حالات دیکھ کر حضرت یوسف ؑ نے اس وقت اسمان کی طرف نگاہ کی اور رو رو کر کہنے لگے کہ خدایا ان ظالموں کے شر سے مجھے بچا اور یہ تکالیف میں رداشت نہیں کر سکتا جو مجھ پر گزر رہی ہیں اور اے میرے خدا یہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ دل۔ اور پھر اس کے حضرت یوسف ؑ اسی قافلے میں جا ملے۔ یہ الفاظ اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قبول فرمائے اور فوراً ایک ابر مہیب جس میں ہوا بھی سخت تیز تھی۔ وہ ان پر برسنے لگا اور اس میں بجلی کی کڑک و دمک بہت تیز تھی اور ابر ان پر اتنا شدید برسا کہ وہ سارا کارواں ہلاک ہو گیا اور جو کچھ ان میں سے بچے وہ آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو تو کس کے گناہ سے ہم اس آفت ناگہانی میں مبتلا ہوئے۔ وہ جس نے حضرت کو طمانچہ مارا تھا ابھی مرا نہ تھا وہی بولا کہ میں نے گناہ کیا ہے جس گھڑی میں نے

اس غلام کو طمانچہ مارا تھا تو یہ غلام آسمان کی طرف منہ کرکے کچھ بول رہا تھا- اور بعد اس کے فوراً ہی بلائے مہلکہ و ناگہانی آ پہنچی- یہ سنتے ہی سب نے جو باقی بچے تھے حضرت یوسفؑ کے پاس جا کر اپنی تقصیر معافی مانگی- حضرت یوسفؑ نے ترس کھا کر ان کو معاف کر دیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی تب وہ فوراً ہی ابر کھلا اور ہوا بھی کم ہو گئی اور حالات معمول پر آ گئے باقی ماندہ جب وہ وہاں سے چلے تو قبل اس کے کہ وہ قافلہ مصر پہنچے وہاں یہ خبر ہو گئی کہ آج جو قافلہ مالک بن زغر کا آ رہا ہے اس میں مالک بن زغر ایسا ایک غلام عبرانی لا رہا ہے کہ اس کی خوبصورتی اور حسن و جمال لاثانی ہے اور پردہ زمین پر نہ ایسا آج تک ہے اور نہ ہو گا-

یہ خبر سن کر تمام اہل مصر سوداگر کے استقبال کو آئے تو تمام اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور جو صفتیں کہ سنی تھیں اس سے بھی کہیں زیادہ ان میں پائیں- مالک ابن زغر نے اپنے گھر کو اچھی طرح سنوارا اور باقاعدہ اپنے گھر میں فرش و فروش دیبائے رومی کے بچھائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر تاج زریں سر پر رکھا- اس کے بعد مالک ابن زغر نے پورے شہر میں منادی کرا دی کہ میں غلام نہایت خوبصورت' خوش خلق' عقلمند' دانا' چالاک' فرمانبردار' حیادار بیچتا ہوں جس کی خواہش اس کے خریدنے کی ہو وہ وقت مقررہ پر حاضر ہووے- یہ منادی سن کر اہل مصر ادنیٰ و اعلیٰ مالک ابن زغر کے گھر پر آ کر جمع ہو گئے- اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان لوگوں کی طرف دیکھا کہ میری قیمت میں یہ لوگ بہت ہی پس و پیش کر رہے ہیں اور حضرت یوسفؑ نے اس وقت اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ مالک بیچنے میرے میں عجب خطا میں پڑا ہے کہ اس دن میرے بھائیوں کے ہاتھ سے جو اصل قیمت میری ان سب کو معلوم تھی نو درہم کو مول خریدا تھا اور آج مجھ کو کوئی نہیں پہچانتا ہے کیوں نہیں یہ مجھ کو پچاس درہم میں بیچتا اور یہ قیمت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی انکساری سے ٹھہرائی- تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اے یوسف تو نے ایک روز آئینہ میں اپنی شکل و صورت دیکھ کر فخر سے اپنی قیمت کا آپ ہی مول زیادہ خیال کیا تھا اور آج نہایت عجز و انکساری سے اپنی قیمت کم کہی اور اسی وجہ سے اب تجھ پر فضل خدا ہوا ہے اور اب تو دیکھ کہ تیری قیمت کس قدر زیادہ ہوتی ہے اور تجھ پر کتنا فضل خدا ہوتا ہے' مالک ابن زغر نے حضرت یوسفؑ کو لباس فاخرہ پہنا کر کرسی پر بٹھا دیا اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا مَنْ يَّشْتَرِیْ غُلَامًا حَسِيْنًا لَطِيْفًا ظَرِيْفًا لَيْسَ مِثْلُهٗ فِی الدُّنْيَا یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اے مالک ابن زغر یوں مت کہو اور یوں کہو مَنْ يَّشْتَرِیْ غُلَامًا ضَعِيْفًا غَرِيْبًا مَظْلُوْمًا لَيْسَ مِثْلُهٗ فِی الدُّنْيَا یہ سن کر دلال بولے کہ ایسا دستور نہیں ہے کہنے کا- پھر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اگر یہاں کہنے کا دستور نہیں ہے تو پھر یوں کہو مَنْ يَّشْتَرِیْ يُوْسُفَ صِدِّيْقَ اللّٰهِ ابْنَ يَعْقُوْبَ اِسْرَائِيْلَ اللّٰهِ ابْنِ اِسْحٰقَ صَفِیِّ اللّٰهِ اَخِیْ اِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ

اللّٰهِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ترجمہ: یہ سن کر تمام دلالوں نے کہا چپ رہیے ایسا مت کہو اگر لوگ سنیں گے تو وہ خریدنے سے انکار کر دیں گے پھر اس کے بعد پکار لگائی- گئی کہ ایک ہزار بدرے اشرفی اس غلام کی قیمت ہے کیا کوئی ہے اس کو خریدنے کے واسطے تیار- اور لغت میں بدرہ کہتے ہیں ایک ہتھیلی کو جس میں ایک ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور دس ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور سات ہزار دینار کو بھی کہتے ہیں- اور اب آپ حضرات خود ہی گن لیجئے کہ کتنی قیمت ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا سات ہزار عقد مروارید اور ہزار جامہ اطلس رومی اور ہزار قصب یعنی مصری جامہ اور ایک ہزار اونٹ بغدادی اور ایک ہزار گھوڑے عربی معہ زین و لگام زریں کے اور ایک ہزار لونڈیاں رومی اور ایک ہزار غلام خطائی اور ایک ہزار شمشیر چاہئے- جب یہ قیمت ٹھہری تو جتنے خریدار تھے سب کے سب چپ رہے- عزیز مصر نے جو بادشاہ مصر کا مختار کل تھا اس نے دونی قیمت ادا کر کے حضرت یوسفؑ کو لے لیا اور اپنے محل میں لیجا کر زلیخا کے حوالے کر دیا اور اس نے زلیخا سے کہا کہ میں نے یوسفؑ کو بہت بڑی قیمت دے کر خریدا ہے تم اس کو اچھی طرح سے رکھنا اور بطور فرزند کے پیار و خدمت کیجئو- غلام کے طور پر نہ رکھنا-

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ترجمہ: اور کہا جس نے خرید کیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ اس کو شائد یہ ہمارے کام آوے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیں- جب یوسفؑ کو زلیخا نے دیکھا تو ایسی فریفتہ ہو گئیں کہ ایک دم آنکھوں سے جدا نہ کرتیں اور دن رات انکی خدمت میں رہا کرتیں اور ہر چیز اپنی ان پر تصدق و نثار کرتی تھیں اور دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں ان کو لا لا کر کھلایا کرتی تھیں اور نئے نئے لباس فاخرہ ہر روز ان کو پہناتی تھیں اور ایک تاج مرصع بھی ان کے سر پر رکھواتی تھیں اور ان کو اعلیٰ قسم کی مسند پر بٹھا کر اپنی آرزو مٹاتیں اور ان کی ہر طرح سے دلداری کرتی تھیں- اسی طرح سے تقریباً سال سات گزرے' اور حضرت یوسفؑ کا شغل اکثر یہ تھا کہ اپنے ہاتھ میں ایک عصائے مرصع لے کر ہمیشہ بزغالہ کے ساتھ کھیلا کرتے تھے- اتنے عرصہ میں زلیخا کے ہوش و صبر کی طاقت جاتی رہی اور نوبت جان تک پہنچی اور اپنا بھید بھی کسی پر ظاہر نہ کرتی تھیں اور حضرت یوسفؑ کا یہ حال تھا کہ جتنی دلداری زلیخا یوسف علیہ السلام کی کرتی تھیں لیکن وہ زلیخا کی طرف کچھ بھی التفات کرتے تھے' جب کبھی زلیخا اپنی غرض کی باتیں حضرت یوسف علیہ السلام سے کرتی تھیں تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دیتے تھے اسی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس تقریباً سات برس رہے- لیکن باوجود اتنی قربت کے انہوں نے کسی وقت بھی فعل شنیع کا خیال نہ کیا اور ہمیشہ اس سے باز رہے- زلیخا اپنی پوری کوشش برابر کرتی رہی- لیکن اپنے ناپاک ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکی- زلیخا ہر تدبیر سے تنگ آ گئی اور کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور اس فکر میں رات دن نڈھال رہنے لگی- اتفاقاً

ایک بوڑھی عورت ہمسائی نے زلیخا سے کہا کہ اے زلیخا خیر تو ہے پہلے تو میں تجھ کو بہت خوش و خرم دیکھتی تھی لیکن اب چند روز سے تم کو بہت فکر مند دیکھتی ہوں آخر ایسی کون سی خطرناک بات سامنے آگئی ہے جس کی فکر تم کو غمزدہ کیے ہوئے ہے اور تم کو بہ تہی بیقرار دیکھ رہی ہوں' اسی غم و فکر میں تیری صورت بھی تبدیل ہو گئی ہے۔ آخر اس میں کیا ماجرا ہے۔ نہایت دبی ہوئی آواز میں زلیخا اس بوڑھی عورت سے بولی کہ ایک غلام عبرانی کے عشق نے مجھ کو رنج و غم میں ڈالا ہے اور اس نے اپنے عشق میں ایسا پھنسا دیا ہے کہ میں ہر وقت اس کے چہرے کو دیکھتی رہتی ہوں لیکن فی الحقیقت وہ ایسا سنگدل ہے کہ میری طرف ایک نظر بھی نہیں دیکھتا اور نہ کچھ بولتا ہے میں تم سے پوچھتی ہوں اے میری خالہ اس کا کیا علاج کرنا چاہیے۔ زلیخا کے اصرار پر وہ بڑھیا بولی کہ اے زلیخا میں تجھ کو ایک صورت بتاتی ہوں۔ اگر اس کو عمل میں لاؤ گی تو تمہارا مقصد پورا ہو گا اور تمہاری جو دلی تمنا ہے وہ بھی پوری ہو گی۔ مگر اس میں خرچ ہو گا۔ اس بات کو سن کر زلیخا نے کنجی خزانے کے قفل کی اس کے حوالے کر دی پس اس خزانے سے رقم خطیر لے کر ایک ہفت خانہ منقش طلا کاری کا خوشنما اور دلچسپ بنایا گیا اور اس کے در و دیوار چھت پردے فرش فروش تک طلا کاری کے اور صورت یوسف علیہ السلام و زلیخا کی ایک جگہ باہم تصویر کھینچی اور وہ ہفت خانہ ایسا بنایا گیا کہ اس میں کوئی جگہ ان دونوں کی تصویر سے خالی نہ تھی۔ اور زربفت مشجر کپڑے سے تمام گھر آراستہ کیا گیا اور اس میں تخت زریں بھاری مکمل جواہر کا اس مکان میں رکھ دیا اور فرش بھی گوناگوں بچھوائے اور عنبر کی خوشبوؤں سے بسایا گیا الغرض اسباب بادشاہی ہفت خانہ میں سب موجود تھے۔

بالاخر زلیخا مباشرت کے ارادے سے حضرت یوسف ؑ کو اس کے اندر لے گئی اور ان کی معصیت پر کمر باندھی تمام مکان کے دروازے مقفل کر دیئے گئے اور پھر حضرت یوسف ؑ کو ساتھ لے کر بیٹھی حضرت یوسف ؑ نے نظر کر کے دیکھا کہ ہفت خانے کے در و دیوار و چھت و پردے و فرش و فروش پر تمام تصویریں دونوں کی آویزاں ہیں اور تمام مکان بھی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے جس طرف نظر کرتے تو دیکھتے کہ صورت اپنی اور زلیخا کی آویزاں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف نے سوچا کہ شاید یہ کچھ راز ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف ؑ نے معلوم کیا کہ میرے لیے کچھ فریب کیا گیا ہے اور اپنے دل میں پختہ خیال کیا کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تب بھی میں اس کے قبضہ میں نہ آؤں گا اور میں اپنی پاک دامنی پر ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت یوسف ؑ نے خدا کو یاد نہ کیا اس لیے شیطان لعین نے ان کے دل میں زلیخا کے واسطے کچھ وسواس ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو معصیت سے باز رکھا اور زلیخا اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہو سکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا ترجمہ:۔ اور پھسلا دیا اس کو عورت نے اور وہ اس کے گھر میں تھا اپنے جی تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے شتاب کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فوراً کہا کہ خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا اور میں اس میں البتہ بھلائی نہیں پاتا اور جو لوگ بے انصاف ہیں وہ ایسا کرتے ہیں اور البتہ عورت نے خواہش کی اور پھر اس نے بھی خواہش کی۔ ①

جب یوسف علیہ السلام ہفت خانے میں گئے زلیخا کی طرف نظر نہ کی اور آسمان کی طرف دیکھا کہ چھت پر اپنی صورت زلیخا کے ساتھ مصور ہے پھر دائیں بائیں نظر کی پھر وہی تصویر دونوں کی باہم دیکھی الغرض تمام گھر میں فقط تصویریں نظر آئیں' پھر ناچار ہو کر حضرت یوسف ؑ نے زلیخا کی طرف نظر کی اور زلیخا کو بغور دیکھا اور پھر اپنے دل میں یقین کرنے لگے کہ افسوس گری نے میرے یہ کام کیا ہے۔ پھر یہ دیکھ کر زلیخا بولی کہ اے یوسف ؑ مجھ پر ایک نظر کر کہ میں مستغنی ہوں اور غموں سے خلاصی پاؤں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا خدا مجھے زنا کاروں میں کھڑا کرے گا۔ حالانکہ میں پیغمبر زادہ ہوں اور یہ فعل بد مجھ سے نہ ہو سکے گا خدا نہ کرے جو میں ایسے فعل میں گرفتار ہوں کیونکہ قیامت میں خداوند قدوس کو منہ دکھانا ہے۔ پھر زلیخا بولی اے یوسف ؑ ذرا مجھ پر نظر کر ذرا آ تجھے گود میں لوں اور اپنی چھاتی سے لگاؤں' ماہرو کاکل زلف کو میرے ساتھ ملا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مصور کی طرف دیکھ یہ بال خاک میں ملیں گے۔ پھر زلیخا بولی کیوں مجھے ستاتا ہے آرام جان دے۔ آپ نے کہا مجھے دو باتوں کا غم ہے ایک تو مجھے خدا کا ڈر ہے اور یہ سب سے بڑا ڈر ہے۔ اور دوسرے یہ حق عزیز کا ہے میں کیسے استعمال کروں اور اس نے مجھے ہر طرح سے آرام میں رکھا ہے میری غیرت تقاضہ نہیں کرتی کہ میں ایسی حرکت کروں اس بات کو سن کر زلیخا بولی کہ عزیز مصر سے مت ڈر میں اس کو زہر قاتل کھلا کر مار ڈالوں گی اور پھر سارے گھر کی سلطنت بھی تم کو دیدوں گی۔ اور تم تو مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میرا خدا تو بڑا رحیم و کریم ہے اور

---

① انبیاء لکھنا غلط ہے اس لیے کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور انبیاء کے قلب میں ایسے خطرات کبھی موجزن نہیں ہوتے اور وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں یہ بھی ترجمہ غلط ہے اصل آیت یوں ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ یعنی یوسف ؑ بھی اس کے قصد کرتا اگر نہ دیکھتا دلیل اپنے رب کی ہدایہاں سے صرف معلوم ہوتا ہے کہ قصد نہیں کیا ورنہ آیت پوری کے معنی نہیں ہوئے اور پھر ان کو تو نبی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے اور جو مخلص بندے ہوتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

گنہگاروں پر ہمیشہ رحم کرتا ہے اور میں یہ بھی وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تو نے میری خواہش پوری کردی تو
کچھ کہ گنج و خزانہ میرا ہے سب تیرے خدا کے نام پر صدقہ و کفارہ دوں گی تب تو تیرا خدا خوش ہو جا
اور سارے گناہ بھی معاف کردیگا۔ یہ باتیں سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ایسے زلیخا میرا خدا رش
نہیں لیتا جو تو ارادہ رکھتی ہے' اے زلیخا یہ تمام خرافات کہلاتے ہیں مجھ سے ہرگز نہیں ہوسکتے یہ سن کر
بالکل مایوس ہوگئی اور بہت ہی بے تابی کے ساتھ رونے لگی اور حضرت یوسفؑ برابر اس فعل بد سے ا
ہی کرتے رہے اور کسی لمحہ بھی آپ نے اس فعل بد کا ارادہ یا قصد نہ فرمایا اور یہی شان نبی کی ہوتی ہ
پس بار بار اصرار پر حضرت یوسف علیہ السلام کچھ مائل ہوئے لیکن پھر دل میں سخت اندیشہ کرنے لگے (یہاں
کچھ اعتراض ہے) حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے اور پھر اس فعل قبیح پر قصد کیا۔ جواب اس کا بعض علما
محققین نے یہ دیا ہے کہ حضرت یوسفؑ طرف مائل ہونے کے وقت پیغمبر نہ تھے اور حالت شباب میں قو
قبیح کرنا مقتضائے بشریت سے بعید نہیں اور دوسرے یہ کہ جو فعل نہیں کیا ہو اس میں اندیشہ کرنا مواخ
نہیں ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے شائد یوسف علیہ السلام اس لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا
میں اس سے نکاح کرلیتا اور مفسرین نے تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب زلیخا کو
درجہ مضطرب دیکھا اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپ نے ارادہ کیا میں زلیخا سے رہائی پاؤں ا
بعضوں نے کہا کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفت خانے
دروازے بند کردیئے اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا کوئی رہائی نہ دیکھی اور
اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رضادی اور ازار بند میں اپنے سات سات گرہ دے رکھی تھیں تاکہ ا
کے کھولنے میں تاخیر ہووے اور حضرت یوسفؑ اللہ کی طرف نظر کیے تھے کہ اتنے میں زلیخا نے خوش
مخلوط ہوکر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور متقاضی مباشرت کی ہوئی پس یوسفؑ کے ازار بند کی ایک گ
کھولنے میں لگتی اور دوسری گرہ ازار بند کی لگ جاتی اور حضرت یوسفؑ کا دھیان بھی اس وقت خدا کی
تھا پھر ایک آواز غیب سے آئی کہ اے یوسفؑ مت اس کے مکرو فریب میں آ اور نہ اس کی طرف کو
توجہ کر' اگر تو نے اس طرف توجہ کی تو تو فعل بد کا مرتکب ہو جائے گا اور تیرا نام بھی خدا کے ہاں اس جر
کی پاداش میں انبیاؤں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا اور نہ معلوم خدا تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے۔ چنانچہ
حدیث قدسی میں آیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَآ يُوْسُفُ لَوْ وَافَقْتَ الْخَطِيْئَةَ يَمْحُوا اللّٰهُ اِسْمَكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَنْبِيَآءِ

ترجمہ:○ اے یوسف علیہ السلام اگر موافقت کی تم نے گناہ کی تو مٹا دے گا اللہ تعالیٰ تیرا نام انبیاؤں۔

بتے۔ تب سنتے ہی یہ الفاظ غیبی حضرت یوسفؑ دروازے کی طرف دوڑے باہر نکل جانے کے واسطے
اور پیچھے زلیخا دوڑی ان کے پکڑنے کو خدا کے حکم سے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے اور بعضوں نے کہا
کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر یوسف علیہ السلام کی پشت پر ایک خط کھینچا خدا کے حکم سے صاف اس فعل سے
بچ گئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑکا دودھ پیتا عزیز مصر کا تھا اور وہ تقریباً چھ ماہ کا تھا وہ اپنے گہوارے پر ہی
سے بولا۔

يَآ اَيُّهَا الصِّدِيْقُ اَتَزْنِيْ

ترجمہ:○ اے یوسفؑ صدیق تم زنا کرنا چاہتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ زلیخا نے ایک سونے کا
بت بنا رکھا تھا جس کو وہ پوجتی تھی اور وہ بھی اسی جگہ رکھا تھا اس کو زری کے کپڑے سے ڈھانکنے لگی اتنے
میں حضرت یوسفؑ کی نظر اس پر جا پڑی۔ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جو تو نے پردے کے اندر رکھی ہے وہ فورا
بولی کہ یہ میرا خدا ہے جسے میں سجدہ کرتی ہوں۔ اور اسی واسطے میں نے اس کو پردے کے اندر رکھا ہے کہ
وہ مجھ کو دیکھنے نہ پاوے اور میں اس کے نزدیک شرمندہ و گنہگار نہ بنوں۔ یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے کہا
کہ اے زلیخا:

اَنْتَ تَسْتَحْيِ مِنَ الصَّمِ وَاَنَا لَآ اَسْتَحْيِ مِنَ الصَّمَدِ

ترجمہ: اے زلیخا تو شرم کرتی ہے اپنے بت سے کہ جس میں کوئی حس و حرکت نہیں ہے اور میں
کیونکر شرم نہ کروں اپنے اللہ تعالیٰ سے جو بے نیاز خبیر بصیر و رب العالمین ہے۔ پھر حضرت یوسفؑ گھبرا کے
وہاں سے اٹھ بھاگے اور فورا دروازے پر آگئے اور ادھر زلیخا نے اپنے بال منہ کو پریشان حال بنا کے ان کے
پیچھے سے جاکر کپڑے کا دامن پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہفت خانے کے ساتوں
دروازوں کے کفل کھل گئے اور حضرت یوسفؑ کی ٹوپی سر سے گر پڑی تھی اور سر کے بال بھی پراگندہ
ہوگئے تھے اور زلیخا کے سر کے بال بھی الجھ کر رہ گئے تھے اور خود زلیخا ننگی تھی۔ اور عزیز مصر نے دونوں کو
دروازے پر اسی بھاگتے ہوئے حالت میں پایا۔ عزیز مصر کو دیکھ کر زلیخا نے جھوٹی باتیں بنا کر عزیز مصر سے کہا
کہ تم نے ایسا غلام اپنے گھر میں رکھا ہے کہ وہ مجھ سے بد فعلی کرنا چاہتا ہے یہ دیکھو میرا حال کیسا ہو رہا
ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَاَلْفَيَا سَيِّدَ هَالَدَى الْبَابِ قَالَتْ مَاجَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءً اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

ترجمہ: اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور

دونوں کے دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے میں' زلیخا بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں پڑے یا دکھ کی مار یہ سن کر عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہ تجھ کو میں نے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اپنے گھر کا امین بنایا تھا اب مکافات اس کی یہی ٹھہری کہ تم عورت پر بد نظر رکھتے ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے کہا کہ زلیخا مجھ پر ناحق افتراء و تہمت ہے اور میری صداقت و دیانت پر جھوٹ بہتان بناتی ہے اور مجھ کو گنہگار بتاتی ہے اور میں اس سے ہوں' کیفیت حال یہ ہے کہ جب زلیخا نے مجھ کو پکڑا تو میں دروازے کی طرف بھاگا پھر پیچھے سے کرتے کا دامن پکڑ کر پھاڑ ڈالا۔ عزیز مصر نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنے جی میں سوچا کہ یہ غلام جب میرے گھر میں ہے کبھی اس سے میں نے خیانت نہیں پائی اور نہ جھوٹ بات کبھی اس نے کہی ہے۔ پھر مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں تیرے قول کو جب سچ جانوں گا کہ تو بہت سچا ہے اور بر ہے اور زلیخا جھوٹی بر سرباطل ہے کہ اس بات پر تو گواہ لا تو اس وقت حضرت یوسف صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گہوارے پر اشارہ کیا کہ تم اس لڑکے سے پوچھ لو۔ عزیز مصر نے مسکرا کر کہا کہ تو نے جو کیا اب معلوم ہوا گناہ تیری طرف سے ہے تو مجھ کو مغالطہ دیتا ہے کیونکہ چھ مہینے کے لڑکے سے پوچھوں چھ کے لڑکے نے بھی کبھی سوال جواب کیا ہے' جو مجھ کو بتاتا ہے۔ اتنے میں خدا کے حکم سے وہ لڑکا اپنے میں سے بول اٹھا کہ اے عزیز مصر یوسف علیہ السلام صدیق اس بات پر سچے ہیں اور تم میری بات کو جھوٹ جانو۔ جب عزیز مصر نے لڑکے کی زبانی یہ بات سنی تو بڑا ہی متعجب ہوا اور اس نے اس کے پالنے کے جاکر اس سے دریافت کیا کہ اے لڑکے تو نے کیا دیکھا ہے تب وہ بولا:

قوله تعالٰی وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ۔

7 ترجمہ: اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے اور اگر کرتہ پھٹا ہے اس کا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے تب مصر نے دیکھا کہ کرتہ یوسف کا پیچھے سے پھٹا ہے۔

قوله تعالٰی فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ

ترجمہ: پھر جب دیکھا عزیز مصر نے کرتہ پھٹا پیچھے سے کہا بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ عورتوں کا بڑا فریب ہوتا ہے۔ بعد اس کے عزیز مصر نے زلیخا نہ کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اور یوسف

قید کرنا چاہا۔ اس کے لڑکے نے کہا اے عزیز مصر تم نے جو کچھ خیال کیا ہے وہ عقلمند لوگوں کے خیال سے بعید ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تمام خلائق کے نزدیک آپ ہی رسوا ہو جاؤ گے یہ بات سن کر عزیز مصر نے یوسف کو کہا کہ اس بات کو جانے دو۔ اور زلیخا سے کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (سکتہ)

اور زلیخا کو کہا:

وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِيْنَ

اے یوسف جانے دو اس بات کو اور اپنی عورت سے کہا یعنی زلیخا کو کہا کہ تو بخشوا اپنے گناہ یقیناً تو ہی گنہگار تھی۔ کہتے ہیں اس وقت یہ باتیں ہوئی تھیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں حاضر تھے جو کہتے تھے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کو قولہ تعالیٰ۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ

ترجمہ: حضرت یوسف بولے کہ اس نے خواہش کی مجھ سے اور میں اپنے دل کو قابو میں کئے ہوئے تھا اس وقت جبرائیل بولے کہ اے حضرت یوسف کیوں اس کا پردہ فاش کرتے ہو۔ حالانکہ اس نے تمہاری محبت کا سچا دعوی کیا ہے عقلمند اور بزرگوں کا یہ مشورہ نہیں ہوا کرتا کہ وہ اپنے محب کا عقد کھولے پھر حضرت یوسف بولے یا الٰہی تو نے ناحق مجھے عزیز مصر کے سپرد کیا کہ یہ مجھ کو بے گناہ عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے حضرت یوسف تم نہیں جانتے کہ دوست کی دوستی میں مصیبت اٹھانا ہوتی ہے اور محققوں نے یوں بھی لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ یوسف زلیخا کی پردہ دری کریں کیونکہ خداوند قدوس کی صفتوں میں سے ایک صفت ستار العیوب بھی ہے اور دوسری صفت غافر الذنوب ہے اس لئے عیب کی پردہ پوشی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو پسند نہیں ہے تم کو رنج و غم دینا یعنی اگر کوئی شخص جفا کرے تو میں اس کے عوض میں بھی وفا کرتا ہوں۔ بعض محققوں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف نے عزیز مصر کے ساتھ بات چیت کرتے وقت اپنے جی میں کہا کہ میری بات عزیز مصر کو باور نہیں ہوئی اور مجھ کو سچا نہیں جانتا حالانکہ اس نے مجھ سے بھی جھوٹ بات نہیں سنی اور نہ مجھ سے کبھی خیانت پائی ہے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا اے حضرت یوسف یہ چیز تم نہیں جانتے کہ قول بے وفا کا کوئی بھی نہیں جانتا حضرت یوسف نے متفکر ہو کر اپنے جی میں کہا کہ اب کیا کروں۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جوانمردی اس چھ مہینے کے لڑکے سے سیکھ لو اس نے جو گواہی دی ساتھ دلیل کے وہ تمہارا جیسا نہیں کہ بے تامل کہہ بیٹھے کہ گناہ زلیخا نے کیا ہے۔ لڑکے نے یہ ظاہر نہ کیا اور گواہی دیدی۔ اور

خدا کو بھی یہ کب منظور ہے کہ بندہ مومن کا عیب ظاہر ہو اور تمام مخلوق کے سامنے رسوا ہو وے اگر اس سے گناہ ہی صادر کیوں نہ ہوا ہو۔ تب بھی اپنے حکم سے پردہ پوشی کرنا چاہے۔ اس بات میں بعضوں اختلاف بھی کیا ہے کہ کسی نے تین مہینے اور کسی نے سات مہینے بعد اس کے یہ ظاہر ہوا کہ یہ بات خلق کے کان پہنچی کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت یوسفؑ کی زبان سے پانچ عورتوں نے سنی تھی کہ جو زلیخا کی خاص ہمراز تھیں وہ سب کی سب زلیخا کو ملامت کرنے لگیں۔ ایک تو ان میں ساقی ملکہ تھی اور دوسری باورچن اور تیسری عورت خوان بردار تھی اور چوتھی بلانے والی اور پانچویں حجامنی تھی یہ سب مل کر زلیخا کو ملامت کرنے لگیں ایک روز زلیخا نے دعوت طعام دے کر ان سب کو بیک وقت بلایا ایک جگہ مجلس کی مقرر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ

ترجمہ: جب سنا تو قریب بلوایا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی انکو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری اور ایک لیموں اور ادھر حضرت یوسفؑ سے بولی کہ اب نکلو ان کے سامنے سے اور ہر ایک کے واسطے جدا جدا تخت رکھ دیا تھا۔ چنانچہ سب عورتیں اپنے اپنے تخت پر آبیٹھیں اور ہر ایک کے آگے ایک طباق زریں میووں سے بھر کر اور کھانے نمکین اور میٹھے لاکر رکھے گئے اور ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج اور چھری کاٹنے کو دیدی گئی اس کے بعد حضرت یوسفؑ کو زربفت کے کپڑے سے اور کمر بند مکلل زرد یاقوت سے سجا کر اس مجلس میں لاکر بٹھایا گیا جب عورتوں نے ایکبارگی ان کی طرف نظر کی سب کی سب بیہوش ہو کر گر پڑیں اور بجائے لیموں تراشنے کے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور حضرت یوسفؑ کی شکل و صورت پر سب کی سب عاشق ہو گئیں اور جب مجلس برخاست ہوئی تو بعد اس کے وہ عورتیں اپنے اپنے ہوش میں آئیں اور ہر عورت نے اپنے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کٹی ہوئی دیکھیں اور اپنے کپڑے بھی خون سے آلودہ دیکھے تو یہ کیفیت دیکھ کر بعض ان میں سے کہنے لگیں کہ حضرت یوسفؑ تو بشر نہیں ہیں کوئی فرشتہ معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ

ترجمہ: پھر جب دیکھا حضرت یوسفؑ کو تو دہشت میں آگئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشاللہ یہ شخص تو آدمی نہیں معلوم ہوتا شاید یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے یہ دیکھ کر زلیخا بولی کہ یہ وہی شخص ہے جس کے لئے تم مجھے طعن اور ملامت کرتی ہو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ تو نے ہمیشہ اپنے گھر میں

رکھا اور تو اس کو فریب نہ دے سکی۔ اس کے جواب میں زلیخا نے کہا میں نے بہت کوشش کی اور ابھی تک کر رہی ہوں۔ لیکن وہ شخص میرے ہاتھ نہیں آتا۔ اور اس معاملہ میں وہ میرا کہنا قطعاً نہیں سنتا مصداق اس آیت مذکورہ کے:

قوله تعالىٰ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ

ترجمہ: اور میں نے اس سے چاہا کہ جی بھر لوں مگر وہ اپنی جگہ اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور اگر اب بھی نہ کرے گا جو میں کہتی ہوں تو البتہ قید خانے میں پڑیگا اور ہوگا وہ بڑا بے عزت عورتوں نے زلیخا کو صلاح دی کہ دوسری مرتبہ پھر یوسفؑ کو بلا کہ ہم اس کو ملامت اور نصیحت کریں ممکن ہے کہ تیرے کام میں آسانی ہو حالانکہ ان عورتوں کی غرض یہ تھی کہ اس حیلے پر یوسفؑ کو دیکھیں چنانچہ زلیخا نے پھر یوسفؑ کو بلایا اور سب کے سامنے بٹھا کر ان عورتوں نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ اے صاحب آپ کس واسطے اس بیچاری سیدہ پر بے رحم ہیں اس کے ساتھ کیوں نہیں شوق فرماتے اور ہم لوگ یہ ڈرتے ہیں کہ آپ بلاوجہ اس کے عتاب میں آکر قید خانہ میں پڑیں۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسفؑ نے کہا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میں قید خانہ میں پڑوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ

ترجمہ حضرت یوسفؑ بولے کہ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس طرف یہ مجھ کو بلاتی ہے اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید میں بھی مائل نہ ہو جاؤں ان کی طرف اور میں ہو جاؤں بے عقل، یہاں پر ایک اعتراض ہے کہ مصری عورتوں نے جمال یوسفؑ کا دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے کے عوض انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے لیکن زلیخا باوجود عاشق ہونے کے اس کا کوئی ہاتھ نہ کٹا یہ کیا ماجرا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ جس شخص کا کسی چیز میں دل لگا ہوا اور ہمیشہ اسے دیکھتا ہو تو اسے کچھ خوف و خطر نہیں رہتا اور جس شخص نے کہ وہ چیز نہ دیکھی ہو تو اس پر دہشت ہوتی ہے چونکہ یوسفؑ پر زلیخا عاشق تھی اور ان کے واسطے بہت محنت اٹھاتی تھی اور ان کے ساتھ مدتوں رہی تھی اس لئے زلیخا اپنے حال پر برقرار تھی اور ان عورتوں نے اس سے قبل یوسفؑ نہ دیکھا تھا۔ اس لئے صورت ان کی یکبارگی دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے کیونکہ ان عورتوں نے ایسا خوبصورت صاحب جمال شخص کبھی نہ دیکھا تھا اور بعضوں کے اشارے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو عندالموت فرشتوں کے ہاتھ سے تکلیف دلوادیگا اور پھر ملک الموت سے بھی ڈرا دے گا اور قبر

کے اندر منکر نکیر سوال و جواب کریں گے اور قیامت کے دن دوزخ کو بھی دیکھاوے گا لیکن مو
سے نہیں ڈرے گا جب مومن ایک بار دیکھے گا تو جان لیگا کیونکہ اسی لئے ہمارے رسول مقبول
علیہ وسلم کو معراج میں تمام احوال عالم ارواح اور بہشت اور دوزخ کو دکھایا تاکہ وہ احوال قیامت
رحشر کے دن قلب انکا دوسری طرف مائل و مشغول نہ ہو اور اپنی امت کی شفاعت کرنے
رہیں' اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ مصر کی عورتوں نے یوسفؑ کو دیکھتے ہی عاشق ہو کر لیموں ترا
اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یہ دیکھ کر آتش غیرت نے گریبان عشق سے زلیخا کے سر مارا مانند مرغ نیم
تڑپنے لگیں اور رو رو کر کہنے لگیں کہ میں نے ہائے ہائے کیا برا کام کیا صد افسوس ہے کہ بیوقوفی
معشوق کیلئے بیچ دریائے رنج وبلا کے غوطے کھاتی ہوں کہ ہنوز کشتی مراد کنارے میں مقصود کے نہ پہ
غیروں کو یہ متاع دکھانا محض بے خبری ہے اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہ ہوگا۔ اور اب میری صلاح
کہ یوسفؑ کو ان سے چھپایا جائے اور بہتر یہی ہے کہ ان کو جیل خانے میں بھیج دیا جائے یہ سب
جب عزیز مصر کو معلوم ہوئیں کہ مصر کے لوگ اس وقوع ماجرے سے آگاہ ہوئے۔ تب نادم ہو کر
زلیخا کے حضرت یوسفؑ کو قید خانے میں بھیجا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ

ترجمہ: پھر یہ سوچا لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر قید رکھیں اس کو ایک مدت تک فائدہ
نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ سب عورت کا ہے تو بھی ان کو ہی قید کیا تاکہ خلق میں بدنامی عورت کی
اور یوسفؑ بھی زلیخا کی نظر سے دور رہے پھر حضرت یوسفؑ کو تاج مکلل سر پر رکھ کر اور لباس فاخرہ
کمر بند زری کا کمر میں باندھ کر بہت اچھا سجا کر قید خانے میں بھیجا قید خانے کے نگہبان و نگران لوگو
حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو بڑا تعجب کیا اور پھر زلیخا کے پاس آدمی بھیجا کہ قیدی کو اس قدر شان و شوکت
قید خانے مین نہ بھیجا جائے حکم ہوا کہ سب پوشاک اس کے بدن سے اتروا ڈالیں اور ساتھ ہی یہ حکم
دیا کہ یوسفؑ قیدی نہیں ہیں بلکہ حصاری ہیں اور میں نے اس لئے وہاں بھیجا ہے کہ کوئی اس کو نہ
اور لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے۔ اس اشارے سے ایک اور فائدہ محققوں نے لکھا ہے کہ ہر مو
موت کے وقت عمامہ شہادت کا سر پر اور لباس معرفت کا بدن پر اور کمر بند خدمت کا کمر میں اور
اسلام کا پاؤں میں پہنایا جائے گا پھر فرشتے کہیں گے کہ یا حق تعالیٰ اس کے اس لباس عمدہ اور خصائل
کے ساتھ کیونکر جان قبض کی جائیگی۔ اگر حکم ہو تو سب اتار لیویں تب حکم ہوگا یہ حصاری ہیں زندانی
ہیں اور لباس اس کا ویسا ہی رہنے دو اور تم جان لو کہ وہ میرے نیک بندے ہیں بد نہیں ہیں اور اس
میں آیا ہے کہ زلیخا نے حکم کیا تھا اس بندی خانے کو اچھی طرح سے پاک و صاف اور درست کر کے ا

مارت عالی شان پر تکلف بنا کر اور اس میں ایک تخت جڑاؤ و مرصع کا وہاں رکھوا دو اور دیبائے نفیس اس پر
بچھوا دو اور عنبر عود گوناگوں خوشبو کے لئے جلا دو پھر اس کے بعد حضرت یوسفؑ کو اس تخت پر بٹھا دو اس
زمانے میں بادشاہ مصر کا ملک ریان تھا اس کے دو غلام عقل مند صاحب ہوش تھے اور کسی خطا میں بادشاہ
نے ان کو قید خانے میں بھیجا تھا۔ دونوں کے نام یہ تھے ایک کا نام ساقی اور دوسرے کا نام طباخ تھا جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ

ترجمہ: اور داخل ہوئے اس کے ساتھ بندی خانے مین دو نوجوان تو وہ دونوں یوسفؑ کا حال دیکھ کر
ان کے جمال پر متحیر ہو گئے اور سیرت اور عبادت ان کی دیکھ کر ان کے پاس جا بیٹھے اور باتیں کرنے لگے
اور ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے قصے بیان کرنے لگے اور جب تین دن گزرے تو ساقی نے خواب میں
دیکھا کہ خوشہ انگور کا نچوڑتے ہیں۔ اور طباخ نے دیکھا تھا کہ روٹی سر پر اس کے رکھی ہے اور پرند سب
اوپر سے آ کے لیجا کے کھاتے ہیں دوسرے دن اس خواب میں آپس میں قیل و قال کرنے لگے تعبیر اس
خواب کی یوسفؑ سے پوچھنا چاہیے دیکھیں وہ اس خواب کی کیا تعبیر بتاتے ہیں۔ یہ خیال کر کے وہ دونوں
حضرت یوسفؑ کے پاس گئے اور حضرت یوسفؑ سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے رات کو خواب دیکھے ہیں
اور ہم لوگ اس وجہ سے آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتائیں کہ کیا ہے۔
حضرت یوسفؑ نے ان کے خواب سنے اور سننے کے بعد ان سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب ذرا ٹھہرو تب
تمہارا اس کی تعبیر بتاؤں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ
اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا
نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ وَقَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا
نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ
اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
كٰفِرُوْنَ

ترجمہ: کہنے لگا ایک ان میں کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا کہ
میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے لہٰذا آپ ہم دونوں کے
خوابوں کی تعبیر بتائیں۔ کیونکہ ہم آپ کو نیکی والا دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ نہ آنے پاویگا تم کو
کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے مگر میں بتا چکوں گا تم کو تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ سکھایا مجھ کو

میرے رب نے اور میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ یقین نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت سے بھی منکر ہیں یعنی جس نے شراب دیکھی تھی وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا اور دوسرا نان پز تھا لیکن خلاف تھا دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں۔ زہر کی تہمت میں دونوں قیدی تھے۔ آخر نان پز پر ثابت ہوا۔

فائدہ دوسری قید میں حق تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی تھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا اور پر اللہ کا علم روشن ہوا اور چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنادوں اور اس کے بعد خواب کی تعبیر بتاؤں دراصل قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان دونوں جوانوں کو دیکھا کہ بہت دانا اور عقلمند ہیں انہوں نے یہ چاہا کہ اول ان کو اسلام کی دعوت دوں اور اسی لئے ان کے خواب کی تعبیر میں تامل کیا ان سے آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ چیز جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ وہ خدا ہی نے مجھے سکھائی ہے اس بات وہ دونوں بولے کہ مجھے بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے حضرت یوسف علیہ السلام بولے کہ خدا میرا وہی ہے سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے وہی ہر شخص کو روزی دیتا ہے اور وہی مارتا اور جلاتا ہے پھر وہ دونوں بولے کہ آپ ہم کو بتائیں کہ آپ کا کون سا دین ہے جو تم ہمارے بتوں سے بیزار ہو حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں موافق ہوں اپنے باپ دادا کے راہ کے پھر وہ بولے تمہارے باپ دادا کون ہیں۔ تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ میرا باپ حضرت یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں چنانچہ حق تعالیٰ فرمایا۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ذَالِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ

ترجمہ: اور پکڑا دین پر رہنا میں نے اپنے باپ دادوں کا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوب علیہم السلام اور ہمارا کام نہیں شریک کریں اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن لوگ شکر نہیں کرتے ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق پر افضل ہے اور ہم سے راہ سیکھیں۔ وہ بولے کہ کس چیز کو پوجتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم ایسی چیز کو پوجتے ہو جو خدائی کے لائق نہیں۔ انہوں اس بات کو سن کر کہا کہ تم پیغمبر زادے کہلاتے ہو اور تم غلام کس طرح ہوئے۔ تو پھر حضرت یوسف ان دونوں سے کہا کہ میرے بھائیوں نے مجھ سے حسد کر کے مجھے بیچ ڈالا ہے اور بالتفصیل ان کو اپنا واقعہ بیان کر دیا یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو کیا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے دین پر ثابت یا اپنے دین سے پھر جاویں۔ حضرت یوسفؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ پہلے تم اپنے دل میں تصور کرکے کہ کس کا دین بہتر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

یَاصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

ترجمہ: اے رفیقو بندی خانے کے بھلا سوچو تو کہ کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا ایک اللہ بہتر ہے۔ پس حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ کہ اے دوستو! بندی خانے کے تمہارے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا بھلا دیکھو تو تمہارے کتنے خدا ہیں اور تم اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بنا کر پوجتے ہو اور انہیں کو خدا بھی کہتے ہو ان سے نہ کچھ نفع ہو سکتا ہے اور نہ ضرر' ان بتوں کو جو تم اپنے ہاتھوں سے بنا لیتے ہو پوجنا تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بالکل ہی عبث ہے اور پوجنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو روا نہیں ہے اور وہ واحد مطلق ہے مصداق اس آیت کریمہ کے ارشاد ربانی ہے۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ذَالِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: تم نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہی رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اور نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے راہ سیدھی لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ تب وہ دونوں قیدی حضرت یوسفؑ کے دین پر ایمان لائے اور پھر بولے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ ہم اپنے دین کو چھوڑ کر تمہارے آباؤ اجداد کے دین پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ہیں اب تو ہمارے خواب کی تعبیر بیان کر دیجئے تب حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اے رفیقو! بندی خانے کے تم دونوں میں سے ایک نے جو دیکھا ہے شراب بھرتے خواب میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ کل بادشاہ اس کو قید خانے سے خلاص کرے گا اور خوش بھی کریگا خلعت دے گا اور وہ اپنے خداوند کو بھی پلائے گا شراب۔ اور دوسرے نے جو دیکھا ہے کہ سر پر اپنے روٹی رکھی ہے اور اڑتے جانور اس کو کھا جاتے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کل وہ سولی پر چڑھے گا اور اڑتے جانور اس کے مغز کو کھا جاویں گی بمصداق اس آیت شریفہ کے:

یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ

ترجمہ: اے رفیقو! بندی خانے کے ایک جو ہے تم دونوں میں سے سو پلا

دے گا اپنے خداوند کو شراب اور دوسرا جو ہے سو وہ سولی پر چڑھے گا۔ پھر کھاویں گے جانور اس کے سر سے مغز کو' اب فیصل ہو گیا وہ کام جس کی تم تحقیق چاہتے تھے اور حضرت یوسفؑ نے کہہ دیا تھا جس کو خواب کی تعبیر کہی تھی کہ کل قید سے خلاصی پاؤ گے اور اپنے خداوند کو شراب پلاؤ گے اور ہماری بات بھی تم اپنے بادشاہ سے کہنا کہ ایک نوجوان بے گناہ قید میں پڑا ہے۔ پس اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا اور بیزار ہوا کہ ہم کو بھول کر یوسفؑ نے غیر سے نجات مانگی۔ تب ساقی کے ذہن سے اس بات کو بھلا دیا کہ یوسفؑ کی بات اپنے بادشاہ سے کہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے : وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ

ترجمہ: اور کہہ دیا حضرت یوسفؑ نے اس کو جو کہ بچے گا ان دونوں میں سے میرا ذکر کرنا خداوند کے پاس سو بھلا دیا شیطان نے ذکر کرنا اپنے خداوند سے پھر رہ گیا یوسفؑ قید میں کئی برس اکثر کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ اس قید میں تقریباً سات برس رہے مروی ہے کہ جبرائیلؑ نے کئی د خانے میں آ کر دیکھا۔ حضرت یوسفؑ کو عبادت کرتے اور دعا مانگتے تب ان سے کہا کہ حضرت یوسفؑ کیوں نہیں نجات مانگی تھی اللہ تعالیٰ سے اس سے پہلے اور تم نے مخلوق سے اپنی نجات چاہی کہ م کرنا اپنے بادشاہ سے اور یہ اوپر گزر چکا ہے اب اس کے بدلے سات برس تک قید خانے میں رہ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ میرا خدا جس میں راضی ہے اسی پر میں بھی شاکر ہوں اور بولے اے آپ تو سب مخلوق سے برتر ہیں اور آپ کیوں کر اس قید خانے کثیف میں تشریف لائے۔ پھر یوسفؑ نے فرمایا اے حضرت جبرائیلؑ کس گناہ سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قید خانے میں ڈالا ا شفقت اور رحمت سے اس ذلت و خرابی میں رکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے شو ذلت کو اختیار کیا ہے اور اپنے کام کو خدا کے توکل پر نہ چھوڑا حالانکہ وہی قاضی الحاجات ہے جو ا مانگو گے سو پاؤ گے اور درحقیقت تم نے قید ہی مانگی تھی وہی تم کو مل گئی۔

قوله تعالیٰ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ترجمہ: بولے یوسفؑ اے رب ہمارے مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے کہ مجھ کو بلاتی ہیں طرف ان کے اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید میں مائل ہو جاؤں ان کی طرف اور ہو جاؤں بے عقل یہ دعا اس کے رب نے قبول کر لی پھر دفع کیا ان سے ان کا فریب وہی ہے سننے والا خبردار ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا جو فریب جو وہ حضرت یوسفؑ پر چلانا چاہتی تھی چل نہ سکا اور حضرت یوسفؑ کی دعا کو رب العزت نے قبول فرمالیا اور ان کا فریب حضرت یوسفؑ سے دفع کر دیا اور قید ہونا ان کی قسمت میں تھا وہی ہوا یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدمی کو گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگنی چاہیے بلکہ اس کو لازم ہے ہر وقت بھلائی طلب کرتا رہے۔ پھر جبرائیلؑ سے حضرت یوسفؑ نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام هَلْ عِنْدَكَ خَبَرُ وَالِدِيْ اے جبرائیلؑ میرے والد بزرگوار کی خبر تم کو کچھ معلوم ہے حضرت جبرائیلؑ نے کہا دَخَلَ بَيْتَ الْاَحْزَانِ وَهُوَ عَظِيْمٌ وَغَمِّيْ کہا جبرائیل نے وہ اپنے گھر بیٹھے غم کرتے ہیں اور روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں اور مشغلہ ان کا رات دن عبادت کرنا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کہ میرے باپ کو حق تعالیٰ نے اس میں کیوں مبتلا کیا ہے۔ کہا کہ تمہاری محبت نے ایسا کیا ہے اور یہ چیز خدا کو پسند نہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے یاری و مدد طلب کرے۔ حضرت یوسفؑ نے یہ سن کر کہا کہ اس قدر رنج اٹھاتے ہیں آخر ان کو کچھ فلاح ہوگی یا نہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان کو ہر روز ایک شہید کا درجہ ملے گا یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے کہا کہ پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوسفؑ نے جب تعبیر خواب کی ان دونوں نوجوانوں کو بتا دی اس کے ایک دن بعد ملک ریان نے ان دونوں نوجوانوں کو قید سے خلاص کیا تو ساقی کو قید سے نوازش فرمائی اور خلعت بخشی اور باورچی کو سولی پر چڑھا دیا۔ تمام جانوروں نے آ کر اس کا مغز اور گوشت اور آنکھیں اس کی کھالیں اور ساقی کے دل سے وہ بات جو حضرت یوسفؑ نے کہی تھی شیطان نے بھلا دی اور وہ بات حضرت یوسفؑ کی اپنے بادشاہ سے نہ کہہ سکا اس لیے حضرت یوسفؑ قید خانے میں تقریباً سات برس تک رہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں نو برس تک رہے اسی قید و بند کی حالت میں بھی شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور ہر وقت درس دیتے رہتے تھے اور ادھر زلیخا ان کے لئے غم و اندوہ میں رات دن پیچ و تاب کھاتی رہتی اور وہ پانچ عورتیں جو حضرت یوسفؑ پر عاشق تھیں وہ حضرت یوسفؑ کے لئے دونوں وقت کھانا قید خانے میں پہنچایا کرتی تھیں حضرت یوسف علیہ السلام اس کھانے میں سے کچھ تو کھا لیتے اور جو باقی بچتا وہ

قید خانے کے قیدیوں کو دے دیتے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ایک شب ملک ریان نے خواب میں د
سات گائیں فربہ موٹی ان کو سات گائیں دبلی کھا گئیں پھر اس کے ساتھ ہی سات بالیاں غلے کی ہری
دیکھیں کہ ان کو سات بالیاں سوکھی آ کر کھا گئیں۔ صبح کو بادشاہ بہت ہی متحیر ہوا اور اپنے ملک کے
نجومیوں کو طلب کیا۔ جب تمام نجومی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے تو بادشاہ نے بہت زیادہ متحیر ہو کر
خواب کا پورا ماجرا ان نجومیوں کے سامنے پیش کر دیا اور تمام نجومی اس خواب کی تعبیر بتانے سے
ہو گئے۔ آخر کار کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ تو بڑے اچنبھے کا خواب ہے اور ہم لوگ اس خواب کی
بتا نہیں سکتے۔ اس بات کو سن کر بادشاہ اور بھی حیران ہو گیا کہ آخر کار اس خواب کی تعبیر کون بتائے
کس سے پوچھیں وہی ساقی جو دو نوجوانوں میں ایک بچا تھا وہ بادشاہ کے پاس اس وقت حاضر تھا۔ اس
اس کو وہ بات جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے خواب کی تعبیر بتانے کے وقت کہی تھی وہ اتنی مدت
بعد اس کو یاد آ گئی پھر اس نے اس وقت اپنے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر ایک شخص بتا سکتا
اس نے بادشاہ سے کہا کہ ایک دن ہم دونوں نے خواب دیکھا کہ میں تو جام شراب کا بھرتا ہوں اور باورچی
نے دیکھا تھا سر پر اپنے روٹی کا خوان اور اڑتے جانور آ کر اسے کھاتے ہیں۔ چنانچہ بیان اس کا اوپر گزرا
ہے۔ بادشاہ سلامت یوسفؑ نام کا ایک شخص ہے اس کے پاس ہم نے یہ بیان کیا۔ چنانچہ اس نے خواب کی
جو تعبیر کہی تھی تو وہ ہاتھوں ہاتھ بالکل سچ پائی۔ اگر حکم عالی ہو تو اسے بلا دیں۔ وہ خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے
بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا اس خواب کی تعبیر معلوم کی جائے۔ ساقی نے حضرت یوسفؑ کے پاس جا کر
عذر خواہی کی کہ میں آپ کی بات بادشاہ کو کہنا بھول گیا تھا یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے اس ساقی سے کہا
یہ بھول چوک ہونا تمہارا ہمارے لئے باعث گردش تھا اور میں نے ابھی قید خانے میں رہنا تھا اس نے کہا
بعد مدت کے تمہاری مجھ کو یاد آئی۔ حضرت جی بزرگیاں آپ کی میں نے اپنے بادشاہ سے بیان کیں تو بادشاہ
نے خوش ہو کر مجھ کو تمہارے پاس بھیجا اور کہا ہے کہ اس خواب کی تعبیر معلوم کر لیجیے۔

قوله تعالٰی وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّا
كُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ یٰٓاَیُّهَا
الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْٓا
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ

ترجمہ: اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب دیکھا سات گائیں موٹی کو سات گائیں کھاتی ہیں دبلی
اسی طرح دیکھا کہ سات بالی ہری تازی کو سات بالی سوکھی کھاتی ہیں۔ اے میرے درباریو اس خواب کی
تعبیر بتاؤ اگر ہو تم تعبیر بتانے والے وہ کہنے لگے کہ یہ تو اڑتے ہوئے خواب ہیں ہم لوگوں کو ان خوابوں کی

تعبیر نہیں معلوم ہے۔ پھر یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے اس آنے والے ساقی سے کہا کہ میں تم کو اس خواب
کی تعبیر بتا دوں گا وہ تم اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ دینا اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس ملک میں سات
برس تک ارزانی رہے گی۔ اور کھیتی خوب ہو گی پھر اس کے بعد زبردست قحط ہو گا اور زراعت بہت ہی کم
ہو گی اور لوگ شدید تکالیف میں مبتلا ہوں گے اور دکھ اذیت اٹھائیں گے سارے لوگ جو بادشاہ کے دربار
میں حاضر تھے یہ سن کر حیرت میں آ گئے۔ پس ملک ریان نے کہا کہ پھر اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیے اے ساقی
تم بتاؤ بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور اس سے پھر اچھی طرح سے پوچھ آؤ۔ بادشاہ
کے کہنے سے ساقی پھر حضرت یوسفؑ کے پاس گیا اور جا کر پوچھا۔

قوله تعالٰی یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ
لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ساقی نے جا کر کہا کہ اے یوسفؑ سچی بات مجھ کو بتا دو اس خواب کے سات گائیں موٹی کو
سات گائیں دبلی کھاتی ہیں۔ اور سات بالی ہری تازہ کو سات بالی سوکھی کھاتی ہیں۔ ساقی نے کہا کہ اگر تم چاہو
تو ہم تم کو لوگوں کے پاس لے چلیں تاکہ تمہاری ان کو قدر معلوم ہو لیکن حضرت یوسفؑ نے اس بات کی
کوئی پرواہ نہ کی اور اس ساقی سے فرمایا کہ جا کر کہہ دو کہ سات برس کھیتی کرو گے خوب غلہ ہو گا پھر اس
کے بعد سات برس تک اس ملک میں قحط رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖٓ
اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ
یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ یَعْصِرُوْنَ

کہا یوسفؑ نے تم کھیتی کرو گے سات برس محنت سے پس جو کچھ کاٹو تم پس چھوڑ دو اس کو بیچ بالیوں
اس کی کے مگر تھوڑا سا اس میں سے جو کھاؤ تم آویں گے اس کے پیچھے سات برس سختی کے پھر کھاؤ گے جو
رکھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے۔ پھر آئے گا اس کے پیچھے ایک برس اس میں بارش
پاویں گے لوگ اور اس خوشی میں وہ شرابیں بنائیں گے اور یہ بھی حضرت یوسفؑ نے کہا کہ سات برس کا
غلہ رکھنا ذخیرہ جمع کر کے اور بہتر یہ ہے کہ ذخیرہ بالیوں میں ہی لگا رہنے دینا تاکہ زمین میں گل نہ جائے اور
کیڑا نہ لگے ساتھ برس تک کیونکہ وہ قحط پورے سات برس تک رہے گا۔ پس ساقی نے جو تعبیر سنی حضرت
یوسف علیہ السلام سے وہ سب اپنے بادشاہ ملک ریان کو جا کر سنا دی اور باقی جو لوگ وہاں مصری باشندے

موجود تھے سب کے سب یہ تعبیر خواب سن کر حیرت میں آگئے اور اس بات کی بادشاہ نے بھی تصدیق
کردی اور بادشاہ نے کہا کہ شخص تو بڑا ہی عقل مند اور دانا ہے اور قابل وزارت ہے اس کے بعد اسی ساقی
سے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہے اور اطوار اس کے کیسے ہیں۔ ساقی بولا وہ عقل مند صالح ہے اور اس کی بہت
سی صفتیں بیان سے باہر ہیں۔ عزیز مصر نے اس کو مالک بن زغر سوداگر سے مول لے کر بطور غلام کے اپنے
گھر رکھا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس کو قید میں کیوں رکھا ہے۔ ساقی بولا کہ وہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں کسی
کا غلام نہیں ہوں میرے بھائیوں نے مجھے حسد اور دشمنی سے بے گناہ مالک ابن زغر سوداگر کے پاس لاکر
بیچ ڈالا ہے یہ حال ساقی نے جب بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ نے یہ حال سن کر بہت افسوس کیا اور قید خانے
کے امین اور داروغہ کو بلا کر پوچھا کہ یوسفؑ جو تمہارے قید خانے میں ہے وہ کیسا آدمی ہے اور عادت
خصلت اس کی کیسی ہے کیا تم لوگ اس کی عادت وغیرہ سے واقفیت رکھتے ہو اور رکھتے ہو تو صاف صاف
بتاؤ تب انہوں نے کہا کہ وہ ایسا نوجوان آدمی ہے کہ اس جیسا خوبصورت آج تک پیدا نہیں ہوا بلکہ
ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی دیکھا بھی نہیں، وہ تو مثل ماہ شب چہار وہم کے شب و روز دعا و تسبیح و تہلیل
عبادت میں مشغول رہتا ہے اور تمام قید خانے والوں کو درس تدریس دیتا ہے اور ہر شخص کی غم خواری
کرتا ہے اور جتنی چیزیں اس کے کھانے کے لئے آتی ہیں وہ سب کی سب محتاج اور فقیروں کو دے ڈالتا
ہے اور وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے اور وہ شخص کسی کو ایذاو تکلیف بھی نہیں پہنچاتا اور وہ پیغمبر زادہ کہلاتا ہے
پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بتاؤ اس کو کھانا پینا کون دیتا ہے اور وہ کھانا کہاں سے آتا ہے وہ بولے کبھی کبھی تو زلیخا
اور کبھی مصر کی فلانی پانچ عورتیں محبت مخفی رکھتے ہوئے بھیج دیتی ہیں لیکن وہ جوان کسی چیز کو قبول نہیں
کرتا اور نہ اس کو صحیح طور پر کھاتا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو دے دیتا ہے اور بعض دفعہ تو دیکھا گیا ہے کہ
وہ کچھ نہیں کھاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عزیز مصر نے اس بے گناہ کو عورت کی تہمت کی پاداش میں اس
جوان کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ پھر یہ سن کر بادشاہ نے کہا اچھا اب عزیز مصر کو بلاؤ۔ جب عزیز مصر بادشاہ کے
پاس حاضر ہوا تو اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تم اس صالح نیک مرد کو کس واسطے قید خانے میں ڈالا ہے
ناحق مرد خدا کو اذیت دیتے ہو، اور تم مجھے بتاؤ کہ اس کو تم کہاں سے لائے ہو۔ عزیز مصر نے باادب عرض کیا
کہ حضور کو معلوم ہوگا کہ میں نے اس مرد خدا کو مالک بن زغر سوداگر سے خریدا ہے اور اس کو تو میں نے
اپنا بیٹا بنا کر رکھا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار بنا رکھا تھا اور میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ میری خیانت
کرے گا اور میرے گھر میں بد نظر رکھے گا اس لئے میں نے اس بارے میں پکڑ کر اسے قید کر رکھا ہے۔ یہ
ساری کیفیت بادشاہ سن چکا تو بادشاہ نے اسی ساقی سے کہا کہ تم عزت و اکرام کے ساتھ یوسفؑ کو گھوڑے
پر سوار کر کے میرے پاس لاؤ۔ تب بادشاہ کے کہنے سے ساقی نے حضرت یوسفؑ کے پاس جا کر وہ تمام باتیں
بیان کر دیں جو بادشاہ اور عزیز مصر کے درمیان ہوئیں تھیں۔ یہ باتیں حضرت یوسفؑ نے سن کر ساقی سے
کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جا کر بولو کہ بے رضا عزیز مصر کے میں نہیں آسکتا ہوں مجھے اس کی رضا ضروری
چاہیے اور ان عورتوں سے پوچھنا چاہیے کہ جنہوں نے مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنی میں
اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے کہ میں گناہ گار ہوں یا اور کوئی گناہ گار ہے اس بات کی تحقیق کرنی چاہیے موجب
فرمان بادشاہ کے ساقی نے حضرت یوسفؑ سے کہا اور حضرت یوسفؑ نے جو کہا وہ بادشاہ سے آکر بیان کر دیا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى
رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ
بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ

ترجمہ: اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس قاصد کہا پھر جا تو اپنے
بادشاہ کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تحقیق میرا رب
تو فریب ان کا اچھی طرح سے جانتا ہے اور وہ سب عورتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں اگر بادشاہ پوچھے تو پورا
قصہ کھول کر بیان کر دو تا کہ حقیقت واضح اور تقصیر کا بھی صحیح پتہ چل جائے کہ اصل تقصیر کس کی ہے۔ پھر
ساقی نے حضرت یوسفؑ سے یہ پورا ماجرا سن کر بادشاہ سے جا کر کہا بادشاہ نے زلیخا اور سب عورتوں کو بلا کر
پوچھا۔

قولہ تعالیٰ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ
حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ
حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ

ترجمہ: پوچھا بادشاہ نے ان عورتوں سے کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسفؑ کو اس
کے جی سے بولیں حاشا اللہ ہم کو نہیں معلوم اس پر کچھ برائی بولی عورت عزیز مصر کی کہ اب کھل گئی ہے
سچی بات میں نے یوسفؑ کو پھسلایا اس کے جی سے) اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل سچا ہے۔ دیکھا حضرت
یوسفؑ نے بادشاہ کو سب کا فریب دکھلایا اس واسطے کہ ایک ہی مجرم تھی مگر اس کی سب مددگار تھیں اور
فریب دینے والی کا نام نہ لیا کیونکہ انہوں نے ہر طرح سے خدمت کی فکر رکھی تھی پھر بادشاہ نے ان تمام
عورتوں کو بلوایا اور پوچھا کہ تم نے یوسفؑ کی خواہش کی تھی یا اس نے تمہاری خواہش کی تھی تم سب سچ
کہہ دو۔ وہ بولیں کہ ہم نے کبھی ایسا حسن و جمال نہ دیکھا تھا جب ہم نے اس نوجوان کو دیکھا تو ایک بارگی
بیہوش ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اس کو طلب کیا تھا اور وہ بے گناہ قید میں

پڑا تھا ادھر زلیخا نے جب دیکھا کہ اپنا حال سب منکشف ہوتا ہے تب بادشاہ سے کہنے لگی اے بادشاہ تم اس سے کیا پوچھتے ہو جو کچھ خطا ہوئی ہے مجھ سے ہوئی ہے اور جو شخص فکر مند ہوتا ہے تو حاکم اس کو گواہ سے ثابت کرتا ہے لیکن میں تو آپ ہی اقرار کر رہی ہوں کہ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے اور حضرت یوسفؑ کو بے گناہ قید میں ڈالا اور میں اس کے عشق میں بیقرار ہو رہی ہوں اب آپ مجھے جو چاہیں سزا دیں میں تیار ہوں زلیخا کی یہ آہ وزاری سن کر لوگ بڑے متعجب ہو رہے تھی اور سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور عزیز مصر نے یہ حال زلیخا کا دیکھ کر اس کو چھوڑ دیا اور نہایت شرمندہ اور پشیمان ہو رہا تھا اور روز بروز اسی غم میں مبتلا رہا پھر اس کے بعد اس نے انتقال کیا۔ بادشاہ حضرت یوسفؑ کے لئے مضطرب ہوا اور پھر فرمایا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ۔ جب حضرت یوسفؑ بادشاہ کے پاس آئے تو اس نے حضرت یوسفؑ کو بہت عزت سے بٹھایا اور وہ سارا حال عزیز مصر کا سنا دیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ عزیز مصر کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ مجھ سے کوئی کسی قسم کی خیانت نہیں ہوئی قولہ تعالیٰ

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّي لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِيْ الكَيْدَ الْخَائِنِيْنَ

ترجمہ کہا یوسفؑ نے یہ تحقیقات اس واسطے کی ہے تاکہ جانے خاوند اس کا عزیز یہ کہ میں نے کوئی خیانت نہیں کی اس کی اور تحقیق اللہ نہیں ہدایت دیتا خیانت کرنے والوں کو' خبر ہے کہ جس وقت یوسفؑ نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں اور میں نے خیانت نہیں کی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود تھے اور کہا کہ یَایُوْسُفُ اَوَلَا ھَمَمْتَ ترجمہ اے یوسفؑ کیا تو نے قصد نہیں کیا تھا۔ حضرت یوسفؑ اس بات سے بہت نادم ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے قولہ تعالیٰ

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ اور میں نہیں پاک کہتا اپنی جان کو تحقیق البتہ جی حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے پروردگار میرا تحقیق پروردگار میرا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ چالیس زبانوں میں باتیں کی تھیں اور سب زبانوں کا جواب حضرت یوسفؑ نے فوری طور پر بادشاہ کو دیا تھا اور بادشاہ نے عزیز مصر کے سامنے ہی یہ کہا تھا کہ میں نے اس کو تم سے زیادہ امین اور صاحب قوت گویائی پایا قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ

ترجمہ: پھر باتیں کی اس نے اور کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبہ والا ہے پس عزیز مصر کا علاقہ سرکاری موقوف ہوا اور حضرت یوسفؑ کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ میں تم کو خدمت وزارت دوں گا آپ نے بادشاہ سے کہا میں وزارت نہیں مانگتا ہوں کیونکہ لوگوں کی خبر گیری مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ پھر بادشاہ بولا اچھا میں تم کو عزیز مصر کا کام دوں گا۔ پھر حضرت یوسفؑ بولے نہیں کیونکہ حق عزیز مجھ سے بہت ہے وہ اپنے مقام پر قائم رہے اس کا کام لینا مجھ سے بہت بدنامی ہے پھر بادشاہ بولا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ حضرت یوسفؑ بولے کہ مجھے سارے ملک کے اناج اور غلہ کا مختار کر دو تو میں بخوبی اس کام کو انجام دونگا۔ اور پھر آپ کا کام بھی آسان ہو جائے گا اور تمام رعایا کا کام بھی آسانی سے ہوتا رہے گا۔ اور تمام رعایا آپ سے خوش رہے گی۔ کیونکہ میں رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لوں گا اور اس کام سے حضرت یوسفؑ کی غرض یہ تھی کہ اس زمانے میں جو بادشاہ رعیت پر ظلم کرتا تو آدھا حصہ غلے کا رعیت سے لے لیتا۔ اس لیے حضرت یوسفؑ نے بادشاہ سے سارے غلے کی مختاری مانگی تاکہ رعیت پر نظر عدل کی جائے پھر بادشاہ نے آپ کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت یوسفؑ کو اس کام پر مقرر فرما دیا اس سے تمام خلق خوش و راضی ہوئی اور پھر غلہ بھی بہت جمع کیا جب سال تمام ہوا بادشاہ ان کے نیک اطوار دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی رعیت سے بھی معلومات کی تو آپ کو رعیت پرور ہی پایا۔ یہ کیفیت معلوم ہوتے ہی بادشاہ نے اپنا تاج شاہی ان کے سر پر رکھ دیا اور اپنی تلوار بھی اپنی کمر سے کھول کر ان کی کمر میں باندھی اور تخت مرصع زر دیا قوت سے جڑا ہوا کہ طول اس کا تیں گز اور عرض اس کا دس گز تھا۔ لباس زرق برق بیش قیمت ان کو پہنا کر اسی تخت پر بٹھا دیا اس وقت چہرہ مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کا ایسا تھا جیسا چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے جو شخص بھی ان کی طرف نظر کرتا تو مانند آئینے کے اپنا چہرہ اس میں اس کو نظر آتا تھا اور حضرت یوسفؑ کے چہرے کی لطافت و صفائی اس قدر تھی کہ اسے دیکھ کر آفتاب بھی شرمندہ ہوتا تھا۔ اور جملہ ارکان دولت اعیان سلطنت بادشاہ کے ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور پھر تمام کاروبار بھی مصر کا ان کے سپرد ہوا اور سارے مصر میں ان کا سکہ جاری ہوا اور بعد فوت ہو جانے عزیز مصر کے تمام خزائن اس کے حضرت یوسفؑ کی ملک میں آگئے اور بادشاہ بھی اپنی تمام سلطنت سے ہاتھ اٹھا کر خانہ نشین ہو گیا اور بادشاہ نے ان کو اپنا ولی مقرر کر دیا۔ تب حضرت یوسفؑ نے تمام غلہ و اناج مصر میں لا کر جمع کیا الغرض اسی طرح سات برس گزر گئے اس کے بعد حضرت یوسفؑ کو حضرت جبرائیلؑ نے آکر خبر دی کہ فلانی شب فلاں گھڑی میں قحط نازل ہوگا۔ حضرت یوسفؑ یہ خبر سن کر اسی کی انتظار میں اس شب سو رہے۔ اب وقت آپہنچا تب سب کو فرما دیا کہ اناج و غلہ سب میرے پاس لا کر جمع کرو کیونکہ مخلوق خدا پر قحط نازل ہوا ہے۔ جب قحط کی مصیبت نازل ہوئی تب خلائق شہروں کی بادشاہ مصر کے پاس آکر حاضر ہوئی۔ اور

اپنی زبانوں میں فریاد کرنے لگی- الجوع الجوع یہ خبر حضرت یوسفؑ کو پہنچی کہ خلائق بھوک سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور بھوک سے عاجز آگئے ہیں تب وہ غلہ جو جمع کیا تھا وہ سب کو بانٹنے لگے- یہ دیکھ کر لوگوں کو کچھ تسلی خاطر ہوئی- اور پھر جان میں جان آئی- اور ادھر زلیخا بوجہ قحط کے آہ زاری کرنے لگی- جو شخص بھی یوسفؑ کا نام زلیخا کے پاس لیتا اس کو وہ انعام و کرام دے کر رخصت کرتی اور بہت کچھ اس کو دے بھی دیتی تھی جتنی دولت تھی سب اس نے لٹا دی یہاں تک کہ خود محتاج اور فقیرنی ہو گئی اور شب و روز حضرت یوسفؑ کے لئے روتے بڑھیا اور ضعیف ہو گئی اور دونوں آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہی آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ چلنے پھرنے سے معزور ہو گئی چند روز اسی آتش فراق میں گزرے حضرت یوسفؑ کی حشمت و دبدبہ بادشاہی کا اس قدر تھا کہ جس وقت حضرت یوسفؑ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تھے چالیس ہزار جوان مسلح پوش اور چار ہزار جوان کمر بند زریں اور ایک ہزار صاحب ہوشمند ان کے ہمراہ چلتے تھے- خبر ہے کہ ایک دن حضرت یوسفؑ سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے مرضی الٰہی سے اس راستے سے گزرے جس راستے پر زلیخا تھی لونڈیوں نے ان کو دیکھ کر زلیخا کو جا کر خبر دی کہ اے زلیخا آج یوسفؑ یہاں آئے ہوئے ہیں- یہ سنتے ہی زلیخا بے تحاشا دوڑی ہوئی آئیں اور حضرت یوسفؑ کو پکارنے لگیں اے کریم ابن کریم ذرا تو ٹھہر جا اور اس ضعیفہ کا کچھ حال زار تو سن لے- حضرت یوسفؑ نے یہ سن کر فوراً اپنا گھوڑا وہیں روک دیا اور بولے کہ اے زلیخا یہ کیا حال ہے تیرا کہاں ہے وہ حسن و جمال اور خوبی تیری- بولی کہ تیرے عشق نے برباد کر دیا- اس کے جواب میں حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ ابھی تک وہی عشق تیرا موجود ہے- وہ بولی کہ ہاتھ کا چابک میرے منہ کے پاس لا کر ذرا دیکھ حضرت یوسفؑ نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور زلیخا نے یکایک ایک ایسی آہ آتشیں دل سوزاں سے چھوڑی کہ اس سے حضرت کا چابک جو ہاتھ میں تھا ایک دم گرم ہو گیا- مارے تپش کے حضرت یوسفؑ نے اس چابک کو اپنے ہاتھ سے زمین پر چھوڑ دیا- زلیخا بولی اے یوسفؑ آج تقریباً چالیس برس ہوئے یہ شعلہ آتشیں میرے دل پر جلتا ہے اور میں تیرے عشق میں جل گئی ہوں- دیکھا ذرا شعلہ آتش میرے دل کا تجھے برداشت نہ ہوا- اور فوراً ہی اپنا چابک زمین پر ڈال دیا- اے یوسفؑ میں کیونکر تیرے شب و روز یہ پیچ و تاب کھاتی رہوں حضرت یوسفؑ رحم کھا کر اور حال تباہ زلیخا کا دیکھ کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور وہیں زمین پر بیٹھ کر بولے کہ اے زلیخا تو میرے خدا پر ایمان لے آ- یہ کہتے ہی زلیخا فوراً مشرف بہ اسلام ہوئی- پھر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اے زلیخا بتا کہ کیا مانگتی ہے وہ بولی اے یوسفؑ خدا کے دربار میں میرے واسطے دعا کیجئے کہ وہی جمال و جوانی اور بینائی چشم کی پھر مجھ کو عنایت ہو تو باقی عمر اپنی تیری خدمت میں صرف کروں اور اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہوں یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے اپنے سر کو نیچا کر لیا اور کچھ دیر تامل میں رہے اسی وقت وحی نازل ہوئی

کہ اے یوسفؑ تو کیا مانگتا ہے مانگ تیری ہر دعا قبول ہو گی تب حضرت یوسفؑ نے دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور پھر سجدے میں چلے گئے اور کافی دیر تک خداوند قدوس سے دعا مانگی! ابھی آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا نہ تھا کہ زلیخا نے آواز دی کہ اے یوسفؑ اپنا سر اٹھاؤ سجدے سے جو تم نے چاہا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے- ان کے کہنے سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا سر سجدے سے اٹھا کر زلیخا کی طرف دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ صورت جوانی اور بینائی چشم اسے خدا نے عنایت فرمائی ہے زلیخا نے جب اپنی صورت کو آئینے میں دیکھا تو خدا کا شکر بجا لائی اور پھر ایمان میں ترقی بھی ہو گئی اور پھر حضرت یوسفؑ کی طرف خیال نہ کیا اور چلی گئی-

ان کے جانے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے اے زلیخا تم کہاں جاتی ہو مجھے چھوڑ کر- وہ بولیں کہ جس نے یہ شکل و صورت و بینائی چشم کی مجھ کو بخشی ہے- اس کو چھوڑ کر ناحق یوسفؑ سے کیوں اپنے کو برباد کروں اور مجھے چاہیے کہ میں اسی پر خیال کروں کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے زلیخا پر بہت خواہش کی مگر وہ بھاگتی رہی غیب سے آواز آئی کہ اے یوسفؑ صبر کر جلدی مت کر اس کے بعد زلیخا غم خانے میں جا بیٹھی اور حضرت یوسفؑ نے خواستگاری میں اس کی طرف لوگوں کو بھیجا لیکن وہ قبول نہیں کرتی تھیں تقریباً چالیس روز اسی طرح پر گزرے کہ اس چالیس دن کے اندر حضرت یوسفؑ نے اتنا درد زلیخا کے لئے کھینچا کہ زلیخا نے چالیس برس میں بھی ایسا درد نہ اٹھایا تھا- ادھر ملک ریان نے زلیخا کے پاس پیغام بھیجا تھا اور بہت سے لوگ اس کو جا کر وعظ و نصیحت کرتے تھے- بعد اس نے چند روز کے نکاح قبول کر لیا- جیسا کہ شب زفاف کو سلاطین اور ملوک کا رسم شرعی ہوتا ہے ویسا ہی زفاف کتخدائی ہوا اور زلیخا کو دوشیزہ یعنی باکرہ پایا- اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسفؑ نے حضرت زلیخا سے گذشتہ حال کو معلوم کیا وہ بولیں کہ عزیز مصر ضعیف مرد تھا اور میں اس وقت جوان تھی جو کام زن و شوہر کا تخلیہ میں ہوتا ہے وہ میرے اور عزیز مصر کے بیچ نہ ہوتا تھا- اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے لئے زلیخا کو بچا کر رکھا تھا اس لئے ایک شیطان آ کر اللہ کے حکم سے عزیز مصر اور زلیخا کے درمیان سو رہتا تھا اور عزیز مصر کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زلیخا ہے اور وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا پس حضرت یوسفؑ اور زلیخا نے مل کر اپنے گھر کو بنایا اور رہن سہن شروع کر دیا- کچھ عرصہ کے بعد ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے- ملک ریان جب بالکل بوڑھا ہو گیا تو تمام کاروبار بھی بادشاہی کا حضرت یوسفؑ کو دے دیا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی حضرت یوسفؑ کو جب اپنی سلطنت کے کل اختیارات مل گئے تو وہ خلق اللہ کی پرورش کرنے لگے بقدر حاجت کے غلہ کو رعیت کے ہاتھ بیچتے اور صدقہ بکثرت فقیروں اور محتاجوں کو دیتے کچھ مدت کے بعد قحط سالی آئی یہاں تک کہ ایک من غلہ کا نرخ دو دینار ہو گیا اور تمام گرد و نواح

اطراف سے مصر کی رعیت آکر جمع ہوئی پھر تمام اہل مصر مجتمع ہو کر کہنے لگے کہ غلہ کو سارا غیروں کے نہ بیچا جائے۔ اگر ایسا کیا جاتا رہا تو وہ وقت قریب ہے کہ ہم لوگ بھوکے مریں گے یہ سن کر حضرت یو[سفؑ] نے فرمایا کہ تمام خلق اللہ کا اس میں حق ہے اگر ہم نہ دیں گے تو لوگ محتاج رہیں گے لہٰذا ان کو دینا ہے اور غلہ سے محروم رکھنا سخت گناہ کا کام ہے اگر ان لوگوں کے ہاتھ نہ بیچوں گا تو یہ لوگ بھوکے مرجا[ئیں] گے تب بقدر حاجت کے بیچتے رہے یہاں تک کہ سارے ملک میں کسی کے ہاتھ میں پیسہ درہم و دینار، اور سب کا سب حضرت یوسفؑ کے خزانے میں داخل ہو گیا پھر جب دوسرا سال آیا تو تمام مویشی لوگوں [کے] بعوض غلے کے حضرت یوسفؑ کے پاس بک گئے اور تیسرے سال میں تمام لونڈی باندی بعوض غلے حضرت یوسفؑ کے پاس بک گئے اور چوتھے سال میں تمام کپڑے وغیرہ اور جو کچھ تھا حضرت یوسفؑ [کے] ہاتھ بیچ کھایا اور پانچویں سال میں جو کچھ زمینیں تھیں بیچ ڈالیں اور چھٹے سال میں لوگوں نے اپنے بیٹے بیٹ[یاں] بعوض غلے ہبہ کر دیا اور ساتویں سال میں لوگوں نے اپنی ذات کو حضرت یوسفؑ کے پاس اجرت میں د[ے دیا] اور کوئی آدمی بھی سارے ملک میں ایسا نہ رہا کہ تمام نوکر چاکر خدمتگار لونڈی باندی حضرت یوسفؑ کے ہو گئے ہوں۔

یہ حال دیکھ کر تمام خلائق تعجب میں تھی اور کہتی کہ ہم نے کبھی ایسا بڑا بادشاہ نہیں دیکھا اور نہ سنا حضرت یوسفؑ نے جب خلق اللہ کو غریب و ناچار دیکھا تو پھر بادشاہ ریان بن ولید سے کہا کہ شکر اس خ[دا] کا ہے کہ اس نے مجھ کو کیا کیا نعمتیں بخشی ہیں اگر ہر بال کے منہ میں سو سو زبانیں بھی ہوں تو بھی شکر ن[عمت] کا اس کے ادا نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر ریان بن ولید نے کہا کہ حق ہے جو آپ فرماتے ہیں میں کلیتہ دس[ت] بردار ہوں اور میں حضرت یوسفؑ کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ جو ان کی مرضی مبارک میں آئے وہی کام خل[ق] اللہ میں کریں پھر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ میں نے اہل مصر کو خدا کی راہ پر آزاد کر دیا اور تمام مال اسباب جس جس کا تھا اسی کو واپس دے دیا۔ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں ہرگز سیر ہو[کر] نہیں کھاتے تھے اور تمام خلق اللہ کی موافقت کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں آسودہ ہو[کر] کھاتے اور بھوکے رہتے ہیں۔ اور آپ کے ملک مصر میں خزانہ و انبار اس قدر ہے۔ یہ سن کر حضر[ت] یوسفؑ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اگر میں سیر ہو کر کھاؤں تو باقی جو لوگ بھوکے پیاسے ہیں میں ان کو بھول جاؤں گا اور ان کو نظرانداز کر دوں گا اور سیر ہو کر کھانا یہ کام ملک کے سرداروں کا نہیں ہے اور آئندہ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ جب ساتواں سال تمام ہوا اور تقریباً چالیس دن اور باقی تھے اور کچھ اناج و غلہ مصر میں باقی نہ رہا شدید بھوک کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے پاس آکر لوگ ملتجی ہوئے حضرت یوسفؑ لوگوں کے حال دیکھ کر بہت متردد ہوئے اور آدھی رات کو اٹھ کر خدا کی درگاہ میں تضرع وزاری کی اے رب

العالمین تیرے بندے بھوک کی وجہ سے مرجاتے ہیں، اگر تو رحم نہ کرے گا تو تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ تب خدا کا رحم ہوا۔ اور ایک آواز غیب سے آئی اے یوسفؑ تو میرا پیارا ہے تو کچھ بھی غم مت کر کہ تیری صورت ہی کو لوگوں کی غذا کر دوں گا یعنی تیری صورت و جمال کو دیکھ کر لوگ آسودہ پیٹ ہو جائیں گی پس اس حکم کو پاتے ہی حضرت یوسفؑ السلام ایک میدان میں جا بیٹھے اور تمام لوگوں کو وہاں بلایا۔ اور اپنا چہرہ مبارک سب کو دکھاتے رہے حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کی بھوک پیاس جاتی رہی اور پھر ان کو کھانا کھانے کی حاجت نہ رہی چالیس دن کا قحط اسی طرح سے گزر گیا۔

اور آٹھویں سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کھیتی بہت اچھی ہوئی اور اناج بے شمار پیدا ہوا اور تمام مخلوقات خدا نے اس قحط سے نجات پائی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک لڑکا اندھا مادرزاد اس کو حضرت یوسفؑ کے پاس لائے تا۔ کہ حضرت یوسفؑ اس کے واسطے خداوند قدوس سے دعا کریں کہ اس کی آنکھیں اچھی ہو جائیں تو حضرت یوسفؑ نے اپنا چہرہ مبارک اس لڑکے کی طرف کیا اور اپنے روشن چہرہ کی شعاعیں اس پر ڈالیں تو خدا کے فضل و کرم سے اس لڑکے کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اکثر راویوں نے اس روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ ملک مصر و شام میں جب قحط پھیل گیا اور کسی ملک میں اناج و غلہ نہیں رہا۔ سوائے حضرت یوسفؑ کے اور تمام مخلوق خدا اطراف میں غلہ حاصل کرنے کے لئے جاتی تھی اور مختلف جگہ سے معمولی غلہ لے کر آجاتی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی قحط سالی میں مبتلا تھے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ تم بھی مصر جاؤ اور وہاں کے عزیز مصر سے غلہ لے آؤ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کو سن کر ان کے دس بیٹوں نے مصر جانے کا قصد کیا اور ایک چھوٹا بھائی بنیامین جس کا نام تھا۔ اس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ہی خاطر جمع کے لئے چھوڑ دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کے پاس جو کچھ مال و متاع پشمینہ تھا وہ اپنے اونٹ پر لاد کر مصر کو چل دیئے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

جَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ

ترجمہ: اور آئے بھائی حضرت یوسفؑ کے پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو انہوں نے ان کو پہچانا اور ان کے بھائیوں نے ان کو نہیں پہچانا۔ حضرت یوسفؑ جب ملک مصر کے مختار ہوئے موافق سات برس تک خود آبادی کی اور تمام ملکوں کا اناج بھرتے اور جمع کرتے گئے پھر سات برس قحط سالی میں رہے۔ اس قحط سالی میں ایک ہی بھاؤ میانہ باندھ کر غلہ منگوایا۔ اپنے ملک والوں اور غیر ملک والوں کو برابر ایک ہی بھاؤ سے فروخت کروایا مگر پردیسیوں کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ نہ دیتے تھے اس اصول سے تمام خلائق کو

سہولت رہی اور قحط کی مصیبت سے بچتی رہی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا سارا خزانہ مال و دولت سے بھ
اور ہر ملک میں یہ خبر تھی کہ مصر میں اناج و غلہ سستا ہے۔ یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی
خریدنے کے واسطے مصر میں آئے۔ حضرت یوسفؑ نے جب اپنے بھائیوں کو دور سے پہچان لیا تو فرمایا
ان سب کو میرے پاس لاؤ چنانچہ سب بھائی تو حضرت یوسفؑ کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام
اچھی طرح یقین واثق سے ان کو پہچان لیا اور ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا اور بع
روایتوں میں یوں آیا ہے کہ حضرت یوسفؑ اس وقت بادشاہی ٹوپی اپنے سر پر رکھ کر اور لباس شاہانہ
کر طوق زریں پہن کر تخت شاہی پر متمکن تھے اس لئے ان کو بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ اور بعض محقق
نے کہا ہے کہ انہوں نے یوسفؑ پر ظلم کیا تھا اور ظالموں کے دل سیاہ ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت یوسف
کو وہ نہ پہچان سکے۔ پھر جب حضرت یوسفؑ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں۔
آئے ہو تمہارا پیشہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم کنعان سے آئے ہیں اور پیشہ ہمارا شبانی ہے چونکہ ہمار
ولایت میں قحط ہوا ہے اس لئے اناج و غلہ خریدنے کو ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے ا
لوگوں سے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ جاسوس ہو اور اس شہر میں جاسوسی کو آئے ہو۔ یہاں
حال معلوم کر کے دشمنوں کو خبر دو گے یہ سن کر وہ بولے کہ ہم دس بھائی ہیں ایک ہی باپ سے ہیں اور ہما
یہ کام نہیں ہے اور ہمارے باپ بھی پیغمبر ہیں جن کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام ہے۔ پھر حضرت یوسفؑ نے
پوچھا کہ تم سب کتنے بھائی ہو وہ فوراً بولے کہ حضرت جی ہم اپنے باپ کے کل بارہ بھائی تھے اور ہم م
سب سے چھوٹا بھائی جو تھا وہ ایک دن ہمارے ساتھ بکریاں چرانے کو میدان میں گیا تھا وہ ہم لوگوں سے جد
ہو کر ایک کنارے پر صحرا کے بکریاں چرانے لگا۔ ہم سب اس سے غافل ہو گئے اتنے میں اسے بھیڑیا کھا گ
اور اس کا ایک ماں بطن سے ایک بھائی اور ہے اور اس کو باپ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ واسطے تشفی خاطر
کے کیونکہ وہ اس وقت اکیلے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا کہ تمہاری اس بات کی کیا سند ہے جو
کہتے ہو۔ اس پر کون گواہ ہے۔ وہ بولے اے عزیز اس شہر میں ہم لوگ بعید الوطن مسافر ہیں اور کوئی ہم
پہچانتا بھی نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہم کیونکر دیں گے۔ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اگر تمہارے گواہ نہیں
تو جو بھائی تمہارے باپ کے پاس ہے اسے لے آؤ تو ہم جانیں گے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے جواب د
اسے باپ نہیں چھوڑیں گے اور وہ اپنی نظر سے اس کو ایک ساعت بھی علیحدہ نہیں کریں گے۔ بہت
ہم لوگ اپنے باپ سے کہیں گے۔ اور اس کو آئندہ لانے کی کوشش کریں گے اگر ہو سکا تو اس کو
آپ کے پاس لائیں گے۔ حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا کہ اس وقت تم سب جاؤ صرف ایک بھائی تم
یہاں بطور قید کے رہے کیونکہ تم اس کو یہاں لاؤ گے۔ تب سب نے مل کر آپس میں تبادلہ خیال کیا کہ

کون رہے گا پھر سب کے نام سے قرعہ اندازی کی گئی اور وہ قرعہ شمعون کے نام پر نکلا وہی حضرت یوسفؑ
کے پاس بطور قید کے رہا پھر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اناج ایک ایک شتر کا بوجھ دے کر رخصت کرو اور
قیمت اناج کی ان کو واپس کر دو۔ تب ملازمان بادشاہ نے ویسا ہی کیا۔

پس ان کو حضرت یوسفؑ نے فرمایا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو اب کی دفعہ لاؤ گے تو اور بھی اناج تم
کو ایک ایک شتر کا بوجھ زیادہ دوں گا خبر ہے جو مال حضرت یوسفؑ کے بھائی اپنے ہمراہ لائے تھے اناج و غلہ
خریدنے کو وہ مال بھی حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو واپس کر دیا وہ اس واسطے کہ معلوم تھا ان کو کہ
باپ کے پاس سوائے اتنے مال کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ بھی مصلحت تھی کہ تا۔۔ کہ ان کو دوبارہ بھیجیں
اور ایک روایت میں ہے کہ مال بھائیوں کو اس لئے واپس دیا کہ باپ معلوم کریں کہ میرا مال واپس دینا یہ
کام کسی کا نہیں ہے سوائے یوسفؑ کے پس شمعون کا مقید رہنا کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ سمجھ بوجھ کر پھر
اپنے بیٹوں کو بھیجیں۔ خبر ہے کہ جب حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیکھا دل میں چاہا کہ ان کو کچھ سزا
دیں۔ اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی کہ اے یوسفؑ اگر بھائیوں سے تم نے مکافات لیں تو ان
میں اور تجھ میں کیا فرق رہے گا۔ بلکہ عفو کرنا موجب حسنات کا ہے اور تو اپنے کو ان سے چھپا اور ان کو مت
اپنی پہچان دے تا۔۔ کہ وہ تجھ سے شرمندہ ہو کر اپنی حاجات سے محروم نہ جاویں اور صاحب استطاعت کو یہ
لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے ڈر سے انکی ضروریات سے محروم رکھے۔ اے یوسفؑ ان واقعات کو جانے دو
کیونکہ وہ تیرے در پر محتاج بن کر آئے ہیں خوش ہو کر ان کو اپنے سے رخصت کرو۔ حضرت یوسفؑ نے
بموجب خطاب الٰہی کے اپنے بھائیوں سے کچھ مواخذہ نہ کیا اور ان کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تم کہاں سے
آئے ہو اور کس جگہ کے رہنے والے ہو۔ وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ
السلام جو پیغمبر ہیں ان کے بیٹے ہیں پھر حضرت یوسفؑ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے باپ ابھی حیات
ہیں۔ بولے ہاں ابھی حیات ہیں۔ پھر پوچھا کہ کس شغل میں ہیں وہ بولے کہ سوائے عبادت کے اور کچھ کام
نہیں کرتے ان کو تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری دی ہے شہر کنعان میں اور وہ بہت ضعیف اور اپنی آنکھوں سے
معذور ہیں۔ پھر حضرت یوسفؑ نے ان سے پوچھا کہ ان کی آنکھیں کیوں جاتی رہیں وہ بولے کہ ایک بیٹا ان
کا تھا اور وہ اس کو خوب چاہتے تھے اور نام اس کا یوسفؑ تھا وہ نہایت حسین و جمیل تھا ایک لحظہ نظروں
سے جدا نہ کرتے تھے اللہ کی مرضی ہوئی اس کو بھیڑیا کھا گیا اس لئے اتنا روئے کہ آنکھیں ان کی جاتی
رہیں۔ پھر حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا کہ اتنے بیٹے رکھتے ہوئے کیوں ایک کے لئے ایسا حال ہوا۔ وہ
بولے ایک اور بھی اس کا سگا بھائی ہے اس کا نام بنیامین ہے اور اس کی چھ بہنیں موجود ہیں۔ لیکن یوسفؑ
ان میں بہت ہی خوبصورت تھے انہیں کے غم میں شب و روز روتے روتے اپنی آنکھیں کھو دیں۔ اور ایک

مکان شہر کے باہر بنا کر نام اس کا بیت الاحزان رکھا اسی مکان میں عبادت کرتے ہیں اور وہیں یوسفؑ کی جدائی میں ہر وقت روتے رہتے ہیں پھر حضرت یوسفؑ نے پوچھا کہ شاید وہ ہنر میں تم سے زیادہ تھا۔ وہ بولے نہیں ہاں البتہ وہ اپنے حسن اور خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ دانائی اور عقلمندی میں بھی ہم سب سے تیز تھا الغرض اس کی صفتیں بیان سے باہر ہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے اپنے دل میں سوچا کہ ان کو اس وقت معاف کیا جائے اگرچہ ان لوگوں نے مجھ کو بہت ستایا اور مجھ پر ظلم بھی کیا ہے مگر یہ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں حضرت یوسفؑ نے اپنے خدمتگاروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ دیکھو یہ بیچارے مسافر بعید از وطن غریب اس ملک میں کبھی نہیں آئے ان کو کوئی جگہ دو اور ان کو کھانا بھی اچھی طرح لطیف و پاکیزہ کھلایا کرو اور جب تک یہ لوگ اس شہر میں رہیں اس وقت تک ان کو لباس بھی اچھا اعلیٰ قسم کا پہننے کو دو۔ اور جب دوسرا دن ہوا تو حضرت یوسفؑ نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم اس شہر میں کیوں آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں قحط پڑا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ مصر میں آپ کی سرکار میں اناج سستا بکتا ہے اس کو خریدنے کو آئے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا مال لائے ہو اناج لینے کے واسطے اس مال کو حاضر کرو۔ تب وہ اپنا لایا ہوا مال پیش کرنے لگے وہ مال قسم پشمینہ وغیرہ کا تھا اور اس کی قیمت اس وقت دو سو دینار تھی لیکن وہ مال قابل خرید نہ تھا کہ اس کو خرید کیا جائے۔ حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا اگرچہ مال تمہارا ہمارے لینے کے لائق نہیں ہے پھر بھی ہم نے تم کو اس کے عوض اناج دے دیا ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ

ترجمہ: پھر جب داخل ہوئے اس کے پاس بولے اے عزیز پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو پورا پورا دینا یعنی تم خیرات کرو ہم پر کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے پس حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو کئی دن کھلا پلا کر ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تمہارا مال اگرچہ دو سو دینار کے قابل نہ تھا تو بھی میں نے تم کو گندم دیدیا۔ اگر اب کی دفعہ آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی کو ضرور لے آنا اور بھی ہم ایک ایک شتر کا بوجھ دے کر تم کو خوش کریں گے۔ اور اہل مصر والوں کو کسی کو بھی ہم نے اس قدر گندم نہیں دی سوائے تمہارے مصداق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ

اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ

ترجمہ: اور جب تیار کیا ان کو اس کا اسباب اور کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی کو جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے کیا نہیں دیکھتے ہو تم کو میں پورا پورا ماپ دے رہا ہوں اور میں سب سے زیادہ ماپ کر دینے والوں میں سے ہوں جس بھائی کی طرف حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی توجہ دلائی تھی وہ حضرت یوسفؑ کا چھوٹا سگا بھائی تھا۔ اس کو اپنے پاس ان بھائیوں کے ذریعہ بلوایا اور نیز یہ بھی حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اس کو نہ لاؤ گے تو پھر آئندہ میرے پاس نہ آنا کیونکہ میں آئندہ گندم تم کو نہ دوں گا یہی ان کو ہدایت دیکر حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو رخصت کیا اور وہ بولے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ترجمہ: کہا انہوں نے کہ ہم سب خواہش ظاہر کرینگے اپنے باپ سے اس کے لانے کی اپنے ہمراہ اور یہ کام ہم کو کرنا ہے ضرور پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں کو کہہ دیا کہ جو پونجی ان کی دو سو دینار کی ہے اس کو بھی ان کے بوجھوں میں جا کر رکھ دو۔ چنانچہ ان کے بھائی یہودا کے اونٹ کے بوجھ میں چھپا کر رکھ دی گئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

اور کہہ دیا اپنے خدمت گاروں کو کہ ان کی پونجی کو ان کے اونٹ کے بوجھوں میں رکھ دو شائد وہ اپنے گھروں میں پہنچنے پر اس کو پہچانیں اور شائد اسی وجہ سے وہ پھر واپس ہمارے پاس آویں یعنی حاصل مطلب یہ ہے جو قیمت وہ لے کر آئے تھے سو اس کو چھپا کر ان کے اونٹوں کے بوجھوں میں رکھ دی گئی بطور احسان کے تا۔ کہ وہ اس احسان کے بدلے پھر دوسری مرتبہ آویں اور اپنے ہمراہ اس چھوٹے بھائی کو بھی لائیں جس کی ہدایت چلتے وقت حضرت یوسفؑ نے کی تھی۔ مروی ہے کہ حضرت یوسفؑ نے جب اپنے بھائیوں پر بہت مہربانی کی لینے دینے میں تب یہودا کو کمال یقین ہوا کہ یہ میرا بھائی یوسفؑ ہے کیونکہ ہم کو کھلانا پلانا اور اتنی خاطر مدارت کرنا اور باپ کا حال احوال پوچھنا سوائے یوسفؑ کے اور کون کر سکتا ہے اور ان کی بول چال اور آواز بھی اسی طرح پر ہے اور اگر فی الحقیقت یہ یوسفؑ نہ ہو تو اغلب ہے کوئی ہمارے خاندان میں سے یا اہل بیت سے ہوگا یہ سن کر ان کے بھائیوں نے آپس میں کہا کہ اگر واقعی یہ ہمارا یوسفؑ ہے تو اس کو اتنی بڑی مملکت کس طرح سے ملی ہے اور اس نے یہ دولت و لشکر اور اتنا اعلیٰ مرتبہ کیسے پایا۔ پھر وہ آپس میں تعجب سے کہنے لگے کہ کیا یوسفؑ اب تک زندہ ہے۔ جی وہ تو کبھی کا مر چکا ہوگا۔

اور اب تو اس کا نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ اور بعض ان بھائیوں میں سے کہنے لگے ارے بھائی اگر واقعی یوسفؑ ہوتا تو یہ سلوک ہمارے ساتھ کیونکر کرتا بلکہ وہ تو ہم سے انتقام ضرور لیتا پھر یہودا بولا کہ اگر یوسفؑ نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو کیوں طلب کرتا البتہ جو میں کہتا ہوں بس یہی سچ ہے یہ شخص یوسفؑ ہی ہے اور یہودا کے بھائیوں نے یہ غور نہ کیا اور جلدی میں وہ یوسفؑ سے رخصت ہو کر ملک مصر سے چلے گئے اور اپنے ملک کنعان میں جا پہنچے حضرت یعقوب علیہ السلام اور کنعان کے باشندے بہت خوش ہوئے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو۔ مصر کا احوال اور سفر کی حقیقت جو تم پر گزری ان مجھ سے بیان کرو۔ تب انہوں نے احوال راستہ کا اور مصر کے عزیز کی ضیافت و مہربانی کی پوری کیفیت بیان کی۔ یعقوبؑ نے کہا اے بیٹو! ذرا یہ تو بتاؤ تمھیں کہیں میرے یوسفؑ کی بھی خبر ملی ہے وہ سب کہنے لگے اے ابا جان تعجب ہے یوسفؑ کو بھیڑیا کب کا کھا گیا اور اس کو بہت دن گزر گئے۔ اور یہ خبر ہم کس سے پوچھیں۔ اور اگر ہم لوگوں سے معلوم بھی کریں تو لوگ کہیں گے۔ کہ یہ کہاں کی بات ہے اور کب کی بات ہے۔ ہاں ایک بات ضروری عرض کرنا ہے کہ عزیز مصر بنیامین کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہاں اس کے لیجانے سے ایک ایک شتر کا بوجھ گندم ہم کو زیادہ ملے گا اور اگر ہم اس کو وہاں نہ لیجائیں گے تو ہم کو کچھ نہیں ملے گا اس بات کو سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ وہاں میرا یوسفؑ ہے اگر میرا یوسفؑ وہاں نہ ہوتا تو بنیامین کو کیوں دیکھنا چاہتا۔

یہ سمجھنے کی بات ہے کہ عزیز مصر کو بنیامین سے کیا مطلب وہ سب بھائی اپنے ابا جان سے عرض کرنے لگے کہ عزیز مصر نے ہماری شکلیں دیکھیں اور پھر خوش ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی کو آئندہ ضرور اپنے ہمراہ لانا ورنہ گندم نہ ملے گی۔ مجھے اس کے دیکھنے کا بہت شوق ہے کیونکہ وہ آپ لوگوں سے سب سے چھوٹے ہیں۔ مصداق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

پس جب بھی آئے طرف باپ اپنے کے کہا انہوں نے اے ہمارے باپ منع کیا گیا ہے ہم سے پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے درمیان تا۔ کہ ہم اس کی نگہبانی کریں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر پہلے کہنے لگے اللہ تعالیٰ بہتر نگہبان ہے اور سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے جب وہ لوگ سب کے سب اپنے باپ کے پاس آئے اور اپنا لایا ہوا

اسباب کھولا تو اس اسباب میں اپنا مال بھی پایا جو لے گئے تھے قولہ تعالیٰ

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ

ترجمہ: اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا اپنی پونجی جو تھی وہ اس میں پائی اور انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ جو ہم لوگ لے کر گئے وہ سب واپس آگئی ہے۔ اگر آپ نے چھوٹے بھائی ہمارے کو ہمراہ روانہ کیا تو آئندہ بھی ہم سب کو غلہ ایک ایک بوجھ اونٹ کا ملے گا ورنہ سب کو محروم کر دیا جائے گا۔ پھر یہ بات سن کر حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجوں گا اپنے چھوٹے بیٹے کو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ قسم دو اللہ تعالیٰ کی میرے روبرو کہ اس کو لے آؤ گے واپس میرے پاس۔ پس جب دیا انہوں نے ان کو عہد اپنا کہا اللہ تعالیٰ اس بات پر شاہد ہے اور جو کچھ ہم لوگ آپ سے کہتے ہیں وہی ہمارا اور آپ کا کارساز ہے۔ پھر سب بھائیوں نے اپنے باپ کے سامنے عہد کیا اور پھر قسم کھائی۔ تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا حافظ ہے اور شاہد ہے تمہارے قول و قرار پر اور یہ بھی خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنی پونجی پائی اونٹوں کے بوجھوں میں جو مال بھیجا تھا اناج کے لئے مصر میں پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو کامل یقین ہوا کہ مصر میں میرا یوسفؑ ہے اگر یوسفؑ نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو مصر میں کیوں بلاتا اور میں نے بھی یقین کیا اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بیٹے بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ساتھ مصر کیوں بھیجتا اور جو اناج مصر سے آیا تھا اس میں سے آدھا اپنے خویش و اقارب کو دیا اور اور آدھا ملک شام میں بھیج دیا۔ اور بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ مصر روانہ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کی تمام یکبارگی ایک ہی دروازے سے شہر مصر میں داخل مت ہوں بلکہ سب مختلف دروازوں سے داخل ہوں ممکن ہے کسی کی بد نظر تم پر پڑے۔ اور جو میری پونجی وہاں سے بذریعہ شتر کے بوجھ میں واپس آگئی ہے یہ تم لیتے جاؤ اور یہ وہاں دے دینا ہو سکتا ہے شائد بھول میں چلی آئی ہو۔ اور یہ چیز اناج کی قیمت میں دی گئی ہے تمہیں واپس رکھنا حلال نہیں' یہ وصیت فرمائی اور پھر کہا جاؤ میں نے تمہیں خدا پر سونپا۔ توکلت علی اللہ کہہ کر رونے لگے اور اہل کنعان نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے چھوٹے بھائی کے لئے بہت منتظر تھے کہ دیکھیں کب آویں گے۔ غرض یہ کہ وہ سب لوگ چند ہی روز میں مصر جا پہنچے اور حضرت یوسفؑ کو خبر دی گئی کہ آپ کے پاس کنعان سے گیارہ آدمی آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر حضرت یوسفؑ بہت خوش ہوئے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گیارہ آدمی بنیامین کو لے کر آئے

ہیں اور سب بھائی بموجب وصیت اپنے باپ کی علیحدہ علیحدہ دروازے سے متفرق صورت میں داخل ہوئے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَّمَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

ترجمہ: اور حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ اے میرے بیٹو مت داخل ہونا ایک دروازے سے داخل ہونا مختلف علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا کہ میں کسی چیز سے بچا بجز حکم خداوندی کے اور حکم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں اور اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ اور یہ ہم کامل یقین ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے بھروسہ کرنے والوں کو یہ درحقیقت لوگوں کی ٹوک کا بچ اور پھر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر اور ٹوک لگنی غلط نہیں ہے۔ اور اس کا بچاؤ کرنا بھی جائز ہے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: اور جب داخل ہوئے یوسفؑ کے پاس اپنے پاس رکھا اور اپنے بھائی کو کہا میں ہوں بھائی اور تم کسی طرح پر غمگین مت ہو۔ ان کاموں سے جو کرتے رہیں سب بھائی مل کر اور وہ سب شہر میں جگہ جا کر اترے۔ بعد اترنے کے ایک ملازم شہر کا ان کو سیدھے راستے سے حضرت یوسفؑ کے پاس۔ سب بھائیوں نے بروقت ملاقات کی حضرت یوسف علیہ السلام کو باادب سلام عرض کیا اور ایک دستار جو حضرت یعقوبؑ کو اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میراث میں ملی تھی وہ انہوں نے اپنے باپ کے کہنے کے مطابق حضرت یوسفؑ کو پیش کردی اور حضرت یوسفؑ سے کہا کہ یہ ہمارے باپ کا دیا ہوا ہدیہ۔ حضرت یوسفؑ علیہ السلام اپنے باپ کی بھیجی ہوئی دستار دیکھ کر ازحد خوش ہوئے کیونکہ یہ دستار جس کی پہونچی وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوا اور معلوم کیا کہ جو پونجی اپنے بھائیوں کو واپس دی تھی کہ تم لوگ اس کو جاکر اسے اپنے خرچ وغیرہ میں لانا پھر اس کو ویسا ہی باپ نے واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسفؑ کو افسوس ہوا۔ لیکن مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا ضروری تھا۔ فوراً اپنے خادموں اور خانساماں کو حکم دیا کھانے جلد از جلد تیار کرو۔ اور باقاعدہ دسترخوان لگاؤ۔ چنانچہ آپ کے کہنے کے مطابق کھانے نہایت نفیس اور مختلف قسم کے دسترخوانوں پر چن دیئے گئے۔ پھر حضرت یوسفؑ نے اپنے آئے ہوئے مہمانوں کو طلب کیا اور ان سے فرمایا کہ اس وقت کھانا تیار ہے آپ حضرات کھانا دسترخوانوں پر بیٹھ کر کھائیے لیکن ایک بات ضروری کہنی ہے کہ جو جو بھائی ایک ہی ماں کے بطن سے ہوں تو وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔

یہ بات حضرت یوسفؑ کی سن کر سب بھائی ایک ہی جگہ پر بیٹھ گئے صرف بنیامین ہی اکیلے رہ گئے اور وہ یہ حال دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت یوسفؑ نے بنیامین سے کہا کہ بھائی تم کیوں روتے ہو اور تمہارے رونے کا سبب کیا ہے۔ بنیامین نے روتے ہوئے کہا کہ میرا ایک سگا بھائی تھا اور اس کا نام یوسفؑ تھا۔ میرے بھائیوں کی غفلت سے اس کو بھیڑیئے نے کھالیا اور میں اپنی ماں سے اکیلا بھائی ہوں اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر وہ ہوتا تو وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی یعنی بنیامین کو اجازت دو کہ وہ میرے ساتھ اس وقت بیٹھ کر کھانا کھائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ یوں نوازش و کرم فرماتے ہیں تو یہ ہماری سرفرازی ہے اس بات کو طے کرکے حضرت یوسفؑ نے ان لوگوں کے سامنے کھانا نہ کھایا اور بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر خلوت سرا میں چلے گئے اور اپنے شاہانہ چہرہ کا نقاب اٹھا کر بنیامین کو دکھایا۔ بنیامین حضرت یوسفؑ کی شکل و صورت دیکھ کر بے ہوش ہوگئے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے چہرے پر عرق گلاب چھڑکا جس کی وجہ سے وہ ہوش میں آگئے۔ حضرت یوسفؑ نے بنیامین سے کہا کہ تم کو کیا ہوا شاید تم کو مرگی کی بیماری ہے پھر بہت ہی غم خواری اور دلاسا دینے لگے۔ بنیامین نے کہا کہ میں پیغمبرزادہ ہوں ہم کو مرگی کی بیماری نہیں ہوتی ہے میں تو آپ کو دیکھ کر بے ہوش ہوگیا تھا۔ آپ تو میرے بھائی ہیں جو گم ہوگئے تھے جن کا نام یوسفؑ ہے انہیں کے مثل ہیں۔ بنیامین کی یہ بات سن کر حضرت یوسفؑ نے کہا تم سچ کہتے ہو میں وہی تمہارا بھائی گم ہوا یوسفؑ ہوں اب تم کچھ اندیشہ نہ کرو۔ اور خاطر جمع رکھو یہ بات سن کر بنیامین پھر بیہوش ہوگئے تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد اٹھ کر بیٹھے اور ہوش میں آگئے۔ پھر حضرت یوسفؑ بنیامین سے اپنے والد بزرگوار کا حال پوچھنے لگے کہ ہمارے والد اب کیا کرتے ہیں اور وہ کس حال میں رہتے ہیں۔ وہ بولے تمہارے فراق میں بیت الاحزان میں بیٹھے عبادت کرتے رہتے ہیں اور تمہارے لیے شب و روز روتے روتے دونوں آنکھیں جاتی رہی ہیں اور تمہارے غم میں ان کی زندگی تلخ ہوگئی ہے۔ حضرت یوسفؑ بنیامین کی یہ باتیں سن کر بہت رونے لگے اور کہا تم کھانا کھاؤ اے میرے پیارے چھوٹے بھائی! میں اپنی مصیبت کا قصہ جو جو ظلم بھائیوں نے مجھ پر کیا تھا وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات ظلم کی یہ کی کہ میرے باپ سے بہانہ بنا کر جنگل میں لے گئے اور وہاں جاکر مجھے اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور پھر کچھ دن بعد ایک گزرنے والے قافلہ نے ہم کو اس اندھیرے کنوئیں سے نکالا تو پھر ہمارے انہیں بھائیوں نے اسی قافلہ کے سردار کے ہاتھ ہم کو بیچ دیا ہم نے کنوئیں میں بہت تکلیف اٹھائی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس تکلیف و مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت کی دولت سے نوازا ہے اور تم اس بات کو میری بطور امانت رکھنا اور یہ بات کسی سے نہ کہنا اور اپنے بھائی یہ بات سننے نہ پائیں میں کسی حیلے سے تم کو اپنے پاس رکھوں گا اور بہت اچھی

طرح سے میرے پاس رہو گے۔ پھر یہ باتیں کر کے بنیامین اس خلوت سرا سے باہر نکل آئے۔

حضرت یوسف ؑ نے اپنے بھائیوں کو تین دن تک کھانا پینا برابر کھلایا پھر چلتے وقت ہر ایک کو ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور ایک حیلہ سازی کر کے چپکے سے ایک پیالہ چاندی کا اپنے پینے کا جو جواہر سے جڑا ہوا تھا ایک کنعانی غلام کو کہہ دیا کہ اس پیالے بے بہا کو بنیامین کے شتر کے بوجھ چھپا کے رکھ دینا چنانچہ اس غلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس کو حکم دیا گیا تھا۔ اور وہ سب تقریباً ایک منزل راہ نکل چکے تھی اس کے بعد حضرت یوسف ؑ نے اپنے چند سواروں کو ان کے پیچھے بھیجا کہ پیالہ پانی کا مع بنیامین کے ہمارے پاس لائیں یہ خبر سنتے ہی چند سوار فوراً ان کے پیچھے روانہ ہو گئے اور انہوں اس قافلے کو دور جا کر پالیا اور اس قافلہ کو پکارا اے قافلہ والو ذرا ٹھہرو تم کہاں جا رہے ہو ہماری ایک چیز گم ہو گئی ہے بہت ممکن ہے وہ تم لوگوں کے پاس ہو پہلے تو تم لوگ اپنی تلاشی دے دو شاید وہ تمہارے پاس نکل آئے۔ اور ممکن ہے کہ تم ہی چور ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا جَهَّزَ هُمْ بِجَهَازِ هِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنَ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُوْنَ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَاجِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِيْنَ قَالُوْا فَمَا جَزَآءُ هٗ اِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِيْنَ قَالُوْا جَزَآءُ هٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُ هٗ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظَّالِمِيْنَ

ترجمہ: اور پھر جب تیار کر دیا ان کو اسباب ان کا اور رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ جان کر اپنے (بنیامین کے بوجھ میں پھر پکارا پکارنے والوں نے اے قافلے والو یقیناً تم چور ہو' کہنے لگے اپنا منہ کر کے کی طرف کیا تم نہیں پاتے وہ بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا ناپ یعنی پیالہ اور جو کوئی وہ پیالہ لائے گا تو اس ایک اونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے قسم ہے اللہ کی تم کو معلوم ہے ہم شرارت کرنے نہیں آئے تھے اس ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے اور نہ ہم لوگوں نے کبھی چوری ہے ان لوگوں نے ان سے کہا کہ پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہوئے۔ تو وہ سب کہنے لگے اس کی بس یہی ہے کہ جس کے بوجھ میں پاؤ وہی جاوے اس کے بدلے میں اور ہم تو یہی سزا دیتے ہیں گنہگار کو۔ خلاصہ یہ ہے کہا پیالہ بادشاہ کے پانی پینے کا تھا اور وہ بادشاہ کی پیاس کا ناپا ہوا تھا یا پیالہ تھا اناج نا حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو چور کہلوایا یہ جھوٹ نہیں ہے اس لیے کہ انہوں نے حضرت یوسف ؑ کو

کے سامنے سے لیجا کر چوری سے بیچ ڈالا تھا۔ اور حضرت یعقوب ؑ کے دین میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی چوری کرتا وہ مال والے کا غلام ہو رہتا صرف ایک برس تک اور ان کے بھائیوں نے کہا بھی تھا کہ تم جسے چوری میں پاؤ اسے غلام بنا لینا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ قافلہ والوں کا مال و اسباب تلاش کرنے لگے سب بوجھوں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کی اور سب سے آخر میں چھوٹے بھائی بنیامین کے شتر کے بوجھ کی تلاشی لی بالا آخر بنیامین کے شتر میں وہ پیالہ نکلا جیسا کہ قولہ تعالیٰ

فَبَدَ اَبِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ

ترجمہ: پھر شروع کیں اس نے دیکھنا خرجیاں ان کی پہلے اپنے بھائی کی خرجی سے آخر کو وہ برتن نکلا ایک خرجی سے اپنے بھائی کی پھر سب کو حضرت یوسف ؑ کے پاس حاضر کیا۔ ان کے بھائی بہت طاقتور تھے اگر وہ اپنی طاقت سے کام لیتے تو وہ نہ پکڑے جاتے۔ لیکن چھوٹے بھائی بنیامین کے وجہ سے سب پکڑے گئے اور حضرت یوسف ؑ کے پاس حاضر کئے گئے اور جب وہ حضرت یوسف ؑ کے پاس واپس پہنچ گئے تو وہ آپس میں مشورے کرنے لگے کہ عزیز مصر سے یہ بات کہنا چاہیے کہ ہمارے چھوٹے بھائی کے عوض میں کسی دوسرے بھائی کو ایک سال کے واسطے غلام رکھ لیجئے تا۔ کہ ہم لوگ اپنے کیے ہوئے وعدے کے مطابق اپنے باپ کے پاس اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو لے جائیں اور ان کے سپرد کر دیں ورنہ ہم اپنے باپ کو کیا جواب دیں گے۔ اور باپ ہم سے سخت ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ بنیامین کو بھی یوسف ؑ کی طرح گم کر دیا ہم لوگ اگرچہ ہر چند یقین دلائیں گے۔ لیکن وہ کبھی ہماری بات کو باور نہ کریں گے۔ اپنے جی میں مشورے طے کر کے دربان کو ہمراہ لے کر حضرت یوسف ؑ کے حضور میں حاضر ہوئے اور حضرت یوسف ؑ سے بولے اے عزیز مصر آپ نے ہم پر بہت مہربانی کی اور شفقت فرمائی اور اس سے بھی زیادہ آپ سے نوازشات کی امیدیں ہیں لیکن ایک مودبانہ التماس ہے کہ آپ اپنے لطف و کرم سے ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو چھوڑ دیں تا۔ کہ ہم لوگ اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اپنے باپ کے پاس لے جائیں اور ہم لوگوں کو یقین کامل ہے کہ آپ ضرور ہماری گزارشات پر توجہ فرمائیں گے اور ہم لوگوں کو تشکر و امتنان کا موقعہ دیں گے یہ سن کر حضرت یوسف ؑ نے کہا کہ حکم شرعی تمہارے دین میں یہی ہے اور تم نے بھی یہ پہلے قبول کر لی تھی کہ چور پکڑا جاوے بموجب شرع کے وہ ہماری قید میں ایک سال تک رہے گا۔ اور تم لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم سب پیغمبر زادے ہیں اور نیک مرد ہیں بھلا بتاؤ یہ کیا درست ہے کہ تمہارا بھائی میری چوری کرے وہ بولے کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ چوری کرنا اس کے حق میں عجب نہیں کیونکہ اس کا بھائی بھی چور تھا۔ چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت بیان فرمائی ہے قولہ تعالیٰ

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ: انہوں نے کہا اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے تب حضرت نے یہ سن کر دل میں کہا قولہ تعالیٰ

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ

ترجمہ: تب آہستہ کہا یوسفؑ نے اپنے جی میں اور ان کو نہ جتایا اور بولا کہ تم بدتر ہو درجے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تو تم بتاتے ہو۔ مروی ہے کہ اگرچہ وہ چوری کا ذکر نہ کرتے تو بنیامین کو لیجا چونکہ انہوں نے چوری کا ذکر کیا اس بات کو سن کر حضرت یوسفؑ نے غصہ میں ہو کر اپنے دل میں کہا نے ایسی چوری کی کہ اس کے بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے ان پر چوری کے طعن کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پھوپھی نے بچپن میں پالا بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھوں اور پھوپھی کو محبت تھی اس لئے انہوں نے چھپا پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد وہ اس کو ڈھونڈنے لگیں۔ آخر لوگوں میں چرچا ہوا۔ پٹکا یوسفؑ کی کمر سے نکالا گیا۔ بایں سبب موافق ان کے دین کے ایک برس تک ان کی پھوپھی نے ا سے حضرت یوسفؑ کو اپنے پاس رکھا۔ اور حضرت یوسفؑ نے کہا بھائیوں نے مجھ پر اتنا ظلم کیا یہاں تک کہ مجھ کو بعید الوطن کیا۔ پھر بھی یہ لوگ مجھے چوری کی تہمت دیتے ہیں یہ سب لوگ عجیب ہیں۔ بالا آخر بھائیوں نے حضرت یوسفؑ سے عرض کی اے عزیز مصر ان کے والد بزرگوار بہت ضعیف نابینا ہیں اور ان کی مفارقت میں اور بھی زیادہ پریشان ہوں گے آپ ہمارے اور بھائیوں میں سے ایک کو رکھ لیجئے اس کا بدلہ ہو جائے گا اور اس کو چھوڑ دیجئے اور ہم میں سے آپ کی خدمت بھی بخوبی گا۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ: کہنے لگے اے عزیز مصر اس کا باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو آپ ہم میں سے اس کے دوسرے کو رکھ لیں اور ہم آپ کو بہت احسان والا دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے اس کے جواب میں

قولہ تعالیٰ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ

ترجمہ: بولے یوسفؑ اللہ تعالیٰ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر اس کو جس کے پاس پائی اپنی

ہم اس کے خلاف کریں گے تو بہت بے انصاف ہوں گے۔ یعنی حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ معاذ اللہ ہم بے گناہ کو پکڑیں گے لیکن ہم اس کو گرفتار کریں گے کہ جس کے پاس پائی گئی ہماری چیز اور اگر ہم تمہارے کہنے سے کسی بے گناہ کو پکڑیں گے تو پھر ہم تو بہت ظالم ہوں گے اور اس جملہ میں حضرت یوسفؑ نے ایک اشارہ فرمایا ہے جو آخرت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ ہم بے گناہ کو نہیں پکڑیں گے اس کو جس نے چوری کی ہے ایسا ہی قیامت کے دن جو شخص چاہے کہ کسی کو بخشوا دے اللہ تعالیٰ سے حق سبحانہ تعالیٰ اس وقت فرمائیگا کہ جس بندے نے میرے حکم کو مانا اور مجھ کو واحد جانا اسی کو بخشوں گا۔ حاصل کلام ہرچند بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو چھڑالیں لیکن وہ کسی طرح سے چھڑا نہ سکے اور بہت ہی مایوس ہو گئے اور سب کے سب شہر کے دروازے پر جا بیٹھے اور آپس میں صلاح و مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے اور بعض ان میں سے کہنے لگے کہ نہ ہم ادھر جا سکتے ہیں اور نہ ادھر اور بنیامین کو یہاں چھوڑ کر کہاں جاویں کہنے لگے عجب شامت ہم پر آئی آخر باپ کو جا کر کیا جواب دیں قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

ترجمہ: جب ناامید ہوئے اس سے تو اکیلے بیٹھے مصلحت سمجھنے کہ پھر بولا ان کا بڑا بھائی جس کا نام عون تھا اس نے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے لیا ہے عہد اللہ تعالیٰ کا اور اس سے پہلے جو قصور یوسفؑ کے بارے میں کر چکے ہو اس کا حال تم کو اچھی طرح معلوم ہے لہٰذا میں اس ملک سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا باپ اس ملک پر روانگی کی اجازت نہ دے اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ کوئی حکم کرے میرے واسطے اور وہ البتہ بہتر حکمت کرنے والا ہے۔ اس کے بعد تمام بھائیوں کو بڑے بھائی نے رخصت کر دیا اور خود وہیں رہ گیا اور اس امید پر کہ شائد مہربان ہو کر بنیامین کی خلاصی کر دیں۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ سب بھائیوں نے کہا کہ اے عزیز مصر ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو نہ چھوڑو گے تو ہم اپنے زور و طاقت سے لے لیویں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی طاقت دی ہے اور ہر ایک ان میں سے بولا کہ اگر ہم چاہیں تو ایک ایک بھائی ایک ایک کو لے سکتا ہے پس کیوں ہم اس معاملہ میں نامردی کریں اور ایک بھائی نے فخر سے جس کا نام یہودا تھا کہا کہ میں اکیلا ہی ملک مصر کو لے سکتا ہوں، یہ کہہ کر وہ سب بھائی لڑنے کو مستعد ہو گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہر ایک بھائی ہر دروازے

پر جاکر جنگ کا نعرہ مارو۔ اور حضرت یوسف ؑ ان کی قوت سے خوب اچھی طرح سے آگاہ تھے۔ ایک جاسو
پوشیدہ طور پر ان کی خبر کو بھیجا اور وہ جاسوس ان لوگوں کی خبر لایا کہ کنعان کے باشندے حضرت یوس
عزیز مصر سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کو سن کر حضرت یوسف ؑ نے چالیس ہزار مرد جنگی سلاح
تیار کیے اور تمام اہل مصر کو خبر کردی کہ لڑائی کا سامان تیار کرو۔ اور ہر وقت بہت زیادہ ہوشیار رہو۔ یہ
ملک ریان تک پہنچی اس نے کہا کہ یہ کیا خبر ہے تو مصریوں نے اس کے جواب میں ملک ریان سے ک
کنعانیوں نے ایک پیالہ سرکاری چوری کیا تھا اور عنداالتحقیق وہ پیالہ ان کے شلیتوں میں سے نکلا اس
میں ان کا ایک بھائی بموجب آئین و قانون مقید ہے۔ اور وہ کنعانی اس لئے ہم سے لڑنا چاہتے ہیں۔
ریان نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوتا ہوں تمہاری مدد کے لئے معہ تمام اپنے لشکر کے حضرت یوسف
ملک ریان سے کہا کہ ابھی میں کافی ہوں اور ابھی آپ کو تکلیف دینا مناسب نہیں جب ضرورت ہوگی
کو یاد کرلیا جائے گا آپ اپنی جگہ آرام کریں۔ چنانچہ دوسرے دن قافلے اور لشکر نے شہر کے اندر آ
شروع کر دیئے اور ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی یہودا نے دروازے پر جاکر ایک ایسا نعرہ
چالیس ہزار مرد کار زار مصر کے یکبارگی بے ہوش ہوگئے اور شمعون نے بھی دوسری راہ سے آ
شجاعت دکھائی۔ مصر کے لشکریوں نے جب یہ حال دیکھا سب شکست پاکے پسپا ہوئے اور حضرت یو
چالیس ہزار مرد سپاہ کے بیچ میں تھے دیکھا کہ ان کے بڑے بھائی نے ایک پتھر اٹھاکر قلعہ کے کوشک
اس سے مکان کی تمام کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ بھی دیکھا کہ تمام لشکر مصر کا ہیبت سے پسپا ہوگیا۔
انہوں نے وہ دستار جو بھائیوں نے باپ سے لاکر دی تھی اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دستار
بطور معجزے کے ان کو لاکر دی تھی وہ ان کو دکھائی پھر سب بھائیوں نے اس دستار کو دیکھا تو دیکھتے
بھائی ست اور کمزور ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف ؑ نے ایک ہی حملے میں ان سب کو پکڑلیا۔ یہ
اہل مصر کو بہت تسلی ہوئی اور بادشاہ ریان نے حضرت یوسف ؑ کی جوانمردی دیکھی تو بہت تعریف کی
یوسف ؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ شائد تم نے اپنے اپنے دل میں یہی بات ٹھہرائی ہوگی کہ ملک
تمہارے مقابل کا نہیں ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی یہی مرضی تھی کہ آخر میں ہم تمہارے ہاتھ
ہو جائیں۔ لیکن ہم کو اس جنگ سے یہ بخوبی اندازہ ہوگیا کہ مصر میں ہمارے مقابل نہیں ہے پھر
بعد حضرت یوسف ؑ نے ان لوگوں کو اونٹوں کے بوجھ سمیت اپنے پاس بلوالیا تا۔۔ کہ لوگ یہ جانیں
ضرور سزا مقرر کی جائے گی اور وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کوئی ہمارے خاندان سے تعلق ر
ہمارے آباؤ اجداد سے کچھ بزرگی پائی ہوگی کہ ہم سے مقابل ہو کے لڑے اور ہم اس کے ساتھ نہ
اس پر یہودا نے کہا کہ میری بات سچ ہے جو کچھ عرصہ پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ میرا بھائی یوسف ؑ ہے

کے بھائیوں نے کہا اگر بھائی یوسف ؑ ہوتا تو ہم پر اس طرح احسان نہ کرتا، ہم لوگوں کو تو اسی وقت مار ڈالتا۔
الغرض حضرت یوسف ؑ نے ان سب لوگوں کو تین دن تک قید میں رکھا تا۔۔ کہ شہر کے لوگوں کو
خاطر جمع رہے جب تین دن قید کے گزر گئے تو انہوں نے ان لوگوں کو بلوا کر کہا کہ تم پر بادشاہ کی طرف سے
حکم تھا کہ فوراً جان سے مار دیا جائے لیکن میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی اور تمہاری رہائی دلائی۔ کیونکہ
تم لوگ نیک آدمی ہو اور ہم ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور پیار کرتے ہیں پس میں نے تم کو معاف کیا
اور اس قید سے تم کو خلاصی دی اب تم لوگ جہاں طبیعت چاہے وہاں جاؤ۔ شمعون نے کہا اے بھائیو! میں
یہاں رہوں گا اور تم سب لوگ جاؤ اپنے باپ کے پاس اور یہ حقیقت و ماجرا جاکر بیان کردو۔ پھر دیکھو کہ وہ
کیا جواب دیتے ہیں۔

قولہ تعالٰی اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ

شمعون نے کہا کہ تم سب بھائی اپنے باپ کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ میرے اباجان آپ کے
ایک بیٹے نے چوری کی ہے پس بموجب کہنے شمعون کے نو بھائی کنعان میں گئے۔ اور یہاں شمعون اور
بنیامین رہے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے واسطے اندیشے میں تھے۔ اور بوجہ فکر کے لوگوں کو
راستے میں بٹھا رکھا تھا کہ بیٹوں کی آمد کی خبر ہم تک جلد پہنچائیں۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو لوگوں نے ان
کے بیٹوں کی آمد کی خبر دی اور کہا مصر سے صرف نو بیٹے آئے ہیں اور ان کے ہمراہ نہ اونٹ ہیں اور نہ ان
کے بوجھ ہیں یعنی ان کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام بہت فکر مند ہوئے اور رونے
لگے۔ اور جب بیٹے ان کے پاس آئے تو انہوں نے ساری حقیقت اپنی جو جو حال ان پر گزرا تھا وہ کہہ سنایا
اور کہا گندم ناپنے کا ایک صاع چوری ہوگیا تھا اس کے عوض بنیامین کو قید میں رکھا اور وہاں کے عزیز مصر
یوسف ؑ سے لڑائی ہوئی اور ہم سب بھائیوں کی عزیز مصر یوسف ؑ نے بہت اچھی ضیافت کی اور بہت ہی
اچھی طرح سے ہم لوگوں کو رکھا۔ اور اے میرے اباجان اگر آپ کو ان باتوں میں ذرا بھی شک معلوم ہو تو
ہمارے قافلے کے دوسرے لوگوں سے معلوم کرلیجئے اور ہم نے جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے بالکل سچ ہے
ذرا بھی اس میں فرق نہیں ہے اور اس معاملہ میں ہم لوگ بے گناہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ

اور پوچھ اے میرے باپ ان بستی والوں سے جس میں ہم تھے اور اس قافلے والوں سے بھی جس
قافلے کے ہم لوگ واپس آئے ہیں اور بیشک ہم لوگ سچ کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا
نہیں ہے جو تم کہتے ہو اور تم لوگوں نے اپنے دل سے یہ بات بنالی ہے اور اب مجھے سوائے صبر کے کچھ بھی

نہ بن آئے گا- اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ: بولا کوئی نہیں بنائی ہے تمہارے جی نے یہ بات' اب صبر کرنا ہی بہتر ہے شاید لے آوے اللہ تعالیٰ میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا- الغرض حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں سے یہ دروغ آمیز باتیں سنیں تو ان سے مزید معلوم ہوا اور قیاس ان کی باتوں کا کیا کہ بہت ممکن ہے میرا یوسفؑ مصر میں ہے پھر ان سے توجہ اٹھالی اور پھر کہا قولہ تعالیٰ

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ

ترجمہ: اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسفؑ کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں ان کی یعنی یوسفؑ کے غم سے کیونکہ وہ یوسفؑ کے غم میں بھرے ہوئے تھے بیٹوں نے جب اپنے باپ کو دیکھا یوسفؑ کے غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں اور ضعیف و ناتوانی سے پشت بھی خم ہو گئی تب وہ کہنے لگے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ

ترجمہ: کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسفؑ کو یہاں تک کہ ہو جاوے مضمحل یا ہو جاوے ہونے والوں سے یعنی بنیامین کے جانے سے پھر یوسفؑ کا غم تازہ ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

کہا اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں اپنی بے قراری کی اور اپنے غم کی اللہ تعالیٰ کی طرف اور جانتا ہوں خدا کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ کیا تم کو صبر سکھاؤ گے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے مخلوق کی- اور میں خدا سے کہتا ہوں جس نے مجھے یہ درد دکھ دیا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے مجھ آزمائش ہے۔ دیکھو یہ آزمائش کہاں تک بس ہوتی ہے جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے

ہو جانے کی خبر سنی اس زور کی آہ ماری کہ آنکھیں الٹ گئیں- اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا- اے یعقوبؑ اگر تم خدا کو یاد کرو گے اور نہ روؤ گے تو تم کو راحت ملے گی ورنہ اور زیادہ پریشانی ہوگی اور یہ آہ دبکا عبث ہوگی یہ ارشاد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو کچھ دل جمعی ہوئی اور کچھ دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا یوسفؑ اب مصر میں ملے گا پھر اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں خدا کی طرف سے جس چیز کو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو اور فرمایا قولہ تعالیٰ

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ

اے بیٹو! جاؤ اور تلاش کرو یوسفؑ کی اور اس کے بھائی کی "اور مت ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک ناامید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں- خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پانچ برس تک یوسفؑ کے لئے روتے رہے اور ان فراق یوسفؑ کے دنوں میں سوائے عبادت الٰہی اور ذکر یوسفؑ کے اور کچھ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ بھوک و پیاس کی حالت میں یہی ذکر رہا کرتا تھا ایک طرح سے یہ ذکر ان کی زندگی کی غذا بن گیا- اس لئے شب و روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم اس سے زیادہ یوسفؑ کے لئے گریہ وزاری کرو گے تو بھی مرضی الٰہی کے سوا تم کو کچھ نہ مل سکے گا اور نام بھی تمہارا پیغمبروں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا یہ باتیں سن کر حضرت یعقوبؑ نے حکم الٰہی پر دھیان کیا پھر انکو رب العزت نے اپنے حکم سے یوسفؑ کو ملوا دیا- اگر کوئی معترض یہ کہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو ناحق چور بنا کر کیوں پکڑا تھا- تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرت یوسفؑ کو ناحق چور کہلوایا تھا- اس کی مکافات دنیا میں یوں ہوئی بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ترجمہ: اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے ایک بھائی نے بھی پہلے یعنی حضرت یوسفؑ کی شان پر تہمت لگائی ان کے بھائیوں نے پھر اگر کوئی کہے کہ بنیامین تو یوسفؑ کا سگا بھائی تھا ایک بطن سے اس پر کیوں چوری کی بدنامی لگائی اس سے تو ان کو کچھ برائی بھی نہ پہنچی تھی یہ سچ ہے- مگر یہ یاد رہے کہ بدنامی اس کی اس کے بھائیوں کے سبب سے تھی ظاہرا" لیکن حقیقتاً وہ بالکل صاف تھے اس کے پیچھے معلوم ہوا وہ سب کے سب بے گناہ تھے پھر تو کسی کو بھی ایذا نہ پہنچی الغرض پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا اور بولے کہ اپنے بھائی بنیامین کو لے آؤ اور خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو- کیونکہ اس کی درگاہ سے کوئی محروم نہیں رہتا وہ سب کو منہ مانگی مرادیں عطا فرماتا ہے اور جو اس چیز سے انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے- یہ باتیں اپنے والد بزرگوار کی بیٹوں نے سنیں تو اپنے والد محترم سے عرض کی کہ ایک خط آپ ہم کو عزیز مصر یوسفؑ کے نام

پر لکھ دیجئے اور ہم یہ اچھی طرح سے معلوم کر چکے ہیں کہ عزیز مصر مرد معزز ہیں ممکن ہے آپ کے خط پڑھ کر بنیامین کو چھوڑ دیں۔ تب ان لوگوں کے کہنے سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک خط مندرجہ ذیل مضمون پر لکھا جو نہایت ہی جامع کلمات سے پر تھا تا۔ کہ عزیز مصر یوسفؑ اس خط کو دیکھتے ہی بنیامین کو اپنے قید خانے سے چھوڑ دے خط یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَنَا يَعْقُوْبُ اِسْرَآئِيْلُ اللّٰهِ ابْنُ اِسْحَاقَ صَفِيِّ اللّٰهِ اَخِ اِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ اَكْتُبُ اِلٰى عَزِيْزِ ابْنِ الرَّيَّانِ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ فِي الْاَرْضِ مُبْتَلَاءٌ بِالْبَلَاءِ اَمَّا جَدِّيْ اِبْرَاهِيْمُ ابْتَلَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِالنَّ فَاَنْجَاهُ وَاَمَّا عَمِّيْ اِسْمٰعِيْلُ فَابْتَلٰى بِالذَّبْحِ وَاَمَّا اَنَا فَكَانَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْلَادِ ابْتَلَانِيْ بِ مُفَارَقَةٍ حَتّٰى عَمِيَتْ وَكَانَ لَهٗ اَخٌ وَهُوَ الْمَحْبُوْسُ لِشَامَتِهٖ عِنْدَكَ لِعِلَّةِ السَّرِقَةِ فَاعْلَمْ اَنَا لَا اَكُوْنُ لَهٗ وَلَا اِبْنِيْ اَنْ فَضَّلْتُ بَذْرٍ فَلَكَ الْاَجْرُ وَالثَّوَابُ عِنْدَ يَوْمِ الْحِسَابِ

اتنا ہی لکھ کر اپنے بیٹوں کے حوالے کیا اور بیٹے اپنے باپ سے رخصت ہو کر ملک مصر جا پہنچے اور بزرگوار کے دست مبارک سے لکھا ہوا نامہ مبارک عزیز مصر یوسفؑ کو دیا۔

حضرت یوسفؑ نے اپنے والد بزرگوار کا نامہ مبارک بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا اور اس نامہ مبارک کو پڑھتے ہی زارو زار رونے لگے اور پھر فوراً ہی اس خط کا جواب لکھ کر اپنے محترم والد صاحب کو بھیجا جس کا مضمون یہ تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابُكَ وَصَلَنِيْ اِلَيَّ وَشَرَّفْنَا مِمَّا وَصِفْتَ مِنْ مَحْزَنِ اٰبَائِكَ وَبَلِيَّ بِفِرَاقِ اَوْلَادِكَ وَفَهِمْنَا عَلَيْهِ وَعَلَيْكَ بِالصَّبْرِ الْجَمِيْلِ فَاِنَّ مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ كَمَا صَبَرَ اٰبَاءُكَ فَظَفِرُوْا الخ

خط جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس کو دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں کو بلا کر کہا کہ اس خط میں اثر مجھے تو یوسفؑ کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت جی یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا اس کے جواب مین حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ میرے خط کا جواب لکھنا سوائے پیغمبروں کے اور کسی کو ادراک و فہم ممکن نہیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خط کا جواب لکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور ساتھ ہی ساتھ ایک خط بیٹوں کے پاس بھی لکھا کہ اے میرے بیٹو! تم عزیز مصر یوسفؑ کے پاس جا کر عجز و انکساری سے اپنے بھائی بنیامین کو طلب کرو۔ شائد وہ مہربان ہو کر میرے بیٹے بنیامین کو چھوڑ دے اور ساتھ ہی اس کے گیہوں سے ایک بوجھ اونٹ کا بھی دے کیونکہ یہاں پر قحط زوروں پر ہے اور لوگ بوجہ بھوک جاں بلب ہیں۔ یہ خط جب یہودا کو ملا تو وہ فوراً اس خط کو لے کر حضرت یوسفؑ کے پاس گیا اور ان کے پاس جا کر گریہ وزاری کرنے لگے اے عزیز مصر یوسفؑ ہم بیچارے غریب پردیسی اس ملک میں آئے ہیں تمہارے پاس اور باپ ہمارے لیے بوڑھے گھر میں ہیں اور وہ ہمارے لیے

تڑپتے ہیں اور جو کچھ مال ہم لوگ آپ کے پاس لائے ہیں وہ آپ ہم سے لے لیجئے اور بمقدار اس کے ہم کو اس کے عوض میں کچھ گندم دے دیجئے اور ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنا تصدق کر کے چھوڑ دیں اور ہم لوگ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ تمام اہل ملک آپ کے قبضہ میں ہو رہے ہیں اور آپ کے واسطے ایک قیدی کو چھوڑنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے ہم کو امید ہے کہ آپ ضرور ہماری طرف توجہ فرمائیں گے اور پھر کہنے لگے قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور کہنے لگے اے عزیز مصر یوسفؑ اس کا ایک باپ ہے بہت بوڑھا بڑی عمر والا سو اس کے بدلے میں ایک ہم میں سے رکھ لیجئے اور اس کو چھوڑ دیجئے اور ہم کو یہ معلوم ہے کہ آپ بہت احسان کرنے والے ہیں یہ سن کر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی اپنی چیز' اگر ہم اس اصول کے خلاف کریں گے تو پھر ہم بے انصاف ہوئے یہ باتیں عزیز مصر یوسفؑ کی سن کر وہ جب ناامید ہوئے پھر اکیلے بیٹھ کر مصلحت کو سوچنے لگے۔ لیکن کوئی تدبیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی اور وہ سب ہر چند غور و فکر کرتے تھے۔ ان میں سے جو سب سے بڑا تھا وہ بولا کیا تم نہیں جانتے کہ چلتے وقت باپ نے تم سے کیا عہد لیا تھا اور وہ عہد بھی معمولی عہد نہیں ہے کیونکہ اس عہد میں اللہ کو گواہ کیا گیا ہے اور پھر اس سے پہلے حضرت یوسفؑ کے بارے میں زبردست قصور کر چکے ہو اس حال کو بھی غور کرو آخر اس کا کیا جواب ہو گا اور میں تو یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اس جگہ سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک حکم نہ دے میرا باپ' یا پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر دے اور وہی ہے سب سے بہتر فیصلہ چکانے والا۔

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی کو یعنی بنیامین کو عمدہ لباس پہنا رکھا تھا۔ اور ان کی خدمت میں نوکر لگا رکھے تھے اور ایک مکان نہایت عالی شان بھی ان کی رہائش کے واسطے دیا تھا اور ہر روز اپنے ساتھ سیر کو لے جاتے تھی اور ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے باپ کا ذکر ان سے کیا کرتے تھے اور بنیامین اپنے دل میں کہتے تھے کہ اس حال کی خبر جلد از جلد باپ کو کر دینا چاہیے تا۔ کہ وہ جلد از جلد یہاں آ جائیں کیونکہ یہ جگہ بہت آرام و سکون کی ہے۔ ادھر بھائیوں نے بنیامین کو دیکھا لباس شاہانہ پہن کر تخت پر برابر یوسفؑ کے ساتھ بیٹھا کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ شاید عزیز مصر نہیں ہے بلکہ یہ حضرت یوسفؑ ہیں ورنہ ایسی شفقت سے اپنے برابر تخت پر بٹھانا سوائے حقیقی بھائی کے کون کسی کو بٹھاتا ہے۔ خدانخواستہ اگر ہم لوگوں کو کچھ مصیبت پڑے تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو شفیع کریں گے حضرت یوسف علیہ السلام نے جب

ان لوگوں کا چہرہ متغیر دیکھا تو فرمایا کہ کم از کم تم یاد کرو ان کے بھائی یوسفؑ پر تم لوگوں نے کیا کیا ظلم
قولہ تعالیٰ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ ترجمہ: کہا حضرت یوسفؑ نے تم
کیا کیا تھا یوسفؑ سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو سمجھ نہ تھی۔ وہ بولے قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَ
يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَ
الْمُحْسِنِيْنَ ترجمہ: کہا انہوں نے کیا سچ تو ہی یوسفؑ ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے
میں ہی یوسفؑ ابن یعقوبؑ ہوں اور یہ میرا حقیقی بھائی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور و
پرہیزگاروں پر احسان کرتا ہے البتہ جو کوئی پرہیزگاری کرے اور پھر بھی صبر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ ا
لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا اور احسان کرنے والوں کو احسان کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ یعنی حاصل مطلب
ہے کہ جس پر کچھ تکلیف پڑے اور وہ حدود شرع سے باہر نہ ہو اور نہ وہ ان مصائب کو دیکھ کر گھبرائے ا
اس کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرے تو بالا آخر اس کو اللہ رب العزت ضرور اس کا نعم البدل عنا
فرمائے گا۔ حضرت یوسفؑ سے جب ان کے بھائیوں نے یہ بات سنی تو یکبارگی ناچار ہو کر گر پڑے اور ز
زار رونے لگے اور زبانوں سے کہنے لگے قولہ تعالیٰ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ تر
: کہا انہوں نے قسم سے خدا کی تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطا
یعنی تمہارا خواب سچ اور ہمارا حسد غلط اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل کیا۔ اور اب ہم سب گنہگار ہیں ا
اب ہم نے توبہ کی اپنے گناہوں سے اور اس کے بدلے میں جو کچھ بھی تم سزا مقرر کرو وہ سب جائز ہے ا
اگر تم بنظر عفو معاف کر دو تو یہ آپ کی بزرگی کے لائق ہے۔ اور اگر سزا دو تو وہ ہماری تقصیروں کے لا
ہے حضرت نے یہ عاجزانہ کلام جب اپنے بھائیوں سے سنا تو فرمانے لگے قولہ تعالیٰ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُ
الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ترجمہ: کہا یوسفؑ نے کہ کچھ بھی الزام نہیں تم پر آج اور ا
تعالیٰ تمہاری تقصیرات کو بخشے اور وہ ہے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو ک
آدمی گناہ اور تقصیر سے توبہ کرے اور معافی چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے معاف فرماد
ہیں۔ اسی اشارات پر حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے بسبب توبہ و انکساری کے معاف کیا اور اگر ا
یہاں نہ ہوتا تو حشر میں انصاف کے دن خدا کے پاس یہ معاملہ پیش ہوتا اور اللہ تعالیٰ انصاف کرتا تو اس ک
پاداش میں نہ معلوم کیا خداوند قدوس سزا مقرر فرماتا اس لئے حضرت یوسفؑ نے تمام تقصیرات کو ا
بھائیوں سے درگزر فرمایا۔

الغرض حضرت یوسفؑ نے اس وقت اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب کو میں نے خطا ماضی
معاف کیا اور اب تم لوگ کچھ غم نہ کرو، اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم پر رحم کرے اور میں نے تمہار

تقصیریں معاف کیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اب تم کو لازم ہے کہ
ہماری ملاقات جلد ہمارے باپ سے کراؤ۔ تب تو تمہارا چھٹکارا ہے۔ بھلا یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرے باپ کی
آنکھیں کس طرح جاتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا پیراہن آنکھوں پر رکھ کر شب و روز روتے روتے
ندھے ہو گئے۔ تب حضرت یوسفؑ نے کہا اچھا اب یہ میرا دوسرا پیراہن لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ
پر ڈال دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بینا ہو جائیں گے ان کا علاج یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْهَبُوْا
بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ: حضرت یوسفؑ بولے
جاؤ یہ کرتہ میرے باپ کے منہ پر ڈالو انشاء اللہ وہ اپنی نظر کے ساتھ دیکھتے ہوئے چلے آئیں گے اور یہ
بھی کرو کہ سارا گھر میرے پاس لے آؤ یہ بات کہہ کر مع اپنے بھائیوں کے کھانا کھایا اور پھر ان سب کو
اچھی اچھی پوشاکیں پہنائیں جو نہایت قیمتی تھیں اور پھر ان سے کہنے لگے کہ تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو
میرے باپ کو جلد اس امر کی خبر پہنچا دے تاکہ جلد ان کو میری طرف سے تسلی خاطر ہو۔ ان میں سے ایک
شخص جس کا نام ژاژ تھا۔ ہر روز اس کو تقریباً ڈیڑھ سو کوس چلنے کی عادت تھی اس کو حضرت یوسفؑ نے کہا
کہ تم جاؤ اور میرے باپ کو یہاں آنے کا مژدہ دو۔ اور ایک پیراہن کہ جس کی برکت سے حضرت خلیل
اللہ نے آگ سے نجات پائی تھی۔ اور آگ گلزار ہو گئی تھی۔ وہ پیراہن حضرت یوسفؑ کے بازو میں تھا۔
جب ان کے بھائیوں نے ان کو کنوئیں میں ڈالا تھا تو اسی پیراہن کو کھول کر آپ نے یہودا کے ہاتھ میں دیا
اور پھر بولے کہ یہ باپ کے منہ پر لے کر ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے باپ کی آنکھیں
نیک ہو جائیں گی اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے چلے آویں گے میرے پاس، اور یہ بھی تاکید کی کہ جب تم
مصر کے دروازے سے باہر ہو جاؤ تو اس پیراہن کو کنعان کی طرف ہوا کے رخ پر رکھنا تاکہ بو پیراہن کی جلد
میرے باپ کو پہنچے، اسی تاکید کے مطابق یہودا نے مصر کے دروازے کے باہر جا کر اس پیراہن کو ہوا کے
رخ پر رکھا اور باد صبا نے بوئے پیراہن یوسفؑ کی فوراً حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچائی۔ اس وقت حضرت
یعقوب علیہ السلام نے کہا اپنی اولاد کو جو اس وقت حاضر تھی۔ یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے پاس بیٹھے
تھے تو ان سے کہنے لگے اے بیٹو! اب تو یوسفؑ کے پیراہن کی بو پاتا ہوں تم مجھ کو دیوانہ مت کہنا جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ترجمہ: اور
جب جدا ہوا قافلہ مصر سے کہا ان کے باپ نے کہ میں پاتا ہوں یوسفؑ کی بو کبھی ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو کہ
بڈھا بہک گیا ہے۔ یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر لوگ کہنے لگے قولہ تعالیٰ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ
لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ترجمہ لوگ کہنے لگے قسم خدا کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم و گمان اپنے قدیم کے ہے اس
بات کو کہے ہوئے کچھ ہی ساعت گزری کہ ژاژ پیک نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جا کر حضرت یوسفؑ کی

طرف سے بشارت دی یہ سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے جلدی سے اٹھ کر اس کو گود میں لے لیا اور بہت ہی مشتاق ہو کر اس سے پوچھنے لگے یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرا یوسفؑ اس وقت کہاں ہے وہ بولا کہ یوسفؑ کو ہم نے مصر میں پایا ہے اور ملک مصر کے بادشاہ ہیں بنیامین اور دوسرے جو بھائی وہاں موجود ہیں وہ بھی اچھی طرح آرام سے ہیں اور میرے پیچھے یہودا بھی آ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے ہمراہ حضرت یوسفؑ کا دیا ہوا ایک کُرتہ لے کر آ رہے ہیں اور حضرت یوسفؑ نے چلتے وقت یہ تاکید فرمائی تھی کہ یہ کرتہ میرے باپ کے منہ پر ڈال دیجئے گا اللہ کے حکم سے وہ بینا ہو جائیں گے۔

لہٰذا وہ کرتہ لا کر آپ کے منہ پر ڈالیں گے تاکہ آپ کی بینائی ٹھیک ہو جائے ایک بات کی اور تاکید کی تھی کہ سب اہل بیت کو یہاں لے آؤ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا۔ بہت اچھا اس میں کچھ مضائقہ نہیں لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ میرا یوسفؑ اس وقت کس کے دین پر ہے اپنے باپ دادوں کے دین پر ہے یا نہیں اس میں مجھ کو اندیشہ ہے اس نے کہا کہ ابھی تک وہ اپنے باپ دادوں کے دین پر قائم ہے۔ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام مسجد میں چلے گئے اور شکر خدا بجا لائے اور تمام کنعان کے لوگ خوش ہوئے اتنی دیر میں یہودا بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آ پہنچے اور آتے ہی یہودا نے وہ پیراہن جو حضرت یوسفؑ نے دیا تھا وہ حضرت یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا۔ اس پیراہن کے ڈالتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور وہ ہر چیز کو دیکھنے لگے۔ پھر اس پر یہ کہنے لگے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ہم نے تم کو کہا تھا مجھے یوسفؑ کے پیراہن کی بو آتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ: پس آیا خوشخبری لانے والا تو اس نے ڈال دیا اس کرتے کو اوپر منہ اس کے پس ہو گئے وہ بینا، پھر بولے کہ میں نے یہ نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے، اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضرت یوسفؑ کے پیراہن کی بو مصر سے حضرت یعقوبؑ کو پہنچی تھی اور کسی دوسرے کو نہیں پہنچ رہی تھی اس میں کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو عاشق اپنے معشوق کا ہو تو ضروری ہے کہ بو محبوب کی اسی کو آئے گی اور کسی دوسرے کو کیوں آنے لگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مومنو! تمام عالم مخلوقات میں میں نے کسی کو ایسا نہیں پیدا کیا کہ اس کی رنگ و بو میری نہ ہو اسی طرح سے چونکہ حضرت یوسفؑ یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اس لئے ان کو اپنے بیٹے کی بو لمبی مسافت سے بھی آ رہی تھی اسی طرح سے بندہ مومن خدا کا دوست ہوتا ہے۔ اس کو موت کے وقت راحت اور اپنی خدا دوستی کی بو آتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت جو مومن حالت نزاع میں ہو گا خدا تعالیٰ فرما دے گا کہ میرا دوست ہے چنانچہ اس وقت اس کو اس دوستی کی بو آئے گی جب جان اس کی نکلنے کو ہو گی تو خدا

طرف سے بشارت دی جائے گی کہ اے روح خوشی سے نکل جا تب فرشتے بھی اس سے کہیں گے اے مومنو! تم کو بسبب عصیاں کے اور غفلت کے راہ امر و نہی خدا کی نہیں سوجھی تھی اب جاتے وقت تکلیف کھینچتے ہو اور روتے ہو۔ اس لئے پیراہن مغفرت کا اللہ تعالیٰ نے تم کو بھیجا تاکہ آنکھوں میں تمہارے روشنی آ جائے اور اپنی جگہ بھی بہشت میں پاؤ۔ الغرض حضرت یوسفؑ نے بعد رخصت کرنے ژاژ پیک کے اور بھی تین بھائیوں کی تدبیریں میں رہے ان کو اچھے اچھے عمدہ کپڑے چن چن کر اور ہر بھائی کو علیحدہ علیحدہ دے کر اور اہل کنعان کے لئے ایک ہزار اونٹ معہ بوجھ گندم کے اور اقسام اقسام کے کھانے کی چیزیں اور اچھے اچھے گھوڑے بطور ہدیہ باپ کے پاس بھیجے تاکہ تمام اہل کنعان کو حصہ پہنچے اور تمام اہل کنعان میرے باپ کے حق میں دعا کریں۔ یہ چیزیں کئی دن کے دن شہر کنعان پہنچ گئیں۔ پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اپنے اہل بیت کو لے کر مصر کے قریب پہنچے۔ اس خبر کو سن کر بادشاہ ریان بہت خوش ہوا اور حضرت یوسفؑ سے کہا کہ ادائے شکر تم کو واجب ہے اپنے ماں باپ سے اور تمام اہل بیت سے تمہاری ملاقات ہوئی اور جتنا مال پہلے سب کے واسطے تم نے اپنے والد بزرگوار کے پاس بھیجا تھا ہم اس سے بہت ہی خوش ہوئے اور بھی اتنا ہی مال خزانے سے لے کر ادائے شکر میں فقیروں و محتاجوں کو خیرات کرو اور پھر ملک ریان نے بھی ہدیہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے بھیجا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مصر کو دیبائے رومی سے آراستہ کریں اور مکانات نئے نئے جداگانہ تیار ہوویں پس حضرت یوسفؑ علیہ السلام مع اپنے لشکر بادشاہت کے مصر سے نکل دو منزل آگے باپ کے استقبال کو آئے۔ ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جب کسی سے راستے میں ملاقات ہوتی تو اس سے پہلے یہی دریافت کرتے کہ بتاؤ میرا یوسفؑ کہاں ہے کیا تم لوگوں میں ہے یا نہیں۔ وہ لوگ اس کے جواب میں کہتے کہ وہ ہم لوگوں میں کیسے ہو سکتے ہیں لوگ تو ان کے غلام ہیں چنانچہ اسی راستے میں تقریباً اسی سوار اونٹ پر گزرے ان سب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کا حال دریافت کیا اس کے بعد حضرت یوسفؑ بذات خود نہایت باحشمت دبدبہ لشکر کے ساتھ آ پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس شتر کی عماری پر تشریف لائے جو حضرت یوسفؑ نے خاص اپنے والد محترم کے واسطے بھیجا تھا چنانچہ راستے ہی میں باپ بیٹے سے ملاقات ہو گئی اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسفؑ سے کہہ دیا تھا کہ جب اپنے والد بزرگوار سے ملاقات ہو تو تم اپنے گھوڑے سے نیچے نہ اترنا اگرچہ اپنے باپ کی تعظیم واجب ہے لیکن بادشاہوں کا پاپیادہ ہونا مناسب نہیں تب حضرت یوسفؑ یہ بات سن کر یہ تجویز عمل میں لائے کہ بادشاہ ریان کے حکم کی بھی تعمیل ہو جائے اور اپنے والد محترم بزرگوار کی تنظیم بھی بجا لاؤں تو وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جا اترے اس کے بعد وہ فوراً مشاہدے میں گئے غیب سے ایک ندا آئی کہ

اے یوسفؑ جو جس کا محب جانی ہوتا ہے تو اس کی ماں جیسی محبت ہوتی ہے یہ آواز سنتے ہی حضرت یوسفؑ نے جانا کہ یہ ہدایت منجانب اللہ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسفؑ کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اتر پڑے اور رمحبت و تعظیم سے یوسفؑ کو اپنی عماری پر اٹھالیا اور پھر دونوں ملکر بہت روئے اور یہ حال دیکھ کر تمام اہل لشکر بھی رو دیا ان کے رونے سے سب بھائی اور تمام لشکر پاپیادہ مصر میں آئے بعد اس کے زرو گوہر نثار کیے۔

خبر ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام لشکر میں یوسفؑ کے آئے اور ان میں نشان جتنے تھے وہ سب پست ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا سر سب سے بلند ہوا یہ دیکھ کر سب بہت حیران و متعجب ہوئے اور اسی اثنا میں دیکھا گیا کہ کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام ہنستے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام روتے تھے اور کبھی حضرت یوسفؑ ہنستے تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے تھے۔ اس میں ایک اشارہ ہے جو درحقیقت عاشقانہ کہلاتا ہے یعنی کبھی عاشق روتے ہیں تو معشوق ہنستے نظر آتے ہیں اور کبھی معشوق روتے ہیں تو عاشق ہنستے نظر آتے ہیں۔ پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل بیت کو لے کر اس قصر معلیٰ میں جا اترے جو کہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے بنایا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو لے جاکر شاہی تخت پر بٹھا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا اور بلندی پر تخت شاہی کے اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور پھر سب کے سب بھائی اس کے آگے سجدہ تعظیمی میں گر گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی اس وقت شریعت میں جائز تھا اب منع کر دیا گیا پھر سجدے سے اٹھ کر حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا قولہ تعالیٰ وَقَالَ یٰاَبَتِ ھٰذَا تَاوِیْلُ رُؤْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَھَا رَبِّیْ حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ترجمہ: اور کہا یوسفؑ نے اے میرے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے رب نے سچ کیا اور اس نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا اور پھر تم سب کو میرے پاس لے آیا۔ بعد اس چیز کے جھگڑا اٹھایا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان مردود نے اور میرا رب ہر کام کو بذریعہ تدبیر کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے بیشک وہی ہے خبردار حکمت والا۔ اگلے زمانے میں سجدہ کرنا بڑوں کی تعظیم سمجھی جاتی تھی اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم کو سجدہ کیا تھا اور اس شریعت محمدیہ میں وہ رواج بالکل موقوف کر دیا بلکہ سجدہ کرنا کسی مخلوق کو حرام کر دیا اور حکم دیدیا کہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ ترجمہ تحقیق مساجد اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں جن میں سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور سوائے اس کے کسی کو روا نہیں ہے۔

چونکہ کچھ احکام خداوندی پہلے کی شریعتوں میں جاری کیے گئے تھے۔ جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح جائز تھا پھر وہ موقوف کر دیا گیا اسی طرح سے یہ سجدہ تعظیمی کا حکم پہلے تھا۔ مگر شریعت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا۔ پس حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اے میرے اباجان! یہ وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہی خواب میرا سچا کر دیا۔ بعد اس کے دوسرے دن تمام اہل مصر نے اپنے اپنے ہدیے و نذرانے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پیش کیے جو درحقیقت حساب و گنتی سے باہر ہیں اور وہ سب مال حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دے ڈالا اور پھر ملک ریان بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کی صحبت کی برکت سے وہ دین اسلام سے مشرف ہوا پھر اس کے کئی لوگ آئے اور مشرف باسلام ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جو دیکھنے جاتا اچنبھے کا ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہوا دیکھتا اور وہ نہایت ہی متحیر ہوتا اور پھر وہ دین اسلام قبول کر لیتا۔ اس کے بعد ملک ریان نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا اے حضرت کیا یوسفؑ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں بولے جی ہاں وہ میرے بیٹے ہیں تب بادشاہ ریان نے کہا کہ میں ان سے بہت خوش ہوں اور میں نے ہی اس خوشی میں اپنی سلطنت کا کل اختیار ان کو دیدیا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک ریان یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اسی کو کل جہان کا اختیار ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہی۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ اس وقت بادشاہ کے گھر میں سات چکیاں سنگین طلائی تھیں۔ اور ہر ایک چکی وزن میں پانچ ہزار من کی تھی۔ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاؤں میں ایک چکی کی ٹھوکر لگی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر اسی چکی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ اور یہ طاقت حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے سبب حاصل تھی' اب میں چاہتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو مختصر کردوں تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور میرے واسطے دعائے خیر کرتے رہیں۔

الغرض حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے بھائیوں نے دریائے نیل کے کنارے پر اپنے رہنے کے واسطے عمارت بنوائی اور پھر وہیں سکونت اختیار کرلی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ تم کو معلوم تھا کہ میں کنعان میں ہوں تو کیوں تم نے مجھ کو اپنے حال سے خبر نہ دی۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے مودبانہ عرض کی اباجان میں نے بہت خطوط آپ کی خدمت میں لکھے اور وہ سب کے سب اب تک ایک صندوق میں رکھے ہوئے ہیں اور کہا کہ جب میں آپ کو خط لکھ کر بھیجنے کا ارادہ کرتا تو اسی وقت جبرائیلؑ آتے اور مجھ کو بھیجنے سے منع فرما دیتے اور مجھ سے یہ فرماتے کہ اے یوسفؑ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابھی تمہاری ملاقات کا وقت نہیں آیا اور ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔ اب تم اس وقت یہ خط اپنے والد بزرگوار کو مت بھیجو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ سے پوچھا مجھے

بتاؤ کہ تمہارے بھائیوں نے تمہارے ساتھ کیا بدسلوکی کی ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسفؑ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ لیکن تمام بھائیوں نے خود ہی آکر کہا کہ اے اباجان ہم سب ان کے بدخواہ تھے اور ہم ہی گنہگار ہیں اور اب ہم سب معافی چاہتے ہیں آپ سے اور امید قوی کرتے ہیں کہ آپ ضرور ہماری غلطیوں سے درگزر فرمائیں گے قولہ تعالیٰ قَالُوا يَاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ترجمہ: کہا انہوں نے اے میرے باپ بخشواؤ ہمارے گناہوں کو بیشک ہم تھے خطا کرنے والے، حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو تسلی دیتے ہوئے ان سے کہا کہ اے بیٹو! میرے عنقریب بخشواؤں گا تمہارے گناہ اپنے رب سے کیونکہ وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (سوال) اس میں کیا بات ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں نے اپنی خطا کی معافی مانگی جو انہوں نے حضرت یوسفؑ کے بارے میں خطا کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وعدہ میں رکھا اور کہا میں عنقریب بخشواؤں گا۔ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ وعدہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کیا تھا وہ علی الصبح کیا تھا کیونکہ صبح کی دعا اللہ تعالیٰ کے یہاں مستجاب ہوتی ہے اور بعضے مورخین حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے حق میں دعا کرنے میں اس واسطے تاخیر کی تھی کہ حق تعالیٰ کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ اس شخص کو راضی نہ کرلے جس کے حق میں غلطی یا گناہ کیا گیا ہو چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا گناہ اور ظلم حضرت یوسفؑ کے حق میں تھا اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت تک تاخیر کی جب تک آپ نے حضرت یوسفؑ سے ان بھائیوں کی معافی کا تذکرہ نہ کیا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ سے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں سے راضی و خوشی ہو یا نہیں حضرت یوسفؑ نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ میں اپنے تمام بھائیوں سے راضی ہوں اور ان کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی فرمائشی دعا خداوند قدوس سے مانگی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کے وہ قصور جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت یوسفؑ کے حق میں کئے تھے معاف کردیئے۔

اس دعا کے چند ہی روز بعد حضرت یعقوب علیہ السلام انتقال فرماگئے۔ اس کے بعد شمعون نبی ہوئے اور بعض معتبر روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً چوبیس برس تک نبوت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جب آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی تو موت بالکل قریب آگئی تو اس وقت آپ نے دربار خداوندی میں دعا مانگی اور کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ترجمہ: اے پروردگار میرے دی تو نے میرے تئیں کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے مجھے تعبیر خوابوں کی اے پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے تو ہی ہے دوست یعنی کارساز میرا دنیا و آخرت میں اور میں امید کرتا ہوں کہ میری موت بھی نیک بختوں میں کر اور بعد مرنے کے میرے مجھے صالحین میں ملا دے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہمارا بھائی یوسفؑ بادشاہ ہے اور وہ قیامت کے دن بادشاہ کے زمرے میں اٹھے گا اور وہ پسندیدگی کی نگاہ سے نبیوں میں نہیں دیکھا جائے گا۔ اس بات کو حضرت یوسفؑ نے بھی سن لیا تھا تب ہی تو موت کے وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو نے میرے تئیں بادشاہی دی دنیا میں اور موت دے مجھ کو ایمان کے ساتھ اور آخرت میں انبیاء صالحین کے ساتھ ملا دے۔ اور ستر برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے تمام بھائی نبی ہوئے اور اسی طرح سے انتقال ہوتا رہا۔ اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے تک بارہ قوموں پر مشتمل تھے قرآن شریف میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو اسباط فرمایا ہے اور اسباط کہتے ہیں نبی اسرائیل کو یعنی اولاد یعقوبؑ کو اور دوسرے نبی اسرائیل کو قبائل کہتے ہیں تاکہ تمیز ہوسکے ان دونوں فریقوں میں یہاں تک میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

قصہ اصحاب کہف کا

ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ملک روم میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام دقیانوس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑی سلطنت دے رکھی تھی اور فوج و لشکر بہت کثیر تعداد میں تھا۔ اتفاقاً ایک روز کسی قاصد نے آکر اس بادشاہ سے کہا کہ فلاں بادشاہ تیرے ساتھ لڑنے کی تیاری کررہا ہے اور اپنی کثیر تعداد میں تیرے مقابلے کے لئے آنا چاہتا ہے اس خبر کو سن کر روم کا بادشاہ دقیانوس اشتعال میں آگیا اور اپنی تمام فوج و لشکر لے کر اس دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا اور وہ بادشاہ جو اس پر چڑھائی کرنے آیا تھا آخر کار دقیانوس بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے جتنے بیٹے تھے وہ سب کے سب گرفتار ہوگئے۔ بعضے مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کے چھ بیٹے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ بیٹے تھے بادشاہ روم دقیانوس نے سب کو اپنی خدمت خاص میں رکھا صرف ان میں سے ایک کو عہدہ جائے ضرورت کا دیا تھا۔ جب بادشاہ دقیانوس جائے ضرورت کو جاتا تو اس سے آبدست کروالیتا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ ایسا جوان فربہ موٹا تھا کہ اس کا ہاتھ جائے مقعد پر نہیں پہنچتا تھا۔ بڑا عظیم البدن تھا۔ اور یہ بھی بعض مورخین لکھتے ہیں کہ وہ ملعون خدائی کا دعوی بھی کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان شہزادوں کو خطاب اصحاب کہف کا دیا جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اِذْ اَوَى

الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ترجمہ کیا تو خیال رکھتا ہے کہ غار والے اور کوہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبھا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان اس کوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کو درست یہی شہزادے مذکور سب کچھ تدبیر اور حیلہ کرنے لگے کہ کیونکہ اس ظالم بدبخت کے ہاتھ سے ہم خلاصی پائیں اور خدا کی عبادت کریں۔ ایک روز دقیانوس اپنی جائے ضرورت کو گیا تھا اور اس غلام کو جسے اس نے اس کام کے واسطے خادم مقرر کیا تھا نہ پایا کہ اس کی مقعد کو دھلائے۔ تب اس ظالم ملعون نے خفا ہو کر حکم کیا کہ اس کو اس کے سب بھائیوں کو ایک ایک سو درے مارے جائیں اور ان کو تاکید کردو کہ آئندہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے اور آئندہ سے اپنے کام پر برابر حاضر رہیں اور اپنے کام سے غفلت نہ ہونے پائے۔ اس حکم کو سننے کے بعد وہ شاہزادہ کہ جس کا عہدہ جائے ضرورت کا تھا جب رات ہوئی تو سب بھائیوں کو لے کر بیٹھا وہ سب کو ایک جگہ اکٹھے ہو کر صلاح و مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ملعون ہم کو ہر روز ستاتا ہے اور خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور سب سے اپنے کو سجدہ کرواتا ہے۔ اب ہم کو واجب ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے باز رہیں اور یہاں سے کسی طرف نکل جاویں اور اپنے خالق ارض و سما کی عبادت کریں جو آخرت میں ہمارے مرنے کے بعد کام آوے۔ یہ بات ایک بھائی نے اپنے مشورے سے بتائی تھی سب بھائیوں نے اس بات کو بسرو چشم قبول کیا اور کہا کہ بھائی بات تو بڑی اچھی ہے جو تم کہتے ہو۔ اب کسی صورت و تدبیر سے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ تب باقی بھائی بولے کہ ایک تدبیر ہے کہ وہ ملعون میدان میں چوگان کھیلنے کو جائے گا اور ہم کو بھی لے جائے گا جب ہم لوگوں کو کھیلنے کو کہے گا تب ہم لوگوں کو ایسی چستی و چالاکی سے چوگان کھیلنا چاہیے کہ وہ خوش ہو جائے اور تعریف کرنے لگے جب شام قریب ہوگی تب میں چوگان میدان سے باہر پھینکوں گا اس وقت تم لوگ بھی میرے پیچھے میدان سے باہر نکل آنا اور سب ایک جگہ جا کر میلے اور پرانے کپڑے پہن لینا اور پاؤں پاؤں چلے جانا اس طرح سے کوئی ہم کو دیکھے گا بھی نہیں اور ہم لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ سب بھائیوں نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا اور عزم بالجزم اپنے حصول مقصد میں لگ گئے۔

دوسرے دن دقیانوس بادشاہ کے پاس سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے عہدے پر جا کھڑے ہوئے اور وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھا خدائی کا دعویٰ کرتا تھا لعنتہ اللہ علیہ اتفاقاً اسی وقت ایک بلی بالا خانے پر سے اس کے پاس اچانک آگری اس کے گرنے سے وہ ملعون چونک پڑا اور بہت ڈرا۔ تب وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ ملعون خدا ہوتا تو بلی سے کیوں ڈرتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود جھوٹا ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے اسی گھڑی ایک شیطان بصورت انسان اس کے آگے آکر کہنے لگا اے ملعون اگر تجھ کو دعویٰ خدائی کا ہے تو ادنیٰ ترین ایک ذی روح جانور مکھی ہے اس کو تو پیدا کر تب ہم جانیں گے تیرا دعویٰ حق ہے۔ اس مردود نے ایک بہانہ کرکے کہا کہ ایسے بدجانور کو ہم پیدا نہیں کرتے۔ شیطان بولا خدا نے تو اس کو پیدا کیا ہے البتہ کچھ حکمت ہوگی۔ وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہوگی۔ اس کے جواب میں شیطان بولا جب تو جائے ضرورت میں جا بیٹھتا ہے وہ مکھی تیری گندگی میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں نجاست آلود کرکے تیری داڑھی پر جا بیٹھتی ہے۔ یہ بھی ایک کار حکمت ہے یہ کہہ کر وہ شیطان غائب ہو گیا اور وہ ملعون یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ پس دوسرے دن دقیانوس چوگان کھیلنے کو میدان میں گیا اور ان شہزادوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیا پس جب وہ میدان میں پہنچ گئے تو چوگان کا کھیل کھیلنے لگا۔ دقیانوس ان شہزادوں کے کھیل سے بہت زیادہ محظوظ ہوا اور بولا صبح کو تم سب کو خلعت دے کر خوش کروں گا۔ جب شام ہوئی اور دن بھی آخر ختم ہو ہی گیا۔ شہزادے اپنے مشورہ کے مطابق چوگان میدان سے پھینکنے لگے اور اسی طرح آہستہ آہستہ کھیلتے ہوئے دور تک نکل گئے دقیانوس ان لوگوں کو کھیل میں مشغول چھوڑ کر اپنے محل کی طرف چل دیا اور وہ شہزادے سب فرصت کمال پا کر خدا کو یاد کرکے وہاں سے نکل پڑے۔ میدان کی طرف گھوڑا اٹھا کے رات ہی رات چلے گئے۔ جب صبح ہوئی اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر کسی شہر کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ چند آدمی پاسبان بکری وغیرہ کے تھے ان سے ملاقات ہوئی وہ سب کہنے لگے کہ اے عزیزو! تم کہاں جاتے ہو تو انہوں نے ان کو جواب دیا کہ ہم لوگ خالق ارض سما کی طلب کو جاتے ہیں اور وہ کہنے لگے کہ وہ کیسا ہے جسے تم لوگ چاہتے ہو وہ بولے کہ وہ خدا زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے وہ سب کا پروردگار ہے تمام کائنات کو ملک عدم سے ملک وجود میں لانے والا وہی خدا ہے پس ان سب باتوں سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور وہ آپس میں کہنے لگے۔ کہ یہ سب لوگ سچ کہتے ہیں تب وہ بھی اپنی پاسبانی چھوڑ کر شہزادوں کے ساتھ مل گئے اور ان کی صحبت اختیار کر لی اور ایک کتا بھی ان کے ساتھ تھا وہ بھی انہوں نے ہمراہ لیا۔ شہزادے ان لوگوں سے بولے کہ تم لوگ اس کتے کو واپس کردو تو بہت اچھا ہے ورنہ ہمارے ساتھ رہے گا تو کبھی بھونکے گا اور اس کی آواز سن کر لوگ ہم کو آکر پکڑ لیں گے۔ ان شہزادوں کے کہنے سے ان پاسبانوں نے اپنے کتے کو مارا پیٹا اور یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی توڑ ڈالے اور سارا بدن اس کا زخمی کر دیا تو بھی اس کتے نے ان لوگوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر وہ کتا بھی ان لوگوں کے ساتھ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قوت گویائی سکھائی تو کتے نے کہا کہ اے یارو مجھے مت مارو تم جس کے بندے ہو میں بھی اسی کا فرمانبردار ہوں۔ اور تم جس کی یاد کو جاتے ہو میں بھی اس کو چاہتا ہوں لہٰذا مجھ کو بھی تم اپنے ہمراہ لے چلو۔

پس کتے سے یہ باتیں سن کر اصحاب کہف کو ترس آگیا اور اسے پیار کر کے اپنے ہمراہ لے چلے۔ تمام

رات چلتے چلتے جب صبح نمودار ہوئی تو ایک پہاڑ کے اندر کھوہ میں جا گھسے اور بولے یہاں ذرا ر
چاہیے کہ رات کی ماندگی دور ہو جائے آخر وہ ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے اور وہ اسی آرام کی رات
تھے کہ نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے قولہ تعالیٰ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَ
وَھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِ
اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا ترجمہ: جب جا بیٹھے وہ جو اس کھوہ میں پھر وہ بولے اے رب دے ہم کو اپنے
مہر اور بنا دے ہمارے کام پس پردہ ڈال دیا ہم نے اوپر کانوں کے ان کے یعنی سلا دیا ہم نے ان کو بیچ غار
کئی برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے ان کو کہ وہ معلوم کریں ہم دو فرقوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے۔
مدت وہ سوئے رہے تھے۔ الغرض دقیانوس نے اس کھیل کے میدان میں ان شہزادوں کو نہ پا کے
تاسف کیا اور فوراً ہی اپنے ہوشیار چند سواروں کو ان کے پیچھے دوڑایا تجسس و تفحص کرتے ہوئے اسی
پر جا پہنچے اور خدا کے فضل و کرم سے اس غار کا منہ بھی چیونٹیوں کے سوراخ جیسا بن گیا اور وہ سوار ا
برابر تلاش کرتے رہے لیکن وہ ان کا نام و نشان تک نہ پا سکے آخر مجبوراً واپس چلے آئے۔ اور بعض روا
میں یوں آیا ہے کہ اس کھوہ کے کنارہ پر ان سب کو مردہ پایا تھا تو وہ لوگ اسی کھوہ میں ڈال کر چلے آئے
اور اسی دن سے ان سب کا نام و لقب اصحاب کہف ہوا۔ اور بعضوں نے اس روایت کو یوں بھی بیا
ہے کہ وہ بادشاہ کے باورچی کے بیٹے تھے اور بعض ان میں نانبائی کے بیٹے تھے۔ اور بادشاہ دقیانوس نے
میں سے ایک کو جادو سیکھنے کو جادوگر کے پاس بھیجا تھا۔ ایک دن اس لڑکے کی اثنائے راہ میں ایک را
سے ملاقات ہوئی راہب نے اس لڑکے سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو وہ بولا میں جادو سیکھنے جاتا ہوں۔ را
بولا بیٹا جادو سیکھنا تو کفر ہے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ تب وہ راہب کے کہنے سے اور خدا کے فضا
کرم سے اسی وقت ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا۔ بادشاہ دقیانوس اس بات کو سن کر بہت خفا ہوا اور
لڑکے کو پھانسی کا حکم دے دیا۔ روایت میں ہے کہ اس لڑکے کو پانچ مرتبہ سولی پر چڑھایا تو بھی نہ مرا اور
کے فضل سے سلامت رہا اور کہا اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ آخر اس کو بادشاہ دقیانوس نے قید شدید میں ر
اس کے ہم جنس اور پانچ چھ لڑکے دقیانوس بادشاہ کے ملازم تھے انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے
حیلہ سے اس کو قید سے چھڑا لیا اور اس کے بعد وہ متفق ہو کر اس ظالم بادشاہ کے قبضہ سے اس شہر سے
خدا کی عبادت کو نکلے اور ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر ایک کھوہ میں بیٹھ گئے اور وہیں سو
اور ان پر خدا کی طرف سے ایسی نیند ڈالی گئی کہ وہ تقریباً تین سو برس تک سوتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ترجمہ: اور وہ اس کھوہ میں سوتے رہے
سو نو برس اور اصحاب کہف کے نام میں اور ان کے اعداد میں بہت اختلاف ہے۔

یہ سب کے سب اہل روم تھے اور ان کا غار بھی ارض روم میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
عیسیٰؑ کے دین میں تھے اور قاموس میں لکھا ہے اور ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب کہف کا دین
و مذہب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے فقط وہ لوگ صرف توحید پر قائم تھے اور وہ کسی نبی کی شریعت کے ساتھ
مسلک نہیں ہوئے مگر جس نے ان کی خبر پائی معتقد ہوئے اور ان کے پاس مکان زیارت بنا دیا۔ وہ نصاریٰ
تھے۔ اور نام ان کے یہ ہیں۔ کمسلیمنا، وایمخا، ویکسر، مرکوش، نواس، سانیوش، سلطسوس، اور بعضوں
نے کہا ہے، مکسلمینا میخا، ویکسر، مرطونس، بینوس، سابونس، کفسططوس، زونواس اور بعضوں نے کہا ہے
مکسلمینا ملیخا، مرطونس، بنیوس، دواس تسفیطط، اور بعضوں کے نزدیک یہ نام ہیں مکسلمینا، ایلخا،
مرطونس، سارنیوس، بطنوس، کشفوطط، ذوابس اور آٹھواں ان کا کتا ہے کتے کا نام قطمیر تھا قاموس میں
یہی لکھا ہے لیکن شمار ان کا سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ اس واسطے ان
کے اعداد و اشمار میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بمصداق آیت مذکورہ کے قولہ تعالیٰ سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُھُمْ
کَلْبُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَۃٌ سَادِسُھُمْ کَلْبُھُمْ رَجْمًا بِالْغَیْبِ وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ وَّثَامِنُھُمْ کَلْبُھُمْ قُلْ رَّبِّیْ اَعْلَمُ
بِعِدَّتِھِمْ مَّا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ترجمہ: البتہ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ
پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا۔ بغیر دیکھے نشانی کے پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا
ہے تو کہہ کہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے کہ کتنے آدمی ان کے ہیں کچھ صحیح خبر ان کی نہیں رکھتے مگر
تھوڑے لوگ جب وہ لوگ تین سو نو برس کے بعد نیند سے بیدار ہوئے تو اصحاب کہف آپس میں پوچھنے
لگے ایک دوسرے سے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَکَذٰلِکَ بَعَثْنٰھُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَھُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ کَمْ
لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالُوْا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ
فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَا اَزْکٰی طَعَامًا فَلْیَاْتِکُمْ بِرِزْقٍ مِّنْہُ وَلْیَتَلَطَّفْ وَلَا یُشْعِرَنَّ بِکُمْ اَحَدًا ترجمہ اور اسی طرح ان کو
جگا دیا ہم نے پھر وہ آپس میں پوچھنے لگے۔ ایک بولا ان میں سے کہ کتنی دیر سوتے رہے تم وہ بولے کہ ہم
سوتے رہے ایک دن یا اس سے بھی کم پھر کہنے لگے کہ تمہارا رب بہتر جاننے والا ہے کہ جتنی دیر تم لوگ
اس غار میں رہے۔ اب تم بھیجو اپنے میں سے ایک کو کہ یہ اپنا روپیہ لے کر شہر کو جاوے اور وہاں سے کوئی
کھانا پاکیزہ لے کر آوے اور نہایت ہوشیاری سے جائے اور اپنا بھید بھی کسی کو نہ بتائے اور نہ اپنی رہائش
کی خبر کسی کو بتائے۔ چونکہ وہ تقریباً تین سو برس بعد نیند سے بیدار ہوئے تھے تو تمام اصحاب کہف پر بھوک
کا غلبہ تھا ان میں سے یملیخا کو شہر میں روٹی لانے کو نانبائی کی دوکان پر بھیجا اور اس کے پاس دینار
دقیانوس بادشاہ کی حکومت کا تھا وہی لے کر وہ روٹی لینے کو گیا۔ روٹی والے نے یملیخا سے پوچھا کہ
بھلا یہ دینار کہاں سے لائے ہو کیا تم نے کوئی گڑا ہوا دفینہ پایا ہے۔ کیونکہ میں تو اس دینار پر دقیانوس بادشاہ

کا نام دیکھتا ہوں اور اس بادشاہ کو تو قرنوں ہوئے گزرے ہوئے اور وہ تو کبھی کا مر چکا ہے اور اس کا
نام و نشان بھی نہیں، اب تم ایسا کرو کہ مجھے بھی اس کا کچھ حصہ دو۔ ورنہ میں تجھے موجودہ بادشاہ کے
لے جاؤں گا اور وہ دیکھتے ہی تم سب سے روپیہ سارا چھین لے گا۔ آخر مجبور ہو کر یملیخا نے اس
سارا قصہ بیان کیا یہ سنتے ہی بہت سے آدمی ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور یملیخا کا قصہ سننے لگے یہاں
کہ یہ خبر موجودہ بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ بہت عادل مزاج تھا اس نے یملیخا کو اپنی حضور میں طلب کر
اور یملیخا سے اس کی گزری ہوئی ساری حقیقت پوچھی۔

بادشاہ کے پوچھنے پر یملیخا نے کہا کہ ہم لوگ کئی آدمی ہیں۔ اور بادشاہ دقیانوس کے ظلم سے
کر فلانے پہاڑ کی کھوہ میں جا رہے ہیں اور بعد ایک مدت کے جب ہم لوگ اپنی نیند سے بیدار ہو
بھوک سے بیتاب ہوئے اور برداشت نہ کر سکے اور باقی لوگوں کو وہیں بٹھا کر میں اکیلا روٹی لینے کے
شہر آیا ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور علماء تواریخ جاننے والوں کو بلوایا اور پھر ان سے پوچھا
تم لوگ بتا سکتے ہو کہ بادشاہ دقیانوس کون سے زمانے میں گزرا ہے۔ ان علماء تواریخ نے متفق ہو کر
سے کہا کہ جہاں پناہ جو باتیں یملیخا نے آپ سے عرض کی ہیں وہ سب سچ ہیں۔ ہم لوگوں نے تواریخ
میں پڑھا ہے کہ بادشا دقیانوس بڑا ظالم تھا اور زمانہ سابقہ میں گزر چکا ہے۔

پس یہ بادشاہ عادل اور منصف مزاج تھا یہ حقیقت سن کر یملیخا کے ساتھ اس غار میں جا
عزم کیا اور نہایت شان و شوکت سے سوار ہو کر اس غار پر جا پہنچا یملیخا نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آ
اس شان و شوکت اور دبدبے کے ساتھ ان کے پاس جائیں گے تو وہ لوگ آپ کو دیکھ کر ڈر یں گے
کسی دوسری جگہ جا کر چھپ جائیں گے اور پھر آپ سے کچھ بھی بات چیت نہ کریں گے مناسب ہے
آپ یہاں ذرا ٹھہریں اور میں جا کر ان لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر دوں اور یہ بھی ان سے جا کر کہہ دا
کہ بادشاہ دقیانوس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تاکہ ان کو خاطر جمع ہو جائے۔ اور ان سے کہہ دوں کہ ا
مسلمان بادشاہ ہے آؤ شہر میں چلیں۔ یہ بات کہہ کر یملیخا اس غار میں چلا گیا اور تمام احوال جو اس پر گ
تھا وہ ان لوگوں سے جا کر بیان کیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو اب کھانے پینے کی کچھ حاجت نہیں اور
دنیا سے بھی کچھ غرض نہیں ہم کو تو اپنے خدا ہی سے کام ہے۔ یہ کہہ کر پھر وہ لوگ سو گئے بعض راویوں
کہا ہے کہ وہ لوگ اب تک سو رہے ہیں اور وہ اسی طرح قیامت تک سوتے رہیں گے۔ یملیخا پھر با
کے پاس نہیں آیا اور بادشاہ کے ساتھیوں نے کافی دیر تک انتظار کیا۔ اور پھر بادشاہ نے اس کھوہ میں جا
ارادہ کیا لیکن وہ اس غار میں جانے سے قاصر رہا اور اب اس کو کوئی راہ جانے کی نہ مل سکی ناامید ہو
بادشاہ اور اس کے ساتھی واپس آ گئے۔ اور اس پہاڑ کے کنارے بستی میں ایک عبادت گاہ بنا کر دی

ہے۔ اور یہ ایک روایت ہے کہ اصحاب کہف کے لئے حق تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں جو ان کو
لو بہ پہلو سلاتے ہیں اور کروٹیں دلاتے رہتے ہیں اور بہشت کے پنکھے سے ہوا کرتے ہیں اور گرمی اور
ردی وغیرہ ان کو نہیں لگتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ
تَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ
الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے ان کے
کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے ان سے بائیں کو تاکہ اثر گرمی اور سردی کا ان پر نہ
ہے اور وہ سب لوگ میدان میں ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی ایک نشانی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ
اہتا ہے وہی سیدھی راہ پاتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو پھر اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ اگرچہ
ن کے قریب ہی رفیق کیوں نہ ہوں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ سب سوتے ہیں لیکن ان
کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تاکہ اس سے کوئی دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس جگہ پر
ہشت رکھی ہے تاکہ لوگ اس جگہ کو تماشہ نہ بنا سکیں اور وہ اس سبب سے بے آرام ہو جائیں۔ اور ان
کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا وہ بھی ان ہی کے ساتھ ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل
زمانے سے اصحاب کہف غار میں گھسے ہیں اور بعضے کہتے کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی غار
میں گھسے تھے اور وہ لوگ انجیل پر ایمان لائے تھے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ دین و مذہب ان کا بجز خدا
کے کسی کو معلوم نہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بالصواب۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم
نے ان کا لقب خطیب الانبیاء رکھا ہے کیونکہ وہ فصیح اللسان اور فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے اور وہ اہل
مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث کیے گئے تھی اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ہی
گروہ کے دو نام ہیں۔ اور یہ لوگ باوجود بت پرستی کے ناپ و تول میں بھی انصاف سے کام نہ لیتے تھے اور
مسافروں کا راستہ بھی منقطع کیا کرتے تھے اسی قوم کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ آپ کو خداوند
قدوس نے قادر الکلامی سے سرفراز کیا تھا اس لئے آپ اپنی قوم کو اعلیٰ پیمانے پر دعوت الی الحق دیتے تھے۔
اور شہر مدین آپ کا وطن تھا جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِنِّيْ أَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّإِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ترجمہ: اور شہر مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیب کو وہ جا کر بولے اے قوم

بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں تمہارا خدا کے سوا اور نہ گھٹاؤ ناپ اور تول میں اور تم کو اس سبب
آسودہ دیکھتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں ایسے عذاب سے کہ وہ جب آئے گا تو تمام کو اپنے گھیرے میں لے
اور کوئی بھی اس گھیرے سے نکل بھی نہیں سکتا اور اے قوم پورا کرو تم اپنے ناپ و تول کو انصاف
ساتھ اور مت کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ مچاؤ اس کے سبب سے فساد زمین پر یہ سن کر حضر
شعیب علیہ السلام کو کافروں نے جواب دیا اے شعیب تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مال ہمارا ہے خواہ ہم اس
زیادہ میں بیچیں خواہ اس کو گھٹا کر فروخت کریں اور تم کو ہمارے وزن اور ناپ تول سے کیا کام ہے اور
جو کچھ کرتے ہیں اپنی سمجھ سے کرتے ہیں آپ کو ہماری تجارت کے کاموں میں دخل دینے کی کیا ضرور
ہے آپ تو اسی کام کو کیے جاؤ جس کام کی لوگوں کو دعوت دیتے ہو اور ہم لوگوں کی تجارت کی طرف
خیال بھی نہ کرو اس سے تمہارے کام میں رکاوٹ پڑے گی۔

پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم خدا کی بندگی کرو اگر تم بندگی نہ کرو گے۔ اور ا
وزن ناپ تول اور میزان کو درست نہ رکھو گے تو یقیناً تم کو عذاب خداوندی پہنچے گا جیسا کہ عذاب پہنچا
نوح علیہ السلام پر اور قوم صالح علیہ السلام پر اور قوم لوط علیہ السلام پر چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَا
اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ وَاسْتَغْفِ
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ترجمہ: اے میری قوم نہ برانگیختہ کرے تم کو میری مخالفت
ضد میں خدا کی نافرمانی کرتے ہو جیسا کہ ضد میں نافرمانی کرتی رہی قوم نوح اور قوم ہود اور قوم صالح
قوم لوط تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ تم لوگ پروردگار کی طرف رجو
اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو بیشک میرا رب بہت مہربان ہے محبت والا۔ یہ فرمان حضر
شعیب علیہ السلام کا سن کر ان کی قوم نے جواب میں کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ
لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت با
جو تو کہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے اور نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم
سنگسار کر ڈالتے۔ اور یہ بھی نہیں ہے تو ہم پر کوئی سردار ہے۔ اس کے بعد پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے
قوم سے فرمایا اے قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو اور مجھے اللہ کی جانب سے آیا ہوا نبی
کرو اور میں جس چیز کا حکم دوں اس کو بجالاؤ اور ہر امر میں میرا کہنا مانو۔

ہر چند اور ہر وقت حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو نصیحت اور ہدایت کرتے رہے لیکن قوم برابر انکا
کرتی رہی۔ جب قوم نے کسی طرح سے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور برابر سرکشی اور اپنی ضد پر
رہی تو بہت ہی مجبور و مایوس ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس قوم کے واسطے بد
بددعا کے کرتے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے
یب قریب ہے کہ تمہاری قوم پر خدا تعالیٰ عذاب نازل کرے گا لہٰذا تم ہوشیار رہو۔ اور جو لوگ تم پر
ایمان لائے ہیں ان سب کو لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ اور اب اس قوم سے دور رہو اس فرمان الٰہی کو سن
حضرت شعیب علیہ السلام اپنے اہل و عیال اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے وہ سب ملا کر ایک ہزار سات
آدمی تھے ان سب کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر تمام کافر لوگ ہنسنے لگے اور بولے اے
یب تم پر کیا مصیبت آپڑی ہے کہاں جاتے ہو یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شہر والو میں
سے جدا ہوتا ہوں اور یہ حکم مجھ کو میرے خدا نے دیا ہے۔ اب بعد اس کے حق تعالیٰ تم پر اپنا عذاب
نازل کرے گا۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو سنایا اور پھر وہاں سے چل دیئے۔ تقریباً تین کوس
کے فاصلہ پر نکل گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے انہوں نے آکر خبر دی کہ کل صبح تمہاری
قوم پر عذاب خداوندی نازل ہوگا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شعیب علیہ السلام عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور
جتنی قوم کفار کی تھی وہ سب اپنے اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے
اور خدا کے حکم سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کافر شہر میں ہلاک ہو گئے یہاں تک کہ کوئی مویشی بھی نہ رہا
اور ایک ایسی آگ نمودار ہوئی کہ تمام لاشوں کو جلا گئی۔ اس عذاب الٰہی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام
نے دربار الٰہی میں التجا کی کہ میرے پروردگار میں کہاں جاؤں اور کس جگہ رہوں۔ غیب سے ندا آئی کہ
میرے پیغمبر تم اپنے اپنے گھروں میں جا کر رہو۔ یہ حکم الٰہی سنکر حضرت شعیب علیہ السلام اپنی ساری قوم جو آپ
پر ایمان لا چکی تھی اور آپ کے ہمراہ تھی ان سب کو لے کر شہر میں آئے اور دیکھا کہ سارے مرد و جل
بھن کر خاک ہو گئے ہیں۔ پھر شعیب علیہ السلام کے دوبارہ آجانے سے شہر مدین آباد ہوا اور وہاں کے اشجار و
درخت از سر نو پھر تر و تازہ ہوئے اور خوب پھول و پھل پھلنے لگے اور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔

روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو بارہ برس تک شریعت سکھائی اور اپنی قوم
کے ہلاک ہونے میں اپنی بددعا سے بہت افسوس کرنے لگے اور اسی غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی
رہیں۔ مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر حضرت شعیبؑ سے کہا' اے شعیبؑ تم اپنی قوم کا
کیوں غم کھاتے ہو۔ اور اگر تم اپنی آنکھوں کے لئے روتے ہو تو تم کو آنکھیں دے دی جائیں گی اور اگر تم
کسی اور کام کے واسطے روتے ہو تو وہ بھی حاصل ہو جائے گا اور اگر تم کو دوزخ کا ڈر ہے تو کچھ اندیشہ مت
کرو اور اگر تم دنیا کے لئے روتے ہو تو تم کو دنیا بھی دی جائے گی کیونکہ خداوند قدوس اپنے نیک بندوں پر
بہت مہربان ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام میں کچھ نہیں چاہتا ہوں بس ایک
آرزو میری ہے کہ خدا کا دیدار ہو جائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ سن کر باری تعالیٰ سے عرض کی الٰہی تو

دانا و بینا ہے شعیبؑ جو کہتا ہے تجھ کو خوب معلوم ہے۔ ندا آئی اے جبرائیل تم اس سے جاکر میری
سے کہو کہ ہمارا دیدار تو قیامت کو ملے گا الغرض حضرت شعیب علیہ السلام بارہ برس تک دنیا میں نابینا رہے
اسی حالت میں پیغمبری کے فرائض انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ آپہنچا اور ا
شرع بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں عرض کرونگا اور یہ بھی ایک روایت ہے معلوم ہوا کہ حض
موسیٰؑ کے آنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام صرف چار برس اور چار مہینے زندہ رہے اور بعض روا
سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آٹھ برس تک جئے پھر اس کے بعد انتقال فرمایا میں حضرت شعیب علیہ السلام کے بیان
اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام بہت مشہور پیغمبروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے انہیں شہر نینوا میں جس
آج کل دمشق کہتے ہیں پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنے فرائض منصبی کو اتم درجہ تک پہنچانے کی ہر ممکن
کوشش کی اور دعوت الی اللہ میں ہم تن مصروف رہے اور خداوند قدوس کی مہربانیوں و انعام اکرام
لوگوں کو امیدیں دلائیں اور غضب الٰہی سے بھی ہر طرح ڈرایا لیکن کسی نے بھی فرمانبرداری نہیں کی ا
ہمیشہ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے رہے بلکہ دست و زبان سے بھی رنج و اذیت دینا شروع کر دیا۔ ایک
روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ
انہیں دمشق میں نبی بنا کر بھیجا۔ اس جگہ قوم ثمود آباد تھی اور وہ سب کے سب بت پرست تھے۔ ایک د
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت یونس علیہ السلام
قوم کتنی تھی آپ نے فرمایا ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور وہ سب کے سب نافرمان تھے۔ چنانچہ اللہ ر
العزت نے ارشاد فرمایا وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْيَزِيْدُوْنَ یعنی اور بھیجا اس کو ایک لاکھ آدمی یا اس
کچھ زیادہ پر فائدہ یعنی اگر عاقل بالغ شمار کئے جائیں تو ایک لاکھ تھے اور سب چھوٹے بڑوں کو شمار کیا جا
تو ایک لاکھ سے زائد تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو چالیس برس تک خدا کی دعوت دی
اور ہمیشہ کہتے رہے اے قوم کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُوْنُسُ نَبِيُّ اللّٰهِ وہ مردود قوم کبھی اس کلمہ کو اپنی زبان پر
لائی اور حضرت یونس علیہ السلام سے یہ کہتی رہی کہ اے یونسؑ اگر ہم کو پارہ پارہ بھی کر دیا جائے تو بھی تم کو
اللہ نہ کہیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام اس بات سے بہت مغموم و مایوس ہوئے اور ساری قوم بت پرستی
مدہوش تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کے بڑے مجمع میں جاکر قوم سے خطاب کرتے ہو

فرمایا کہ اے قوم اپنے خالق ارض و سما کو چھوڑ کر کیوں بت پرستی کرتے ہو اور اس میں تمہارے واسطے
کوئی نفع کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ نہ ضرر کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ فائدے کا وہ تمہارے خود تراشیدہ
بت ہیں۔ لیکن پھر بھی قوم نے قطعاً اس بات پر توجہ نہ دی اور ساری قوم حضرت یونس علیہ السلام سے کہنے لگی
کہ ہم تیرے خدا کو نہیں مانتے۔ اور پھر ضد میں آکر حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت دینے لگے لیکن باوجود اس
قدر اذیت و تکلیف کے حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو برابر ہدایت کرتے رہے اور ہر وقت ان سے کہتے کہ
اے میری قوم خدائے واحد کی عبادت کرو اور تم لوگوں نے جو راہ ضلالت اختیار کر رکھی ہے اس کو فوراً
چھوڑ دو اگر تم نے راہ ضلالت نہ چھوڑی تو کہیں خدا تعالیٰ اپنا عذاب تم پر نہ نازل کر دے اور مجھے اس
بات سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جب یونس علیہ السلام سے یہ تہدید آمیز الفاظ سنے تو کہنے لگے۔
اے یونسؑ یہ بتاؤ کہ عذاب کیا چیز ہے اور وہ کیسا ہوتا ہے یہ تمسخر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ہر وقت
کیا کرتی تھی اور حضرت یونس علیہ السلام نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ عذاب آتش دوزخ ہے یہ
جواب سن کر تمسخر کے لہجے میں ان مردودوں نے کہا بھلا اس میں کچھ مضائقہ نہیں آخر حضرت یونس علیہ السلام
اپنی قوم کی ہٹ دھرمی اور ضد سے عاجز آگئے پھر جب کوئی ایسی امید نہ رہی کہ قوم کسی وقت بھی دعوت
الی الحق کو قبول کر لے گی اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر گامزن ہو جائے گی تو پھر حضرت یونس علیہ السلام نے
اپنے خداوند قدوس سے اس ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی تو ندا آئی اے یونسؑ آپ عذاب طلب کرنے
میں جلد مت کرو جب وقت آئے گا تو اس قوم پر عذاب نازل کر دیا جائے گا۔

یہ سنتے ہی حضرت یونسؑ کچھ خفا ہو کر اس شہر سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بے رضائے الٰہی چل دیئے اسی
وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں مبتلا کیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ
نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ
مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ مچھلی والے کو دیکھو جب چلا گیا غصہ سے لڑ کر اور پس وہ سمجھا کہ ہم نہ
پکڑ سکیں گے پس پکارا بیچ اندھیروں کے کہ وہاں کوئی حاکم نہیں تیرے سوائے تو بے عیب ہے بیشک میں تھا
گناہ گاروں میں پس قبول کی اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور اندھیرے سے اور اسی
طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔ حضرت یونس علیہ السلام عبادت کے بہت بڑے شوقین تھے اور وہ دنیا
سے بالکل الگ تھے حکم ہوا ان کو وہ فوراً پہنچیں شہر دمشق میں تاکہ وہاں کے مشرک باشندوں کو بت پرستی
سے منع کریں اور یہ خفا ہو کر چلے راہ میں ایک ندی آئی ایک بیٹے کو کنارے پر چھوڑ کر ایک بیٹے کو کندھے
پر لے لیا اور عورت کا ہاتھ پکڑا اور جب وہ پانی میں پہنچے تو ندی کے پانی نے زور کیا تو اتفاقاً اس زور کی وجہ
کی عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اور دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور جو لڑکا کاندھے پر لے لیا تھا وہ کسی طریقے سے

پھسل گیا اسی گھبراہٹ میں ندی کے کنارے پر آئے تو وہاں آکر کیا دیکھتے ہیں کہ جس لڑکے کو کنارے
چھوڑا تھا اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ ناچار مجبور ہو کر جب اس شہر میں پہنچے تو وہاں کے سرداروں سے ملے اور ا
اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا وہ ٹھٹھا کرنے لگے اور پھر وہ ایک مدت تک وہاں رہے آخر پھر خفا ہو کر اس قوم
واسطے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی اور خود وہاں سے تین دن کا وعدہ کر کے اس شہر سے دور نکل گئے تیسرے
جب اس قوم پر عذاب الٰہی آیا تو اس شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اور سب نے اللہ سے توبہ کی ا
بہت ہی گریہ وزاری کی اور تمام اپنے بنائے ہوئے بت توڑ ڈالے۔ اس وجہ سے آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔

شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم تو اچھی بھلی ہے اور اس پر کوئی عذاب نہیں ا
یہ خبر سن کر حضرت یونس علیہ السلام اپنے دل میں بہت خفا ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا اور میں اپنی قوم
جھوٹا ہو گیا۔ یہ کہہ کر وہ ایک کشتی پر سوار ہو گئے جب وہ کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو بھنور کے چکر کھا
لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ بھائی اس کشتی میں کسی کا غلام ہے جو اپنے مالک سے خفا ہو کر
ہوا ہے کشتی والے نے بہت معلومات کی کچھ بھی پتہ نہ چلا آخر قرعہ اندازی کی گئی تو اس قرعہ میں یو
علیہ السلام کا ہی نام نکلا۔

چنانچہ کشتی والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا تاکہ کشتی بھنور سے بچ سکے۔ ج
حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا گیا تو اسی وقت ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ میرے پیارے بندہ یو
کو نگل جا اور کسی طرح سے کوئی گزند نہ پہنچے یہ سنتے ہی ایک بڑی مچھلی حضرت کے قریب آئی اور وہ ان
نگل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں پہنچے تو وہاں شدید اندھیرا تھا اسی اندھیرے میں ا
رب کو پکارا توبہ قبول ہوئی اور وہی مچھلی اس دریا کے کنارے آئی اور حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ ج
جگہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تھا تو اس جگہ پر کوئی سایہ وغیرہ نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے کدو
بیل کو اگایا اور بیل نے حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کر دیا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک ہرنی کو حکم دیا گیا کہ
روزانہ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنا دودھ پلایا کرے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے بدن میں قوت و طاقت آگئی
پھر اسی قوم میں جانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ اور وہ قوم حضرت یونس علیہ السلام کی آمد کی آرزو
تھی، راہ دیکھتی تھی۔ اور ان کی عورت کو اور لڑکے کو لوگوں نے دریا سے نکال لیا تھا اور ایک لڑکے
بھیڑیئے سے بھی چھڑا لیا تھا۔ اب اسی دمشق میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔ سوال اگر کوئی پو
کہ حضرت یونس ؑ پیغمبر کو مچھلی نگل گئی تھی۔ وہ کیسا ماجرا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کو منظور تھا
کہ اپنی بندوں کو دکھلا دے کہ میں ناطہ و رشتہ کسی سے نہیں رکھتا۔ مگر جو میری اطاعت و فرمانبرداری
وہ میرا بندہ ہے اور میرا بھیجا ہوا نبی تھا اس نے میرا کہنا نہ مانا اور خفا ہو کر بے حکم میرے چلا گیا اس لئے

نے اسے مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا تاکہ میرے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ بندہ بے حکم کو اسی طرح سزا
ملتی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام خدا کی مرضی نہ دریافت کر کے جلدی غصہ
ہوئے اس لئے خدائے تعالیٰ نے ان کی عبرت کے لئے مچھلی کے پیٹ میں ان کو چند روز رکھا اور اس میں
حکمت یہی تھی کہ مومن بندوں کو دکھلا دے کہ عبرت دکھلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب
بندے اور پیغمبر کو بھی نہ چھوڑا۔ آخر ان کو بھی سزا کا مستحق ٹھہرایا اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں
رکھا پھر یہ سزا دینے کے بعد ان کو نجات دی پس مومن بندوں کو لازم ہے کہ مرضی الٰہی سے کسی امر میں
سرکشی نہ کریں اور ہر آن اس کا شکریہ ادا کریں۔ الغرض حضرت یونس علیہ السلام کچھ عرصہ وہیں رہے اور پھر
چلتے چلتے کسی ندی کے کنارے پر جا پہنچے دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر پار اترتے ہیں آپ بھی جا کر سوار
ہوئے تین شبانہ روز کشتی پر رہے چوتھے روز تمام دریا میں ایک بارگی اندھیرا ہو گیا اور بڑی بڑی مچھلیاں آکر
کشتی کو حرکت دینے لگیں۔ لوگوں نے کہا کہ کوئی گنہگار بندہ کشتی پر سوار ہے۔ اس کو کشتی سے نکال کر دریا
میں ڈال دو اور اس کو مچھلی نگل جائے گی۔ شاید ہم لوگ اس ناگہانی آفت سے بچ سکیں کبھی ایسا نہ ہو کہ
اس گناہ گار کی وجہ سے پوری کشتی ہی دریا میں غرق ہو جائے اور ہم سب دریا میں ڈوب جائیں۔ حضرت
یونس علیہ السلام اس بات کو سنتے ہی کشتی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کشتی والوں سے کہنے لگے کہ بس میں ہی
ایک بندہ ہوں مجھ کو ہی دریا میں ڈال دو مجھے مچھلی نگل جائے گی۔ سب اہل کشتی نے آپ کی طرف نظر کی
اور پھر کہا کہ ہم تو آپ کو درویش صفت دیکھتے ہیں اور عقلمند لوگ کبھی آپ پر بدگمانی نہیں کر سکتے بلکہ یہ
نسبت آپ کے ہم لوگ آپ سے کہیں زیادہ گناہ گار بندے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کشتی والوں
سے کہا کہ میں اپنے مالک خداوند قدوس سے خفا ہو کر اس شہر سے چلا آیا ہوں جس شہر کی طرف مجھے نبی
بنا کر بھیجا گیا تھا یہ سن کر اہل کشتی نے ناچار ہو کر اس دریا میں حضرت یونس علیہ السلام کو ڈال دیا اور فوراً
ایک بڑی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا، جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ
وَهُوَ مُلِيْمٌ ترجمہ: پس نگل لیا اس کو مچھلی نے اور وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا۔ اور تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ
مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام سے یہ بات کہی کہ اے پیغمبر خدا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو اچھی طرح
پیٹ میں رکھوں اور کسی طرح سے اذیت نہ دوں۔ اور میرا پیٹ اب آپ کے واسطے زنداں ہوا جب خدا
چاہے گا تو یہاں سے نکال لے گا اور میرا پیٹ بھی غلاظت سے پاک ہے کیونکہ میں ہر وقت خدا کی یاد میں
لگی رہتی ہوں اور میرا کام تسبیح و تقدیس میں مصروف رہنا ہے اور تمہارے واسطے یہی میرا پیٹ عبادت گاہ
بنا۔

اے مومنو! ذرا غور تو کرو کہ مچھلی کس طرح خدا کی عبادت کرتی تھی اور حضرت یونسؑ پر غور کرو کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں بھی خدا کی عبادت کرتے رہے اور تم لوگ دنیا کے پیچھے اپنے اوقات برباد کرتے ہو۔ کیوں خدا کی عبادت نہیں کرتے اور ہر آن آلائش دنیا میں اپنے کو ڈبوتے ہو اور خدا سے دور ہوتے ہو اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ یاد رکھو جو مومن خدا کا پیارا ہو گا وہ البتہ اس کی عبادت میں کثرت سے مصروف رہے گا اور اپنے کو معصیت سے باز رکھے گا۔ الغرض بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مچھلی حضرت یونسؑ کو نگل گئی تھی اس مچھلی نے چالیس دن تک اپنا منہ کھلا رکھا تھا کہیں بند کرنے سے حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت نہ پہنچے کیونکہ وہ بندہ خاص خداوند کریم کے ہیں اور مسلسل چار روز تک حضرت یونسؑ نے کچھ کھانا پینا نہیں کھایا پیا۔ اس وجہ سے بدن کی تاب و طاقت جاتی رہی اور نہایت نحیف و کمزور ہو گئے۔ لیکن اس کمزوری کے باوجود بھی وہ عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اور اذکار و اذکار کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو اس مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں سے نجات دی۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ترجمہ: پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ تھا وہ تسبیح کرنے والوں سے البتہ رہتا مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ جب اٹھائے جاویں مردے یعنی حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ پھر انہوں نے کثرت سے اپنی معبود برحق کو یاد کیا اور اسی کی عبادت کی اور ہر وقت تسبیح و تقدیس میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات بخشی تو کیا عجب ہے کہ اگر تم بھی خدا کی عبادت و بندگی کرو گے تو البتہ آتش دوزخ سے نجات پاؤ گے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دریا کے تمام مچھلیاں بیمار ہو گئی تھیں۔ تسبیح و تہلیل سے وہ اچھی اور ٹھیک ہو گئیں اور پھر جناب باری تعالیٰ سے مچھلیوں نے عرض کی یا رب العالمین تیرے بندے جب بیمار ہوں تو تیری رحمت کی علاج سے آرام پائیں اور ہم کو بھی اپنے لطف و کرم کے شفاخانے سے دارو شفا کی بتلا دے تاکہ ہم بھی اس سے بھلے اور ٹھیک ہو جائیں۔ تب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اے مچھلیو! یونسؑ جس مچھلی کے پیٹ میں تھا تم اسے جا کر سونگھا کیجیو! تو ہر مرض سے شفا پاؤ گی اور پھر کبھی بیمار نہ ہو گی چونکہ اس مچھلی نے حضرت یونسؑ کی صحبت پائی ہے اور چالیس روز تک حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے تئیں جمع امراض مچھلیوں کی روگردانی یعنی جو مچھلی بیمار ہو جائے وہ اس مچھلی کے پاس جا کر اس کو سونگھے بفضل خدا اس کو آرام ہو جائے گا لہٰذا یہاں پر ضروری گزارش ہے کہ اے مومن بھائیو! جو شخص خدا اور رسول کی محبت اور رضا پر رہے گا اور اس کا حکم بجا لائے گا تو امید قوی ہے کہ عذاب دوزخ سے وہ نجات پائے گا۔

اور حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ دریا کی مچھلیاں

اپنی تسبیح و تہلیل سے فخر کرتی تھیں کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں اور عبادت کرنے میں تیری فاضل ترین مخلوق ہیں یہاں تک وہ اپنے آپ کو بنی آدم سے بہتر سمجھتی تھیں۔ اس چیز کو دکھانے کے لئے حق سبحانہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید فرمایا اور پھر کہا اے مچھلیو دیکھو تو یونسؑ کیسی جگہ تنگ و تاریک میں ہمارا نام لیتا ہے اور تم تو جائے آرام میں رہ کر ہمارا ذکر کرتی ہو۔ پس دیکھو اس کی عبادت فضیلت رکھتی ہے تمہاری عبادت پر۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے حال عبادت سے دریا کی مچھلیاں آگاہ ہو جائیں تو پھر خدا کی درگاہ میں شرمندہ ہوئیں۔ خبر ہے کہ چھ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے سخت آزمائشوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے اپنی حالت مصیبت میں اپنے خالق کی بندگی نہ چھوڑی اور تمام ارض و سما کے فرشتے اور بنی آدم کو اللہ رب العزت نے دکھلایا اور تنبیہہ کی کہ دیکھو کیسی کیسی مصیبت میں ہمارا بندہ مبتلا رہا پر ہم کو نہ بھولا یاد کرتا رہا تو اس کے صلے میں ہم نے اس کو نجات دی، چنانچہ پہلے حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر کو ان کی قوم کے سبب سے رنج و بلا میں گرفتار کیا تھا اور پھر ان کو اس سے نجات دی۔ اور وہ دوسرے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ نمرود میں ڈالا۔ دوستی اور صدق اعتقاد ان تمام فرشتوں اور خلائق کو دکھلایا پھر ان کو بھی ہم نے نجات دی۔ تیسرے حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا پھر ان کو نجات بخشی۔ چوتھے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں اور زنداں میں اور غلامی میں ان سب بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے ان مقامات میں برابر خدا کی عبادت کی اور خدا کی عبادت سے کبھی غفلت نہ برتی۔ پھر ہم نے ان کو تمام مصائب سے نجات دی اور پانچویں حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری میں مبتلا کیا تھا۔ ایسا کہ ان کے بدن میں آبلے پڑ کر ان میں کیڑے پڑ گئے تھے باوجود اس سخت تکلیف کے حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کی عبادت نہ چھوڑی پھر خداوند قدوس نے اپنی کرم نوازی سے ان تکالیف سے نجات بخشی اور چھٹے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور غار میں رہے اور شب معراج میں ساتویں آسمان میں سے لامکاں پر تشریف لے گئے یہ صدق محبت ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہفت آسمان کے فرشتوں کو دکھلائی۔ اس حالت میں بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند قدوس کی اطاعت نہ چھوڑی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرب تر مقربین اور مکرم تر مکرمین سے کیا تاکہ عالم بالا کو معلوم ہو کہ سب سے زیادہ بزرگی اور شرافت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو دی ہے۔ اور کسی کو نہیں دی۔

الغرض اس مچھلی نے حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ میں لے کر سات سمندر پھیلایا اور تمام قدرت الٰہی کو دریا میں دیکھی اور تقریباً چالیس دن کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کو پکارا اور بہت ہی گریہ وزاری کی۔ ان الفاظوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ: پس پکارا یونسؑ

نے ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں ہے سوائے تیرے تو بے عیب ہے اور بیشک میں گنہگاروں میں سے- اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام اس وقت چار تاریکی میں تھے- ایک تاریکی ذلت و خواری اور دوسری رنج و عذاب اور تیسری قعر دریا- اور چوتھی تاریکی مچھلی کے پیٹ میں تھے- مصداق اس آیہ شریفہ کے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ: پھر سن لی ہم نے اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو اس غم سے اور ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مچھلی نے حضرت یونس کو چالیس دن کے بعد دریا کے کنارے سوکھے پر آ کے اگل دیا- جب حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ سے باہر خشکی پر آگئے اور اس آزمائش و آلائش سے نجات ہوگئی تو حضرت یونس نے اس کے شکرانہ میں چار رکعت نماز ادا کی- ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ رکعت جو حضرت یونس علیہ السلام نے بطور شکرانہ ادا کی تھیں وہ عصر کی نماز تھی اور اس نفل نماز کو اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ یہ کے واسطے فرض کر دیا- اور جس قوم سے حضرت یونس علیہ السلام خفا ہو کر شہر سے نکل گئے پیچھے ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کیا- اچانک ایک آگ غضبناک آسمان سے مثل آب سرخ نازل ہوئی اور وہ آناً فاناً ان کے سروں پر آموجود ہوئی اور وہ مارے خوف کے سب کے سب ایک میدان میں جا کر دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے یعنی ایک فرقہ بوڑھے اور جوانوں کا اور دوسرا فرقہ عورتوں اور لڑکوں کا اور ایک جگہ پر تمام مویشیوں کو جمع کر دیا- اس کے بعد سب نے اپنے اپنے سروں کو ننگا کیا اور پھر سب کے سب سجدے میں گر گئے اور بہت ہی زیادہ خدا کے دربار میں تضرع و گریہ وزاری کی اور خدا سے دعا مانگی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اقرار کرتے جاتے تھے- کہ یا الٰہی اب ہم تیرے پیغمبر کی باتیں ضرور مانیں گے اور ہم نے اب توبہ کی تو اب ہم کو اس بلائے ناگہانی سے نجات دے اگرچہ ہم سب عذاب کے مستحق ہیں تو ہی ہمارا توبہ قبول کرنے والا ہی- اور ہم کو عذاب سے نجات دینے والا ہے- جب اس طرح انہوں نے تضرع و گریہ زاری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس بلا و عذاب سے نجات دی- فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّا اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ترجمہ: سو نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی پس کام آتا ان کو یقین لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم جب وہ یقین لائی کھول دیا ہم نے ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی میں اور کام میں لائے ان کا ایک وقت تک دنیا میں حالانکہ عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اس واسطے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا- حضرت یونس علیہ السلام کی شتابی سے صورت عذاب نمودار ہوئی تھی وہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے اس وجہ سے وہ عذاب سے بچ گئے اور اس کے بعد پوری قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو بہت تلاش کیا انہوں نے کہیں نہیں پایا اور ساری قوم نے مل کر اللہ رب العزت

سے دعا مانگی کہ پھر اس پیغمبر کو ہماری قوم میں بھیج چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی دعا کو قبول فرمایا اور مچھلی کو حکم دیا کہ میرے محبوب بندے کو دریا کے کنارے خشک زمین پر جا کر اگل دے یہ حکم سن کر مچھلی فوراً دریا کے کنارے پر گئی اور خشک و سوکھی ہوئی زمین پر حضرت یونس علیہ السلام کو اس مچھلی نے اگل دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کے تمام اعضاء نازک و ضعیف ہو رہے تھے کچھ کھانا بھی نہیں کھا سکتے تھے اور آپ کو سایہ کی سخت ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اپنے فضل و کرم سے ایک درخت کدو کا پیدا کر دیا حضرت یونس علیہ السلام اس کو کھاتے اور اس کے سایہ تلے دھوپ سے بچاؤ پا کر آرام کرتے-

چنانچہ اسی طرح پر حضرت یونس علیہ السلام مسلسل چالیس دن بلب دریا کدو کی بیل کے نیچے آرام کرتے رہے پھر کچھ جسم میں قوت آئی- بعد اس کے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پھر اسی قوم کی طرف تشریف لے گئے- ارشاد ربانی ہے- فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۤءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ترجمہ: پس ڈال دیا ہم نے اس کو بن گھاس زمین میں اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اوپر اس کے ایک درخت بیل والا یعنی کدو کا درخت اور بھیجا ہم نے اس کو ایک لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس سے بھی زیادہ کی طرف پس وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے ان لوگوں کو ایک مدت تک فائدہ دیا اور یہی وہ قوم تھی جو حضرت یونس کو ہدایت سے روکتی تھی اور پھر جب ایمان لے آئے اور وہ لوگ تو یہی قوم حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرتی تھی- پھر کچھ عرصہ میں حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس جا پہنچے تو ان کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کو اس شہر کے داخلے کے وقت ساری قوم بڑے تزک و احتشام سے لے گئی اور پھر حضرت یونس علیہ السلام سے ان لوگوں نے شریعت سیکھی- تقریباً حضرت یونس علیہ السلام اس قوم میں اکتیس برس تک رہے پھر حضرت یونس علیہ السلام نے انتقال فرمایا- اور وہ پیغمبر مرسل تھے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

ترجمہ تحقیق یونس البتہ پیغمبر مرسلوں میں سے تھے- جناب باری تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں الفاظ ارشاد فرمایا- فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ترجمہ: اب ٹھہریئے اور راہ دیکھیے اپنے رب کے حکم اور مت ہونا اس جیسا کہ مچھلی والے نے جب پکارا تو وہ غم میں بھرا ہوا تھا پس اے مومنو! جب کہ یونس علیہ السلام چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب حوت فرمایا یعنی مچھلی کے یار- پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چالیس روز تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور وہ یار غار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے یعنی مکے کے کافروں نے جب حضرت کا پیچھا کیا تو پھر آپ مجبوراً حضرت ابوبکر صدیق کو لے کر مکے کے نزدیک ایک پہاڑ پر جا کر ایک غار میں ٹھہر گئے اور ایک رات اور ایک دن گزارنے کے بعد حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وسلم معہ ابوبکر صدیق کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ترجمہ: جس وقت ان کو نکالا کافروں نے دونوں تھے غار میں تو ان میں سے ایک کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس رفیق غار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے جس دن ہجرت کی مکے سے مدینہ منورہ میں اور بعضے اصحاب حضرت کے آگے نکل گئے تھے اور بعضے حضرت کے پیچھے تھے۔ اے ایمان والو اپنا پیشوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جانو تا کہ ہم سب نجات پا سکیں۔

بیان حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی بہت مشہور پیغمبروں میں سے ہیں اور ان کے سلسلے نسب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت قریب ہی رشتہ میں حضرت عمیص علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی طبیعت نہایت حلیم الطبع اور نیک صالح اور اعلیٰ درجہ کی صابر تھی آپ کا وطن ملک شام تھا۔ افرائیم بن یوسفؑ کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور یہ ان کا معمول تھا کہ وہ روزانہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے ہو۔ بغیر وہ خود بھی کھانا نہ کھاتے تھے اور اسی طرح سے وہ جب کوئی نیا کپڑا استعمال کرنا چاہتے تھے تو وہ پہلے دس مسکینوں کو کپڑا پہناتے پھر خود پہنتے تھے۔ کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہونے سے قبل وہ صرف نبی بنائے گئے۔ لیکن اس ابتلا کے بعد وہ مرسل بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ ان کو مال و فرزند عنایت کیے تھے۔ غرضیکہ دنیاوی زندگی میں ہر طرح سے خوش تھے اور وہ کثرت سے خداوند قدوس کی شب و روز عبادت و بندگی میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان مردود نے یہ دیکھ کر خدا کی درگاہ مین عرض کی اے رب! بندہ ایوب علیہ السلام جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگون سے جو سلوک کرتا ہے صرف یہ دولت اور فرزندوں کا باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو بہت دولت اور فرزند دیئے ہیں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ تیری عبادت اتنی زیادہ کبھی نہ کرتا۔ پس ہم کو اس کے پاس جانے کی اجازت دیدی جائے پھر دیکھیں کہ تیری عبادت و بندگی کیا کرتا ہے اور پھر کس طرح ثابت قدم رہتا ہے ہم اس کو کسی راستے سے گمراہ کریں گے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کے پاس جانے کی اجازت دیدی تا کہ حضرت ایوبؑ کو آزمایا جائے۔ شیطان لعین خوش ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا کہ حضرت ایوبؑ عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ بہر صورت شیطان لعین نے چاہا کہ میں حضرت ایوبؑ کسی طرح سے مغالطہ دوں مگر وہ کسی طرح سے حضرت ایوبؑ کو مغالطہ نہ دے سکا۔ آخر منہ موڑ کر مردود لعین چلا گیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرشتوں نے

کی عبادت و بندگی دیکھ کر تعجب کیا اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت زن و فرزند پانے کے سبب تیری بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو دنیا میں ہر طرح سے آرام دے رکھا ہے اسی لیے وہ تیرا شکر ادائے کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے فرشتو! طاعت و بندگی اس کی عوض دولت کے نہیں' بلکہ وہ تو خاص میرے لیے ہے اور جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں اس کے شکریہ میں وہ ضرور میری بندگی کریگا اور وہ ہر حال میں ہماری رضا پر شاکر و صابر ہے اور یہ بھی تم یاد رکھو کہ جس طرح وہ اس وقت میرا مطیع و فرمانبردار ہو گا۔ روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے بذات خود برائے آزمائش کے بلا و مصیبت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے مانگ لی تھی تا کہ پریشانی کی حالت میں اور زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کروں اور مجھے میرا پروردگار صابروں میں شامل کرلے اور میں بہت زیادہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاؤں بذریعہ وحی کے حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا گیا اے ایوبؑ تو مجھ سے صحت و تندرستی مانگتا بجائے اس کے تو نے رنج و بلا طلب کیا۔ حضرت ایوبؑ نے اپنی پروردگار سے مؤدبانہ عرض کی کہ اے میرے رب میرے لئے مصیبت تیری بہتر ہے صحت و عافیت سے پس بخواہش اپنی مرضی مرض میں گرفتار ہوئے مرضی الٰہی سے ان کے تمام بدن میں پھپھولے پڑ گئے اور پھر ان میں کیڑے بھی پڑ گئے۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند اور دنیاوی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اس کے جواب میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھائی ہم تو اس کے عوض میں بہت زیادہ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں یہ کلام حضرت ایوبؑ کا اللہ تعالیٰ کو ناگوار اور برا معلوم ہوا۔ چنانچہ اسی کلام کی پاداس میں حضرت ایوبؑ کو زخموں کے کیڑوں کے مرض میں مبتلا کیا۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہی کہ اول نقصان مال و اسباب کا ہوا اور اس کے بعد کیڑوں کے مرض میں مبتلا کیا اور یہ بھی بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اول نقصان مال و اسباب کا ہوا اور اس کے بعد فرزندوں کی جدائی ہوئی اور پھر یکایک یہ تمام آرام و آسائش کی چیزیں جاتی رہیں

اور پھر یکایک یہ تمام آرام و آسائش کی

چیزیں جاتی رہیں (کیونکہ ان کی اولاد تو چھت کے تلے دب کے مرگئی ہے) اور پھر اس کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری ہاتھی گھوڑے اونٹ گائے بیل مویشی تھے وہ سب مر گئے پھر اس کے بعد پاسبانوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی تو آپ اس وقت عبادت الٰہی میں مشغول تھے' بعد فراغت عبادت الٰہی سے ان لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی بھیڑ بکریاں میدان میں جتنی تھی غیب سے آگ آئی وہ سب کو جلا گئی۔ حضرت ایوبؑ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں کیا کروں جس کی چیز تھی اسی نے اس کو جلا دیا یہ کہہ کر وہ پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ پھر اس کے بعد ایک آگ آئی تو اس نے جتنے گائے بیل تھے سب کو جلا

دیا- چرواہے نے آکر حضرت ایوبؑ کو خبردی کہ اے اللہ کے نبی آپ کے گائے بیل جتنے میدان میں تھے وہ سب نذر آتش غیب ہوگئے- یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے اس کے بعد شتربانوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبردی کہ اے حضرت جتنے ہزار اونٹ آپ کے تھے وہ سب کے سب جل گئے- یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مرضی الٰہی یہی ہے میں کیا کروں پھر کچھ دیر کے بعد سائیسوں نے آکر کہا اے حضرت جتنے آپ کے گھوڑے تھے وہ سب مرگئے کوئی بھی نہ بچا- پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو اسی میں راضی ہیں جس میں ہمارا خدا راضی ہے- سوائے مشیت الٰہی کے کوئی چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب و اثاث گھر دروازے فرش و فروش چھت پر دے سب آگ سے جل گئے- غرضیکہ کوئی چیز باقی نہ رہی- اور اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام خدا کی عبادت میں مشغول تھے شعلے آگ کے ان کے سامنے آکر گرے لوگوں نے گھبرا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو کچھ بھی باقی نہیں رہا- یہ سن کر آپ مسکرائے اور آپ نے فرمایا- لوگو! خدا کا شکر ہے کہ ہنوز جان باقی ہے- بہر حال جو ہے وہ بہت بہتر ہے- پھر دوسرے دن چار بیٹے تین بیٹیاں معلم صاحب کے پاس پڑھتی تھیں- اتفاقاً معلم صاحب کسی کام کو مکتب سے باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد جب واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے و لڑکیاں چھت کے گرنے سے دب کر مرگئے- حضرت معلم صاحب نے جاکر حضرت ایوبؑ سے عرض کی اے حضرت آپ کی اولاد سب کی سب چھت گرنے سے دب کر مرگئی- یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب شہید ہوئے- غرض زن و فرزند مال و متاع گھربار سب جاتا رہا کوئی چیز باقی نہ رہی غم فرزنداں سے صبر کرنے اور اپنی بیوی کو سمجھاتے اور یہ کہتے تھے کہ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ یعنی صبر کشادگی کی کنجی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد حالت نماز میں ہی ان کے جسم میں ایک پھپھولا پڑا اور پھر اس سے زخم پیدا ہوگیا اور یہاں تک کہ تمام بدن کا گوشت سڑ کے کیڑے پڑ گئے اور باوجود اتنی سخت تکلیف اور پریشانی کے پھر بھی خدا کی عبادت و بندگی میں سستی نہ کرتے تھے بلکہ اور زیادہ عبادت میں مصروف رہتے اور حالت اس درجہ خراب ہوگئی کہ ایک ہی جگہ پر پڑے رہتے اٹھنے بیٹھنے ہلنے جلنے کی طاقت نہ تھی اسی طرح چار برس تک ذی فرش رہے یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کیڑے پڑ گئے تھے خویش و اقربا اپنے بیگانے محلے والے ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا چار بیویاں تھیں وہ بھی مطلقہ ہوگئیں- صرف ایک بیوی جس کا نام رحیمہ تھا وہ بہت نیک بخت تھیں- وہ ہر وقت حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں اور انہوں نے حضرت ایوبؑ سے کہا کہ جس طرح میں آپ کی صحت تندرستی میں اور دولت و نعمت کھانے پینے میں شریک حیات تھی اب اس مصیبت میں بھی انشاء اللہ ہر وقت آپ کی شریک حیات رہوں گی- اور آپ کی خدمت جہاں تک ہوسکے گی کروں گی- اور جو کچھ مصیبت ہوگی اس کو برداشت کروں گی- اور مجھے امید ہے کہ آخرت میں میری نجات کا سبب ہوگا اللہ تعالیٰ نے چاہا-

پس اسی پریشانی و مصیبت میں سات برس گزرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اسی مرض میں تقریباً اٹھارہ سال گزرے یعنی ان کے تمام بدن کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور ان زخموں کی بدبو سے محلے کے لوگ بھی نفرت کرتے تھے اور یہاں تک کہنے لگے تھے کہ ہم لوگ ان کے زخموں کی بدبو کی وجہ سے محلہ میں نہیں رہ سکتے اور ہم اس سے بھی ڈرتے ہیں کہ خدانخواستہ اگر ان کی بیماری ہم میں سرایت کر گئی تو ہم سب بھی اسی مرض میں گرفتار ہو جائیں گے- ان وجوہات کے سبب حضرت ایوبؑ کو اس قریہ میں رہنے نہ دیا اور خویش و اقربا کسی نے بھی نہ پوچھا- صرف حضرت ایوب علیہ السلام کی ایک بیوی جن کا نام رحیمہ تھا اور دو شاگرد ان کے پاس رہے ان لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجا کر رکھا پس یہ حالت دیکھ کر بہت روئے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ ہماری سرداری کہاں گئی اور زن و فرزند اور میرے عزیز و اقارب کہاں گئے آج کوئی کام نہیں آتا مگر صرف تو ہی میرا مالک اور رحم کرنے والا ہے- یہ خرابی میرے اندر ہے کہ لوگ اپنے گاؤں سے مجھے دور کرتے ہیں- پھر وہاں سے اٹھا کر تیسرے گاؤں میں رکھا تو وہاں کے لوگوں نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھا تو نفرت کرنے لگے اور پھر اپنے گاؤں سے بھی نکال دیا آخر دونوں شاگردوں نے ان کو ناچار ہو کر ایک میدان میں لیجا کر ایک درخت کے سایہ تلے رکھا اور وہ دونوں شاگرد چند روز کے بعد واپس اپنے اپنے گھروں پر چلے گئے- صرف ان کی بیوی رحیمہ انکی خدمت میں رہیں- کہتے ہیں کہ بی بی رحیمہ ہر روز حضرت کو اس میدان میں اکیلا چھوڑ کر محلے میں جاکر محنت و مشقت کرکے اور جو کچھ ملتا وہ لاکر کھلاتیں اور پھر دست بستہ خدمت میں رہتی تھیں- ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی عادت کے موافق گاؤں میں نکل گئیں کہ کچھ محنت و مشقت کرکے اپنے معذور شوہر کو کھلائیں اس دن کسی نے بھی مزدوری میں نہ بلایا- آخر شام کے وقت نہایت حیران پریشان مایوس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگیں کہ آج خالی ہاتھ کس طرح شوہر کے پاس جاؤں گی اور ان کو کیا کھلاؤں گی خدایا آج مجھ کو کہیں سے کچھ دے یہ کہہ کر ایک عورت کافر کے پاس گئیں- سوال کیا کہ اے بی بی مجھ کو آج کھانے پکانے کو کچھ نہیں ملا تم مجھ کو کچھ دیدو تاکہ میں اپنے شوہر کی جاکر خبر لوں کیونکہ وہ شدید مرض میں مبتلا ہیں اس کو کھلاؤں گی اور کل جو مزدوری ہوگی اس سے میں ادا کردوں گی وہ کافرہ عورت بولی کہ کل میرا کچھ کام نہیں ہے مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش آتے ہیں تھوڑے سے کاٹ کر مجھ کو دے جا تب تجھ کو کھانے کو دوں گی- بی بی رحیمہ یہ سن کر رو پڑیں اور نہایت عاجزی و انکساری سے کہنے لگیں اے بی بی اس بات سے مجھ کو معاف رکھ شوہر میرا بیمار ہے طاقت

بالکل نہیں ہے بجائے عصا کے ان بالوں کو میرے پکڑ کر نماز کے لئے اٹھتا بیٹھتا ہے آخر بہتیرا سمجھایا
اس کافرہ عورت نے یہ بات نہ مانی اور بی بی رحمیہ نے ناچار ہو کر اپنے سر کے بال کاٹ کر اس کافرہ عور
کو دیدیئے اور پھر اس کافرہ عورت سے اپنے شوہر کے واسطے کھانے کو لائیں۔ اس وقت شیطان مردود
بصورت پیر مرد کے حضرت ایوب علیہ السلام سے جاکر کہا کہ تیری بیوی کو فلانی عورت نے بدکاری کی چوری
پکڑ کر سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام یہ سن کر بہت غمگین ہوئے اور اسی پریشانی کی حا
میں بہت روئے کہتے ہیں کہ اس بات کو سن کر جس قدر روئے تھے وہ اٹھارہ سال کی بیماری میں ایسا
نہیں روئے مگر شیطان علیہ اللعنۃ کی تہمت دینے سے اپنی بیوی پر روئے اور قسم کھا کر عہد کیا کہ میں
اس بیماری سے آرام پاؤنگا تو اپنی رحمیہ کو سو درے ماروں گا اور بعضے علماء مورخین لکھتے ہیں کہ بال کا
کوئی ثبوت نہیں بلکہ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ بی بی رحمیہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حض
ایوب ؑ کے لئے کچھ لے آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ راستے میں شیطان مردود سے ملاقات ہو
شیطان بولا تم کون ہو کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاؤ گی ایسی پریشان خاطر کیوں ہو۔ بی بی رحمیہ نے کہا
شوہر سخت بیمار ہے اور اس قدر نحیف ہے کہ اس میں حس نہ حرکت کی بھی طاقت نہیں بلکہ صاحب فر
ہے اس لئے میں سخت پریشان ہوں کیا کروں پس شیطان لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوا تم کو
ہوں اگر تم اس کو اپنے عمل میں لاؤ گی تو تمہارا شوہر بہت جلد اچھا ہو جائیگا اور وہ یہ ہے کہ اگر سورا
شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت جلد آرام ہو جائے گا اور مرض بالکل جاتا رہے گا اور یہ بہت اچ
دوا ہے۔

پس بی بی رحمیہ حضرت ایوب ؑ سے جاکر بولیں کہ اے حضرت ایک شخص پیر مرد سے میری ملاقا
راستہ میں ہوئی تو میں نے تمام حال آپ کا ان سے ظاہر کیا اور انہوں نے مجھ کو ایک دوا بتلائی ہے۔ حضر
ایوب علیہ السلام نے یہ بات سن کر کہا کہ وہ دوائی کیا بتائی ہی۔ وہ بولیں اگر آپ شراب اور سور کے گوشت
استعمال میں لا دیں گے تو فوراً آرام ہو جائیگا۔ یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بی بی رحمیہ پر بہت غصہ ہو
اور کہا اے رحمیہ تو مجھ کو گنہگار کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام قسم کھا کر بولے کہ اگر
آرام پاؤں گا اور بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا تو تجھ کو سو لکڑی ماروں گا۔ کیوں تو نے ایسی بات کہی۔ اس کے بع
دربار خداوندی میں بہت ہی تضرع وزاری کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری میں برداشت کیے اور
کیا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی اور اے میرے مولا تو مجھے اس مصیبت و بلا سے نجات دے ا
میں بہت زیادہ غم اٹھا چکا ہوں اب مجھ پر کرم کر اور اپنا رحم فرما **سوال** حضرت ایوب علیہ السلام نے ا
برس صبر کیا آخری درجہ پر کیوں روئے **جواب** حدیث شریف آیا ہے کہ اس میں کئی روایات ہ

بعضوں نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دو شاگرد تھے قرابتیوں میں سے
تھی جو ہمیشہ حضرت ایوب ؑ کی عیادت و تیمارداری میں آیا کرتے تھے۔ ایک روز کہنے لگے کہ حضرت ایوب ؑ
اگر کچھ گناہ نہ کرتے تو خدا ان کو مرض میں کیوں گرفتار کرتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بے گناہ کو نہیں پکڑتا
ہے۔ تب حضرت ایوب ؑ اس بات کو سن کر بہت غمگین ہوئے اور رو کر کہنے لگے یا الٰہی تجھ کو خوب معلوم
ہے کہ میرے گناہوں کا حال۔ اور دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن دو کیڑے ان کے زخم
سے باہر نکل گئے تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ان دونوں کیڑوں کو پکڑ اسی گھاؤ میں رکھ اور کہا اپنی جگہ میں
رہو۔ تب وہ ایسا کاٹنے لگے کہ ابتدائے بیماری سے اٹھارہ برس تک ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا جناب باری
تعالیٰ میں فریاد کی قولی تعالیٰ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ترجمہ: اور
ایوب ؑ نے پکارا جس وقت اپنے رب کو الٰہی بیشک پہنچا ہے مجھ کو درد اور تو ہے مہربان رحم والوں سے رحم
والا۔ تب حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی کہ اے ایوب ؑ
تم کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں اس کیڑے کے کاٹنے سے بیتاب ہوا ہوں اور اس کا کاٹنا برداشت
نہیں کر سکتا اور میں نے اٹھارہ برس سے ایسی تکلیف نہیں اٹھائی اس کے جواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام
نے ان سے کہا کہ اے ایوب ؑ تم نے تو اپنے آپ اس مرض کو خدا سے مانگا ہے اور جو کیڑا آپ کے زخم
سے باہر ہو گیا تھا اس کو بھی تو نے اپنے آپ اٹھا کر اس گھاؤ میں رکھا ہے یہ تکلیف اسی کی وجہ سے ہو رہی
ہے اور خدا بے گناہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس نے کسی امر میں کسی کو اختیار دیا ہے مگر جو جیسا خدا
سے مانگتا ہے وہ ویسا ہی پاتا ہے۔

اور بعض روایات میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک روز سوداگروں کے قافلے حضرت ایوب ؑ کے
دروازے پر آئے انہوں نے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور اس میں کون رہتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس
مکان میں حضرت ایوب ؑ پیغمبر خدا رہتے ہیں وہ بولے اگر نیک بندہ خدا کا ہے تو تو اس بلا میں کیوں
گرفتار ہے شاید وہ خدا کے نزدیک گناہگاروں میں ہو گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس بات کو سن کر زار و قطار
رونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ سچ کہتے ہونگے اور مجھ کو تو معلوم نہیں کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک
آواز آسمان سے آئی اے ایوب ؑ اب تم اندیشہ مت کرو اور جس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو اس میں گھبراؤ
مت اس میں تو اللہ رب العزت کی رحمت مضمر ہی۔ پس یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے جانا کہ ضرور مجھ پر
کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا عتاب آیا ہے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے روح الامین کو پکارا تم کہاں ہو۔ آواز آئی
کہ میں روح الامین نہیں ہوں میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر عتاب
لے کر آیا تھا۔ تب ایوب علیہ السلام نے درد سے اپنے معبود برحق کو پکارا قولہ تعالیٰ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّی

مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَالَهٗ فَکَشَفْنَا مَابِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ترجمہ: اور پکارا ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی کرنے والوں سے پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو پس' اٹھادی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس کو دیا ہم نے اس کی گھر والی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت دی ہم نے بندگی والوں کو مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلاو تکلیف اللہ تعالیٰ نے دور کی اور اس مرض مہلک سے شفا دیدی اور خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے حضرت ایوب قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی رَحِمَكَ وَفَرَّحَكَ مِنَ الْغَمِّ ترجمہ: یعنی اٹھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا نے رحم کیا تجھ پر اور راحت دی تجھ پر اور تجھ کو غم سے بولے اے جبرائیل علیہ السلام میں کیونکر اٹھوں اس حال میں کہ مجھ میں کچھ بھی طاقت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ آپ اپنے پاؤں کو زمین پر مارئیے چنانچہ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ترجمہ: فرمایا لات مار اپنے پاؤں سے یہ ہے چشمہ نہانے کا اور پانی پینے کا تب حضرت ایوب علیہ السلام نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے اس میں نہاؤ اور پانی پیو خدا کے فضل و کریم سے آرام پاؤ گے یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی اس چشمہ جاریہ سے نہائے اور اسی سے پانی پیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل چنگے ہوگئے اور اتنے خوبصورت ہوگئے کہ مانند چاند چودھویں رات کے روشن ہوگئے۔ اور ایک چادر بھی بہشت سے اڑھادی گئی اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ایک پل پر جو قریب ہی تھا۔ اس پر جا بیٹھے چند ہی ساعت کے بعد بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوبؑ کے لئے کچھ کھانے کو لائیں آکر دیکھتی ہیں کہ جس جگہ پر حضرت ایوبؑ کو چھوڑ گئی تھیں وہاں نہیں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں اور پکار پکار کر روتی ہوئی کہنے لگیں ہائے افسوس صد افسوس اس ضعیف بیمار پر کاش میں اگر جانتی تو یہاں سے نہ جاتی تم کہاں ہو کیا تم کو شیر کھا گیا ہے یا بھیڑیا لے گیا ہے۔ اگر میں ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ہی جان دیدیتی اور اس بلا اور محنت کی جدائی سے تمہاری خلاصی پاتی اگر تمہاری ہڈی بھی ملتی تو اس کو تعویذ بنا کر اپنے گلے میں رکھتی تو اس سے تمہاری یادگار رہتی۔ اب میں کہاں جاؤں کس سے پوچھوں کچھ بھی بن نہیں آتی۔ غرض اسی طرح میدان میں چاروں طرف تفحص کرتی پھرتی تھیں زار زار روتی رہیں۔ جب وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قریب پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو اس طرح روتا ہوا دیکھا تو ان سے اجنبی ہو کر پوچھا اے بی بی تم کیوں روتی ہو اور تمہاری کیا چیز گم ہوگئی ہے۔ وہ بولیں یہاں ایک بیمار تھا میں ان کو تلاش کرتی ہوں۔ اگر تمھیں معلوم ہو تو مجھے بتادو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ اس بیمار کا کیا نام تھا اور اس کی شکل و صورت کیسی تھی۔ وہ بولیں بس شکل و صورت تو آپ کی سی تھی جب وہ تندرست تھے اور ان کا نام ایوبؑ تھا اور وہ پیغمبر خدا بھی تھے اور حال ان کا ایسا تھا کہ آفتاب کی دھوپ بھی ان کے پہلو میں تپش کرتی تھی۔ کیونکہ تمام بدن ان کا سڑ گیا تھا اور ان کے گوشت پوست رگوں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور وہ بہت ناتوان و ضعیف تھے اور ان میں کروٹ بدلنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام مسکرائے اور پھر کہا کہ میرا نام ایوب علیہ السلام ہے تم پہچانتی نہیں ہو۔ پس رحیمہ بی بی نے ادنیٰ تامل میں ہی پہچان لیا اور صورت و شکل ان کی بدل گئی تھی۔ پس رحیمہ بی بی نے جلدی سے ان کو گود میں بٹھا لیا۔ اور خوش محظوظ ہو کر پوچھنے لگیں کہ اے حضرت یہ تو بتاؤ مجھے کہ آپ کس طرح سے صحت یاب ہوئے ان کے پوچھنے پر حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا حال بیان کیا اور وہ چشمہ آب شفا کا دکھایا بی بی رحیمہ وہ چشمہ دیکھ کر خدا کا شکر بجالائیں۔ پھر اس کے بعد دونوں اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو بیٹے بیٹیاں چھت سے دب کر مر گئے تھے سب کو جلا دیا یہ انبیاء اکرام کو معجزے دیئے گئے ہیں اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور جو جو چیزیں گم ہوگئی تھیں وہ بھی واپس سب مل گئیں۔

اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی کے اور بڑی شکر گزار تھی پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو مسلط کیا کھیت جل گئے۔ مویشہ مر گئے' اولاد اکٹھی چھت کے نیچے دب کر مری اور جو دوستدار تھے وہ بھی الگ ہوگئے اور سارے بدن میں آبلے پر کیڑے پڑ گئے۔ اس موقعہ پر صرف ایک عورت رفیق رہی۔ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ ایک قرن گزرنے کے بعد توبہ کی اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دبی ہوئی اولاد کو پھر زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ اور بھی نیک اولاد عطا فرمائی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی چشمے سے پانی پیتے اور نہاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحت مند تندرست کر دیا اور ان پر سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور ہر طرح سے درست کر دیا۔ الغرض جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر لے لیں تھیں وہ پھر بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتیں عنایت فرما دیں اور جو بیبیاں چلی گئی تھیں وہ بھی واپس آگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک اور صابر بندے ہوتے ہیں ان کو خداوند قدوس اپنی بیشمار نعمتیں بخشتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ترجمہ: اور دیا ہم نے اس کو اس کی گھر والیاں اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف سے مہر سے اور یادگاری واسطے عقلمندوں کے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے وہ اسی چشمہ سے نہایا کرتے اور پیتے ہی ان کی شفا ہوئی اور جو ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کر مرے تھی ان کو زندہ کیا اور اتنی ہی

اولاد اور عنایت فرمائی اور رسول بنایا ان کو پھر وہ اپنی قوم کو ہدایت کرتے اور شریعت سکھاتے اور حالت بیماری میں جو قسم کھائی تھی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اپنی زوجہ رحیمہ کو سو لکڑی ماروں گا۔ چاہا کہ اس کی ادائیگی کروں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر خدا کے حکم کے تحت ان کو منع فرمایا اور کہا کہ اے ایوبؑ زوجہ رحیمہ مستوجب سزا نہیں ہیں تم اس کو رنج مت پہنچاؤ۔ کیونکہ تمہاری باقی عورتیں تمہاری بیماری میں ساتھ چھوڑ گئی تھیں صرف یہی بی بی رحیمہ ہی تمہاری تیمارداری میں رہی ہیں ان کو حقیقی معنیٰ میں رفیقہ حیات جانو کیونکہ وہ جس طرح تیری صحت و تندرستی میں شریک حیات رہیں۔ ویسے ہی تمہاری بیماری میں ہر وقت تیمارداری کرتی رہیں اس لئے وہ تمہاری صحیح معنیٰ میں شریک حیات ہیں ان کو کسی طرح سے رنج و غم نہ دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں نے حالت بیماری قسم کھائی تھی کہ اس کو سو لکڑی ماروں گا۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک مٹھا سیکوں کا لو جس میں سو خوشے گندم کے ہوں وہ مارو صرف ایک دفعہ تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور وہ چونکہ سو خوشے کا ہوگا اس لئے تمہاری قسم کی تصدیق ہو جائے گی اور پھر اپنی قسم کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہو گے چنانچہ ارشاد باری ہے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ترجمہ: اور پکڑ اپنے ہاتھوں میں سیکوں کا مٹھا پس مار اسے اور اپنی قسم میں جھوٹا نہ ہو۔ سوال حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے آخر صبر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا وَإِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا إِنَّهُ أَوَّابٌ ترجمہ: تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا۔ آخر اس میں کیا حکمت تھی خدا کو معلوم ہے کہ بندہ کو کسی امر میں صبر نہیں۔ اس لئے ایوب علیہ السلام کو بلا میں مبتلا کر کے مخلوق خدا کو عبرت دلوائی تاکہ گناہ سے باز رہے اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرا تھا کہ جو شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آب ندامت سے دھو کر توبہ استغفار کرے تاکہ اس کا گناہ جاتا رہے اور وہ خدا کے نزدیک پاک صاف ہو جائے جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے کیڑے جاتے رہے۔ اس چشمہ میں نہا کر اور پانی پی کر اور خدا کے فضل و کرم سے صحت و شفا پائی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ایوبؑ تم اس سے نہاؤ اور اسی پانی کو پیو تاکہ خدا کی مخلوق کو معلوم ہو کہ عبادت بھی کرے اور شکر بھی کرے اپنے پروردگار کا پس اے ایمان والو! ہم سب کو بھی ہر وقت خداوند قدوس سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ ہماری ہر حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اس لئے ہم سب کو لازم ہے کہ ہر وقت اس کا شکر ادا کریں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی کریں اور اس کے حکم کو بجالانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ دنیائے آفرینش سے خداوند تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے نیک و صالح بندوں پر آزمائش کے مواقع پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ابتدائے دنیا سے آج تک بحوالہ تواریخ پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانے

میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی آزمائش کی اور پھر اس کے صلہ میں اپنی نعمتوں سے بھی نوازا چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی رسالت اور نبوت میں اڑتالیس برس اور زندہ رہے پھر انتقال فرمایا۔

اسکندر ذوالقرنین

معتبر راویوں سے یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ کئی وجہ سے اسکندر ذوالقرنین کہتے ہیں کہ وہ قاف سے قاف تک گئے یعنی وہ مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت دی تھی اور انہوں نے اپنی بادشاہت کے طول و عرض میں سیر کی اور قرن کہتے تیس برس یا اسی برس یا ایک سو بیس برس کو کہتے یہی صحیح ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک مرو عش قرناً۔ اور اس مرد کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور ایک میں قرن گوشہ جہان کو بھی کہتے ہیں یعنی ایک گوشہ جہاں کا وہ ہے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ وہ ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ پس اسکندر ذوالقرنین دونوں گوشوں تک پہنچے تھے اور ذوالقرنین اسی لیے کہتے ہیں کہ ان کے دو شاخ تھیں اور اسکندر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا تولد شہر اسکندریہ میں ہوا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوجہل اور مکے کے کفار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بطور شرارت بدذاتی کر کے حضرت کی پیغمبری آزمانے کے لئے ایک شخص کو ملک یثرب میں علماء یہود کے پاس بھیجا کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے اور وہ دعوی نبوت کا کرتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے یہ شخص سچ کہتا ہے یا جھوٹ تم کو تو علم توریت خوب معلوم لہٰذا ہمارے لیے چند مسئلے قدیم زمانہ گذشتہ کے جس کا وہ جواب نہ دے سکے اپنی کتابوں سے چن چن کر ہمارے پاس بھیج دو یہاں آکر ہم کو سوالات اس کے سکھا دو کہ ہم اس سے پوچھیں اور سوال کریں پھر دیکھیں وہ اس کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں۔ تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکل ترین اپنی کتاب توریت و زبور سے دیکھ دیکھ کر نکالے۔ مثلاً ان سے پوچھو کہ روح کیا چیز ہے اور اصحاب کہف کون لوگ ہیں اور ان کا حال کیا تھا۔ اور اسکندر ذوالقرنین کون ہے اور ان کا کیا حال تھا یہ مشکل سوالات یہودیوں کے بہت نامور عالموں نے اپنی کتاب سے نکالے تھے اور یہ سب سوالات و مسائل ابوجہل کے پاس لکھ کر بھیجے تب اس ملعون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر سوالات مذکورہ شروع کئے۔ سب سے پہلے اس نے یہ کہا کہ ان ایت الکتب بمثل ما اوتی موسٰی من الکتب لامنا بک ترجمہ: یعنی اگر آئے تم کتاب کے ساتھ مثل اس کتاب کے کہ دی گئی موسیٰ کو یعنی توریت تو البتہ ہم تم پر ایمان لاویں گے۔ جیسا کہ توریت پر ایمان لائے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا جواب میں کل دوں گا۔ اور یہ جملہ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ کل جبرائیل علیہ السلام آویں گے تو ان سے پوچھیں گے اور

اس کا مکمل جواب دیدیں گے۔ لیکن یہ جملہ کہتے وقت آپ نے انشاء اللہ نہ کہا اس لئے گیارہ دن تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے۔ اور آپ ان سوالوں کا جواب گیارہ دن تک نہ دے سکے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے یہ بات کافروں کی سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوئے اور پھر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ کافر لوگ ہم پر طعنے دے رہے ہیں اور سوال کر رہے ہیں میں ان کا کیا جواب دوں یہ آپ کی معروضات سن کر اللہ رب العالمین نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جمعہ کے دن ظہر کے وقت نازل فرمایا اور حضرت جبرائیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام پہنچایا اور یہ فرمان خداوندی بھی اپنے ساتھ لائے قولہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ ترجمہ: اور نہ کہو تم کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر بھول جاؤ تو یاد آوے۔ اگرچہ وقت گزر چکا ہو تو بھی پھر انشاء اللہ کہنا چاہیے۔ اور کافروں نے جو کہا تھا کہ خدا نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو یہ دشمنی سے کہتے تھے کہ بلکہ وہ خود منفعل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم کھا کر وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ترجمہ: قسم ہی دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے زر خصت کیا تیرے رب نے مجھ کو اور نہ بیزار ہو تجھ سے یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی دن تک وحی نہ آئی دل میں بڑا تفکر پیدا ہوا اور دل کے مکدر رہونے کی وجہ سے تہجد کو نہ اٹھے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے شور کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ چند سوالوں کے جوابات نہ بتا سکے پس یہ سورۃ نازل ہوئی۔

پہلے قسم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدرتیں ہیں اور باطن میں بھی چاندنی ہے اور کبھی اندھیرا اور وہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بندہ سے اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی دور نہیں اور یہ فوائد کتب تفاسیر میں سے لکھے ہیں اور اگر اے نبی سوال کریں تجھ سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قولہ تعالیٰ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ترجمہ: اور اے نبی اگر تجھ سے پوچھیں روح کے بارے میں تم کہہ دو کہ وہ تو میرے رب کے حکم سے ہے اور میں نے تھوڑی سی خبر دی ہے۔ یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمانے کو یہود نے آپ سے پوچھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کو اتنی سمجھ کا حوصلہ اور صلاحیت نہیں ہے اور اس سے قبل کسی پیغمبر کی امت نے ایسی باتیں نہ پوچھی تھیں۔ خبر بس اتنی ہی ان لوگوں کا جاننا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ بدن زندہ ہو گیا اور جب وہ چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بدن سے نکل گئی تو وہی بدن پھر مردہ ہو گیا اور یہ بھی ایک تفسیر کا مضمون ہے۔ اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ

کافر لوگ تجھ سے سوال کریں اسکندر ذوالقرنین سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَنِ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ترجمہ: اور سوال کرتے ہیں تجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں تو آپ کہہ دیجئے کہ عنقریب پڑھوں گا میں اوپر تمہارے اس میں سے کچھ مذکور بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قوت عطا کی تھی زمین میں اور اس میں دنیا کے ہر راستے پر چلنے کی صلاحیت دی تھی یعنی سرانجام سفر کا کرنے لگا۔ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پر تو اس نے سورج کو ڈوبتا ہوا پایا ایک دلدل کی ندی میں اور اس نے اس جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا اے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو یا یہ کہ پکڑے تو ان میں بھلائی۔ یہ سن ذوالقرنین بولا جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم ان کو پھر پھیرا جاوے گا اپنے پروردگار کی طرف پس عذاب کریگا اس کو عذاب بڑا اور جو لوگ کے ایمان لائے اور عمل کیے اچھے پس ان لوگوں کے واسطے بطریق جزا کے نیکی ہے اور البتہ ہم کہیں گے اس کو اپنے سے کام آسان فائدہ پس جو حاکم عادل ہو اس کی یہی راہ ہے کہ بروں کو سزا دے ان کی برائی کی اور بھلے لوگوں سے نرمی اختیار کرے پس اسکندر نے یہ بات کہی یعنی اس نے یہ طریقہ اختیار کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات کی زمین میں اپنے لشکر کے کئی برس رہے اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے اس دعوت الی الحق کا یہ اثر ہوا کہ وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور ان لوگوں کو نوازشیں بھی کیں اور جو لوگ ان کے باغی رہے تو ان لوگوں کو جہنم دکھائی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکندر ذوالقرنین کی نبوت اور بادشاہت میں بعض حضرات کو اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اوّل بادشاہ تھے پھر اس کے بعد وہ نبی ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اول وہ نبی تھے پیچھے بادشاہ ہوئے اور بعضوں نے اسی پر دلیل قائم کی ہے کہ اگر اسکندر ذوالقرنین نبی نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ کر کے خطاب کیوں فرماتا۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ وحی الہامی تھی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حق تعالیٰ نے فرمایا اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ الہام فرمایا تھا بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اور ان کو بادشاہی تھی مشرق سے مغرب تک اور تمام راہ ملک کی سمجھائی تھی مشرق اور مغرب اور مختلف جزائر اور دیگر شہروں میں جا کر خلق خدا کو خدا کی دعوت پہنچانا یہاں تک کہ زمین مغرب میں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے جا پہنچے تو وہاں جا کر ایک شہر ایسا بھی

پایا کہ اس کی چار دیواری روئی کی تھی اور اس کے اندر کسی طرف سے جانے کے واسطے کوئی راہ نہ تھی آپ کا تمام لشکر اس کے اردگرد پڑا رہا اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ آخر اس کے اندر کس طرح جائیں بہرتقدیر کسی حکمت عملی سے رسی اور کمند دیوار پر ڈال کر ایک آدمی کو اس پار کر دیا اور وہ پھر نہ آیا پھر اس کے بعد اسی حکمت عملی سے دوسرے آدمی کو بھی دیوار پر چڑھایا اور اس سے کہا کہ شاید اس طرف بھی یا اور کچھ ہو گا لہٰذا تم آگے مت جانا اور پھر ہم کو خبر دو تا کہ ہم کو معلوم ہو کہ اس کے پیچھے کیا ہے لیکن باوجود اس تاکید کے وہ بھی پھر واپس نہ آیا۔ یہ کیفیت حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین نے سمجھا کہ میں جس کو بھی بھیجوں گا وہ واپس نہیں آوے گا پس ملک کی حد بنا کر واپس مشرق کی طرف چل دیئے۔ چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچے۔ وہاں بھی ایک شہر آباد دیکھا لیکن بغیر کشتی کے وہاں جانا بالکل محال تھا اور اس جگہ دانا عقلمند اور حکیم تھے۔ جب ان لوگوں کو جو اس شہر میں آباد تھے اسکندر ذوالقرنین مع اپنے لشکر کے بلب دریا چند روز تک ٹھہرے اور یہ سوچتے رہے کہ کسی حکمت عملی سے دریا عبور کر کے اس جزیرے میں اتریں وہاں کے جو لوگ ان کو ملتے وہ اپنے جسمی اعتبار سے بہت ہی دبلے تھے ان سے پوچھتے کہ تمہارے دبلا پتلا ہونے کا کیا سبب ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے اسکندر سے کہا کہ یہ ہمارے شہر کی غذا اور آب وہوا کا اثر ہے۔ ہم لوگ بڑی حکمت سے غذا کھاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی خاصیت بھی یہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

پس ان لوگوں نے اسکندر ذوالقرنین کی دعوت طعام کی اور اس ضیافت میں اپنی حکمت عملی سے غذا تیار کر کے ایک خوان میں جواہرات سجا کر اسکندر ذوالقرنین کے سامنے لا رکھا اور پھر وہ سب کے سب الگ ہو گئے اور اسکندر ذوالقرنین سے کہنے لگے کہ آپ تناول کیجئے۔ اسکندر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ بھی آویں اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر کھانا تناول کریں اور اسکندر ذوالقرنین نے ان سے یہ بھی کہا کہ بھئی یہ تو ہماری غذا نہیں ہے اور ہم یہ غذا کس طرح سے کھاویں اس کے جواب میں ان لوگوں نے اسکندر ذوالقرنین سے کہا کہ تم اس لیے یہاں تک آئے ہوئے اور تمہاری یہاں تک آنے کی غرض و مقصود ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو چیزیں آپ کے سامنے ہم لوگوں نے پیش کی ہیں وہ بھوک کو نفع دیتی ہیں۔ پھر آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ جب یہ باتیں سکندر ذوالقرنین نے ان لوگوں سے سنیں تو پھر وہاں سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنا ایک قاصد بھی شاہ ہند کے پاس روانہ کر دیا کہ وہاں جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ بہت لشکر بھی ہے اور ہم یہ بھی چاہتے کہ تمہارا ملک برباد نہ ہووے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم سے لڑائی کریں۔ پس تمہیں لازم ہے کہ اس خبر کو پاتے ہی سب کے سب ہماری اطاعت میں آ جاؤ اور جو خراج ہم مقرر کریں اس کو قبول کرو۔ چنانچہ اسکندر ذوالقرنین کے قاصد نے

باہمی شاہ ہند سے جا کر کہیں کہ آپ ہمارے شہنشاہ اسکندر ذوالقرنین کی اطاعت قبول کریں اور ایک ایلچی بھی اپنی طرف سے ان کے پاس بھیج دیں تا کہ وہ شہنشاہ کو شاہانہ استقبال کے ساتھ لائے یہ سن کر شاہ ہند نے نہایت تعظیم و تکریم سے ایک ایلچی معہ تحفہ و ہدایا دے کر اسکندر ذوالقرنین کے پاس بھیجا شاہ ہند کا ایلچی اسکندر ذوالقرنین کے پاس پہنچا تو اس نے بادشاہ ہند کا بھیجا ہوا تحفہ دہدایا اور نذرانے ان کے سامنے پیش کیے تو ذوالقرنین نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس ایلچی کو لے جاؤ اور اچھی طرح رہنے کو جگہ دو اور تین دن کے بعد اس ایلچی کو میرے پاس حاضر کرنا۔ چنانچہ حسب الحکم ملازموں نے اس کو لے جا کر اچھی طرح سے ایک جگہ پر رکھا اور تین دن کے بعد حضرت اسکندر ذوالقرنین کی خدمت میں حاضر کیا اسکندر ذوالقرنین نے اس کو دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور اس ایلچی نے حضور کو دیکھ کر اپنی انگلی ناک کے سوراخ میں ڈال کر پھر نکالی اور بغیر کہے سنے یوں ہی اپنی جگہ پر چلا گیا اس میں کیا راز ہے اسکندر نے فرمایا کہ میں نے اس کو دراز قد دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور یہ بات سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ لمبے قد کا آدمی احمق اور بیوقوف ہوتا ہے اور یہ مثل مشہور ہے كُلُّ طَوِيْلٍ اَحْمَقُ اِلاَّ عُمَرَ وَكُلُّ قَلِيْلٍ فِتْنَةٌ اِلاَّ عَلِيٌّ یعنی دیکھا گیا ہے کہ آدمی دراز قد والے زیادہ تر احمق ہوتے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہر پستہ قد آدمی فتنہ ہوتا ہے مگر حضرت علی ؓ نہیں ہیں۔ اور اس نے جو اپنی ناک کے سوراخ میں انگلی رکھی تھی کہ یہ میرا طالع اسکندری دیکھئے پھر جاؤ اور اس کو میرے پاس لے آؤ اور اس کو وہ کھانا کھلاؤ وہ بزرگ آدمی ہے۔ پھر اس کو واپس لے آئے اور اس کے کھانے کے واسطے صرف روٹی اور گھی بھیج دیا تا کہ اس کی عقل کی آزمائش ہو جائے چنانچہ وہ روٹی اور گھی کھا گیا اور اس نے ایک سوئی روٹی میں رکھ کر اسکندر ذوالقرنین کے پاس بھیجی اور اسکندر ذوالقرنین نے اسی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے اسی روٹی اور گھی پر رکھ کر پھر اس کے پاس بھیج دی اور اس نے پھر ایک ٹکڑا آئینہ کا اس پر رکھ کر اسکندر ذوالقرنین کے پاس بھیج دیا پس یہ ماجرا بھی خاص خاص لوگوں نے دیکھا اور پھر ان لوگوں نے اپنے بادشاہ اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے جہان پناہ اس میں کیا حکمت ہے بادشاہ بولے کہ روٹی اور گھی دینے کا مجھ کو یہ مطلب تھا کہ مرد علم و حکمت میں خوب ہوتے ہیں جیسے روٹی ساتھ گھی کے اور جو اس نے روٹی اور گھی پر سوئی رکھ کر بھیجی تھی یہ سمجھ کر کہ وہ علم و حکمت میں خوب ہے۔ پھر میں نے اس کی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے جو بھیجا تھا اس کا یہ مطلب تھا کہ اس کا علم اور حکمت مانند آئینہ کے صاف روشن ہے اور ہم نے اس سے معلوم کر لیا کہ لمبے آدمی حقیقتاً بیوقوف ہوتے ہیں۔

پس ہم دونوں میں یہی اشارات میں گفتگو جاری تھی پھر ہند سے ذوالقرنین مشرق کو جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں پہنچے حق تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ترجمہ: پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یعنی سفر کا سرانجا
یہاں تک کہ پہنچا ذوالقرنین سوج نکلنے کی جگہ پر تو اس نے پایا کہ سورج نکلتا ہے اور اسی جگہ پر ایک ق
بھی پایا کہ نہ ان کے لئے کوئی گھر ہے اور نہ سایہ اور نہ کپڑا اور وہ لوگ بیابان ریگستان میں رہتے
کیونکہ ریگستان میں گھر وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ روئی کی کھیتی ہو سکتی ہے کہ اس سے کپڑا بناویں اور
جاڑا بہت ہوتا ہے اور وہ لوگ اپنے کھانے کو دوسرے شہروں سے لاکر کھاتے ہیں زن و مرد سب
رہتے ہیں اور مثال جانوروں کے جماع وغیرہ کی کرتے رہتے ہیں اور جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کے
میں قوت آتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے یہ دیکھنے کے بعد پھر اس
ذوالقرنین دوسری جگہ پر جا پہنچے- چنانچہ اللہ رب العزت بایں الفاظ ارشاد فرماتا ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ اَتْبَعَ
حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ترجمہ: پھر پیچھے چلا اس
ذوالقرنین اور راہ کے یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان دو دیواروں کے تو پایا اس نے ان دیواروں کے
ایک قوم کو جو ان دیواروں کے نزدیک تھی اور وہ یہ بات نہ سمجھتے تھے- فائدہ حد مشرق میں دو پہاڑ بلند
اور درمیان ان دونوں پہاڑوں کے زاہد و حکیم بہت تھے اور وہ ایک دوسرے کی بولی کو نہیں سمجھتے
کیونکہ ان کے درمیان دو پہاڑ حائل تھے اور وہی دو پہاڑ یاجوج ماجوج کے ملک کے درمیان اٹکا
لیکن درمیان میں کچھ کھلا تھا- چنانچہ اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر کے
جاتے پس ذوالقرنین نے وہاں کے زاہدوں اور حکیموں کو وعظ و نصیحت کی اور خداوند قدوس کی راہ
اس کے بعد وہ ان دونوں پہاڑوں کی طرف گئے وہ دونوں نہایت ہی عظیم الشان پہاڑ تھے جانے کی راہ
میں کسی طرف نہ تھی اور اس میں آدمی دو گروہ ان کی تعدا بیحد و بیشمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا
ان کو قوم یا موج ماجوج کہتے ہیں اور ایک اولاد یاجوج کی ایک پہاڑ میں رہتی ہے اور دو
پہاڑ میں اولاد ماجوج کی رہتی ہے اور یہ دونوں بھائی یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں اور یہ لوگ ط
نوح علیہ السلام کے بعد وہاں رہ گئے اور نسل ان کی بیحد ہے اور بصورت آدمی ہیں لیکن قدو قامت کم د
ہیں- یعنی بعضے تو دراز قد اور بعضے ایک گز اور بعضے ایک باشت کے ہیں اور کان ان کے اتنے بڑے ہیں
وہ زمین پر لٹکتے ہیں اور جب وہ لوگ سوتے ہیں تو اپنا ایک کان زمین پر بچھا لیتے ہیں اور دوسرا کان
چادر کے اوڑھتے ہیں اور مثل حیوانات کے ایک سے ایک جماع کرتا ہے ان میں کچھ شرم و حیا نہیں
اور مثل بہائم کے بول و براز کرتے ہیں اور ان کے کھیتوں میں سوائے تل کے اور دوسری کوئی چیز بھی
نہیں ہوتی- لہٰذا اسی کو وہ روزانہ کھاتے ہیں اور کسی دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے- یہاں تک
وہ خدا کو بھی نہیں جانتے اور نہ مانتے ہیں اور وہ مرتے بھی نہیں ہیں کافی عرصہ سے زندہ ہیں اور انہ

زندگی گزار رہے ہیں- پس وہ پہاڑ سے نکل کر ان زاہدوں اور حکیموں پر آکر ظلم کیا کرتے اور جس کو
پاتے مار ڈالتے- کھیت و مویشی ان کے لوٹ مار کر کھا جاتے اور وہ سب اس قوم وحشی سے مقابلہ نہیں
کر سکتے تھے-

جب اسکندر ذوالقرنین وہاں تشریف لے گئے تو ان زاہدوں اور حکیموں پر بڑی نوازش فرمائی- چنانچہ
سب نے مل کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ یاجوج اور ماجوج کے ظلم سے ہم لوگ یہاں نہیں رہ
سکتے اور ان پر جو جو احوال گزرے تھے وہ سب اسکندر ذوالقرنین کے سامنے بیان کئے- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا- قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی
اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ترجمہ: کہا انہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے
والے ہیں زمین پر پس کردیویں ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کردیوے تو درمیان ہمارے
اور درمیان ان کے دیوار کہ وہ ہماری طرف نہ آسکیں- پس خراج گزار بھی ہمیشہ ہم تمہارے ہوں گے- یہ
سن کر اسکندر ذالقرنین نے فرمایا- قولہ تعالیٰ-

قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰۤی اِذَا
سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ
یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ
حَقًّا ترجمہ: کہا اسکندر ذالقرنین نے جو مقدر دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے پیچ اس کے پس مدد کرو
میری ساتھ قوت کے کہ کروں میں درمیان تمہارے اور درمیان یاجوج و ماجوج کے ایک دیوار موٹی اور
مضبوط تم لے آؤ میرے پاس تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دو پھاٹکوں تک پہاڑ کی گھاٹیوں کو
یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ ذوالقرنین نے کہا لے آؤ میرے پاس کہ ڈالو اس پر تانبا پگھلا ہوا- پس
نہ چڑھ سکیں کہ آویں اوپر اس کے اور نہ سوراخ کر سکیں اس میں کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی
ہے پس جب آوے گا وعدہ میرے پروردگار تو کردے گا اس دیوار کو ریزہ ریزہ اور یہ وعدہ میرے
پروردگار کا سچ ہے-

فائدہ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتے گئے کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا
پھر تانبا پگھلا کے اس کے اوپر ڈالا اور وہ تانبا درزوں میں بیٹھ کر جم گیا سب مل کر ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا
ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا میں سد سکندری تک گیا ہوں اور میں
نے اس کو دیکھا بھی ہے- یہ سن کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی کیفیت بیان
کر- اس نے کہا کہ وہ دیوار ایسی ہے کہ جیسا چار خانہ لنگی ہو آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے-

کیونکہ اس دیوار میں لوہے کے تختے لگے ہیں اور ان کی دیواروں میں تانبا پگھلا کر بھر دیا گیا۔
چار خانے کی شکل بن گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُ
بِکُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ترجمہ: یہاں تک کہ کھولے جاویں گے یاجوج اور ماجوج اور ہر اونچان
ہوں گے یعنی جب روز قیامت نزدیک آوے گا یاجوج ماجوج سد سکندری سے نکلیں گے او
زمین پر منتشر ہوں گے جہاں جہاں جو چیزیں پاویں گے کھا جاویں گے اور پھر خدا کے حکم۔
جائے گا اس کی آواز سے ساری مخلوق مرجاوے گی۔ اور ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہ
ہر روز یاجوج اور ماجوج کوشش کرتے ہیں کہ سد سکندری کو توڑ کر باہر آویں لیکن بحکم خد
سکتے۔ صبح سے شام تک اس دیوار کو سب چاٹتے ہیں مثل پوست بیضہ کے کر ڈالتے ہیں۔ بس
رہ جاتی ہے۔ پھر وہ لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ کل سب توڑ دیں گے اور پھر آسانی سے باہر نکل
مگر وہ انشاء اللہ اپنی زبان سے نہیں بولتے اس لئے وہ توڑ نہیں سکتے۔ بس صبح سے شام
معمول ہے۔ اور جب ان کا خروج ہوگا قیامت کے نزدیک تو اس قوم میں ایک لڑکا مسلمان
جب وہ بڑا ہوگا تو انہیں لوگوں کے ساتھ مل کر بسم اللہ کر کے دیوار چاٹنا شروع کرے گا اور پڑ
اللہ پڑھے گا کہ کل انشاء اللہ اس کو توڑ ڈالونگا جب وہ خدا کے حکم سے سد سکندری ٹوٹے گی
کے بعد قوم اس دیوار سے باہر نکل آوے گی روایت ہے کہ طول اس دیوار کا چھتیس کوس کا
عرض اس دیوار کا ڈیڑھ سو کوس کی راہ ہے اور اونچائی ستر گز اور یہ بھی خبر ہے کہ جب وہ دیو
نکلیں گے تو سب سے پہلے ملک شام میں آویں گے اس کے بعد بلخ میں پس سکندر ذوالقرنین۔
مشرق کی طرف جانے کا قصد کیا موجودہ علماء و حکما سے پوچھا کہ تم نے کسی کتاب میں دیکھا۔
عمر کس چیز کے سبب ہوتی ہے ان میں سے ایک حکیم صاحب نے سکندر ذوالقرنین سے عرض
جہاں پناہ میں نے حضرت آدمؑ کے وصیت نامہ میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک چشمہ
ظلمات میں کوہ قاف کے اندر پیدا کیا ہے کہ پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیا
شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے نرم اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اسے پیئے گا تو اس
آوے گی اور وہ قیامت تک زندہ رہے گا اور اس کا نام بھی آب حیات ہے۔ یہ سن کر
ذوالقرنین کو اس کا شوق پیدا ہوا کہ اس چشمہ آب حیات کا پانی پینا چاہیے اور علماؤں سے
ذوالقرنین نے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ اس کوہ قاف کے ظلمات میں چلو۔ انہوں نے کہا کہ
اور ہم تو یہاں کے قطب ہیں۔ دنیا کی آفت سے ہم لوگ کس طرح جائیں۔ اس لئے ہم نہیں جا
ذوالقرنین نے کہا کہ تم لوگوں کا ہمارے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے اور تم لوگ یہ بتاؤ کہ سوار

کونا جانور چست و چالاک ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑی کہ جس نے ابھی تک بچہ نہ جنا
نہایت چست و چالاک ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے چنا۔ اعلیٰ قسم کی گھوڑیاں چن چن کر مخصوص
اور ادھر حضرت خضر علیہ السلام کو بھی اس لشکر کا پیشوا مقرر کیا اور ان سے کہا کہ جب ہم اس کوہ
ظلمات میں جا پہنچیں گے تو یقین ہے کہ کوئی کسی کو نہ پاوے گا تو اس وقت کیا ہوگا۔ اس وقت
کہا کہ لعل و گوہر شاہسوار حضور کی سرکار میں ہو تو لے لیجئے جب ایسی کوئی نوبت آوے گی تو اس کی
راہ چلیں گے پھر ایک گوہر شب چراغ خزانہ عامرے سے نکال کر حضرت خضرؑ کے حوالے کیا اور
ج اور سلطنت ملازموں سے اپنے ایک دانا عقلمند کے سپرد کیا اور بارہ برس کے وعدہ پر رخصت
کھانے پینے کا توشہ سرانجام لے کر ظلمات کوہ قاف کی طرف آب حیات کی تلاش میں روانہ

اہ بھول کر ایک برس مسلسل گھومتے رہے اور حضرت خضرؑ بھی لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک
میں جا پڑے اس وقت اس گوہر شب چراغ کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا تو اس کی روشنی
جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چشمہ آب حیات کا ان کو ملا پھر حضرت خضرؑ نے اس میں منہ
آب حیات پی لیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ پس اس وجہ سے حضرت خضرؑ کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں
ت کر کے دوسری تاریکی میں آ پڑے۔ پھر اسی گوہر شب چراغ کو نکال کر زمین پر رکھ دیا اس کی
ب میں اجالا ہو گیا۔ اور جتنے لشکر اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے سب حضرت کے پاس آکر جمع
سکندر ذوالقرنین اپنے لشکر سے کہہ رہے تھے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں آگے چل کر کچھ تماشہ
ب دیکھ آؤں یہ کہہ کر جب وہ آگے بڑھے ایک بالا خانہ نظر آیا چار دیواری اس کی ہوا پر معلق
ما میں مرغ پرندے بہت دیکھے مرغوں نے حضرت سے کہا کہ اس ظلمت میں بستی چھوڑ کر کیوں
ں کے جواب میں حضرت سکندر ذوالقرنین نے کہا کہ میں آب حیات پینے کو آیا ہوں پھر ایک
میں شاہ تھا وہ حضرت سکندر ذوالقرنین سے کہنے لگا کہ اے ذوالقرنین اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ
باس حریر کا پہنیں گے اور اچھے اچھے مکان بنا کر دنیا کے پیچھے لہو و لعب عیش نشاط میں مصروف
یہ کہہ کر پھر وہ اسی بالا خانہ کو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالا خانہ تمام کا تمام جواہرات کا بن گیا پھر کہا اے
اب وقت آ گیا ہے کہ چنگ و رباب اور بربط اور طنبورہ بجنے کا پھر تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ
لعل و یاقوت کا بن گیا ہے۔ پھر تو یہ دیکھ کر بہت حیران رہ گئے اس مرغ نے پھر حضرت سکندر
سے کہا اے مرد مجاہد تو مت خوف کر یہ تمام کارخانہ ابلیس لعین کا ہے۔ پھر اس مرغ نے پھر کہا
ار ظاہر ہوگا مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت لا الہ الا اللہ باقی ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت سکندر

ذوالقرنین نے کہا کہ وہ باقی ہے پھر پوچھا خلق اللہ میں ہنوز دیانت بجا ہے یا نہیں اس کے جواب
سکندر نے کہا بجا ہے پھر وہ مرغ اس جگہ سے دوسری جگہ پر چلا گیا- ایک روایت میں یوں بھ
اس مرغ نے کہا کہ تم اس بالا خانہ پر جاکر دیکھو وہاں کیا چیز ہے- تب ذوالقرنین وہاں جاکر کیا
ایک شخص پاؤں پر کھڑا اپنے منہ میں صور لئے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے کہتے ہیں کہ
تھے- ذوالقرنین تو اپنی سلطنت اور روشنی ملک کی چھوڑ کر اس ظلمات میں کیوں آپڑے- کیا وہ
تھا آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں آب حیات کو پینے آیا ہوں تاکہ آب حیات پینے سے
ہو اور خدا کی عبادت زیادہ کروں- اس بات کو سن کر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سکندر ذوالقر
میں ایک پتھر مثل بلی کے سر کے برابر دیا اور کہا کہ میں نے تجھ کو غفلت سے ہوشیار کیا اور ا
سے چلے جاؤ اتنے زیادہ حریص مت بنو- یہ سن کر سکندر ذوالقرنین وہاں آب حیات نہ پاکر ا
آگئے پھر سب اکٹھے ہو کر چلے آتے تھے اندھیری رات میں ٹکڑے ٹکڑے سنگ ریزوں کے
پیر کے تلے مثال لعل شب چراغ کے چمکتے دیکھ کر پوچھا کہ یہ سب کیا چیز ہے جو حکماء اس ک
ہمراہ تھے وہ بولے یہ پتھر ہیں جو شخص بھی اس کو اٹھائے گا وہ پچھتائے گا اور جو شخص اس کو نہ ا
بھی پچھتائے گا- آخر کسی نے ان کو چن لیا اور کسی نے ان کو نہ چنا جب ظلمات سے نکل آ
ہیں کہ وہ پتھر جن لوگوں نے چن لیے تھے وہ تمام جواہرات لعل اور زبرجد اور یاقوت اور فیر
ہیں یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت پچھتانے لگے جنہوں نے ان کو نہ چنا تھا- اور جن لوگوں نے ان کو
اس لئے پچھتائے کہ کیوں نہیں زیادہ چنے-

سکندر ذوالقرنین نے حکماء سے پوچھا کہ جو پتھر اسرافیلؑ مجھے دیا ہے اس میں کیا ماجرا
کہا کہ تم اپنا پتھر ایک ترازو میں ایک طرف رکھو اور پھر سب پتھر ایک دوسری طرف رکھو
وزن میں بھاری ہوتا ہے- یہ ایسا کیا گیا تو دیکھا کہ سکندر ذوالقرنین کا ہی وہ پتھر وزن میں بھار
حضرت اسرافیلؑ نے دیا تھا- پھر اسکندر ذوالقرنین نے اپنے حکماء سے دریافت کیا کہ اس میں
وہ بولے کہ اب سب کے پتھر اتار کر اس پلے میں ایک مشت خاک رکھ دو جب ایک مشت
میں رکھا تو دونوں پلے ترازو کے برابر آئے- دونوں طرف برابر رہے پھر پوچھا کہ اس میں کیا
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق سے مغرب تک بادشاہت دی ہے تو بھی تم کو سیری نہیں مگر
ہونا چاہیے کہ تمہارا پیٹ اور کھوپڑی کی خواہش ایک مٹھی خاک سے بھرے گی جو گورستا
ہوگی- جب سکندر ذالقرنین نے یہ بات سنی تب تمام لشکروں کو اپنے پاس سے رخصت کیا
اپنے ملک میں واپس چلے گئے اور سکندر ذوالقرنین یہیں رہ گئے اور پھر عبادت الٰہی میں مشغ

پھر چند روز بعد ہی انتقال کیا اور پھر سونے کے تابوت میں وہیں مدفون ہوئے اور یہ بھی بذریعہ ایک خبر کے
معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے اپنے مرنے کے وقت اپنی ماں کو وصیت کی تھی کہ بعد موت کے میری
روح کو ثواب بخشیو اور یتیم- اسیر- غریب- مسکین بیوہ- بیکس محتاجوں کو خوب کھانا کھلانا اور ان سے میری
مغفرت کی دعا کرانا جب ان کی ماں کو یہ خبر پہنچی تو وہ زار زار رونے لگیں- اور بعد مرنے کے ان کی وصیت
کو پورا طور سے بجالائیں جب رسول خدا صلی اللہ و سلم نے احوال سکندر ذوالقرنین کو اور سوالات مذکورہ
کے ابوجہل اور مکے کے کافروں کو اور وہاں کے یہودیوں کو جواب دیا سب کافر سن کر متحیر ہوئے اور بولے
سچ کہتے ہیں اور بالکل تورات وزبور کے جوابات بتاتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں ہے پس
سوائے ابوجہل کے اور سب کے سب رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم پر ایمان لے آئے اور ابوجہل سے
حضرت نے فرمایا کہ اب تم کو معلوم ہوا یا اب بھی شک میں ہو کہو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں یا نہیں- اور
اگر تم کو کچھ اب بھی شک ہو تو پھر پوچھو تب اس لعین نے کہا کہ تم تو ایک ساحر ہوا اور دوسرا ساحر موسیٰ
میں ہرگز تمہارے دین میں نہیں آؤں گا- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان کافروں کے بارے میں فَلَمَّا
جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی ترجمہ: پس جب پہنچی ان کو ٹھیک بات
ہمارے پاس سے کہو انہوں نے- کیوں نہ ملی پیغمبری جیسی ملی تھی موسیٰ کو یہ بات کہی اور راہ ضلالت اختیار
کی پس اے میرے محترم بھائیو مومنو! ہم سب پر لازم ہے کہ خدا اور رسول کی رضامندی پر راضی رہیں
اور ان کے جملہ احکام شرع کو بجالائیں اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی شفاعت نصیب فرمائے آمین ثم آمین یا رب
العالمین واللہ اعلم بالصواب

بیان فرعون علیہ اللعنۃ

بعض تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون کے باپ کا نام معصب اور دادا کا نام ملک ریان تھا
اور بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ فرعون کا نام معصب بن دلید بن ریان تھا اور عمر بھی تقریباً چار سو برس
کی ہوئی اس عرصہ میں وہ کبھی بیمار نہ ہوا تھا- اور نہ اس کے سر میں درد ہوا تھا اور نہ کوئی غنیم و دشمن اس
پر غالب ہوا- اور فرعون بھی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعوی کیا تھا- اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی ترجمہ: کہا فرعون نے لوگوں سے میں ہوں
تمہارا رب سب سے بڑا اور اونچا- پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے سزا میں پچھلی اور پہلی کی اور آخرت میں
اس کا عذاب ہوگا اور اس نے دنیا میں بھی عذاب پایا اول اچھا تھا- اس ملعون نے جب دعوی خدائی کا کیا پھر

اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی بلاؤں میں گرفتار کیا۔ اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی تھی۔ جب وہ بڑا ہوا وہ سیر و سیاحت کو نکلا۔ بیوشخنہ ایک شہر کا نام ہے سیر کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ اس ہامان بے ایمان سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ ہامان اسی جگہ کا باشندہ تھا۔ جب آپس میں ربط و ضبط قائم ہوا ہامان نے فرعون سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ سیر کو چلوں گا اور دنیا کے حالات معلوم کروں گا۔ دونوں ملعون مصر شہر میں آئے اور وہ ایام خربزے پھل کے تھے۔ ان دونوں نے کھیت والے کے پاس کھانے کا سوال کیا خربزے والے نے ان دونوں سے کہا کہ بھائی ایسا کرو کہ تم دونوں ہمارے خربزے بازار لے جاؤ اور وہاں جاکر فروخت کرو، جب یہ مال میرا تم لوگ فروخت کردو گے تو پھر دونوں کو کھانے کو دیں گے یہ سن کر فرعون نے ہامان سے کہا کہ تم یہیں رہو اور میں یہ مال خربزے بازار جاتا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یعنی فرعون خربزے لے کر بیچنے کو شہر گیا اور دوکانداروں سے اس۔ ہم تو سودا ادھار خریدتے ہیں اور نقد میں پھل و ترکاری نہیں خریدتے اور جس کی جو قیمت ہوتی ہے کو مال اپنا فروخت کر کے بعد میں دے ڈالتے ہیں۔ ہمارے شہر کا تو یہی دستور ہے۔

فرعون کچھ عرصہ تک سوچتا رہا اور پھر وہ خربزے اسی وعدہ پر بیچ کر واپس اسی جگہ آگیا اور خربزے سے جاکر کہا کہ یہ کام اچھا نہیں اتنا بول کر وہ وہاں سے چل دیا اور پھر شاہ مصر کو جاکر درخواست پیش کر دی کہ میں بعید الوطن غریب ہوں۔ اور کھانے پینے سے بھی عاجز ہوں، فدوی کو کو اسی شہر مصر میں جہاں پناہ کی سرکار عالی میں موافق گزارے کے ہو تو غلام کو اس جگہ پر مامور فرمائیں۔ اس بدبخت کا نصیب بیدار تھا۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ مصر کا حکم ہوا کہ تو کون سا کام کرنا چاہتا ہے داروغی مقبرہ اسی شہر کی چاہتا ہوں کہ بے اجازت میری کوئی وہاں مردہ نہ گاڑنے پائے یہ سن کر بادشاہ نے اس کو گورستان کی داروغی دے دی تب دروازے پر گورستان کے جا بیٹھا قضا الٰہی سے ایسا ہوا سال میں مصر میں وبا پھیل گئی۔ اور بہت آدمی مرنے لگے فرعون نے جب یہ دیکھا تو اس نے ہر ایک کے وارثوں سے ایک ایک درہم سونے کا لینا شروع کر دیا۔ اس طریقہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس پاس بہت سا روپیہ جمع ہو گیا۔ پھر اس روپے سے مقربان بادشاہ کو دے کر تمام شہر کی داروغائی لے لیا مصر اپنے جہل سے اس کو پیار کرتا اور خلعت بھی دیتا اتفاقاً قضائے الٰہی سے وزیر مصر مر گیا اس۔ فرعون ہی کو بادشاہ مصر نے وزیر مقرر کر دیا۔ اس وقت فرعون نے ہامان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں خدائی کا دعویٰ کروں تاکہ ساری مخلوق مجھ کو اپنا معبود جانے اور میری پوجا کرے یہ سن کر ہامان۔ سے کہا کہ اگر تو خدائی چاہتا ہے تو یہ کام آہستہ آہستہ کر سب سے پہلے تو مخلوق اپنے ہاتھ میں فرعون نے کہا ایسا کرنے کی کیا تدبیر ہے کیونکہ تمام لوگ تو اس وقت یوسف علیہ السلام بن یعقوبؑ کے دین؛

کس طرح ان کو اپنا بناؤں آخر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے ہامان اس بات کو سن کر کچھ دیر سوچتا رہا پھر یہ ٹھہرائی کہ بادشاہ مصر سے درخواست کر کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک برس تک مصر کی رعیت کے واسطے زانہ سے مفت فرمائشیں پوری کی جائیں اور فدوی اپنی طرف سے سرکاری خزانہ میں ایک سال کا جو کچھ زچ ہو گا دے گا بادشاہ نے کہا میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارا نقصان ہو اور میرا نفع اچھا میں اجازت دیتا ہوں کہا کہ اس سال کا خزانہ رعیتوں پر خاطر سے معاف کیا۔ فرعون نے جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ سرکار عالی کا خزانہ کسی طرح کم ہو۔ پس بادشاہ نادان اور کم فہم تھا۔ فرعون کی خاطر رعیتوں سے ایک سال کا زانہ لیا اور کہا کہ اپنے دل کی مراد پوری کرو۔ تب فرعون نے اپنے دیوان اور خزانچیوں کو بلا کر پوچھا کہ مر کا خزانہ رعیتوں سے کتنا وصول ہوتا ہے وہ سب بولے کہ اتنا ہوتا ہے پس فرعون نے اسی قدر روپیہ نی طرف سے ہامان کے ہاتھ بادشاہ کی سرکار میں داخل کر دیا اور اس کے بعد پورے شہر میں منادی کرا دی لہ اس سال خزانہ رعیتوں پر معاف کیا اور ہم نے اپنی طرف سے خزانہ بادشاہ سرکار میں داخل کر دیا اور زیدرد سو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکار عالی میں عرض کی سو وہ بھی قبول ہوئی پھر تو تمام رعایا مر کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی غریب و مساکین جتنے تھے سب نے فرعون کی ترقی کے واسطے دعائیں لیں اور سب کے سب خدا کا شکر بجالائے۔

پس تین سال کا خزانہ موقوف ہونے سے مصر کی رعایا کو فراغت ہو گئی اور پھر چند ہی روز بعد بادشاہ مر خود اپنی موت مر گیا اور کوئی بھی اس کا والی وارث نہ تھا جو اس کے تخت شاہی پر بیٹھے چنانچہ بادشاہ مصر لی تجہیز و تکفین کے بعد تین دن تک تعزیت کی گئی اور چوتھے روز تمام شہر کے لوگ قاضی مفتی عالم فاضل راء غربا چھوٹے بڑے سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کے تخت پر کس کو بٹھانا اہیے کیونکہ ملک بے سر نباشد۔

چونکہ مصر کے لوگوں نے فرعون سے نیکی دیکھی تھی کہ تین برس کا خزانہ مصر کا معاف کیا تھا اور پنے پاس سے تین برس کا روپیہ بادشاہ کو دیا تھا اس لئے سب اس سے خوش تھے۔ یہ خیر خواہی دیکھ کر لوں نے اس فرعون مردود کو تخت پر لے جاکر بٹھا دیا جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا اور پھر اس ہامان بے مان کو اپنا وزیر بنایا۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اب ملک مصر پورا ہمارے ہاتھ میں آیا ہے یعنی ہم اس ملک کے بادشاہ مقرر ہو گئے ہیں ہامان سے اس نے کہا کہ اب کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ تمام ملک مصر کے شہر اور تمام خلائق مجھ کو خدا کہے اور مجھ ہی کو معبود جانے۔ اور میری پرستش کرے۔ اس کے مقرر کردہ وزیر ہامان نے فرعون ملعون کو یہ صلاح دی کہ پہلے مصر میں یہ حکم دیا جائے کہ اس وقت تمام علماء و فضلاء جتنے ہیں ہمارے قلمرو میں درس تدریس نہ دینے پائیں اور اپنے تمام تدریسی سلسلے کو بالکل ختم کر

دیں۔ اس تدبیر سے آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے بے خبر ہوتے رہیں گے اور جو آئندہ ہو
سب کے سب بغیر علم کے جاہل ہوں گے۔ اس طرح آہستہ آہستہ لوگ اپنے اپنے دین
جائیں گے یہ بات ہامان کی سن کر فرعون ملعون نے اپنے ملک مصر میں تعلیم و درس و تدر
موقوف کر دیا کہ میرے اس ملک میں کوئی بھی نہ علم سیکھنے پائے فوراً درس و تدریس کو بند کر
ان سب کو قتل کرا دیں گے۔ فرعون بادشاہ کا یہ حکم سن کر اور اس کے قتل کرانے کے خوف
درس تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا اور بالکل لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے
ملک جاہل بن گیا اور اپنے حقیقی خدا کو بالکل ہی بھول گیا اور وہ مثل چوپائے و حوش کے ہو گئے
فرعون نے حکم کیا کہ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو سجدہ کیا کریں۔

پس ایک قوم قبطی جو کثیر تعداد میں تھی اس نے بت پرستی شروع کر دی اور یہ سلسلہ
برس تک رہا پھر اس کے بعد فرعون ملعون نے اعلان کرایا اور اس اعلان میں یہ الفاظ لوگوں کے
پہنچائے جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا فَحَشَرَ فَنَادٰى فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ترجمہ: پس لوگو
پھر ان لوگوں سے کہا کہ میں ہوں رب تمہارا سب سے بڑا اور بلند۔ اور اس حالت پر چالیس بر
اس کے بعد تمام بتوں کو توڑ ڈالا پھر اسی قوم قبطی نے فرعون کو پوجنا شروع کر دیا۔ اس قوم پر فر
بہت نوازش کرتا اور دوسری قوم جو بنی اسرائیل تھی وہ اس کو خدا نہیں مانتی تھی اس کو طرح
تکلیفیں دیتا کیونکہ بنی اسرائیل قوم تو دین یوسف پر قائم تھی۔ اور بعوض جزیہ کے فرعون ملعو
قبطیوں کی خدمت کرواتا اور ان کی ہر وقت تحقیر کرتا اور جن کاموں کو وہ ناچیز سمجھتا تھا مثل محنت
اٹھانا لکڑی چیرنا اور چنا ولنا اور گھاس کاٹنا۔ جھاڑو کشی کرنا اور گوہ گوبر پھینکنا علیٰ ہذا القیاس ان سب
مقرر کیا تھا۔ اور کچھ لوگوں کو بنی اسرائیل قوم میں سے مختلف شہروں اور دیہات میں اپنے
خدمت میں بھیج دیتا۔ اور ان کی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا۔ غرض یہ کہ بنی اسرا
عزت و قار نہیں کرتا تھا۔ مگر صرف ایک عورت کہ جن کا نام آسیہ تھا بنی اسرائیل قوم سے تھیں
ہی حسین و جمیل تھیں لیکن وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین پر تھیں اور ان کے خصائل بھی شہرہ آفاق
وجہ سے فرعون ملعون ان کو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فرعون
پرستندہ اپنی جان کر بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھتا تھا۔ مگر وہ اپنے دین میں بہت مضبوط تھیں
خلاف شرع نہیں چلتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ عورتوں کی پاکی
بیان فرمائی ہے۔ ایک حضرت موسیٰؑ کی ماں۔ دوسری مریمؑ بنت عمران۔ اور تیسری خدیجۃ الکبریٰؓ
جو حضرت اکرم صلعم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور چوتھی حضرت فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ

اور پانچویں بی بی آسیہ رضی اللہ عنہم کیونکہ یہ سب صالحہ تھیں۔

الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں اور اس کی قوم کی خدمت میں گرفتار
رہی زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے اور ان کی باربرداری میں لگے رہتے اور صبر کرتے تھے لیکن باوجود
اتنی سخت تکلیف کے وہ اپنے آبائی دین اسلام سے نہیں پھرے اسی حالت میں وہ شب و روز استغفار اور
خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن فرعون ملعون نے دریائے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی تمام
لوگ وہاں گئے اور اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی لے گئے اور وہاں جا کر خوشیاں منائیں اور پھر
فرعون نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ
الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ترجمہ: اور پھر
پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے قوم میری بھلا مجھ کو کیا نہیں ہے حکومت مصر کی اور یہ نہریں چلتی ہیں
نیچے میرے کیا تم نہیں دیکھتے بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص سے کہ جس کو عزت نہیں ہے اور وہ صاف بھی
نہیں بول سکتا ہے۔ اتنی بات فرعون نے حضرت موسیٰ کی شان میں تکبر سے کہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اس
ت کو لوگوں نے مانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
فٰسِقِيْنَ ترجمہ: پھر عقل کھو دی اپنی قوم کی پھر اسی کا کہا مانا تحقیق وہ لوگ تھے فاسق پس چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ
ان کو دوزخ میں ڈالے اور اس کی قوم کو بھی جہنم میں ملا دے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو چار سو
ں کی عمر دی تا کہ وہ ہر روز باغی ہوتا رہے اور اپنے حقیقی معبود کی نافرمانی کرتا رہے۔ پھر ایک روز ایسا
اق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے دریائے نیل کو سکھا دیا اور اس میں کچھ بھی پانی باقی نہ رہا۔
دیکھ کر فرعون ملعون کی قوم نے اکٹھے ہو کر کہا اگر تو ہمارا خدا ہے تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دے تب
یں گے تو ہمارا رب ہے۔ پس فرعون نے یہ بات سنی اور سنتے ہی سات لاکھ سوار اپنے ہمراہ لے کر
ران سعید الاعلیٰ کی طرف نکل گیا اور ایک ایک منزل پر ایک ایک لاکھ سواروں کو چھوڑتا گیا اسی طرح
ب کو رخصت کر کے تنہا ایک میدان میں جا کر ایک غار میں اندر گھسا اور گھوڑے کی باگ کو گلے میں
ل کر قبلہ رخ ہو کر سجدے میں جا گرا اور پھر یہ مناجات کی۔ الٰہی تو حق پر ہے اور میں باطل پر ہوں اور
ا رب بے نیاز و بے پرواہ ہے اور میں نے دنیا کو بعوض آخرت کے اختیار کیا اے میرے رب جو کچھ مجھ
دینا ہے تو وہ مجھے دنیا کی زندگی میں ہی دیدے اور میں آخرت میں نہیں چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو خوب
م ہے کہ آخرت میں میرے لئے سوائے دوزخ کے اور کچھ نہ ہوگا۔ جب فرعون نے خدا کی درگاہ میں
عا و مناجات کی تو اسی وقت ایک شخص غیب سے آیا اور اس غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور فرعون سے
لگا کہ میں ایک شخص کی شکایت تمہارے پاس لایا ہوں تم اس کا انصاف کرو یہ سن کر فرعون بولا تو

یہاں کیوں آیا یہ جگہ تو انصاف کی نہیں ہے کل دربار میں آنا وہاں میں اس کا انصاف کردوں گا
وقت تو یہاں سے چلا جا پھر وہ بولا کہ تم ہمارا انصاف یہیں کردو اور بغیر انصاف کرائے ہوئے ہم یہا
نہیں جائیں گے۔

چنانچہ یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا کہ ادھر دریائے نیل کا پانی جاری ہو گیا نیل پھر بھر گیا۔ یہ دیکھ کر
نے بہت خوشی محسوس کی اور اسی خوشی کے عالم میں وہ اس شخص سے کہنے لگا کہ اے نوجوان تم کیا
اس کے پوچھنے پر اس نوجوان نے فرعون سے کہا جو بندہ خداوند عالم کی نافرمانی کرے اور اس کے حکم
تسلیم نہ کرے اور خداوند قدوس اس پر اپنی مہربانی کرے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اس بندہ کی کیا
فرعون نے جواب دیا کہ اس بندہ کی سزا تو یہ ہے کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارنا چاہیے اس
نے یہ جواب سن کر کہا کہ بہت اچھا آپ اس کو مجھے لکھ کر دے دیں تاکہ یادداشت رہے اور کل
کے دربار میں حاضر ہو گا آپ کے حضور میں اظہار کرے گا۔ فرعون بولا کہ بھئی یہاں تو دوات قلم
نہیں میں کس طرح لکھوں۔ اس نوجوان نے کہا کہ میں دیتا ہوں تم لکھو۔ پھر فرعون نے اس غار
بیٹھ کر خوشی سے لکھا کہ جو بندہ اپنے خداوند قدوس کی نافرمانی کرے گا اور اس کا حکم نہ مانے اور
اس کو سب طرح سے آرام دے تو اس بندہ کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارا جا
طرح پر یہ دستاویز لکھ کر اس نوجوان کے حوالے کی اور اس نے یہ نہ جانا کہ وہ نوجوان کون تھا
نوجوان یہ دستاویز لکھوا کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ وہ درحقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے
اس کے بعد ایک آواز آئی کہ اے فرعون! دریائے نیل کو میں نے تیرے حکم کے تابع کیا تو جب حکم
گا کہ اے پانی تو کھڑا رہ تو وہ پانی تیرے حکم سے کھڑا رہے گا اگر تو کہے گا کہ اے پانی تو جاری ہو جا تو
جاری ہو جائے گا۔ الغرض وہ تیرے فرمان کے باہر نہ ہو گا تب فرعون یہ سن کر اور زیادہ خوش ہو
میدان سعید الاعلیٰ سے اپنے گھر پر چلا آیا اور دریائے نیل کو جس طرف کہتا وہ اسی طرف ہو جاتا۔ ا
کہتا کہ اے پانی تو اونچا ہو کر چل تو پہاڑ سے زیادہ اونچا ہو کر چلتا اور اگر وہ کہتا کہ اے پانی تو نیچے ہو
تو وہ پانی نیچے ہو کر چلتا چند روز کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرعون ملعون کو ایسی کرامت دی تھی۔ باو
کے وہ ملعون دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اور کہتا تھا اے لوگو! میں مصر کا مالک ہوں اور دریائے نیل بھی
تابع ہے دیکھو تو پانی دریائے نیل کا بالکل خشک ہو گیا تھا وہ میں نے ہی جاری کیا تمہارے پینے کے۔
مصر نے جب یہ کرامت دیکھی فرعون سے تو تعریف کرتے ہوئے سجدے میں گرے اور اس کی ربو
اقرار کیا۔ بولے بیشک تو ہمارا پروردگار ہے۔ لعنۃ اللہ علیھم اجمعین۔ اور ایک مکان بھی عالی شان
بنایا تھا اور اس کا نام عین الشمس رکھا تھا ایک حوض بنا کر دریا کے پانی کی نہر اس پر جاری کی تھی او

ستون سونے کے بنائے تھے اور وہ اس طرح بنائے تھے کہ حوض کے کنارے پر سے کوشک پر جا کر
سری راہ نکل پڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے دو درخت بھی اس حوض کے کنارے پیدا کیے تھے ایک درخت
تو روغن زرد نکلتا تھا اور دوسرے درخت سے روغن سرخ وہ روغن جس بیمار کو دیا خدا کے فضل و
م سے شفا پاتا اسی وجہ سے فرعون ملعون فخر کر کے لوگوں کو جتاتا اور خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنی
بوبیت کی دلیل ان دونوں درختوں سے دیتا کہ دیکھو میری ربوبیت کی یہ دلیل ہے چنانچہ مخلوق نے جب
ن درختوں پر غور کیا اور اس میں فرعون کی کرامت ظاہر پائی جو وہ کہتا اسی وجہ سے خلق اور بھی فرعون کی
بوبیت کی قائل ہو کر گمراہ ہوتی چلی گئی اور تمام ملک میں گمراہی پھیل گئی۔

بیان عوج بن عنق کا

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض راویوں نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ علیہ السلام سے یہ
دہ کیا تھا کہ زمین شام مقدس کی تم کو دوں گا تم وہاں سے ظلم و تعدی کرنے والوں کو نکال دو اور
حقیقت مقام اجداد بنی اسرائیل کا کنعان میں ہی تھا اب مصر میں ہوا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ
ام ملک شام میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو اور حضرت موسیٰ نے ان کے ساتھ فتح کا وعدہ کیا تھا اور
ی بھی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ بارہ آدمی سردار بارہ قوم سے بنی اسرائیل کے نقیب کرتا کہ ہر ایک سبط
پنے اپنے سرداروں کے تابع رہے اور ہماری رضا پر رہیں تو ان سے اس بات کو کہہ دے کہ ان کا سردار
ب جو حکم ان پر کرے تو وہ اس پر عمل کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ
یبا ترجمہ: اور اٹھائے ہم نے ان میں بارہ سردار۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو ہمراہ لے کر جب
نعان میں گئے تو اپنے نقیبوں کو شام کے اطراف میں بھیجا تاکہ ان پر ظالم و جابر لوگوں کا حال معلوم کریں
ب وہ لوگ وہاں گئے اور وہاں سے کچھ حالات معلوم کیے تو وہاں ایک بہت بڑے قد و قامت والا انسان
ی دیکھا جو سمندر کی تہہ میں سے مچھلی پکڑ لاتا تھا اور اپنی لمبائی کے سبب سے وہ سورج کی تپش سے بھون
ر کھاتا تھا۔ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت نوح کے طوفان سے یہی شخص بچا تھا۔ اور ایسا دراز قد
ا کہ سمندر کے پانی میں بھی وہ ڈوب نہ سکتا تھا اتنا بڑا لمبا جوان تھا اور اس کی عمر تین ہزار پانچ سو برس کی
ئی وہ شخص حضرت آدم کے ایام زمانہ سے حضرت موسیٰ کے زمانے تک زندہ رہا اور اس کی ماں کا نام
غورہ تھا وہ بیٹی حضرت آدم علیہ السلام کی تھیں اور اس کے باپ کا نام سبحان تھا اور ماں کا نام عنق تھا وہ بنت
آدم تھیں۔ پس عوج بن عنق نے حضرت موسیٰ کے بارہ سرداروں کو دیکھ کر پوچھا تم کہاں سے آئے ہو
ر کہاں جاؤ گے۔ پھر انہوں نے اپنا حال بیان کیا اس کے بعد عوج بن عنق نے ان سب کو پکڑ کر اور اپنی

ازار میں لے کر اپنی بیوی کو دکھانے لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو یہ سب میرے ساتھ لڑنے
آئے ہیں یہ کہہ کر زمین پر رکھ کر اس نے چاہا کہ مثال چیونٹی کے پیر سے مل دے اس وقت اس کی بیو
نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو وہ ضعیف و ناتواں ہیں خود ہی چلے جائیں گے تجھ کو ان کے مارنے سے کیا فائ
ہو گا- اور پھر تیرا حال بھی لوگوں سے جا کر بیان کریں گے پس ان کو چھوڑ دو- چنانچہ وہ نقیب حضرات جبار و
کی کثرت اور حقیقت دریافت کر کے بہت ڈر گئے اور اپنی جگہ پر واپس چلے گئے اور آپس میں کہنے لگے
ان جباروں اور ظالموں کا حال جو ہم دیکھ آئے ہیں اپنی قوم سے نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ لوگ تو پہلے
بزدل ہیں لڑائی اور جہاد کے نام سے بھاگ جائیں گے- لیکن ان لوگوں کا احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام او
ہارونؑ سے کہنا چاہیے- تب حضرت موسیٰؑ سے وہاں کا حال بیان کیا اور نیز یہ بھی بیان کیا کہ وہاں کے پھل
فروٹ بھی بہت بڑے بڑے ہیں اگر ایک دانہ انار کا نکالیں تو آدمی سیر ہو جائے اسی طرح انگور بھی بہت بڑ
دیکھا اگر ایک دانہ کھالیں تو جی بھر جائے اور دوسرا نہ کھایا جائے اور پھل فروٹ جو وہاں سے لائے تھے
حضرت موسیٰؑ کو دکھائے- حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت ہی تعجب ہوئے-

پس دس سردار نقیبوں نے عہد شکنی کر کے احوال وہاں کا جو دیکھا تھا اور عوج بن عنق کے
ہاتھ گرفتار ہونے کا اپنی قوم سے کہہ دیا لیکن دو شخص یعنی یوشع اور کالوت نے عہد شکنی نہ کی- یہ خبر سن کر
بنی اسرائیل نے چاہا کہ جہاد میں نہ جائیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو! تم مت گھبراؤ اور
نہ جہاد سے بھاگنے کی کوشش کرو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ نصرت فرمایا اور فرمایا ہے کہ میں تمہیں
ان کافروں پر فتح دوں گا ادھر قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا- قولہ تعالیٰ قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا
جَبَّارِیْنَ ترجمہ: بولی قوم اے موسیٰؑ وہاں پر ایک شخص ہے بڑی قد و قامت والا اور وہ بڑا ہی زبردست ہے-
ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جاوے- اللہ تعالیٰ کی نوازش تھی جن دونوں پر دہ
یوشع بن نون اور کالوت بن قتادہ تھے اور وہ دونوں بزرگ نیک طینت تھے ان بارہ سرداروں میں بنی
اسرائیل کے اور وہ دونوں حضرات موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے بعد پیغمبر ہوئے- وہ دونوں بزرگ بولے
کہ اے قوم بیٹھ جاؤ اور ان پر حملہ کرو دروازے سے کیونکہ قوم جبار نہایت قوی ہے اور خدا تم کو فتح دیگا
اور موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے کہ خدا ان کو ضرور ہلاک کریگا جیسا کہ فرعون کو ہلاک کیا- اور تم لوگ تو اللہ
پر یقین رکھتے ہو پھر کیوں نہیں اس پر بھروسہ کرتے اس پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ جاویں گے
ساری عمر جب تک وہ وہاں رہیں گے اے موسیٰؑ تو اور تیرا رب دونوں جا کر ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھیں
رہیں گے- پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے غصہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے بددعا کی قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ
اَمْلِكُ الخ ترجمہ: بولے موسیٰ علیہ السلام اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو تو

...ہم میں اور بے حکم لوگوں میں' قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جہاد کرو
...ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ کے لیے وہ ملک تمہارا ہو گا-
...حضرت موسیٰؑ نے بارہ شخص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا اور ان کو ملک شام میں بھیجا
...ملک کی خبر لائیں- چنانچہ وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت خوبیاں بیان کیں اور وہاں مسلط تھے عمالقہ
...قوت زور بھی بیان کیا- پس حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیان کیجیو
...دشمن مت بیان کرنا- اس حکم پر صرف دو شخص قائم رہے اور دس شخص نہ رہے- جب قوم نے
...عمالقہ کا زور و قوت کو سنا تو وہ اپنی نامردی ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے یہ چاہا کہ ہم پھر لوٹ کر
...مصر جائیں- اس تقصیر کی وجہ سے چالیس برس شام کی فتح میں دیر لگی اور اس قدر مدت بنی اسرائیل
...میں پھرتے رہے اور اس قرن کے لوگ سب مر گئے تھے مگر وہ شخص جو حضرت موسیٰؑ کے بعد خلیفہ
...یوشع اور کالوت ان کے ہاتھ سے ملک شام فتح ہوا- القصہ موسیٰؑ و ہارونؑ اپنا عصا ہاتھ میں لے کر
...شام کو برائے جہاد روانہ ہوئے اور جب رات ہوئی تو بنی اسرائیل نے مصر جانے کا قصد کیا تمام رات
...اور صبح فجر کے وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آ رہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام
...چلے فجر کو دیکھتے ہیں کہ جہاں سے کوچ کیا تھا اب تک وہیں ہیں وہ سمجھے کہ موسیٰؑ کی بددعا سے یہ حال
...یوشع بن نون نے ان سے کہا کہ اس میدان میں ٹھہر جاؤ اور صبر کرو استغفار پڑھو جب تک حضرت
...ملک شام فتح کر کے واپس نہ آویں تب تک یہیں ٹھہرے رہو- یہ بات سن کر بنی اسرائیل خدا پر
...کے اسی جگہ رہے اور اس جگہ کا نام تیہ ہے جس جگہ یہ لوگ ٹھہرے رہے ہیں اس میں بارہ اسباط
...ائیل اور چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے چالیس برس محبوس رہے اور وہاں سے
...نکلے اور وہ تیہ درمیان فلسطین اور اردن اور مصر کے درمیان ہے اور اس میدان تیہ کا طول
...کوس ہے اور عرض اٹھارہ کوس کا ہے غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نزدیک شہر عوج کے گئے لوگوں
...شکل دیکھ کر ڈرے اور حافظ حقیقی کو یاد کر کے آگے بڑھے- جب عوج بن عنق نے ان کو دیکھا تو
...چیونٹی کی طرح پیروں سے مل دیں اور کہا کہ تو ہے سردار قوم بنی اسرائیل کا اور تو نے قبطیوں کو
...دریا میں فرعون کے ساتھ ڈبو مارا ہے یہ کہہ کر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کیا حضرت موسیٰؑ
...حملہ کیا- حضرت موسیٰؑ کا قد بھی تقریباً دس گز لمبا تھا اور دس گز اوپر اچھل کر اس کے ٹخنوں پر عصا
...مردود گر کر مر گیا چالیس برس سے بنی اسرائیل تیہ مذکور میں تھے اور ادھر لاش عوج بن عنق کی
...پڑی تھی اور گوشت پوست گل گیا تھا اور پشت کی ہڈی مثل پہاڑ کے اونچی ہو رہی تھی-

حضرت موسیٰ علیہ السلام

بعض تواریخ کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک رات فرعون نے اپنے خواب میں دیکھا کہ درخت عالم بالا پر گئے اور پھر سارا عالم اس کے زیر سایہ ہوگیا۔ صبح ہوتے ہی نے اپنے تمام حکیموں منجموں اور جادوگروں کو بلایا اور پھر ان سے پوچھا کہ تم کو خوب غور و خوض کر کے ہم کو اس خواب کی بتانا چاہیے۔ یہ سن کر فرعون سے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی اپنی کتابوں میں اس خواب کی تعبیر کو کرتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے خیالات کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں خوب اچھی طرح غور کیا ان لوگوں نے آکر فرعون سے کہا کہ قوم بنی اسرائیل سے ایک شخص ایسا پیدا ہوگا کہ تمہاری مملکت کو خراب کرے گا اور تمام لوگ اس کے زیر حکم ہوں گے۔ یعنی ملک و میراث و نعمت کل اس کے ہاتھ ہوگی یہ گفتگو اپنے منجموں کی سن کر فرعون بہت ہی ہراساں ہوا اور پھر بولا۔ وہ لڑکا کب پیدا ہوگا وہ منجم لگے کہ تین دن رات میں وہ لڑکا اپنے باپ کی پشت سے مادر رحم میں آوے گا۔ یہ سن کر فرعون گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے حکم دیا کہ جتنے بنی اسرائیل ہیں آج سے کوئی بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہم نہ ہونے پائے اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک آدمی اسرائیل کے گھروں میں متعین کر دیا اور فرعون کے ڈر کی وجہ سے بنی اسرائیل میں کوئی آدمی اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرتا مگر تقدیر الٰہی سے چارہ نہ تھا اور باوجود اس تنبیہہ اور تہدید کے اس تیسری رات کے اندر جو نجومیوں نے کہا تھا روز موعود میں وہ لڑکا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ماں کے شکم میں آ گئے

اور اس کی شرح یوں ہے کہ خاتون نام عمران کی بی بی تھی اور وہ بنی اسرائیل کی قوم سے تھی اس سے پہلے ایک لڑکا بھی تھا اور ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام مریم تھا اور عمران فرعون کے ندیموں سے تھا اور وہ اس دن فرعون کے پاس تھا بی بی کو شوق مباشرت کا ہوا اور ان کو ایسا غلبہ ہوا کہ صبر قرار جاتا رہا آخر وہ نہ ٹھہر سکیں رات ہی کو اٹھ کر اور اپنے گھر سے نکل کر فرعون کے دروازے پر جا اتفاقاً تمام دروازے کھلے ہوئے تھے اور دروازوں پر نگہبان اور دربانوں کو سوتے ہوئے دیکھا اس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا غلبہ بھی زیادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خاتون بے کھٹکے فرعون کی خوابگاہ میں جا پہنچیں اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرعون کی نگہبانی کر رہا ہے اور فرعون سوتا ہے ادھر عمران کو اپنی بیوی دیکھ کر جب تمام لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے۔ شوق مباشرت زیادہ ہوا پس وہاں سے سرک کر زن و شو مجامعت سے فراغت کر لی۔ اور اس گھڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے صلب سے ماں کے رحم آئے بعد اس کے بی بی خاتون وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلی آئیں اور یہ بھید کسی کو معلوم نہ تھا

رب العالمین کے وہ تو ہر بھید کو اچھی طرح جانتا ہے بلکہ وہ تو ظاہر و باطن چیزوں کی خبر رکھتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو فرعون نے اپنے نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں۔ تو انہوں نے اپنے نجوم سے حساب لگا کر بتایا کہ وہ شب گزشتہ میں باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں آ چکا ہے۔ یہ سنتے ہی فرعون ملعون نے اپنے تمام کارکنوں کو حکم دیا اگر لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہو تو اس کو فوراً مار دو' لیکن لڑکی کو مت مارنا اور خون کے عوض میں اس کی ماں کو ستر درہم دینا۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ روپے کے لالچ سے ماں باپ اپنے نوزائیدہ بچے کو فرعون کے پاس لاتے اور وہاں سے ستر درہم لے کر اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور فرعون ملعون نے ہر ایک گھر میں بنی اسرائیل کے ایک ایک قبطی کو تعینات کیا اور وہ قبطی اگر بیٹا ہوتا تو اس کو مار ڈالتا اور اگر بیٹی ہوتی تو اس کو نہ مارتا چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ترجمہ: اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے کہ دیتے تھے تم کو بڑی تکلیف ذبح کرتے تمہارے بیٹے اور زندہ رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو اس میں ازمائش ہوئی تمہارے رب کی بڑی۔ پس بنی اسرائیل کو فرعون ملعون نے بڑے دکھ میں رکھا تھا اور ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور یہاں تک اس نے کر رکھا تھا کہ ان کی عورتوں کے حمل آکر دیکھتے اور ان کے پیٹ پر غیر محرم ہاتھ پھیرتے تھے کہ حمل ہے یا نہیں۔ اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حمل سے تھیں ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ وہ روٹی پکاتی تھیں یکایک ان کو درد زہ ہوا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ نہایت خوبصورت تھے ان کے تولد سے سارا گھر روشن ہوگیا اور جو بھی کوئی ان کی طرف دیکھتا تو اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور کچھ ہی عرصہ میں فرعون کے لوگ بھی آ پہنچے اور حضرت موسیٰ کی والدہ اندیشہ کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میں اس بچے کو کہاں لے جا کر چھپاؤں کیونکہ فرعون کے لوگ اس بچے کو دیکھتے ہی مار ڈالیں گے' یا اللہ اس بچے معصوم کو تو کسی جگہ پناہ دے آخر مجبور ہو کر تنور کی آگ میں بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ڈال دیا اور ایک دیگ خالی اس کے اوپر چڑھا دی۔ بعد اس کے فرعون کے لوگوں نے آکر خاتون کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو کچھ حمل کا اثر نہ پایا اور پھر وہ چلے گئے اور ادھر خاتون اپنے فرزند کی محبت میں رونے لگیں اور کہتی تھیں کہ ناحق میں نے اپنے بچے کو تنور میں ڈال دیا۔ نہایت ہی افسوس کر کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ اب تو بچہ بالکل جل گیا اور کہنے لگیں کہ اگر جلے ہوئے بچے کی ہڈی بھی ہوتیں اس سے اپنے دل مجروح کی دوا کرتی۔ بعد اس کے جب انہوں نے اس چولھے کے اندر دیکھا تو وہ بچہ اس آگ میں اپنے ہاتھ میں ایک سیب لیے کھیل رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر بڑی ہی متعجب ہوئیں اور خدا کا شکر بجا لائیں یہ دیکھتے ہی ان کو اس تنور سے فوراً اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ پھر متفکر ہو گئیں۔ کہ اس لڑکے کو کہاں چھپا کر

رکھوں۔ ایسا نہ ہو کہ فرعون کے لوگ اس کو آکر مار ڈالیں۔ یہ کہتی جاتی تھیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ترجمہ: اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰؑ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلا پھر جب تم کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو دریائے نیل میں اور اس میں نہ کچھ خطرہ کر اور نہ کچھ غم کر ہم پھر پہنچا دیں گے تیری طرف اور کریں گے اس کو اپنے رسولوں میں سے تب حضرت موسیٰؑ کی والدہ یہ بشارت پا کر بہت خوش ہوئیں اور ایک صندوقچہ بنانے کے لیے ایک بڑھئی کی تلاش میں نکلیں فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام بصورت بڑھئی کے ان کے سامنے آکھڑے ہوئے حضرت موسیٰؑ کی والدہ ان سے کہنے لگیں کہ کیا تم صندوقچہ بنانا جانتے ہو۔ بولے ہاں میں صندوقچہ بنانا جانتا ہوں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے گھر جا کر ایک صندوقچہ بنا کر چلے گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ان کو خوب دودھ پلایا اور بہترین حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر اس صندوقچہ میں رکھ کر مقفل کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔

دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کی والدہ چپکے سے بڑھئی کو گھر میں لائیں اس سے کوئی بھی آگاہ نہ تھا مگر ایک شخص ہمسایہ ان کا اس راز سے مطلع تھا۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ اس سے بہت خوف کرتی تھیں اور بڑھئی کو ستر دینار اجرت اس کی دے کر رخصت کیا۔ چنانچہ اس ہمسائے نے یہ چاہا کہ اس کی خبر فرعون کو کر دوں جب وہ اس ارادے سے فرعون کے پاس گیا اور چاہتا تھا کہ میں اس لڑکے کی خبر دوں تو خدا کے حکم سے اس کی زبان گونگی ہو گئی اور وہ اپنا مقصد جو لے کر گیا تھا فرعون سے کہہ نہ سکا۔ جب فرعون کے پاس سے باہر نکل آیا پھر اس کی زبان کھل گئی، یہ دیکھ کر پھر اس نے قصد کیا کہ میں فرعون سے جا کر کہوں تو پھر وہ گونگا ہو گیا جب وہ وہاں سے باہر آیا تو اس کی زبان کھل گئی بیان کیا گیا ہے کہ ایسا قصد اس نے تقریباً سات مرتبہ کیا۔ لیکن جب وہ فرعون کے قریب پہنچتا اور ارادہ کرتا کہ میں اس خبر کو فرعون سے کہوں تو اس کی زبان فوراً گونگی ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر وہاں سے باہر نکل آیا اور ا[illegible] قصد سے وہ باز آگیا اور پھر اس نے توبہ کی اور خداوند کریم پر ایمان لے آیا اور پھر اس نے یہ بات کسی سے بھی نہ کہی الغرض ادھر حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے حضرت موسیٰؑ کو اس صندوقچہ میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا اور حضرت موسیٰؑ کی بہن مریم سے کہہ دیا کہ اے بیٹی تو اس صندوقچے کو دیکھتی ہوئی دریا کے کنارے کنارے چلی جا، کبھی ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص دیکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ترجمہ: اور کہہ دیا اس کی بہن کو کہ اس کے پیچھے چلی جا پھر وہ دیکھتی رہی اور اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پس خدا کے حکم سے وہ صندوقچہ پانی میں بہتا ہوا

[illegible] نیل سے اس نہر کے اندر سے جو فرعون نے اپنی محل کے اندر ایک بڑا حوض بنایا تھا وہاں پر جا ٹھہرا اس وقت فرعون اپنی آسیہ خاتون کو ساتھ لے کر تخت پر بیٹھا تھا اچانک ان دونوں کی نظر اس صندوقچہ پر پڑی۔ فرعون نے اپنی بیوی آسیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے جو پانی پر بہتی ہے یہ کہہ کر اپنے تخت شاہی سے اٹھے اور اس کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک صندوقچہ ہے فرعون نے چاہا کہ اس صندوقچہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا لے لیکن وہ صندوقچہ اس کے ہاتھ میں نہ آیا کیونکہ فرعون مردود کافر تھا پلید کے ہاتھ سے نہ اٹھا۔ اس کے بعد آسیہ خاتون نے اپنے ہاتھ دراز کئے اور انہوں نے وہ صندوقچہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا لیا اور پھر فرعون کے سامنے لا کر رکھا پھر فرعون نے اس کے کھولنے کی ہر کوشش کی لیکن وہ اس صندوقچہ کو نہ کھول سکا مجبوراً تھک کر بیٹھ گیا پھر آسیہ خاتون جو کہ مومنہ تھیں انہوں نے اس صندوقچہ کو کھولا اور بسم اللہ پڑھی اس میں دیکھا کہ ایک لڑکا مہتاب صورت ہے اس کے [illegible] سارا گھر فرعون کا روشن ہو گیا یہ دیکھ کر فرعون کے دل میں اس کی محبت آگئی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی نیک صورت دی تھی کہ جو کوئی ان کی طرف دیکھتا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ پھر آسیہ خاتون نے [illegible] سے کہا کہ مرا فرزند نہیں ہے میں اس کو پالوں گی اور یہ واضح ہو کہ آسیہ خاتون بنی اسرائیل قوم [illegible]لق رکھتی تھیں اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت موسیٰؑ کی چچیری بہن تھیں اور وہ اچھی طرح [illegible]یش برادر کو پہچانتی تھیں پھر فرعون سے کہنے لگیں کہ دیکھو یہ لڑکا تمہارا اور میرا نور چشم ہے اس کو [illegible]کیونکہ ہم اس کو پالیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَكَ لَا [illegible] عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ترجمہ: اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی [illegible]ہے یہ لڑکا مجھ کو اور تم کو اس کو نہ مارو شاید یہ ہمارے کام آوے یا بنا لیویں اس کو بیٹا اپنا اور وہ اس [illegible] نہ سمجھتے تھے یعنی ان کو کچھ بھی نہ خبر تھی کہ وہی لڑکا بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن وہ خوب جانتا تھا کہ یہ [illegible]اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے دریائے نیل میں ڈال دیا ہے کہنے لگا کہ اگر ایک لڑکا نہ مارا تو [illegible] یہ سمجھ کر ان کو نہ مارا، اور فرعون کے یہاں ایک بیٹی جو برص کی بیماری میں مبتلا تھی۔ اس نے آکر [illegible] لڑکا رو رہا ہے اور اس کے منہ سے رال گرتی ہے اس نے جلدی سے آکر اس لڑکے کو اٹھا لیا اور [illegible]میں بٹھا لیا خدا کے فضل و کرم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ سے جو لعاب نکل رہا تھا وہ لعاب اس [illegible] برص کے دھبوں پر لگا تو اس کی برص کی بیماری جاتی رہی اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ یہ دیکھ کر آسیہ نے فرعون سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا مبارک لڑکا ہے کہ اس کے منہ سے جو رال نکل رہی تھی وہ [illegible]بیٹی کے بدن پر لگی تو اس کے بدن سے برص کی بیماری جاتی رہی۔ یہ سن کر اس نے اپنی بیٹی کو بلایا [illegible]دیکھا کہ واقعی جو برص کی بیماری تھی وہ ٹھیک ہو گئی ہے تب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو پیار کرتے

ہوئے اپنی گود میں لے لیا اور ایک دائی دودھ پلانے کے واسطے بھی مقرر کر دی۔

اور کہتے ہیں کہ فرعون نے جب اپنی تمام دائیوں کو بلایا اور بہت سی دائیاں آئیں تو حضرت علیہ السلام نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ترجمہ: اور حرام کر دیا ہم نے اوپر ان کے دائیوں کا پہلے سے۔ پس خواہر موسیٰؑ موجود تھیں۔ وہ بولیں کہ میں بتاؤں تمہیں ایک گھر والی کو کہ اس کو واسطے تمہارے اور واسطے اس کے بہت خیر خواہ ہے۔ یہ سن کر فرعون نے کہا کہ لے آؤ ان کو دوڑی ہوئی گئیں اپنی ماں کے پاس جا کر بولیں اے ماں میری خدا نے مہربانی کی ہے ہم پر چلو تم میرے کو دودھ پلانے اور فرعون بلاتا ہے اور اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور اس نے بہت دائیوں کو بلایا تھا۔ مگر وہ کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے۔ تم چلو کیونکہ میں نے اجنبی طور پر تمہاری بات نے سے کہی ہے کہ میں دودھ پلانی والی ایک دائی لاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ کی ماں خوش ہو کر فرعون کے گھر پر آئیں وہاں آ کر دیکھا بہت سی دائیوں کو بلایا ہے لیکن کسی دائی کا دودھ بھی حضرت موسیٰؑ نہیں پیتے جب حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے ان کو اپنی گود میں لیا اور اپنا دودھ پلانا چاہا تو انہوں نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کی ماں خوش ہو کر فرعون اور اس کے گھر والوں سے یہ کہنا چاہتی تھیں۔ کہ یہ بھی میرا ہے۔ تب فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں القا ہوا کہ اے خاتون یہ راز کسی پر ظاہر کر دو اور اپنا بیٹا کہہ کر کسی کو مت کہو۔

ہامان پلید نے جو فرعون کا وزیر تھا اس نے شبہ قرینہ اور قیاس سے دریافت کیا اور وہاں کھڑا دیکھتا رہا تب حضرت موسیٰؑ کی ماں سے پوچھا کہ اے دائی یہ لڑکا شاید تمہارے ہی بطن سے معلوم ہوتا ہے وہ بولیں کہ ایسا نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ لڑکا میرے دودھ سے بہت خوش ہے۔ پس فرعون نے ان سے کہا کہ تم اپنے دودھ پلانے کی اجرت ہر روز ایک دینار ہم سے لے لیا کرو۔ تب حضرت موسیٰؑ کی والدہ فرعون سے اجرت دودھ پلانے کی مہینہ میں تیس دینار لیا کرتی تھیں اور اس طرح وہ اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ: پھر پہنچا دیا ہم نے موسیٰؑ کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غم نہ کھاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ٹھیک ہے وہ لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اس طرح پر چند روز گزرے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون دیکھ کر خوش ہوا اپنی گود میں لے کر حضرت موسیٰؑ کو بوسے دینے لگا حضرت موسیٰؑ نے ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے منہ پر طمانچہ لگایا یہ کیفیت دیکھ کر فرعون بہت ہی غصہ میں آ گیا اور اس وقت مار ڈالنے کا حکم کیا اور پھر بولا

یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے میرا ملک تباہ و برباد ہو گا۔ اس وقت آسیہ خاتون نے کہا کہ اے فرعون کیا تم نہیں جانتے شیر خوار بچوں کا تو یہ فعل ہے ان کو سمجھ بوجھ نہیں ہوتی اور یہ لڑکا قوم بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے جو تم خیال کرتے ہو اور تم نے تمام قوم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالا ہے۔

پس اس کے آزمانے کے لئے ہامان نے دو طشت زر کے منگوائے ایک طشت میں تو انگارے آگ کے رکھے اور دوسرے طشت میں یاقوت سرخ سے بھر کر حضرت موسیٰؑ کے سامنے لا کر رکھے اور پھر یہ بولا کہ اگر یہ لڑکا آگ کی طشت میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو یہ سمجھنا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل کی قوم سے نہیں ہے اور اگر یہ لڑکا یاقوت کے طشت میں ہاتھ رکھے گا تو سمجھنا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ پس حضرت موسیٰؑ نے چاہا کہ اپنا ہاتھ اس یاقوت والی طشت میں ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر ان کا ہاتھ پکڑ کر آگ کے طشت میں ڈال دیا۔ پس اسی طشت سے ذرا سی آگ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے منہ میں رکھ لی اس سے کچھ زبان مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جل گئی۔ تب خاتون نے فرعون سے کہا کہ تم نے دیکھا بچے نے آگ پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ یہی خصائل بچوں کے ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات سن کر فرعون ان کو گود میں لے کر پیار کرنے لگا اور پھر ان کی ماں کے حوالے کر دیا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی زبان طفولیت میں فرعون کے گھر میں جل گئی تھی جس کی وجہ سے صاف گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ بڑے ہوئے نوکر چاکر فرعون کے اپنے ساتھ لے کر شہر میں پھرا کرتے اور لقب آپ کا پسر فرعون تھا۔ اور کبھی کبھی فرعون ملعون ان کا ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھا کر اکثر باتیں علم اور حکمت کی لب شیریں سے ان کے سنتا اور پھر بہت پیار بھی کرتا جب حضرت موسیٰؑ کی عمر بیس برس کی ہوئی تو فرعون نے ان کی شادی بڑی شان و شوکت سے کر دی اور شادی کے بعد دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں ایک کا نام حرتون تھا اور دوسرے کا نام بلقا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون ملعون کے پاس تقریباً تیس برس رہے۔ پھر اس کے بعد شہر مدین کی طرف ہجرت کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس گئے۔

بیان ہجرت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور ملاقات حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معمول کے مطابق ایک دن شہر کے اندر قیلولے کے وقت گشت کر رہے

تھے اسی اثنا میں دیکھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک ان سے قوم قبطی سے تھا اور یہ
کے باورچی خانے کے سرداروں میں سے تھا اور دوسرا ان میں قوم بنی اسرائیل سے تھا اور نام
سامری تھا دونوں میں اچھا خاصا جھگڑا ہو رہا تھا۔ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی کہ
قبطی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور میری لکڑیاں ظلم سے چھین لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی سے
اس کی لکڑیاں چھوڑ دے۔ قبطی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ لکڑیاں تمہارے باپ فرعو
باورچی خانے کے لئے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا کہ میرے کہنے سے اسے چھوڑ دو
دوسری لکڑیاں لے لو۔ لیکن اس قبطی نے نہ مانا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبطی کے سینہ پر ایک
ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور فوراً اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
قولہ تعالیٰ: وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ترجمہ: اور موسیٰؑ آئے شہر کے اندر جس وقت
خبر ہو رہے تھے وہاں کے لوگ پس پائے اس میں دو آدمی لڑتے ایک ان میں ان کے رفیقوں میں
اور ایک ان میں دشمنوں میں سے تھا پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس نے جو تھا ان کے رفیقوں میں
شخص سے جو تھا اس کے دشمنوں میں پس مکا مارا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پس تمام کیا اس کو اور
کوئی قبطی برادر اس کا نہ تھا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو وہاں سے بھگا دیا کہ تو یہاں سے
نہیں تو تیرا دشمن قبطی تجھ کو پکڑ لے جائیگا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں
وزاری کی اپنے گناہ سے جو کہ انہوں نے ایک قبطی کو ان کے حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کے سبب
مارا ڈالا تھا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ترجمہ
موسیٰؑ نے اے رب برا کیا میں نے اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پس بخش دیا اس کو بیشک وہی ہے بخشنے
مہربان۔ اس کے بعد سب قبطی آئے اور اس سردار قبطی کو مرا دیکھا پھر اس کی خبر فرعون ملعون کو پہنچی
فرعون بولا جاؤ اور اس کے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ تمام قبطیوں نے بہت تلاش کیا لیکن اس کا
نہ ملا۔ پھر اس مرے ہوئے قبطی کو لے جا کر دفن کیا۔

اگرچہ فرعون کافر بیشک تھا مگر عدل و انصاف ظالم و مظلوم کا کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کا قاتل نہ
خاموش ہو رہا۔ پھر دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبح اٹھ کر شہر میں جا کر دیکھا کہ ایک
دوسرا اسی سامری کو اوپر سے مار رہا ہے بمصداق اس آیت مذکورہ کے فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ
فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ
بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ترجمہ: پھر صبح کو اٹھا موسیٰؑ شہر میں ڈرتا ہوا گیا تاکہ خبر لے
پھر وہی جس نے کل مدد مانگی تھی وہی موسیٰؑ سے فریاد کرتا ہے۔ اس کو کہا حضرت موسیٰؑ نے مقرر تو گمراہ
ہے۔ صریح یعنی تو ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور پھر مجھ کو لڑواتا ہے۔ پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر
جو دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰؑ کیا چاہتا ہے تو کہ خون کرے میرا جیسا کہ خون کر چکا ہے تو کل
ایک آدمی کا کیا تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ ہوئے تو صلاح پسند
ملاپ کرنے والا پس موسیٰ علیہ السلام نے ظالم قبطی کو مارنا چاہا سامری مظلوم تھا تو اس نے جانا کہ صرف زبان سے
مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے۔ وہ کل کا خون چھپا ہوا تھا کس نے کیا آج کی زبان سے مشہور ہو گیا اس
نے کہا اے موسیٰؑ آج مجھے بھی مارنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو مار ڈالا تھا لہٰذا تم جبار ہو اس ملک
میں پس دوسرا قبطی سامری سے یہ بات سن کر دوڑا فرعون کے پاس کہ کل کی بھی بات اس نے جا کر کہہ
دے کہ کل موسیٰؑ ہی نے خون کیا ہے اس قبطی کا اس کے بعد موسیٰؑ ڈرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ کو گئے کہ
نہ جانے فرعون مجھ کو کیا کہے گا اور وہ ظالم بھی ہے اور عادل بھی ہے کہ اپنے بیٹے کی بھی رعایت نہیں کرتا
اس سے بھی قصاص لیتا ہے۔ اپنی محترمہ والدہ صاحبہ سے یہ پوشیدہ باتیں کہہ رہے تھے اسی وقت ایک
شخص نے آکر خبر دی کہ اے موسیٰؑ تم کو فرعون مار ڈالنے کی فکر میں ہے اسی قبطی کا قصاص تم سے لے گا
تم اس شہر سے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ تب تم بچ سکو گے ورنہ پھر مشکل ہے اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں
میں نے تم کو یہ خبر سنا دی ہے اور خبر دینے والا بھی فرعون کا چچیرا بھائی مومن مسلمان ایمان والا تھا قولہ
تعالیٰ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ
لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ: ایک شخص شہر
کے دوسرے سرے سے دوڑتا ہوا آیا کہ اے موسیٰؑ دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار
لیں لہٰذا تو یہاں سے نکل جا اور میں تیرا بھلا چاہتا ہوں۔ پھر چلے گئے موسیٰؑ وہاں سے اپنی والدہ کو چھوڑ کر
ڈرتے ہوئے اور خبر لیتے ہوئے کہا اے پروردگار نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے پس حضرت موسیٰؑ مصر
سے نکل کر مدین کی طرف چلے گئے۔

اور کہتے ہیں کہ مدین شہر مصر سے تقریباً دس کوس پر واقع ہے اور بعض راویوں نے کہا کہ وہ سات
دن کی راہ ہے غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مدین کو چلے گئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ
قَالَ عَسٰى رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ
مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ترجمہ
اور جب متوجہ ہوا موسیٰؑ طرف مدین کے کہا نزدیک ہے پروردگار میرا یہ کہ دکھا دے مجھ کو راہ سیدھی

یعنی حضرت موسیٰؑ مدین کی راہ سے کما حقہ آگاہ نہ تھے اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ پر لے گیا۔ جب پہنچے مدین کے پانی پر تو دیکھا کہ ہے ایک جماعت لوگوں کی کہ پانی پلاتے ہیں اپنے موشی کو اور اس کے سوا پانی کے قریب بائیں دو عورتیں جور کے کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیا ہے۔ وہ بولیں کہ ہم اپنے مویشی کو پانی اس وقت تک نہیں پلا سکتے۔ جب تک تمام چرواہے اپنے اپنے مویشی کو پانی نہ پلالیں اور پھر وہ چلے جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے بڑی عمر کا یعنی وہ شرم وحیا سے کنارے پر کھڑی تھیں اپنی بکریاں لے کر ان میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بھاری ڈول سے پانی اٹھا کر بکریوں کو پلادیں۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اس میدان میں جا پہنچے تو وہاں دیکھا کہ عورتیں چند بکریاں دبلی لے کر کنوئیں کے کنارے کھڑی ہیں حضرت موسیٰؑ نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کیوں کھڑی ہو۔ بولیں ہم بکریوں کو پانی پلاویں گی۔ لیکن یہ پتھر جو کنوئیں پر رکھا ہے یہ بہت وزنی ہے ہماری طاقت سے باہر ہے کہ ہم اس کو ہٹا سکیں اور ہمارا باپ بھی نہایت ضعیف ہے ان میں بھی قوت نہ رہی وہ یہاں آکر پانی پلادیں اس لئے ہم لوگ یہاں کھڑے ہیں کہ چرواہے آئیں گے تو وہ اپنے مویشی کو پانی پلانے کے واسطے پتھر کو ہٹائیں گے پھر ہم بھی اپنے مویشیوں کو یعنی بکریوں کو پانی پلائیں گے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے یہ بات سنی تو از روئے ہمدردی کے انہوں نے اس پتھر کو کنوئیں سے ہٹا دیا۔ اور پھر کنوئیں سے پانی بھر کر ان بکریوں کو پلا دیا اس کے بعد وہ چونکہ بہت تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الٰہی مجھ کو کچھ کھانے کو دے اور میں اس وقت شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے فسقی لهما ثمه تولی الی الظل فقال رب انی بما انزلت الی من خیر فقیر ترجمہ: پس پلا دیا اس نے ان جانوروں کو پانی پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب تو نے جو اتاری ہے میری طرف اچھی چیز میں اس کا محتاج ہوں۔ پس دونوں بیٹیاں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا کر بولیں۔ آج ایک نوجوان اجنبی نے آکر کنوئیں کے منہ پر سے اس پتھر کو اٹھا اور پھر ہماری بکریوں کو لا کر پانی پلا دیا۔ اور پھر ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھا جب تعریف توت انہوں نے اپنے باپ سے بیان کی تو حضرت شعیب علیہ السلام یہ سن کر بولے کہ اے میری بیٹی جلدی جا اس کو لے آؤ تا کہ میں اس کو اس پانی بھرنے کی اجرت دیدوں اور صحیح معنی میں حق ادا کر دوں۔ حضرت شعیبؑ کی بڑی بیٹی صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لانے کے واسطے گئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ترجمہ: آئی ان کے پاس ایک ان دونوں میں سے چلتی ہوئی شرم سے کہا تحقیق میرا باپ تم کو بلاتا ہے تا کہ دلا دے تجھ کو مزدوری کہ تو نے پانی پلایا واسطے ہمارے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ تقریباً سات دن

بھوکے پیاسے تھے وہاں سے اٹھ کر اس لڑکی صفورا کے ساتھ چلے صفورا آگے چلتی رہی اور حضرت موسیٰ اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صفورا سے کہا کہ اے صاحبزادی میں آگے چلوں۔ تم میرے گھر کی راہ نہیں جانتے اس لئے میں تم سے آگے چلتی ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا اگر میں راہ بھولوں گا تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ تم پیچھے سے اشارہ کر کے راہ بتا دینا۔ یہ بات سن کر صفورا نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص بڑا ہی نیک مرد پارسا ہے چنانچہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے چلے اور صفورا پیچھے پیچھے چلیں اور راہ بتاتی جاتی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد دونوں حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں جا پہنچے۔ دونوں نے جا کر حضرت شعیب علیہ السلام کو اسلام علیکم کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیا اور پھر ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ان سے حال و احوال پوچھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے دریافت کرنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا احوال مصر کا بیان کیا اور فرعون اور قبطی وغیرہ کا درمیان گفتگو کے بیان کر دیا۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب تم کچھ بھی اندیشہ مت کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ: پس آئے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس اور بیان کیا پاس اس کے کہا مت ڈر تو نے نجات پائی ظالموں سے اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی جو حضرت موسیٰؑ کو ہمراہ لے کر آئی تھی وہ اپنے باپ سے بولی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَتْ اِحْدٰهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ترجمہ: بولی ان دونوں میں سے ایک اے میرے باپ اس کو نوکر رکھ لو اور البتہ یہ بہتر نوکر ہے اگر تم کو رکھنا ہی ہے کیونکہ یہ مرد زور آور بھی ہے اور امانتدار بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹی بھلا تم نے ان کا زور تو دیکھا کنوئیں میں سے پانی بھرنے میں امانتدار تم نے اس کو کیونکر جانا۔ وہ بولیں کہ ہم نے ان کی امانتداری راستے میں چال اور گفتگو سے معلوم کی ہے۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے اس چیز کو تسلیم کر لیا اور حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا قولہ تعالیٰ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ترجمہ: کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰؑ سے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کو بیاہ دوں ایک بیٹی سے ان دونوں سے اس شرط پر کہ تو نوکری کرے آٹھ برس تک پھر اگر تو پورا کرے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہوگا اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بلا وجہ تجھ پر تکلیف ڈالوں اور تو انشاء اللہ آگے مجھ کو پاوے گا نیک بختوں سے۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰؑ نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ہو چکا ہے عہد میرے اور

تمہارے درمیان جونسی بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کروں سو وہ زیادتی نہ ہوگی مجھ پر اور ہمارا تعالیٰ پر بھروسہ ہے اس کا جواب جو آپ کہتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب سے کہا آٹھ برس میں مجھے اختیار ہے چاہوں آٹھ برس نوکری کروں یا پھر دس برس' لیکن ایسا نہ ہو آپ اپنے قول سے پھر جاویں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام مومن آدمی کا نہیں کہ اپنے قول سے پھر جاوے۔

غرض کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ برس کے اقرار سے اپنی بیٹی کے مہر کے عوض ان کی بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰؑ سے لکھوا کر اپنی بیٹی کو ان سے بیاہ دیا تاکہ دونوں پر نکاح درست ہو بمصداق حدیث شریف کے کہ اُعْطُوْا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجَفَّ عَرْقُہٗ یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔ اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت نوکر کی جلدی ادا کرنا واجب ہے اب اگر ہزار قطرے مزدور کی پیشانی سے نکل آویں اور خشک ہوں تو بھی اس کو کوئی غور نہیں کرتا۔ الغرض حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا۔ اور ایک عصا جو حضرت جبرائیلؑ نے بہشت سے لاکر آدمؑ کو دیا تھا وہ عصاء حضرت شعیب علیہ السلام کو ورثے نبوت میں پہنچا تھا اللہ نے کہا کہ یہ لائق پیغمبر مرسل ہے لہٰذا یہ عصا حضرت موسیٰؑ کو دینا چاہیے۔ تب یہ سنتے ہی وہ عصا حضرت موسیٰؑ کے سامنے رکھ دیا اور پھر کہا کہ اے موسیٰؑ اگر تم اس عصا کو زمین سے اٹھا سکو گے تو پھر دوں گا یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے اس عصا کو اپنے ہاتھ میں زمین سے اٹھالیا یہ کرامت دیکھ کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام شائد تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کرے گا اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھو اس فلانے میدان میں ہرگز بکری چرانے مت جانا کیونکہ اس میدان میں اژدھے بہت ہیں یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے سختی سے منع فرمایا تھا کہ اس اژدھے والے میدان میں بکریاں چرانے مت جانا اس نصیحت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر وقت ملحوظ رکھا اور ہر چند چاہا کہ بکریوں کو اس جگہ سے روکیں وہ بکریوں کو نہ روک سکے بکریاں اس میدان میں جاکر چرنے لگیں ناچار ہو کر وہاں ایک سرشتہ پر جا بیٹھے اور اس عصا کو اپنے پہلو میں رکھ کر بولے اے عصا خبردار اگر اژدھا آوے تو اس کو مار ڈالنا تاکہ وہ بکریوں کو کھانے نہ پاوے یعنی بکریوں پر نگہبان رہنا یہ کہہ کر وہ سو گئے اور خوب اچھی نیند آ گئی کچھ دیر کے بعد ایک اژدہا اپنی جگہ سے نکل کر بکریوں کو کھانے آیا پس اس عصا نے مثل ایک بڑے اژدھے کے بن کر اس آنے والے اژدھے کو مار ڈالا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اژدھا اس میدان میں جہاں بکریاں چر رہی تھیں مردہ پڑا ہوا ہے خوش ہو کر بکریوں کو لے کر گھر چلے آئے یہ بات گھر آکر حضرت شعیب علیہ السلام سے کہی کہ اجی حضرت وہ جو آپ

نے فرمایا تھا کہ اس میدان میں مت جانا کیونکہ وہاں پر اژدھا ہے وہ بکریوں کو کھا جائے گا وہ اژدھا خدا کے فضل و کرم سے مارا گیا پس اس چیز سے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور بھی یقین ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرسل ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار برس حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور جب پانچواں سال شروع ہوا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے اقبال سے اگر اس سال ہماری بکریاں نر جنیں گی تو وہ سب تم کو دے ڈالیں گے پس خدا کی مرضی وہی ہوا کہ تمام بکریوں نے نر ہی جنے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیئے پھر جب چھٹا سال شروع ہوا تو پھر فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں مادہ جنیں تو وہ بھی تم کو دے دوں گا فضل الٰہی سے سب بکریوں نے مادہ ہی جنا اور وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دی گئیں پھر ساتواں سال شروع ہوا تو پھر کہا گیا کہ اس سال ہماری بکریاں سیاہ بچہ جنیں گی تو وہ بھی ہبہ کر دیں آخر وہی ہوا تمام بکریوں نے سیاہ بچہ جنا وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہبہ کر دیا گیا پھر آٹھواں سال شروع ہو تو پھر فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں بچے ابلق جنیں گی تو وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہبہ کر دوں گا مرضی الٰہی سے سے تمام بکریوں نے وہی ابلق بچہ جنا وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہبہ کر دیا گیا پھر یہاں تک ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بکریاں حضرت شعیب کی بکریوں سے دگنی ہو گئیں پس دس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بالعوض مہر کے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو چرایا اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ سب بکریاں اور لونڈی باندی مال و متاع اور میری بیٹی صفورا کو میں نے تمہاری ملکیت میں دے دیا تم جہاں چاہو وہاں جاؤ اور ان سب کو بھی اپنے ہی ہمراہ لے جاؤ میں اس میں کچھ بھی مداخلت نہ کروں گا خدا سب کو خیریت سے رکھے۔

مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی

مصر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آبائی وطن تھا اس لئے اس سے مانوسیت بھی بہت زیادہ تھی یکایک ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمنا ہوئی کہ اپنے ملک مصر جائیں اور وہاں جاکر اپنی والدہ کی خدمت سے مشرف ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بھائی ہارونؑ سے بھی ملاقات کریں چنانچہ انہوں نے حضرت شعیب سے مصر جانے کی اجازت چاہی اور ساتھ ہی گزارش کی کہ ہمارے ہمراہ آپ کی بیٹی صفورا اور لونڈی اور بھیڑ بکریاں مال و اسباب بھی سب مصر جائیں گے حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی اس کے بعد وہ مدین سے روانہ ہو گئے

جب وہ مدین سے ایک منزل نکل آئے تھے کہ رات ہو گئی اور اسی جگہ رات گزارنے کے لئے

قیام کیا اور بکریوں بھیڑوں کو ایک جگہ پر باندھ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی صفورا حمل سے تھ وہ حمل بھی قریب الولادت تھا چنانچہ اسی رات بچہ جننے کا بھی اتفاق مرضی الٰہی سے ہو گیا ادھر ا ایک ایسی ہوا اور آندھی کا طوفان آیا کہ تمام عالم پر اندھیرا ہو گیا اور پھر آسمان بھی گرجنے لگا کہ اس رات آرام نہ کیا پانی بھی برسنے لگا اور سخت سردی پڑنے لگی یہ دیکھ کر پھر موسیٰ علیہ السلام گھبرا ک نکالنے کو چقماق جھاڑنے لگے لیکن اس سے آگ نہ نکلی ناچار ہو کر غصے سے چقماق زمین پر پھینک خدا کے حکم سے اس چقماق نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھ کو خدا کا حکم نہیں ہے ک آگ دوں یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس چقماق سے باز آئے اور پھر آگ کے واسطے بہت ہوئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ کوہ طور کی طرف ایک آگ کا شعلہ اور حقیقت میں وہ آگ نہ تھی بلکہ وہ خداوند قدوس کا نور مبارک تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ - ترجمہ: پس جب پورا کر چکا موسیٰ علیہ السلام وہ مد لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھا کوہ طور کی طرف ایک آگ پھر یہ دیکھ کر کہنے لگے اپنے گھر والو سب یہاں ٹھہرے رہو میں نے ابھی دیکھی ہے ایک آگ شائد میں اس آگ کو لے آؤں تمہارے وہاں سے یا تو وہ کچھ حرہ ہے یا پھر وہ آگ کا انگارہ تاکہ تم لوگ اس سے تاپو۔ پھر جب پہنچا اس کے پاس تعالیٰ: فَلَمَّا اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْ اَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ - پھر جب پہنچا موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس آواز آئی میدان کے داہنے کنارے برکت زمین میں اس درخت سے کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں ہوں اللہ تمام جہان کا رب پھر کہا قولہ تعالیٰ اِنِّیْ اَنَا فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ط وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى ط اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ فَاعْبُدْنِیْ لا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ط ترجمہ: پھر کہا تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال د جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طور ہے اور میں نے پسند کیا تجھے پس سن کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں پس تو عبادت کر میری او رکھ نماز کو واسطے میرے۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو آنے لگے تو اپنی بیوی اور اپنی بکریاں لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھول گئے اور دوسرے ان کی بیوی کو درد زہ شروع ہو گیا۔ بہت سے آگ نظر آئی کوہ طور پر حقیقت میں وہ آگ نہ تھی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا اپنی بیوی سے کہا کہ تم کچھ دیر ٹھہرو میں تمہارے واسطے آگ لاتا ہوں یہ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عیال کو چھوڑ کر

اپنا عصا ہاتھ میں لے کر کوہ طور پر گئے جب اس کے نزدیک پہنچے ایک درخت سبز دیکھا کہتے ہیں کہ وہ درخت عناب کا تھا یعنی بیری کے درخت کے مثل اور اوپر سے نیچے تک اس پر نور ہی نور تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ جانا کہ یہ آگ ہے پس اس جھاڑی کو کاٹ کر سرے پر باندھ کر عصا کے اس درخت کے سرے پر رکھا تاکہ آگ سلگے اور اس کو پکڑے پس وہ نور درخت کا ایک شاخ سے دوسری شاخ پر دوسری شاخ سے تیسری شاخ پر چلا جاتا تھا غرضکہ جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا رکھ دیتے تھے اس پر آگ نہیں سلگتی تھی یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت مایوس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب نعلیں اپنے پاؤں سے نکالے اس وقت دونوں نعلیں دو بچھو ہو گئے اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور کی طرف جاتے ہوئے صفورا نے ان سے کہا تھا کہ خبردار اس میدان میں جہاں جا رہے ہو سانپ و بچھو بہت ہیں اچھی طرح سمجھ بوجھ کر جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے میرے پاؤں میں نعلیں ہیں اور میرے ہاتھ میں عصا ہے پھر مجھ کو کیا ڈر ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان مادی طاقتوں پر اعتماد کیا تو وہ خدا کے حکم سے دونوں نعلیں دو بچھو ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اور پھر وہیں آواز غیب سے آئی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰى قَالَ هِیَ عَصَایَ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى- قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰى فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقف سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى ترجمہ:- اور کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ علیہ السلام یہ کیا چیز ہے تیرے داہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور اس سے پتے بھی جھاڑتا ہوں اپنے مویشی یعنی بکریوں کے واسطے اور بھی اس میں میرے کتنے ہی کام ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اس کو ڈال دے اے موسیٰ علیہ السلام پس ڈالا اس کو ناگہاں پھر تو وہ سانپ تھا دوڑتا پھرتا پھر کہا اے موسیٰ علیہ السلام اس کو تو پکڑ لے اور مت ڈر ذرا بھی پھر میں اس کو اسی حالت پر کر دوں گا جو اس کی پہلی حالت تھی یعنی یہ پھر لاٹھی بن جائے گا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑا پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا ہو کر ہاتھ میں آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس عصا کو ایک جگہ حَیَّةٌ تَسْعٰى اور ایک جگہ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ اور ایک جگہ كَاَنَّهَا جَآنٌّ فرمایا کہ پہلے دیکھتے ہی سانپ تھا معلوم ہوتا دوڑتا پھرتا اور بزرگی میں ثعبان کے مانند جان کے یعنی سانپ کی شکل یہ تینوں صفتیں ہیں اور اس میں موجود تھیں کہتے ہیں کہ وہ عصا جب ثعبان کے مانند ہوتا تو بڑا اژدہا بنتا اور پشت اس کی مانند نیزے کے ہوتی اگر وہ پتھر پر بھی مارے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے پھر کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ علیہ السلام اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ترجمہ اے موسیٰ علیہ السلام لے جا اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں کہ نکل آوے سفیدی بغیر برائی کے اور ملا اپنی طرف

بازو ڈر سے تاکہ سانپ کا ڈر جاتا رہے پس وہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے
سرداروں پر تحقیق وہ ہیں قوم فاسق۔

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے فرمان سے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اس میں ایک نور
ہتھیلی پر نظر آئی اور مثل آفتاب روشن کے ظاہر ہوا اور اسی کا نام ید بیضا ہے اس کی روشنی سے تمام
روشن ہو جاتا ہے اور اس کا نور آفتاب پر غالب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو معجزے موسیٰ علیہ السلام کو دیے
ایک عصا کا جس سے ہزاروں قسم کے معجزے ظاہر ہوئے اور دوسرا معجزہ ید بیضا دیا تھا اس معجزے سے
روشن ہو جاتا اور انہیں دو معجزوں کو دیکھ کر مخلوق خدا ان پر ایمان لاتی تھی۔ حکم ہوا اے موسیٰ علیہ السلام تم
میں جاؤ اور وہاں جا کر فرعون ملعون کو خدا کی دعوت دو۔ قولہ تعالیٰ اِذْ نَادَاهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓی اَنْ تَزَكّٰی وَاَهْدِيَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی ترجمہ:۔ جب
اس کو رب نے پاک میدان میں جس کا نام طوی ہے اے موسیٰ علیہ السلام تو جا فرعون کے پاس اس نے بہت سر
اٹھایا ہے پس اس کو کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے اور میں تجھے نیک راہ بتاؤں جو حقیقی رب کی
ہے پس تجھ کو ڈر ہو۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے عیال اور میری یہ بکریاں بیابان جنگل میں پڑی
اور ان کی دیکھ بھال کو بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ سب چھوڑ کر مصر میں کیونکر جاؤں۔ ندا آئی اے موسیٰ
میں نے بہشت سے حوریں بھیجیں تیری بیوی کے پاس کہ وہ ان کی خدمت کریں اور بچے کو دودھ
پلائیں اور بھیڑیوں کو کہا گیا ہے کہ وہ تیری بکری کے ریوڑ کی نگہبانی کریں اور تو ہر طرح سے خاطر جمع
اور کوئی اندیشہ مت کر۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ
اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ
وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَآ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ترجمہ:۔ موسیٰ علیہ السلام نے
اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں سے ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ کبھی وہ مجھ کو مار ڈالیں اور میرا بھائی
ہارونؑ ہے کہ اس کی زبان اچھی صاف چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو تو اس کو بھی میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ
مددگار ہو اور میں ان کی نظر میں سچا ثابت ہوں اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ کبھی وہ لوگ مجھ کو جھوٹا کر
فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یقیناً ہم زور دیں گے تجھ کو تیرے بھائی ہارونؑ سے اور پھر مدد دیں گے ان لوگوں
تجھ کو تاکہ تو غالب آوے ان پر اور وہ میری مدد کی وجہ سے تم پر غالب نہ آسکیں گے۔ یہ سن کر حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پانچ حالتیں طلب کیں قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْٓ
اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ
وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ترجمہ:۔ کہا موسیٰ علیہ السلام۔

اے رب کشادہ کر میرا سینہ کہ میں جلدی خفا نہ ہوں اور آسان کر کام میرا سخت اور گرہ کھول میری زبان
سے تاکہ لوگ سمجھیں میری بات۔ زبان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بچپن میں جل گئی تھی اور وہ صاف بول نہ
سکتے تھے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ یا الٰہی زبان میری کھول دے
اور میرے واسطے ایک وزیر کر میرے بھائی ہارونؑ کو جو کہ میرے اہل سے ہے اور میری قوت اس کے
ساتھ مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو شریک بنا دے یہاں تک کہ وہ شریک ہووے میری پیغمبری
میں کہ میں صحیح طور پر تیری ذات پاک کا بیان کر سکوں اور پھر مل کر تیری یاد کرتے رہیں بے شک تو ہی ہم
کو دیکھنے والا ہے یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰی ترجمہ:۔ کہا اللہ تعالیٰ نے ملا
تجھ کو تیرا سوال اے موسیٰ علیہ السلام دل تیرا روشن کیا اور کام تیرا آسان ہوا اور زبان بھی تیری بڑی فصیح کی اور
تیرے بھائی ہارونؑ کو تیرا وزیر کیا اب تو جا فرعون کے پاس کیونکہ اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے۔

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب سوال کیا تو اس نے اللہ سے پایا اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔ علم الدنیا انکو پورا حاصل تھا اور پھر ہمارے نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ
ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ترجمہ:۔ کیا ہم نے نہیں کھولا اے محمد صلعم تمہارا سینہ اگر تم نے مجھ سے نہیں
پایا تھا کہ علم و حکمت سے پر رہے اور اتار رکھا ہم نے تم سے تمہارا بوجھ جس نے توڑی تھی پیٹھ تمہاری
اور بلند کیا ہم نے تمہارے واسطے ذکر تمہارا پیغمبروں میں اور فرشتوں میں نام تمہارا بلند کیا اور ابراہیم خلیل
اللہ نے بھی اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگی تھی جب مکہ مکرمہ کی بنیاد ڈالی تھی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ
تعالیٰ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ترجمہ:۔
اور جب اٹھانے لگے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ بنیادیں اس گھر کی تب کہا اے قبول کر ہم سے
تحقیق تو ہے سننے والا اور جاننے والا اور کہا رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ ترجمہ:۔ یا رب مجھ کو اور میرے ماں باپ
کو معاف کر گناہ سے تب حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے مانگا جب اسے کچھ ملا اور ہمارے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عنایت کیا تھا اور ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ میں نے سب کچھ بخشا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تم سے
پہلے ہوا اور جو کچھ پیچھے ہوا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا ان کی ذات سے تجھ کو شفیع لانے سے اور امت کو
بخشا تیری شفاعت سے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چاہنے سے ان کے بھائی ہارونؑ کو ان کا
وزیر مقرر کیا اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چاہت کے چار خلفاء کو وزیر
مقرر کیا اور اسی طرح سے ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے مقصد کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیا تھا۔ اور ہمارے پیغمبر

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے سب کچھ عنایت کیا غرض موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون کو اللہ نے ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى فَاْتِيٰهُ الآیۃ ترجمہ:۔ اے موسیٰ علیہ السلام جاتو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور کام میں سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ فرعون کی طرف کیونکہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے اور کہو اس بات نرم شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا پھر وہ مجھ سے ڈرے۔ کہا دونوں نے اے پروردگار ہمارے بیشک ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کبھی وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا پھر وہ غصہ کے جوش میں آوے اللہ تعالیٰ فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم بالکل مت ڈرو تحقیق میں تمہاری ساتھ ہوں اور سب سنتا اور دیکھتا ہوں تم جاؤ اس کے پاس اور اس سے جاکر کہو کہ ہم دونوں اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو کسی طرح کے عذاب مین نہ ڈال اور ہم لوگ یہ پیغام۔ آئے ہیں تیرے پاس اور ہم دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کی نشانیاں موجود ہیں اور سلا بھی اس شخص کی ہوگی جو ہدایت کی پیروی کرے گا اور بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اس شخص واسطے عذاب ہو گا جو کہ آئے ہوئے رسول کی پیروی نہ کرے بلکہ اس کو جھٹلائے اور ہدایت سے پھیرے اور اس وقت تیرے واسطے بہتر یہی ہے کہ تو ایمان لے آ' اور دعویٰ باطل کو چھوڑ دے پھر تین چیزیں ملیں گی۔ ایک جوانی۔ دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک تیسری چیز یہ ہو گی کہ تیری عم دراز کردی جائی گی تاکہ تو بہت عرصہ تک دنیا میں بادشاہی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول بنا کر تمام علم و حکمت کی باتیں اس میدان مقدس جو کوہ طور پر تھا سکھائیں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ اب تم مصر میں جاؤ اور فرعون کو ہدایت کرو۔ یہ ہدایت تعالیٰ کی پاکر حضرت موسیٰ علیہ السلام فوراً ہی واپس اسی جگہ پر آگئے جہاں پر اپنی بیوی صفورا کو چھوڑ گئے تھے دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا ان سے تولد ہوا۔ اور ان کی خدمت میں اللہ تعالیٰ نے حوران بہشت مقرر فر تھیں۔ اور بھیڑیئے اور شیر ان کی بکریوں کی پاسبانی کر رہے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام احوال جو منجانب اللہ عنایت ہوا تھا اور جو گفتگو اللہ تعالیٰ سے کوہ طور پر ہوئی تھی اور جو حکم فرعون علیہ اللعنۃ طرف جانے کا اور اس کو ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے دیا تھا سب کچھ اپنی بیوی صفورا سے بیان کیا۔ صفورا جب یہ گفتگو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سنی تو وہ بولیں کہ تم فوراً واپس چلے جاؤ اور خدا کے امر میں تاخیر کرو۔ بہت جلد جاکر اس کو خداوند قدوس کا پیغام پہنچاؤ۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا تمام اسا ولوازمہ اپنی بیوی صفورا کے پاس چھوڑ کر اور اپنا عصا ہاتھ میں لے کر خدا کو یاد کرتے ہوئے مصر روانہ

ئے اور جب وہ مصر میں داخل ہوئے اسی وقت عشا کا وقت تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر جاکر ک دی تو ان کی بہن مریم نے گھر سے نکل کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سی آئے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میں مسافر ہوں۔ یہ سن کر مریم اپنی ماں سے بولیں اے اماں جان ایک مان مسافر دروازے پر آیا ہے مریم کی والدہ نے کہا کہ جلدی جاکر دروازہ کھول دو اور اس مسافر کو اندر ر کھانا کھلاؤ' حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر اپنی صورت ایک اجنبی کی سی بنا کر بسترے کے کنارے پر جا بیٹھے کے بعد ہارون اور ان کے والد عمران ان دونوں نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ لیکن بعض ں کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان کے والد اور ان کی بہن دونوں انتقال کر گئے تھے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے' اللہ علم بالصواب۔ الغرض والدہ نے آکر دروازہ کھول دیا۔ بچھونا اور چراغ اور انے کو نمک اور روٹی لاکر رکھ دی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کھانا کھا رہے تھے تو ان کے بھائی ہارون نے کر اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ وہ بولیں کہ یہ مسافر مہمان ہیں۔ پھر ہارون نے غور کر کے دیکھا تو لوم ہوا کہ یہ تو میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تب پھر وہ اپنی ماں سے کہنے لگے کہ واہ یہ تو میرے ئی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں یہ کہتے ہی گلے مل کر رونے لگے اور یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں بھی نے لگیں۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کو تسلی دینے لگے اور ان کے بھائی ہارون نے رت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اے میرے بھائی میں نے سنا ہے کہ تم نے شہر مدین میں حضرت شعیب کی بیٹی بیاہ کیا ہے اور وہاں بہت دن رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں نے شادی کی ہے اور مزید خوشخبری میں تم کو دیتا ہوں کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر کر کے فرعون کی طرف بھیجا ہے اور بلاواسطہ اللہ لیٰ نے کوہ طور پر مجھ سے کلام کیا۔ ہارون اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر تعظیم اور دست بوس ہوئے اور پھر خدمت میں حاضر رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا بھائی ہارون تو بھی اللہ تعالیٰ نے میری پیغمبری میں شریک کیا ہے چلو مل کر فرعون کے پاس چلیں اور اس مردود ملعون خدا کا پیغام پہنچائیں اور اس کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں اور خداوند قدوس نے مجھ کو دو معجزے بھی بت فرمائے ہیں ایک تو یہ عصا اگر اس کو میں زمین پر ڈال دوں تو یہ اژدہا بن کر سارے مصر کے کفاروں کھا جائے اور پھر اس کے علاوہ جو میں کہوں گا سو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہزار طرح کے معجزے عصا سے ظاہر ہو گے اور دوسرا معجزہ ید بیضا کا ہے یعنی میں جب جیب میں ہاتھ ڈالوں گا تو یہ ید بیضا یعنی برا نکل آوے گی اور پھر ہر ایک انگلی سے نور نکلے گا اور تاریکی جاتی رہے گی۔ تمام جہان روشن ہو ئے گا۔ ان وجوہات سے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کفاروں پر غالب ہونگے۔ ہارون بھی یہ سن بت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب معلوم ہوتا ہے بنی اسرائیل فرعون کے ظلم و ستم سے خلاصی

پائیں گے۔

پھر دوسری صبح کو فجر کی نماز پڑھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارونؑ دونوں فرعون کے مکان پر گئے اور اس مردود نے اپنے گھر کے سامنے دونوں طرف راستے کی درخت خرمابوئے تھے اور ان کے نیچے بڑے بڑے جنگلی شیر باندھ رکھے تھے تاکہ کوئی دشمن اس کے مکان پر نہ جائے اس کے حکم بغیر اس کے گرد بھی نہ پھرے۔ فی الواقع وہاں کوئی بھی اس کے ڈر سے نہ جا سکتا تھا۔ اللہ کے فضل و کرم سے جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہما السلام وہاں تشریف لے گئے تو شیروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر سلام کیا اور پھر با ادب کھڑے ہو گئے۔ بس حضرت موسیٰ علیہ السلام کر فرعون کے بالا خانہ کا حلقہ پکڑ کر ہلا دیا۔ اور اس کے ہلتے ہی اس کے مکان پر لرزہ پڑ گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہی آواز دی کہ انا رسول اللہ رب العلمین یہ آواز بھی فرعون کے کان جا پہنچی۔ پردۂ زربفت اٹھا کر دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام ہیں یہ دیکھ کر چپ ہو رہا۔ اور ایک روایت میں ہے برس فرعون کے در پر حضرت موسیٰ علیہ السلام رہے اس کے دربان وغیرہ سے کہتے رہے کہ ہم خدا کے ر ہیں تم لوگ فرعون کے پاس خبر دو۔ وہ مردود کہنے لگے کہ تم لوگ دیوانے ہو۔ اور فرعون تو ہمارا خدا ہے تم کیا بکتے ہو۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو فرعون کے پاس جانے دو یا ہماری خبر اس کے پاس دو' اور ہم دونوں خدا کی طرف سے آئے ہیں اس کو سیدھے راستے کی ہدایت کرنی ہے' لیکن ان دربان کافروں نے نہ مانا اور ایک دن ایک مسخرہ کہ وہ فرعون ملعون کے دربار میں ہمیشہ ہزلیات کہا کرتا کر بولا کہ کیا عجب بات ہے کہ آپ کے دروازے پر دو شخص دو سال سے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا وہ ہے کہ جو اگلے اور پچھلوں کا خدا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور وہی سب کو روزی دیتا ہے اور سب کو پیدا کرتا ہے اور وہی پھر موت دیتا ہے لیکن لوگ ان کو دیوانے کہتے ہیں اور آپ کے پاس آنے دیتے یہ باتیں جو اس مسخرے نے فرعون سے کہیں اس کو سن کر فرعون بہت ہی خفا ہوا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو طیش میں آ کر اندر بلا لیا' قولہ تعالیٰ: اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ترجمہ: کہا فرعون ملعون نے کیا میں نے تجھ کو نہیں بطور اپنے فرزند سکے اور برسوں تو ہمارے پاس رہا۔ اور کر گیا تو وہ کام اپنا جو کر گیا۔ اور تو تو ناشکروں سے پس تھوڑے دن ہوئے تو ہمارے پاس سے نکلا ہے اور ایک قبطی کا خون کر کے اب آئے ہو۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا سچ ہے میں وہی ہوں قولہ تعالیٰ: قَالَ فَعَلْتُهَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ٥ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا میں نے وہ کام وقت اور میں تھا چوکنے والا پس میں بھاگا تم سے جب ڈر دیکھا پھر بخشی میرے رب نے حکومت اور کر

پیغمبروں میں سے کہا فرعون نے قولہ تعالیٰ: قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ترجمہ: فرعون نے کہا کہ کون پروردگار تیرا جس نے تجھ کو بھیجا ہے میرے پاس' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ: قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار ہے آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین لانے والے یہ سن کر فرعون نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ترجمہ: کہا فرعون نے واسطے ان لوگوں کے جو اس وقت اس کے گرد تھے کیا تم سنتے ہو کہ کیا کہتا ہے موسیٰ علیہ السلام کہ پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلوں باپ داداؤں کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ترجمہ: کہا فرعون نے لوگوں کو تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا ہے سو وہ مجنون ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیغام ہے پروردگار مشرق و مغرب کا اور جو کچھ درمیان میں ان دونوں کے ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو سمجھ لو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت ایک ایک بات کہے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بتاتے جاتے تھے۔ اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کے ساتھ کچھ غلط فہمیاں کرتا تھا اور ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ابھارتا جاتا تھا۔ کہ کبھی ان کو یقین نہ ہو جائے۔ پھر فرعون بولا قولہ تعالیٰ: قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ترجمہ: کہا فرعون نے اگر پکڑے گا تو خدا میرے سوا تو البتہ کر دوں گا میں تجھ کو قیدیوں میں یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تم پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اگر میں یہ کلمہ پڑھوں گا تیرا خدا مجھ کو کیا دے گا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا اگر تو ایمان لاوے گا تو میرا خدا تجھ کو تین چیزیں دے گا۔ اول جوانی۔ دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک۔ تیسرے عمر دراز یعنی ایک سو برس کی عمر اور بڑھا دی جائے گی۔ تاکہ تیری زندگی دنیا کے عیش و نشاط میں گزرے اور پھر قیامت میں اس کا حساب نہ ہو گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کریں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے نرم نرم بات کہتے تھے۔ فرعون بولا۔ اے موسیٰ علیہ السلام آج مجھ کو مہلت دے میں اپنے وزیروں سے صلاح و مشورہ کر کے جو کچھ مصلحت ہو گی اس کا جواب کل کو دوں گا۔ پھر حضرت اور ان کے بھائی ہارونؑ دونوں اپنی والدہ کے گھر چلے آئے۔ اس کے بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو بلایا جو باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تھیں وہ سب اس کو بیان کر دیں اور بولا کہ مجھ کو اب اور بادشاہت کی آرزو نہیں ہے مگر میں اپنی جوانی چاہتا ہوں کہ پھر از سر نو جوان ہو جاؤں۔ تب وزیر ہامان بے

ایمان نے اس سے کہا کہ ابھی چند روز ہوئے تھے کہ تو نے دعویٰ معبودیت کیا تھا۔ اور اب تو اقرار بڑھاپے
کا کرتا ہے۔ اس بات سے تمام خلائق ہنسے گی۔ اور تجھ کو جوان ہونے کی آرزو ہے تو آج ہی شب میں
جوان کر دوں گا۔ جب رات ہوئی جواہر فرعون کی داڑھی میں رہتے تھے اس نے ان کو لے کر کسی
سے کالا خضاب تیار کیا اور فرعون کی داڑھی میں سوتے میں لگا دیا۔ فرعون نے صبح کو اٹھ کر دیکھا
داڑھی کو سیاہ پایا پھر اس کو یقین ہو گیا کہ میں جوان ہو گیا ہوں۔ پھر دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف
لائے تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام تیرے پاس تیرے رب کی کیا دلیل۔
تیری پیغمبری کا کیا معجزہ ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ کہا موسیٰ
نے اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز تب تو یقین لائے گا میری پیغمبری پر کہا فرعون نے قولہ تعالیٰ
بِهٖ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ترجمہ: کہا فرعون نے پس لے آ اگر ہے سچوں میں سے۔ پس حضرت موسیٰ
نے اپنا عصا ڈالا۔ قولہ تعالیٰ: فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا
پس ناگاہ اژدہا اسی گز کا ظاہر ہوا اور منہ اس کا کھلا رہا اور بہتر پاؤں مثل بڑے ہاتھی کے تھے اور
دانت اس کے ظاہر ہوئے اور دم اس کی مانند نیزے کے تھی اور اس کے منہ کا کف جس جگہ گرتا
زمین کو بالکل جلا دیتا۔ پھر اس جگہ پر گھاس بھی نہ پیدا ہوتی اور اگر وہ کف کسی آدمی پر گرتا وہ فوراً
پھر اس کو برص کی بیماری ہو جاتی اس مہیب شکل سے وہ سانپ فرعون کے بالا خانے کی طرف گیا
سانپ نے اس بالا خانے کے قریب پہنچ کر ایک لب فرعون کے تخت کے نیچے رکھا اور دوسرا لب اس
کے اوپر رکھنا چاہتا تھا کہ مع فرعون کے اس کے شاہی تخت کو نگل جائے۔ یہ دیکھ کر فرعون بہت جلد
اپنے تخت سے اتر پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر معذرت کرنے لگا۔ اے موسیٰ علیہ السلام تو مجھ کو
دعوت دینے آیا ہے یا مجھے ہلاک کرنے آیا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا میں
خدا کی دعوت دینے آیا ہوں۔ یہ دیکھ کر فرعون گھبرا گیا اور پھر کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام مجھ میں تجھ سے
کی طاقت نہیں ہے۔ بس اب تو اپنا اژدہا تھام لے۔ پھر اس کے کہنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس
کی گردن پر ہاتھ رکھا اسی وقت وہ سانپ عصا بن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ گیا۔ پھر
فرعون اپنے تخت پر جا بیٹھا۔ پھر اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر ید بیضا
دکھایا قولہ تعالیٰ: وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ترجمہ: اور بغل میں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا موسیٰ
نے پس ناگہاں وہ سفید تھا واسطے ہر ایک دیکھنے والوں کے پس یہ دیکھ کر فرعون نے اپنی قوم سے کہا
رب العزت نے فرمایا: قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ
فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ بولا فرعون

اپنی پاس کے سرداروں سے یہ کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا اور چاہتا ہے کہ نکال دیوے تم کو تمہارے دیس
سے اپنے جادو کے زور سے سو اب تم کیا حکم دیتے ہو۔ وہ بولے کہ کچھ مہلت دو اس کو اور اس کے بھائی کو
اور تمام شہروں میں نقیب بھیجو تا کہ وہ بڑے بڑے جادوگر لے آویں۔ ادھر فرعون سے وزیروں نے کہا کہ
ہماری سلطنت میں تو بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں۔ ان سب کو بلا کر جمع کرو پھر دیکھیں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی
پیغمبری میں کیونکر بڑھ سکتا ہے بلکہ وہ جادوگر تو موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ جاویں گے۔ ان وزیروں کے کہنے
سے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چند روز کے واسطے مہلت لے لی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر
میں آ گئے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اس عرصہ میں تقریباً چھ مہینے گزر گئے فرعون ملعون نے
پانچ یا چار ہزار مشہور اور نامور جادوگروں کو جمع کیا۔ اور ہر جادوگر ایسا اپنے ہنر میں ہوشیار تھا کہ وہ اپنا ثانی
نہ رکھتا تھا۔ ان میں ایک بڑا جادوگر اندھا بھی تھا۔ فرعون ملعون نے اپنے جادوگروں سے کہا کہ ہم
تمہاری تین سو برس سے پرورش کر رہے ہیں اور کپڑا بھی دیتے ہیں' اب اس وقت ہم پر کچھ مصیبت آ
پڑی ہے تم لوگوں کو یہ کرنا چاہئے کہ اپنے اپنے علم اور جادو سے موسیٰ علیہ السلام کو روک دو بلکہ اس کو شرمندہ
کر کے ہمارے ملک سے نکال دو تب تم سے ہم خوش ہوں گے اور دولت بھی بہت دیں گے جادوگروں
نے کہا کہ ہم سب آپ کے نمک خوار ہیں ذرا بھی حضور کے کام میں قصور نہ کریں گے۔ مگر عرض یہ ہے
کہ آلات جادوگری بہت چاہئیں برائے کرم آپ ہم کو منگوا دیجئے ہم سب طلسم تیار کریں گے۔ یہ سنتے ہی
فرعون نے حکم دیا اور سب خزانہ اس کے خرچ کے واسطے کھول دیا۔ رلیسماں اور سیماب وغیرہ جو
ضروریات سے تھے سب مہیا کر دیا گیا چھ مہینے تک جادوگروں نے طلسم تیار کیا اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام
اپنے معبود برحق کی عبادت میں مصروف تھے اور فرعون ملعون اپنے جادوگروں میں مشغول تھا اور بارہ ہزار
طلسم تیار کیا اور ان کو اس مکان کے داہنے بائیں کھڑے کر دیئے اور اطراف میں اس مکان کے بارہ بارہ
کوس تک میدان وسیع تھا۔ اسی میدان میں دوپہر کے وقت جب آفتاب گرم ہوا جادوگروں کے آلات
جادو والے چار ہزار ایک بار جنبش میں آئے اور وہ حشرات الارض سانپ اژدہا اور بچھو بن گئے اور اس
میدان کے تمام پتھر و کلوخ موم ہو گئے۔ پھر جادوگروں نے کہا۔ قولہ تعالیٰ: قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ
اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ط قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ج فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ٥ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا
اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ترجمہ: کہا ان جادوگروں نے اے موسیٰ علیہ السلام یا تو ڈال یا ہم ہوں ڈالنے والے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں تم ہی ڈالو۔ تب انہوں نے ڈالا سب رسیاں ان کی اور لاٹھیاں ان کی خیال
میں آئیں ان کے جادو سے کہ وہ زمین پر دوڑنے لگیں' پھر ڈرنے لگے اپنے جی میں موسیٰ علیہ السلام ہم نے کہا

اے موسیٰ علیہ السلام تو نہ ڈر اور البتہ تو ہی غالب رہے گا اور اب آخر میں ڈال اے موسیٰ علیہ السلام جو تیرے دا
ہاتھ میں ہے نگل جاویگا وہ سب جو انہوں نے بنایا ہے وہ تو ایک فریب ہے جادوگروں کا پس ڈالا اپنا
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ قولہ تعالیٰ: فَاَلْقٰی مُوْسٰی علیہ السلام عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ
مَا یَاْفِكُوْنَ ترجمہ: پھر ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پس وہ نگلنے لگا جو کچھ انہوں نے سانگ بنایا پھر وہ عصا
بن کر میدان کے کنارے چل کر آیا اور جو اس میدان میں چار ہزار طلسم جادو کے فرعون کے جادوگر
نے تیار کیئے تھے ان سب کو ایک ہی دم ایک ہی لقمہ میں نگل کیا۔ اور جو آلات اور اوزان ان کے بنانے
تھے وہ بھی نگل کیا۔ اس میدان میں پھر کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔

تب وہ اژدھا فرعون کے مکان کی طرف چلا۔ فرعون اس کو دیکھ کر اپنا تخت چھوڑ کر بھاگا۔
لوگوں نے بھاگتے دیکھا تو معلوم کیا کہ وہ جھوٹا بر سر باطل تھا۔ اس اژدھے نے ایک لب اپنا فرعون کے
خانے میں رکھا اور دوسرا لب اس کے نیچے رکھ کر زمین سمیت اس مکان کو کھود کر ہوا میں اڑا دیا۔ پھر
کا کوئی نام و نشان بھی نہ رہا اور اس طرح سے حق اور باطل ظاہر ہو گیا۔ قولہ تعالیٰ: فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا
كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ترجمہ: ثابت ہوا حق اور باطل ہوا جو کچھ وہ کرتے
تب ہارے اس جگہ پر اور پھرے بہت ذلیل ہو کر اور پھر ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا پکڑ نہیں تو
مصر تباہ کر دیگا۔ اور اگر تو ذرا بھی ٹھہرے گا تو سارے مصر کو کھا جائے گا۔ تب خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام
اپنا عصا پکڑا اسی وقت وہ لاٹھی بن کر ہاتھ میں آ گیا یہ دیکھ کر جادوگر بولے کہ عصاء موسیٰ علیہ السلام اژدھا بن
ہمارے تمام سانگ جادو کو کھا گیا۔ پھر ان سردار جادوگروں نے آپس میں کہا کہ دیکھو موسیٰ حق پر ہیں
اب ہماری تو صلاح یہ ہے کہ ہم سب مل کر ان کے پروردگار پر ایمان لاویں گے کیونکہ ان کا خدا
ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ
اور پڑ گئے جادوگر سجدے میں اور کہا انہوں نے ایمان لائے ہم پروردگار عالموں کے اور پروردگار
علیہ السلام و ہارونؑ کے اس کے بعد خداوند قدوس نے ان کی آنکھوں کا پردہ اٹھا کر تحت الثریٰ دکھایا جب ا
نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا پھر ان کو عرش اور کون و مکان دکھایا پھر انہوں نے کہا: اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
ہم ایمان لائے پروردگار بے شمار عالموں کے تب فرعون ملعون نے ان سے کہا کہ تمہارا رب تو میں ہوں
جادوگروں نے برجستہ جواب دیا کہ تو ہمارا پروردگار نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا پروردگار تو وہ ہے جو پروردگار
موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہما السلام کا۔ پھر فرعون نے ان سے کہا کہ ان کا خدا تم کو کیا دے گا۔ انہوں نے
قولہ تعالیٰ: اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ترجمہ: وہ بولے تحقیق ہم ایمان لا
ساتھ پروردگار اپنے کے تاکہ بخشے ہمارے واسطے خطائیں ہماری اور وہ چیز کہ زبردستی کی ہے تو نے

پر اس کے جادو سے یہ تو کفر ہے اور خدا بر حق ہے تو باطل ہے فرعون لعین نے کہا قولہ تعالیٰ: فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی ۝ قَالُوْا
لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۝ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا
ترجمہ: پس کہا فرعون نے جادوگروں کو البتہ کاٹوں گا میں تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں تمہارے مخالف
اور البتہ سولی پر بھی کھینچوں گا تم کو اوپر ٹنڈ کھجور کے پھر البتہ جانو گے تم کونسا ہم میں سے اشد ہے
عذاب میں اور کون ہے باقی رہنے والا کہا انہوں نے ہرگز نہ اختیار کریں گے ہم تجھ کو اوپر اس چیز کے کہ
آئی ہے ہمارے پاس دلیلوں سے اور اوپر اس کے کہ پیدا کیا انہوں نے ہم کو پس حکم کر جو کچھ کہ تو کرنے
والا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ حکم کرے گا تو بیچ زندگانی دنیا کے یہ سن کر فرعون لعین نے اپنے جلادوں
کو بلایا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ چنانچہ ان جلادوں نے حکم پاتے ہی ان
جادوگروں کے ہاتھ پاؤں مخالف طریقے پر کاٹ ڈالے اور سولی پر بھی ان لوگوں کو کھینچا۔ پھر ان کے سروں
پر آواز آئی۔ قولہ تعالیٰ: قَالُوْا لَا ضَیْرَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ
الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ: بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف سے پھر جانا ہے اور ہم لوگ اس چیز کی
امید رکھتے ہیں کہ ہم کو ہمارا رب بخشے اور تمام تقصیروں کو درگزر فرمائے اور ہم پہلے قبول کرنے والے
اور موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان لانے والے ہیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارونؑ اپنے مکان پر
آئے اور خدا کا شکر بجا لائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً
وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا
یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ
ترجمہ: اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے پروردگار تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو
رونق اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے پروردگار ہمارے تاکہ وہ گمراہ کریں تیری راہ سے اے پروردگار
مٹا دے ان کا مال اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ ایمان لاویں جب تک نہ دیکھیں وہ دکھ کی مار کو۔ فرمایا اللہ
تعالیٰ نے کہ قبول ہو چکی تمہاری دعا سو تم ثابت رہو اور مت چلو راہ ان کی جو انجان ہیں یعنی جلدی مت
کرو اور میرے حکم کا انتظار کرو اور چند روز وعدہ ابھی باقی ہے یعنی چالیس برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور
ان کے بھائی ہارونؑ برابر فرعون کو دعوت الی اللہ دیتے رہے کہ اے فرعون تو وحدانیت کا اقرار کر اور
اس پر ایمان لا جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا مگر باوجود بار بار تلقین و ہدایت کے اس ملعون نے نہیں مانا
اپنا جھوٹا دعویٰ خدائی کرتا رہا اور لوگوں کو برابر بہکاتا رہے۔ پھر کچھ روز بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان
سے کہا قولہ تعالیٰ: وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰهِ

مُوْسٰی وَاِنِّی لَاَ ظُنُّہٗ کَاذِبًا ترجمہ: کہا فرعون نے اے ہامان بنا واسطے میرے ایک محل بلند مینارے والا جا پہنچوں میں آسمانوں کے راستوں پر پس جھانکوں میں موسیٰ علیہ السلام کے معبود کی طرف اور تحقیق میں گمان کرتا ہوں اس کو جھوٹا پس یہ حکم سن کر وزیر ہامان نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد اینٹیں بنائی جائیں اور بعض روایات معلوم سے ہوتا ہے کہ اینٹ کی ایجاد سب سے پہلے فرعون کے وزیر ہا نے کی ہے۔

غرضیکہ اینٹیں پختہ تیار ہونا شروع ہو گئیں اور چند روز میں ایک محل بڑے اونچے مینار والا ہونے لگا اور اس کا مینارہ اتنا بلند کیا گیا کہ راج اس پر اینٹیں رکھنے سے قاصر ہو گئے یعنی بلندی کی وجہ اینٹیں جما نہ سکتے تھے۔ غرض بہت کچھ مال و زر خرچ کر کے سات برس میں وہ مینار تیار ہوا جب وہ بر تیار ہوا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر اس مینارے پر اپنا پر مارا تمام مینار ستیاناس ہو گیا اور اس مینارے کے بنانے والوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور جو لوگ اینٹوں کو پختہ کر رہے وہ بھی اس میں جل کر راکھ ہو گئے اور جو مزدور گارا بنا رہے تھے ان کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور پھر خاک کے بنا دیا کسی بانی کار کو اس نے زندہ نہ رکھا۔ جب بیس برس گزرے تو ایک دن آسیہ خاتون اپنے میں کنگھی کر رہی تھیں اتفاق سے کنگھی ہاتھ سے نیچے گر گئی تب بد دعا کی کہ یا الٰہی تو فرعون کو غارت فرعون نے اس بات کو سن کر آسیہ خاتون سے کہا۔ اے آسیہ شاید تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون پر ایمان لائی مجھے گفتگو کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے وہ بولیں بیشک آج چالیس برس ہوئے ہیں' میں خدا پر ایمان ہوں۔ اتنے دن میں نے چھپا رکھا تھا۔ اب ظاہر کیا ہے۔ یہ سن کر فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے کہا دیکھ تو موسیٰ علیہ السلام کا دین چھوڑ دے میں تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ وہ بولیں خدا نے میرے واسطے بہشت میں لعل و یاقوت اور جواہر کے مکان بنا رکھے ہیں' میں دنیا میں تمہارے سونے کا گھر نہیں چاہتی ہوں سن کر اس کا غصہ بڑھ گیا اور وہ ملعون کہنے لگا کہ آسیہ میں تجھے سخت عذاب میں ڈالوں گا۔ آسیہ خاتون یہ سن کر اس کو جواب دیا کہ جو تیرے جی میں آئے سو کر ڈال میں تو ہرگز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین چھوڑوں گی۔ پھر اس کے بعد مجبور ہو کر اس ملعون نے حکم کیا کہ اس کے بدن سے کپڑے اتار کر زمین کر چاروں ہاتھ پاؤں میں اس کے لوہے کی میخیں ٹھونک دو جلادوں نے اس کے کہنے کے مطابق عمل جب ان میخوں میں سے ان کے جگر میں درد پہنچا تب انہوں نے درد کی پریشانی کے عالم میں روبہ آسمان کر کے کہا۔ اے میرے خدا یہ فرعون مجھ کو سخت ایذا دے رہا ہے تاکہ میں موسیٰ علیہ السلام کے دین پھر جاؤں اور مجھے یہ بھی لالچ دے رہا ہے کہ تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا اور یہ چیزیں میں نہیں چاہتی بس تو مجھے اس عذاب ایذا سے نجات دے۔

پھر فرعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام کے دین کو چھوڑ دے تو میں تجھ کو عذاب ایذا نہ دوں۔ وہ بولیں اے فرعون تجھ کو میرے بدن سے کام ہے میرے دل سے کیا تعلق جو چاہے میرے ساتھ کر۔ یہ سن کر اس کے بعد فرعون شقی القلب وہاں سے الگ ہو گیا۔ ایک شخص بصورت موسیٰ علیہ السلام آکر کہنے لگے اے آسیہ خاتون اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے ساتوں آسمان کے دروازے کھولے ہیں اور تمام فرشتے اس وقت تجھ کو دیکھتے ہیں تو اس وقت کچھ حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگ تیری فرمائش ضرور پوری ہو گی تب وہ بولیں قولہ تعالیٰ: اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ: بولی فرعون کی بیوی اے رب بنا واسطے میرے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے۔

منقول ہے کہ حضرت آسیہ خاتون رضی اللہ عنہا پہلے فرعون کے گھر میں آتے ہی یہ بولی تھیں کہ یا الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تجھی کو میں معبود سمجھتی ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسیہ خاتون شروع سے خدا پرست اور واحدانیت کی قائل تھیں' اور جب وہ فرعون ملعون کے گھر میں داخل ہوئیں تو بڑے بڑے مصائب و ایذا میں مبتلا ہوئیں غرضیکہ فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے بار بار کہا کہ تو موسیٰ کے خدا کو بھول جا اور اس کے دین کو چھوڑ دے اور مجھ کو خدا مان لے جیسا کہ اور لوگ مانتے ہیں' ورنہ میں تجھ کو طرح طرح کی ایذا اور تکالیف دیتا رہوں گا۔ یہ سن کر آسیہ خاتون بولیں اے فرعون تجھ سے نہیں ڈرتی خدا میرا حافظ و ناصر ہے۔ پھر ملعون نے طیش میں آکر حکم کیا کہ اس کو شکنجہ آہنی میں ڈالا جائے چنانچہ جلادوں نے فرعون کے حکم کی تعمیل کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے حجاب اٹھا کر اور گھر بہشت میں دکھلا دیا۔ ان کا خیال بھی بہشت کی طرف رہا اور فرعون ملعون کا عذاب ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔ مروی ہے کہ فرشتے نے ایک سیب لا کر بہشت سے ان کے ہاتھ میں دیا اس میں ہی ان کی روح قبض ہو گئی تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسیہ خاتون نے پالا تھا فرعون کے گھر میں اور ان کی مددگار بھی وہی تھیں۔ ایمان کو ظاہر کرنے کی وجہ سے فرعون ملعون نے ان کو مار ڈالا اس وجہ سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام فرعون کو چالیس برس تک دعوت خداوند دیتے رہے لیکن آخر وہ مردود حقیقی خدا پر ایمان نہ لایا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا خیال کیا چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ كُمْ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ترجمہ: اور بولا فرعون اپنے ارکان دولت سے کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ علیہ السلام کو اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ اپنے رب کو نہ پکارے اور یہ بھی ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بگاڑ دے اور ملک میں فساد برپا کر دے اس وجہ سے میں ہر وقت

سوچتا رہتا ہوں اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ میں پناہ لے چکا ہوں اے موسیٰ علیہ السلام تمہار
رب کی اور جس وقت فرعون نے اپنے لوگوں سے یہ بات کہی کہ مجھے تم لوگ چھوڑ دو کہ میں موسیٰ علیہ السلام
مار ڈالوں اس وقت کوئی مومن وہاں پر موجود نہ تھا مگر ایک بڑھئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ا
صندوقچہ بنا کر دے گیا تھا جس صندوقچہ میں رکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈالا تھا وہ
حاضر تھا۔ اور نام اس کا خرقیل تھا اس نے کہا اے فرعون! حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول خدا برحق ہے ا
ان کو نہیں مار سکو گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم ان پر ایمان لے آؤ اور جو دین اسلام لے کر حضرت موسیٰ
آئے ہیں اس کو قبول کر لو۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ فرعون اس کا کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس کے بعد فرعون
کے لوگوں میں سے ایک شخص ایماندار تھا۔ اس نے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰ
اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِھِمْ وَمَا اللّٰہُ یُ
ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ہ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ہ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ تر
اور کہا اس شخص نے کہ ایمان لایا تھا اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ آوے تم پر دن ان قوموں
مانند جیسی مصیبت آ پڑی قوم نوحؑ پر اور قوم عاد پر اور قوم ثمود پر اور ان کے پیچھے جو ہووے اور
ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ ظلم کا واسطے بندوں اپنوں کے اور اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اس پکا
والے دن سے کہ اس دن پھر جاوے گا اپنی پیٹھ موڑ کر اور نہیں ہو گا کوئی بھی بچانے والا اللہ تعالیٰ
عذابوں سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ نکل جاویں فرعون کے مکان سے اور ادھر فرعون کی قوم قبطی
نے قصد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو شیر فرعون کے محل
دروازے پر بندھے ہوئے تھے وہ سب چھوٹ گئے اور ان مارنے والے قبطیوں کو پھاڑ کھایا اور
رہے تو انہوں نے فرعون ملعون کو خبر پہنچائی پھر جو لوگ فرعون کے نزدیک تھے وہ کہنے لگے قول
وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَکَ وَاٰلِھَتَکَ قَالَ سَ
اَبْنَآءَھُمْ وَنَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ وَاِنَّا فَوْقَھُمْ قٰھِرُوْنَ ترجمہ: اور سرداروں نے قوم فرعون کے کہا کیا
دیتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی قوم کو کہ فساد پھیلا دیں ملک میں اور موقوف کرے تجھ کو اور
بتوں کو یہ سن کر فرعون نے کہا اچھا اب ہم ان قوموں کے بیٹوں کو ماریں گے اور زندہ رکھیں گے ا
عورتوں کو اور ہم ان پر زور آور ہیں۔ بس فوراً ملعون نے اپنا حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے
ان سب کو مار ڈالو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھو اور آئندہ سے کوئی مرد بھی اپنی بیوی سے ہم بستر
کرے اور ان کو یہ بھی بتا دو کہ دیکھو ہم قاہر ہیں مقہور نہیں ہیں کہو کہ ہم جبار ہیں مجبور نہیں

دولت والے مفلس و قلاش نہیں ہیں' ہم لوگوں سے مقابلہ کوئی کیونکر کریگا ان باتوں کو بنی اسرائیل
کر کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ نہ آتے تو اتنا عذاب فرعون ہم پر نہ کرتا اب قوم قبطی اور
پہلے سے زیادہ عذاب کرنے لگے ہیں اور ہم پر تیری سختی آ پڑی ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ
وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ قَالُوْٓا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ
کُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی قوم کو کہ تم لوگ
اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور پھر ثابت قدم رہو تحقیق زمین ہے اللہ تعالیٰ کی جس کو وہ چاہتا ہے اس کا
بناتا ہے اپنے بندوں میں سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو کامیابی ہو گی وہ بولے
ہم پر سخت تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو آ چکا تو بھی تکلیف بدستور رہی۔ کہا موسیٰ علیہ السلام
وہ وقت بالکل قریب آ چکا ہے کہ تمارا رب اس قوم کو ہلاک کریگا یعنی تمہارے دشمن کو نیست و
یگا اور پھر اس زمین کا وارث بنا کر خلیفہ بنائے گا پھر دیکھتے ہیں کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ پس حضرت
علیہ السلام ہر سال فرعون کو اور اس کی قوم کو ایک ایک نشانی دکھاتے گئے۔ اور خدا کے عذاب سے بھی
تے رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ترجمہ: اور دی ہم نے
علیہ السلام کو نو نشانیاں ظاہر میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب عذاب خداوندی سے ان کافروں کو ڈراتے تھے
تے تھے اے موسیٰ علیہ السلام اگر تو اس عذاب سے ہم کو بچالے تو ہم لوگ تجھ پر ایمان لے آویں گے چنانچہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خداوند قدوس سے دعا کرتے تو عذاب ٹل جاتا اور جب کافر یہ دیکھتے کہ
ب آیا ہوا ہم سے ٹل گیا ہے تو وہ پھر ایمان لانے سے منکر ہو جاتے اور ایمان نہ لاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
ا ہے: وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْھِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَھِدَ عِنْدَکَ لَئِنْ کَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ
نَّ لَکَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَکَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْھُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ ھُمْ بٰلِغُوْہُ اِذَا ھُمْ یَنْکُثُوْنَ
ہ: اور جس وقت پڑتا کافروں پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ علیہ السلام پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسے کہ
رار کہا ہے تجھ کو تیرے رب نے اگر تو اٹھاوے ہم سے یہ عذاب بے شک ہم تم کو ضرور مانیں گے اور
رخصت بھی کر دیں گے تیرے ساتھ قوم بنی اسرائیل کو پھر جب اٹھایا ہم نے ان سے عذاب ایک
ے تک جو ان کو پہنچا تھا پھر وہ اپنے وعدہ سے منکر ہو جاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے
ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور اسی طرح عہد شکنی کرتے رہیں گے اور ہم ان کو نشانیاں بھی بڑی سے بڑی
لاتے تھے چنانچہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَمَا نُرِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ اِلَّا ھِیَ اَکْبَرُ مِنْ اُخْتِھَا وَاَخَذْنٰھُمْ
ذاب لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّہَ السّٰحِرُ الخ ترجمہ: اور جو دکھائی ہم نے ان کو نشانی سو وہ دوسری

نشانی سے بڑی ہوتی تھی (لیکن بدبخت ایمان نہ لائے)) اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں شاید وہ باز آجائیں شرک سے اور کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام کو اے جادوگر پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے کو تیرے رب نے ہم ضرور ایمان لاویں گے پھر جب اٹھائی ہم نے ان پر سے تکلیف تب ہی وہ اپنا وعدے توڑ ڈالتے تھے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی نو نشانیاں دکھائیں اور ان کو ہر طرح سے ڈرا رہے۔ لیکن اس قوم نے برابر ایمان سے انکار ہی کیا۔ سب سے پہلی نشانی قحط سالی کی ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ترجمہ: اور پکڑا ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں شاید کہ کچھ نصیحت پکڑیں۔ پس غضب الٰہی تین برس مصر میں رہا اور پھر مصر میں کچھ بھی زراعت اور میوے پیدا نہیں ہوئے مارے بھوک اور پیاس کے لوگوں نے فرعون کے آگے گریہ و زاری کی قوم کی گریہ زاری دیکھ کر اس ملعون نے ستر ہزار مہمانوں کو سرائے بنا کر کھانا کھلایا۔ آخر پھر وہ تمام غلہ ختم ہو گیا اور قحط بدستور جاری رہا اور قحط سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے اے فرعون جو ہم پر قحط آ پڑا ہے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا ہے یہ سن کر فرعون بولا کہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اور پھر اس سے کہو کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ قحط کا عذاب تمہارا خدا ہم پر سے اٹھا لے تو پھر ہم سب تیرے خدا پر ایمان لاویں گے جیسا کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قولہ تعالیٰ: فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ترجمہ: پس جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہمارے واسطے اور اگر پہنچی ان کو برائی تو شومی بتاتے موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے ساتھ والوں کو۔ آخر قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر مکر و فریب سے رو رو کر کہنے لگی۔ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے خدا سے کہو یہ قہر ہم پر سے دور کرے۔ تب ہم سب ایمان لاویں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ قحط جاتا رہا لیکن پھر بھی وہ مردود ایمان نہ لائے اور کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام جو تو لاوے گا ہمارے پاس اپنی کوئی نشانی کہ اس سے تو ہم کو جادو کرے تو ہم تجھ پر ایمان نہیں لاویں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بد دعائیں کیں جس کی وجہ سے ان پر مندرجہ ذیل بلائیں نازل ہوئیں قولہ تعالیٰ: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ترجمہ: پھر ہم نے جو بھیجا ان پر طوفان مینہ کا اور ٹڈی اور چچڑی یعنی جوئیں اور مینڈک اور لہو دیکھو کتنی نشانیاں جدا جدا، پھر تکبر کرتے رہے اور درحقیقت وہ لوگ تھے گناہ گار تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس برس فرعون سے مقابلہ رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن مالوف کو جانے دے لیکن اس

نہ مانا اور برابر ادھر ادھر کی حیلہ سازیاں کرتا رہا۔ مجبوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے بد دعائیں کیں کہ جس کی وجہ سے یہ بلائیں ان پر آتی رہیں۔ یعنی دریائے نیل بہت چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ اور گھر تلف ہو گئے اور ٹڈیاں سبزی کھا گئیں اور پھر آدمیوں کے کپڑوں میں جوئیں کثرت سے پڑ گئیں اس طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور تمام پانی خون بن گیا۔ لیکن ان سرکش کافروں نے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول تسلیم نہ کیا اور برابر انکار ہی کرتے رہے۔ پہلا عذاب ان پر طوفان کا نازل کیا گیا تو اس وقت لوگوں نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اس بلا سے اپنے رب سے دعا کر تا کہ ہم کو اس سے نجات ملے اور پھر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے التجا کی، اس دعا سے وہ طوفانی عذاب جاتا رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے سبزی اور زراعت بہت پیدا کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم لوگ ایمان لے آؤ اور اپنا وعدہ پورا کرو۔ انہوں نے کہا ہم تم کو ہرگز خدا کا رسول نہیں مانیں گے کیونکہ یہ زراعت تو ہر سال ہمارا بت ہم کو دیتا ہے۔ یہ پیداوار کوئی تمہاری دعا سے نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں بہت کثیر تعداد میں بھیج دیں۔ جو ان کی تر و تازہ زراعت کو کھا گئیں۔ پھر کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم ہم سے ان ٹڈیوں کے عذاب و بلا سے نجات اپنے خدا سے دلاؤ تو پھر ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس ظالم قوم کی باتیں سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اپنے خدا سے دعا کی چنانچہ ان پر سے وہ ٹڈیوں کا عذاب جاتا رہا۔ پھر اس ظالم قوم نے آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ ٹڈیوں کا عذاب تو تمہاری شومی سے آیا تھا اور ہم تو تم پر یقین نہیں لاتے اور نہ ہم تمہارے خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی اور اس کے نتیجے میں اس قوم پر جوؤں کا عذاب آیا اور ہر شخص کے کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئیں۔ اور سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ ہمارے بدن اور کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئیں ہیں وہ ہمارے جسموں کو کھا رہی ہیں۔ ہم لوگ سخت پریشان ہیں آپ اپنے خدا سے ہمارے لئے اس عذاب سے نجات دلانے کی درخواست کیجئے تو پھر ہم لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکے کہنے سے پھر اپنے رب سے دعا کی، اس دعا کی برکت سے ان پر آئی ہوئی بلائیں جاتی رہیں۔

پھر ان کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ سارا کھیل تیرے جادو کا ہے ہم تجھ کو ہرگز نہ مانیں گے تو بڑا جادوگر ہے قولہ تعالیٰ: قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ: اور کہنے لگے کافر اے موسیٰ علیہ السلام جو تو لا دے گا ہمارے پاس نشانی کہ اس سے ہم کو جادو

کرے سو ہم تجھ کو نہ مانیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے بد دعا کی جس کی وجہ س
بے شمار پیدا ہوئے کہ کوئی جگہ ان کافروں کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کی خالی نہ رہی تمام مینڈکوں
گئی چنانچہ وہ پلید اس عذاب میں گرفتار ہوئے اور سخت عاجز آ گئے اگر وہ ایک مینڈک کو مارتے ت
اور پیدا ہو جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر سخت پریشانی کی وجہ سے لوگوں نے فرعون ملعون سے جا
لوگ اس شدید عذاب سے تنگ آ گئے ہیں اور کسی طرح سے برداشت نہیں کر سکتے اور کہنے ل
سب موسیٰ علیہ السلام سے عاجز آ گئے ہیں وہ ہم کو ہر ہفتہ ایک نہ ایک بلا میں ضرور ڈالتا ہے۔ فرعون بولا
ذرو یہ تو اس کے جادو کے کھیل ہیں بلکہ تم پھر اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم تم کو مانیں
اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دلا دو تب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر التجا کی۔ پھر
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی خدا کے حکم سے جتنے مینڈک تھے سب کے سب خ
اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تم ایمان لے آؤ خدا پر' آخر کار انہوں
اور نہ مانا۔ جہنم کی راہ لی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے مناجات کی۔ تو پھر ان
منکروں کے پینے کے پانی دریا ندی سب لہو بن گئے۔ اور جب قوم بنی اسرائیل اس کو پیتی تو وہ صا
اور اگر قوم فرعون اس پانی کو پیتی تو وہ خون بن جاتا پھر عاجز ہو کر فرعون سے کہنے لگے اب تو ہم سخ
گئے ہیں کہ ہر جگہ کا پانی لہو بن گیا ہے اور کسی جگہ پانی پی نہیں سکتے۔ یہ سن کر فرعون ملعون کہنے لگا
سحر سازی موسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ لہٰذا پھر تم اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ اب کی دفعہ تو نجات دلا دو
ضرور تیرا دین قبول کر لیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی قوم کے کہنے سے خدا تعالیٰ س
خدا کے حکم سے وہ ندی نالے دریا جو خون بن گئے تھے وہ سب پانی بن گئے۔ اور پھر اسی طرح حضر
علیہ السلام کی بد دعا سے ہر ہر بلا جب ان کافروں پر نازل ہوتی تب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر
زاری اور عذر حیلہ کر کے ایمان لانے کا وعدہ دے کر اپنے سر سے بلا دور کروا لیتے تھے اور جب
کے سر سے ٹل جاتی تو پھر منکر ہو جاتے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا
ادْعُ لَنَا الخ ترجمہ: جب آن پڑتا ان پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ پکار اپنے رب کو ہمارے واسطے
اس نے تجھ کو سکھا رکھا ہے اگر تو نے یہ عذاب ہم سے اٹھا لیا تو بے شک ہم تجھ کو مانیں گے اور
کریں گے قوم بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اٹھا لیا ہم نے ان س
ایک وعدے تک کہ ان کو پہنچنا تھا۔ تب ہی وہ منکر ہو جاتے اور ہرگز ایمان نہ لاتے۔ حضرت موسیٰ
ان کے بھائی ہارون نے اپنے خدا سے بد دعا کی اے رب تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سر
زینت مال و دنیا کی اور وہ اپنی زندگی میں لوگوں کو تیری راہ سے بہکاتے ہیں اے اللہ تو ان لوگوں
مال و دولت ان سے مٹا دے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ: رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب مٹا دے ان کے مال
اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ اب وہ ایمان نہ لاویں جب تک کہ دیکھیں دردناک عذاب کو پس اس کے
بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ:
فرمایا اللہ تعالیٰ نے قبول ہو چکی ہے دعا تمہاری اے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو
ان کی راہ جو انجان ہیں۔ پس خدا کے حکم سے فرعون اور اس کی قوم کا مال و متاع درہم و دینار اور میوے
سب پتھر ہو گئے یہاں تک کہ جو مرغیاں انڈے دیتیں زمین پر گرتے ہی سنگ ہو جاتے یہ دیکھ کر فرعون کی
قوم نے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر التجا کی اے حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ جو چیزیں پتھر ہو گئیں ہیں اگر تیری
دعا سے یہ اپنی اصلی حالت پر آ جائیں تو ہم سب تیرا دین ضرور قبول کر لیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان
لوگوں کی یہ عاجزانہ التجا سنی اور کہنے لگے اے لوگو! میں تمہارے کہنے سے پھر اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں
مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تمام چیزیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ کہتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر
پڑے اور اپنے پروردگار سے پر خلوص التجا کرنے لگے' اس التجا سے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو جو پتھر بن
چکی تھیں پھر ان کو اصلی حالت پر کر دیا یہ ٹھیک ہوتے ہی پھر فرعون کی قوم فوراً ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
منکر ہو گئی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر ٹھہرایا۔ باوجود ان نو علامات کے اول عصا' دوسرا بیضا' تیسرا
طوفان' چوتھا قحط' پانچواں ٹڈی' چھٹا جوئیں' ساتوں مینڈک' آٹھواں لہو' نوواں طمس پھر بھی کفار حضرت
موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ آخر وحی نازل ہوئی اے موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر رات کو مصر سے
نکل کر لب دریا جا رہو اور اس طرح پر جاؤ کہ اہل مصر کو تمہارے جانے کی خبر نہ ہو میں تم کو دریا کے پار کر
دوں گا۔ فرعون ملعون کو اور اس کی ساری قوم کو دریا میں ڈبو دوں گا۔ تب تم اور تمہاری قوم اس کے شر
سے نجات پاؤ گے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ترجمہ:
اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کہ رات کو لے کر نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگے گا فرعون
مع اپنے تمام لشکر کے اور ہم ان کو غرق کرنے والے ہیں اور تم کو دریا کے پار اتار دیں گے تم کسی کا خیال
مت کرو۔

فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ

تواریخ کے مطابق حسب الحکم خداوندی دوسرے دن بنی اسرائیل نے فرعون کے پاس سے جو
ضروریاتی لوازمات سونے اور چاندی کپڑے اور زیور جو ان کو درکار تھے عاریتاً مانگا۔ اور فرعون نے خوش

ہو کر ان کو حکم کیا کہ جو کچھ تم کو چاہئے وہ بخوشی ہمارے سرکاری خزانے سے بے تکلف لے لو۔ یہ
قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے شاہی خزانہ سے جا کر سونے اور چاندی، لعل و جواہر کے زیورات
کچھ ان کو مطلوب و مقصود تھا لے لیا اور وزیر ہامان اور دیگر قبطیوں کے گھر جا کر بھی کچھ ضرور
سامان لے لئے اور قبطیوں نے بھی ان کو دینے میں کوئی تردد نہ کیا۔ کیونکہ ہر سال بنی اسرائیل ان
سے زیورات عاریتاً مانگ کر نماز پڑھنے کے لئے عید کے دن میدان کی طرف نکل جاتے تھے۔ اس لئے
بھی سونے چاندی کے اسباب دینے میں ان پر کچھ گمان فرار کا نہ کیا اور بے تکلف دے دیا۔ بعض
کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شمار میں بنی اسرائیل چھ لاکھ مرد عاقل و بالغ (سوائے
اور لڑکے) تھے۔ سب کے سب کمر باندھ کر مصر سے نکل جانے کو تیار ہوئے۔ خدا کی مرضی سے ایسا ہ
اسی دن شہر میں وبا پڑی کہ ہر ایک قبطی کے گھر میں ایک ایک بڑا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے غم میں رونے
جب رات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے تمام لشکر کے مصر سے اور اپنے بھائی ہارون علیہ ا
کو مقدم لشکر کر کے قوم بنی اسرائیل کو جماعت بنا کر پیچھے روانہ کیا اور پھر آخر میں آپ بھی روانہ ہو
اور دریائے نیل کے کنارے ایک بڑے میدان میں جا پہنچے اور وہ تاریخ نویں محرم الحرام کی تھی۔ جب
ہوئی تو فرعون کو خبر ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام قوم بنی اسرائیل مل کر تمہارا مال و متاع اور
چاندی وغیرہ لئے شب گزشتہ مصر سے نکل کر کہیں بھاگ گئے۔ یہ خبر تمام شہر میں اور اپنے اپنے تمام
سالاروں کو بھیجی اور نقارہ کوس رحلت کا مارا چونکہ اس کی آواز بہت بلند تھی اس لئے آواز سن کر تمام
و لشکر چاروں طرف سے شام کے وقت دو شنبہ کے دن فرعون کے دروازے پر حاضر ہو گئے اس د
ایک سو امیر سردار لشکر و فوج کے تھے اور ہر ایک سردار کے ہمراہ سو مرد جنگی رہتے تھے اور فرعون
اپنے ہمراہ سات لاکھ غلام سیاہ پوش لے کر اور خود بھی سیاہ لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر وزیر ہامان
مقدم لشکر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا اور دریائے نیل کے کنارے بڑے میدان میں
اسرائیل کو دیکھا چونکہ وہ لوگ تین دن اسی میدان میں ٹھہرے رہے اور بنی اسرائیل کی قوم نے ج
فرعون کی قوم کا حشمت و دبدبہ دیکھا تو وہ خوف سے کہنے لگے کہ شاید اب ہم کو فرعون اور اس کی قوم
لے گی اور اتنے بڑے لشکر سے ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے کیونکہ فرعون کی فوج بہت ہے اس وقت حضر
موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ: فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ پس جب مقا
ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰؑ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے، کہا موسیٰؑ نے کہ کیوں گھبراتے ہو۔
میرے ساتھیو! رب میرا میرے ساتھ ہے وہی مجھ کو راہ بتائے گا اور مجھ کو اور میری قوم کو بچائے گا انشاء
اللہ اور فرعون سے ہم کو کچھ ڈر نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے

موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا دریائے نیل پر مارو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: فَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنِ اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ الخ پس جب حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا اپنا عصا دریا پر مارو۔ پس پھٹ گیا دریا
بن گیا اس میں ایک راستہ اور پار کر دیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور دوسروں کو یعنی فرعون کو اور اس کے
کو غرق کر دیا۔

تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں عصا مارا پانی پھٹ گیا اور بارہ راستے
گئے اور بیچ پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے اور ان ہی بارہ راستوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اتر کر پار
گئے اور اس کے پیچھے قوم فرعون ان ہی راستوں کے ذریعے قوم بنی اسرائیل کو پکڑنے کے واسطے
ی جب وہ دریائے نیل کے بیچوں بیچ پہنچی تو وہ راستے جو خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی
کے واسطے بنائے گئے تھے ختم کر دیئے گئے اور سب راستوں میں دریا کا پانی پھیل گیا۔ اور ایک دوسری
ت میں یوں بھی آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا اور دریا خشک ہو گیا اور اس میں
رہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل بارہ قبیلوں پر مشتمل تھے وہ ہر ایک اپنے اپنے راستے سے نکل گئے اور
کچھ دیر بعد فرعون ملعون نے جا کر دیکھا کہ دریائے نیل میں بارہ راستے بنے ہوئے ہیں اور ان ہی راستوں
ے قوم بنی اسرائیل پار ہوئی ہے تب اس نے سوچا کہ یا تو موسیٰ علیہ السلام کے جادو کی وجہ سے یہ راستے بنے
ئے ہیں یا معجزہ پیغمبری سے، اگر یہ کیفیت میرا لشکر دیکھے گا تو شاید وہ ان پر ایمان لے آئے گا پھر تو مجھے
کا ہی ندامت ہو گی۔ تب حیلہ سازی سے اپنے لشکر کو کہا کہ اب ہم کو خوب یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑا
دگر ہے، دیکھو تو جادو سے دریا کا پانی تک خشک کر دیا اور اپنی قوم کے واسطے بارہ راستے بنا لئے تا۔ کہ
ل دیکھ کر اس کے خدا پر ایمان لے آئیں اور اس کی نبوت کے قائل ہو جاویں اور دل میں یوں بھی کہتا
کہ میری فوج کو دریا میں ان کے پیچھے جانے سے پانی ڈبو دے گا۔ کیونکہ پانی دو طرفہ مثل پہاڑ کے معلق
ڑا ہے یہی دل میں پس و پیش کرتا تھا کہ دریا میں اپنا گھوڑا ڈالوں یا نہیں۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ
لام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کی سامنے آ کھڑے ہوئے اور وہ مردود بھی گھوڑے پر سوار تھا۔
رت جبرائیلؑ نے جلدی سے اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے بھی اپنا گھوڑا دریا
ڈال دیا اور پھر ہر چند اس نے چاہا کہ اپنے گھوڑے کی باگ تھامے مگر رک نہ سکا اور فرشتے سواروں
آ کر لشکر کے گھوڑوں کو چابک مار کر بیچ دریا میں ڈال دیا۔ جب فرعون کا لشکر بیچ دریا کے آ چکا اسی وقت
رت موسیٰؑ نے چاہا کہ دریا میں عصا مار کر ان کی راہ بند کر دیں۔ ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام قولہ تعالیٰ: وَ اتْرُكِ
بَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ترجمہ: اے موسیٰ علیہ السلام چھوڑ دے دریا خشک تحقیق و لشکر ڈوبنے والے
تب وہ پانی جو دیوار سا ہو گیا تھا اور ہوا پر معلق تھا وہی پانی دونوں طرف سے آیا اور پوری قوم کو ڈبو

دیا- ایک روایت میں ہے کہ فرعون اپنے ڈوبتے وقت کہتا تھا کہ میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے اوپر اور اس کے رسول پر چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ الایہ ترجمہ: ا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے ج کہ پہنچا اس پر دباؤ کہا فرعون نے کہ ایمان لایا میں کہ کوئی معبود نہیں کہ جس پر ایمان لائے بنی ا اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں- خدا کے فرمانے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس تعالیٰ: آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ترجمہ: کیا اب ایمان لاتا ہے اور تحقیق تو نافر ہے پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے فائدہ جبرائیل نے کہا اس کو اے فرعون تو ساری عمر اللہ رہا اور اب عذاب دیکھ کر ایمان لایا اور اب کامل یقین کرتا ہے اب اس وقت کا یقین لانا کیا مع ہے- تف ہے ایک مشت خاک لے کر اس کے منہ پر ڈال دی پس وہ بدبخت اپنے لشکر سمیت نیل میں ڈوب کر مرا- قولہ تعالیٰ: فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ الایہ ترجمہ: سو آج بچاویں گے تجھ کو تیر سے تا.. کہ ہووے پچھلوں کو نشانی اور البتہ بہت لوگ ہماری قدرتوں پر دھیان کرتے- فائدہ جیسا بے فائدہ ایمان لایا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے مرنے کے بعد اس کا بدن دریا سے نکال کر پر ڈال دیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کو دیکھ کر شکر کرے اور پھر عبرت حاصل کرے بدن بچنے سے فائدہ- پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ فرعون ملعون معہ اپنے تمام لشکر کے خدا کے دریائے نیل میں غرق ہو گیا- یہ سن کر قوم بنی اسرائیل نے کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تب تک اس کے ڈوبنے پر ہم کو یقین نہ ہو گا-

تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی- اس دعا کی برکت سے موج دریا نے کی لاشوں کو جہاں بنی اسرائیل تھے پہاڑوں پر پھینک دیا- ہڈیاں ان کی درہم برہم ہو گئیں تھیں قلب میں کچھ رمق جان باقی تھی بنی اسرائیل دیکھتے تھے- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَا فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ترجمہ: اور ڈبو دیا ہم نے فرعون کے لوگوں کو اور یہ کہ تم دیکھتے ہو ایک بنی اسرائیل کی قوم سے آرزو کی کہ اللہ مجھ کو فرعون سے ملا دے تو میں اس کی ڈاڑھی سے اپنے کی باگ بناؤں گا- مرضی الٰہی سے اس نے اسی دن فرعون کو باریش سرخ دریا کے کنارے مردہ پا نے اس کی ڈاڑھی سے اپنے گھوڑے کی باگ بنائی اور اس کے وزیر ہامان کو بھی بہت تلاش کیا پر تب وحی نازل ہوئی اے موسیٰ علیہ السلام اب تم مصر جاؤ اور ہامان کو مصر میں ہی پاؤ گے اس کو میں عذاب میں گرفتار کروں گا- یہ حکم سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارونؑ اور اپنی قوم مصر میں آئے اور فرعون کے گھروں میں جا کر رہے اور فرعون کے گھروں میں مال و اسباب بہت

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ترجمہ: پس نکالا ہم نے فرعون کو اور اس کی قوم کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور باعزت مکانوں سے اسی طرح سے کیا اور وارث کر دیا ہم نے قوم بنی اسرائیل کو- مفسرین لکھتے ہیں کہ فرعون کے گھر اللہ تعالیٰ نے مقام کریم فرمایا اس واسطے کی ستر مہمان خانے اس نے پر تکلف بنائے تھے اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے انہی مکانوں کا وارث کیا اور ہامان جو وزیر فرعون تھا وہ اندھا ہو کر ٹکڑا نان گدائی سے کھاتا پھرتا تھا- حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھ کر جناب باری تعالیٰ علیہ السلام میں مناجات کی کہ یا الٰہی تو نے تو فرمایا تھا کہ ہامان کو فرعون کے ساتھ دریا میں غرق کروں گا اور وہ اب تک زندہ ہے- ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام اس کو میں نے خلق میں محتاج کیا اور دربدر مانگتے پھرنا یہ ہر روز گویا اس کی نئی موت ہے بلکہ ہزار درجہ اس سے مرنا بہتر ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کا شکر بجا لائے- جب ملک مصر تمام ان کے ہاتھ میں آیا اور کافر سارے نیست و نابود ہو گئے- تب خاطر جمع ہو کر اپنی بیوی صفورا کے پاس گئے اور جس میدان میں اس کو رکھ کر گئے تھے جا کر دیکھتے ہیں کہ دو لڑکے جو حضرت سے تھے وہ نہایت توانا اور خوبصورت ان کے پاس موجود ہیں اور بھیڑ بکریاں مال و اسباب سب سلامت پایا بلکہ بکریاں اور بھیڑیں دونی ہو گئیں- وہاں سے ان کو لے کر اپنی والدہ کے پاس مصر میں تشریف لائے اور یہاں مقیم اور منتظر ایفائے وعدہ حق تعالیٰ کے تھے کہ اب پھر کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کریں- پس وہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کوہ طور پر بلا لیا تا.. کہ ان سے کچھ مناجات کی جائے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی پورا ہو- میں اس واقعہ کو اسی واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں-

کوہ طور پر اللہ سے کلام ہونے کا قصہ

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کرنے لگے خدا کے حکم سے فرشتوں نے بہشت سے کرسی لا کر حضرت موسیٰؑ کے بیٹھنے کو دی اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام اپنی نعلین پاؤں سے اتار کر کرسی پر بیٹھ جاؤ اور پھر جو کچھ مناجات کرنی ہے کیجئے کیونکہ یہ جگہ مقدس اور بابرکت ہے قدم تمہارا اس پر گرے گا تب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نعلین پاؤں سے اتار کر مناجات کی- اس کے بعد حکم الٰہی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام تیس دن رات روزہ رکھو تا.. کہ میں اپنی کتاب توریت نازل کروں- پھر اس سے تمام خلائق راہ پاوے- اور میری شریعت سیکھیں- چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً ترجمہ: اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰؑ کو تیس رات کا- یہ حکم پاتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے تیس رات دن کا روزہ رکھا متواتر، پھر اپنی قوم سے کہا کہ خدا تعالیٰ مجھ پر توریت نازل

کرے گا تا۔۔کہ تم کو شریعت سکھاؤں اور تم اس کے ذریعہ سے ہدایت پاؤ گے وہ بولے اے موسیٰ
جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے اس وقت تک ہم کو یقین نہ ہو گا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام
کہ چلو تم چند آدمی قوم کے سردار و عالم میرے ساتھ کوہ طور پر کہ کتاب دکھاؤں گا۔ یہ بات حضرت
علیہ السلام کی سن کر ان کی قوم کے انہتر آدمی عالم و صالح ساتھ ہوئے اور ایک آدمی یوشعؑ بن نون
جو بہ ریش سفید تھے ان کو لے کر ستر آدمی پورے کئے اور پھر کہا تم سب باطہارت لباس پاکیزہ پہن
میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ترجمہ: چن
موسیٰؑ نے اپنی قوم سے مرد واسطے وعدے کے ہمارے پاس بس سب کو لے کر طور پر آئے اور ایک
درخت سے توڑ کر چبانے لگے اور حکم الٰہی کے منتظر رہے فوراً جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اے موسیٰ
نے تجھ کو روزہ رکھنے کو کہا تھا کس واسطے تو نے توڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے خداوند تجھ کو
ہے کہ میں نے تیس روزے رکھے مگر بوئے دہن سے میں ڈرا کہ کہیں میرے منہ سے بو نکلے اس وا
پتا چبایا مسواک کا حکم ہوا اے موسیٰ علیہ السلام میری خدائی کی قسم ہے روزہ دار کے منہ کی بو مجھ کو بہت
محبوب ہے اور وہ میرے نزدیک مشک و عنبر سے بھی زیادہ بہتر ہے کیوں تو نے بغیر میری اجازت کے
افطار کیا۔ اس لئے اس کے بدل اور دس دن رات روزہ رکھ یعنی محرم الحرام کی دسویں تاریخ تک
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس روزے پورے کئے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً اور پورا کیا ا
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور دس روزے سے تب پوری ہوئی مدت اس کے رب کی چالیس رات کیونکہ
تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان ستر آدمیوں کے سامنے جو طور پر گئے تھے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اور
روزے رکھ تب تجھ کو اپنی کتاب توریت دوں گا۔ اس بات کو سن کر وہ سب یقین نہ لائے۔ اور حضر
موسیٰ علیہ السلام سے کہا قولہ تعالیٰ: وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً اور جب
تنے اے موسیٰؑ ایمان نہ لاویں گے ہم تم پر یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر سامنے۔ حضرت
علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ تم گفتگو خالق اور مخلوق کی تمیز نہ کر سکو گے کیونکہ مخلوق کی بات بغیر کان
دوسرے اعضاء سے نہیں سنی جاتی اور خالق کل کی بات تو صرف دل پر موقوف ہے وہی خوب سنتا۔
بلکہ وہ ایسا ہے: معانی در معانی راز با راز: ہرچند موسیٰ علیہ السلام نے کہا لیکن انہوں نے نہ مانا۔ ناگہاں
آتش اللہ کی طرف سے آئی اور ان پر آکر گر گئی وہ ستر آدمی جل کے مر گئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ا
فرمایا: فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ترجمہ: پھر پکڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے اس کے بعد
علیہ السلام بہت افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے یا الٰہی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا وہ سب کیا؟

کو۔ تب حضرت موسیٰؑ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ترجمہ: پھر زندہ کیا۔ ہم نے پیچھے مرنے تمہارے کے تا۔۔کہ تم شکر کرو۔ اس
حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو لے کر مصر میں آئے اور پھر انہوں نے دس روزے بھی رکھے اور
کو کوہ طور کی طرف لے کر گئے اور وہاں پہنچ کر کہنے لگے کہ دیکھو میں پہلے جاتا ہوں کوہ طور پر اور تم
میرے پیچھے آنا یہ کہہ کر جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو پھر اللہ کی جانب سے خطاب آیا قولہ
وَمَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ یٰمُوْسٰی قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤی اَثَرِیْ وَعَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی ترجمہ:
کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسیٰؑ بولے وہ میرے پیچھے ہیں اور میں تیری طرف جلدی آیا
میرے رب میں نے یہ اس واسطے کیا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ
السلام نے اس وقت طور پر بلاواسطہ ستر کلمے جناب باری تعالیٰ سے سن کر نہایت عشق کے شوق و ذوق
بے اختیار کہا: قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو
یہ آواز سن کر آسمان کے فرشتے کہنے لگے۔ اے پسر عمران کلام الٰہی تو نے سنا اور پھر تجھ کو طمع رویت
ہے۔ پھر آواز آئی اے موسیٰؑ زمین کی طرف دیکھو، جب دیکھا عرش تک نظر آیا۔ پھر عرض کیا خداوندا
آسمان تیرے آفریدہ ہیں مجھ کو اپنا دیدار دکھلا اتنے میں ستر ہزار فرشتے مہیب شکل آسمان سے نازل
حضرت موسیٰؑ کے گرد پھرنے لگے اور کہتے تھے: یَا ابْنَ النِّسَآءِ الْحَیْضِ اَتَطْمَعُ رُؤْیَةَ رَبِّ الْعِزَّةِ ترجمہ
بیٹے عورت حیض والی کے کیا تو جلیل و جبار کو دیکھنا چاہتا ہے یہ آواز سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام،
ڈر کے بیٹھ گئے پھر بعد ایک لحظہ کے امواج عشق نے جوش مارا اور پھر ذوق و شوق سے پکارا: قَالَ
اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ بولے موسیٰ علیہ السلام کہ اے رب تو مجھ کو دکھلا اپنا جلوہ اور میری یہی تمنا ہے کہ میں تجھ
پھر ستر ہزار فرشتے بصورت گرگ اور شیر کے نازل ہو کر ایک آواز مہیب سے حضرت موسیٰ
کو پکارا جس طرح کہ اول فرشتے پکارتے تھے یَا ابْنَ النِّسَآءِ الْحَیْضِ اَتَطْمَعُ رُؤْیَةَ رَبِّ الْعِزَّةِ۔ روایت
ہے کہ سات مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا یَا رَبِّ اَرِنِیْ .... اور آسمان کے فرشتے انکو
یہی کہتے تھے: یَا ابْنَ النِّسَآءِ الْحَیْضِ اَتَطْمَعُ تا آخر پھر ستر ہزار شخص پشمینہ پوش اپنی صورت میں
عصا ہاتھ میں اور پکارتے ہوئے یَا رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے متعجب
کہ ہر شخص خواہ دیدار حق تعالیٰ کا ہوا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ انکے سوا میری
اور بھی کوئی دوسرا ہے خطاب آیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میری قربت کے سبب تو نے بزرگی پائی۔ اپنے
جانتا ہے کہ تیرا سا کوئی نہیں بلکہ یوں جان کہ ایک پل میں تجھ سے صدہا پیدا کر سکتا ہوں۔ اس بات کو
پھر ذوق و شوق سے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی: قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ترجمہ: بولے اے

رب تو مجھے اپنا جلوہ دکھا اور میں یہی تمنا رکھتا ہوں- تب جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قَالَ لَنْ تَرَانِیْ
وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ - ترجمہ: کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا دنیا میں
لیکن تو نظر کر اپنی پہاڑ کی طرف پس اگر قائم رہے وہ اپنی جگہ پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو دنیا میں پس
جب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی دکھائی اپنی پہاڑ پر تو موسیٰؑ گر پڑے اسی وقت بیہوش ہو کر- جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا
اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ پس اپنی تجلی ڈالی پروردگار نے پہاڑ کی طرف تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا- اور حضرت موسیٰؑ
بیہوش ہو کر گر پڑے- جب حضرت موسیٰؑ ہوش میں آئے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے تیری ذات پاک ہے
اور میں نے توبہ کی تیرے پاس میں سب سے پہلے یقین لایا بعض تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو
اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی تھی اور بغیر فرشتے خداوند قدوس سے کوہ طور پر کلام کیا اور پھر ان کو شوق ہوا کہ
خدا کا دیدار بھی دیکھیں تب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی پہاڑ کی طرف کی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کی
برداشت نہ ہوئی پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کو فرمایا قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ
وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ترجمہ کہا اے موسیٰؑ برگزیدہ کیا میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنے
پیغام بھیجنے سے اور اپنے کلام کرنے سے پس پکڑ جو کچھ دیا ہم نے تجھ کو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو
جاؤ اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے حضرت جبرائیلؑ کو حکم ہوا کہ وہ بہشت سے لوحیں زمرد کی لائیں
اور قدرت کے قلم کو حکم ہوا اس پر کتاب توریت لکھے تقریباً چار ہزار فرشتوں نے ان تختیوں کو لے کر
حضرت موسیٰؑ کے سامنے لا کر رکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو دیکھا کہ اس میں ایک ہزار
سورت اور ہر سورت میں ہر آیت کی درازی مثل سورہ بقر کے اور ہر آیت میں ہزار وعدہ اور ایک ہزار
وعید اور ایک ہزار امر اور ایک ہزار نہی لکھی ہوئی تھیں اور توریت کے شروع میں عبادت کا ذکر اس کے
بعد علماء و حکماء کی صفت بیان کی گئی تھیں- چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ
مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ترجمہ اور لکھا ہم نے واسطے اس کے تختیوں پر ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل
ہر چیز کی پس پکڑ اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کر اپنی قوم کو کہ عمل کریں اس کی بہتر اور اچھی باتوں پر جلد
اور دکھاؤں گا میں تجھ کو گھر فاسقوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوش ہو کر جناب باری تعالیٰ میں عرض
کی یا الٰہی کیا وہ علماء و حکماء میری امت میں سے ہیں- فرمایا اے موسیٰؑ یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت ہے اور وہ تمہاری امت سے ہے حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یَارَبِّ الْوَقْتُ وَقْتِیْ وَالْقَضَاءُ
لِغَیْرِیْ اے رب ہمارے ہمارے وقت میں عطا کرنا غیر کو کیا مرضی، حکم آیا اے موسیٰؑ تو میرا کلیم ہے اور
میرا حبیب ہے کلیم کو حبیب سے کیا نسبت پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی ان کو میری امت

کر۔ فرمایا اے موسیٰؑ پیغمبری تمہاری بھی اس وقت معتبر ہو گی جب تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ
ایمان لاؤ گے- پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر خاتم النبیین پر ایمان لائے اور اسی
کوہ طور سے اتر آئے اور فرشتے الواح توریت لے کر ان ستر آدمیوں کی بیچ میں آئے جو کہ نور تجلی
کر مر چکے تھے حضرت موسیٰؑ نے تنگ دل ہو کر ان کی واسطے درگاہ باری میں مناجات کی یا رب
قوم بہت کمزور و ضعیف ہے وہ میرے ساتھ خصومت کرے گی- اور بولے گی کہ ہمارے سردار
کو تم نے لے جا کر ہلاک کیا- میں اس کا کیا جواب دوں گا- اغلب ہے کہ وہ میرے دین سے پھر
تب موسیٰؑ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ علیہ اسلام کے چہرے کی
نظر نہیں کر سکتے تھے- چشم خیرہ ہو جاتی تب اپنے چہرے پر نقاب پیرہن کا رکھا وہ نقاب بھی نور سے
پھر لوگ ان کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے پھر انھوں نے لکڑی کا نقاب بنا کر اپنے چہرے
لیکن وہ بھی نور سے جل گیا- پھر انھوں نے لوہے کا نقاب بنا کر ڈالا تو وہ بھی جل گیا- اس کے بعد جناب
تعالیٰ میں عرض کی کہ الٰہی میں کس چیز کا نقاب بناؤں- ندا آئی اے موسیٰؑ فقیروں کے خرقے سے
بنا تب حضرت موسیٰؑ نے اس سے نقاب بنا کر اپنے منہ پر ڈالی تب لوگ آ کر حضرت موسیٰؑ سے
ت کرنے لگے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ ستر آدمی اور کتاب توریت لے کر چالیس دن
مصر میں تشریف لے آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی- اور خدا کے پیغام برابر لوگوں کو پہنچاتے

مشہور قصہ سامری کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زرگر تھا اور اس کا نام سامری تھا
ار روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامری حضرت موسیٰؑ کا بھانجا تھا جب بنی اسرائیل کو حضرت
لیہ السلام فرعون کے قبضہ سے نکال کر مصر لے چلے اس وقت یہ سامری بالکل بچہ تھا- جب دریا کے
ے سب اکٹھے ہوئے تو لوگوں نے اس سامری کو بہت ڈھونڈا لیکن اس کو اس گنتی میں نہ پایا مصر
راستے میں اکیلے بیٹھے روتے تھے- کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے اس کو اپنے بازوؤں پر بہت
رکھا یہاں تک کہ جب ماں باپ اس کے گھر میں آئے تب حضرت جبرائیلؑ اس کو لیجا کر اس کے
کے گھر کے دروازے پر بٹھا کر چپکے سے چلے گئے کیونکہ سامری کو حضرت جبرائیلؑ سے بہت محبت
ان کے چلے جانے اور جدا ہونے کی وجہ سے بلند آواز سے رونے لگے- ان کے باپ ان کے رونے
ز سن کر اپنے گھر سے نکل آئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اپنا ہی بیٹا رو رہا ہے تب گود میں اٹھا کر اسے

اپنے گھر میں لے گئے اندر گھر میں اس کی ماں بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اس کی بعد چند روز کے سامری نے زرگری سیکھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارونؑ کو اپنا نائب بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے اور ستر آدمیوں کو لے کر کوہ طور پر گئے تھے۔ اس کے بعد سامری نے فرصت پا کر سب قوم کو جمع کر کے کہا کہ آج بیس دن ہوئے ستر آدمی بزرگ کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اس کی خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ سب کوہ طور پر مر گئے۔ اگر تم لوگ اس کی صداقت چاہتے ہو تو اس کے نشان میں تمہیں دکھاؤں تا .. کہ تم اس سے پوچھ لو تب حال معلوم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا اچھا اس میں کیا مضائقہ ہے۔ تب سامری مردود نے سونا سے ایک قالب صورت گئو سالہ بنا کر بطور سانچے کے اس کو آگ میں رکھ دیا اور پھر اس مردود نے سونا اور چاندی بہت سالا کر اس آگ میں سانچے پر ڈال دیا وہ دونوں پگھل کر پانی ہو کر اس قالب کے اندر بیٹھ گئے اور پھر وہ بچھڑے کی صورت بن گیا۔ سامری نے اس قالب کو اس آگ سے نکال کر ایک بچھڑا سونے کا خوبصورت اس کے اندر سے نکال کر پاک و صاف کر کے رکھ دیا اور اس کا نام بھی گئو سالہ سامری رکھا اور پھر اس کو قوم سامری پوجتی تھی۔ اور بعض محققوں نے یوں لکھا ہے کہ فرعون کے دریا میں غرق ہونے کے وقت سامری اس وقت طفل نہ تھا بلکہ جوان تھا۔ اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے لشکر میں آیا جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا تو اس کے زیر سم مرتبے اور بزرگی سے تازہ گھاس پیدا ہوتی تھی سامری نے معلوم کیا کہ شائد جبرائیلؑ ہوں گے حضرت موسیٰؑ کی مدد کو آئے ہیں اس وقت ایک مشت خاک ان کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اٹھا رکھ لی تھی جب گئو سالہ بنایا تو قوم بنی اسرائیل کو کہا کہ آؤ تم اس خدا کو سجدہ کرو معاذ اللہ منہ اور جو گمراہ ہوئے وہ اسی وقت سامری کے کہنے سے چلے آئے جب سامری نے اس مشت خاک کو بچھڑے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کے حکم اور اس کی قدرت سے اس بچھڑے کے منہ سے بے دھڑک گائے کی آواز نکلی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ۔ ترجمہ: پس نکالا ان کے واسطے ایک دھڑ جس میں چلانا وغیرہ گائے کا تھا پس کہا اس نے ان سے یہ خدا ہے تمہارا اور خدا موسیٰ علیہ السلام کا سو وہ بھول گیا یعنی حضرت موسیٰؑ بھول گئے اور جگہ میں چلے گئے لیکن بنی اسرائیل اس کی آواز سن کر یقین لائے اور سجدہ بھی کیا اور پھر وہ اسی جگہ کو پوجنے لگے اور بعضے آدمی اس قوم میں سے تھے جو ایمان میں کامل تھے ان لوگوں سے جدا ہو کر کوہ قاف کی طرف نکل گئے اور وہاں مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے اور پھر ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کئے گئے۔

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول خدا ﷺ نے دیکھا کہ شعلہ نور زمین سے لے کر ساق عرش تک چمکتا ہے آپ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کس کا نور ہے وہ بولے کہ قوم بنی

اسرائیل جو گئو سالہ پوجتے تھے اور ان میں ایک جماعت نکل کر کوہ قاف میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی یہ نور انہیں کا ہے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا مجھ کو ان کے پاس لے چلو یہ سن کر حضرت جبرائیلؑ ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے اور پھر کہا هٰذَا نَبِيُّكُمُ الْاُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ الْهَاشِمِيُّ الْمَكِّيُّ الْمَدَنِيُّ۔ یہ سنتے ہی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم قرآن اور سورتیں وغیرہ سب سکھا پڑھا دیں اور پھر اس کے بعد ہدایت کی کہ دین محمدی پر قائم رہیں القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ ستر آدمی توریت لے کر جب کوہ طور سے آئے اور اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ ایک گئو سالہ بنا کر پوجتے ہیں یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ساری قوم پر بہت خفا ہوئے اور پھر کہا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ الخ۔ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا بری بات کی تم نے میرے پیچھے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دیں موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں اور پھر پکڑا سر اپنے بھائی ہارونؑ کا اور اپنی طرف کھینچنے لگے وہ کہنے لگے کہ میرے بھائی میں تو بے گناہ ہوں قوم کو میں نے ہر چند منع کیا لیکن ان لوگوں نے نہ مانا اور مجھ کو ناتوان سمجھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ مجھے مار ڈالیں پس اے میرے بھائی مت ہنسا دشمنوں کو مجھ پر اور مجھ کو ان گناہ گار لوگوں میں مت ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارونؑ دونوں سگے بھائی تھے بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارونؑ کے سر کے بال چھوڑ دیئے اور کہا گئو سالہ کس نے بنایا وہ بولے سامری نے بنایا ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلا کر کہا کس طرح بنایا تو نے اس کو اور تو کیوں خدا کو بھول گیا اور یہ چیز بنانے سے قوم میں فتنہ ڈالا اور یہ گئو سالہ بنا کر قوم کو گمراہ کر دیا۔ یہ سن کر سامری بولا کہ میرے دل نے کہی مجھ سے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ الخ ترجمہ: کہا سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا لوگوں نے اس کو پھر لی میں نے ایک مٹھی خاک پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اور وہی خاک ڈال دی گئو سالہ کے منہ میں تب سے یہ بات اور یہی مصلحت دی مجھ کو میرے دل نے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا الٰہی اگرچہ سامری نے گئو سالہ بنایا اس کو بولنے کے واسطے زبان کس نے دی ندا آئی اے موسیٰؑ یہ بولنے کی قوت گویائی میں نے دی پھر جناب باری میں عرض کی یہ سب تیرا آزمانا ہے قولہ تعالیٰ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ الخ۔ ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے الٰہی یہ سب تیرا آزمانا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو تو چاہتا ہے تو ہے ہمارا دوست پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے جناب باری تعالیٰ سے وحی آئی اے موسیٰؑ تم نے اپنی غیبت میں اپنے بھائی ہارونؑ کے سپرد کی تھی کہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں نگہبان رہے گا کیوں تم نے مجھ کو نہ

سونپا کہ ہم ان کو راہ پر رکھتے۔ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر نوبت پہنچی تو آپ نے امت کو خدا پر سونپا۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر کے دن اولاد آدم ایک سو بیس صفوں میں مشرق مغرب تک کھڑی ہوگی ان صفوں میں حضرت محمد ﷺ کی امت کی اسّی صفیں ہوں گی اس وقت خدا فرمائے گا اے محمد ﷺ تمہاری امت میں جتنے چھوٹے بڑے ہیں دیکھ لو موجود ہیں اور پھر اس وقت جو مجھ سے مانگو گے سو پاؤ گے یہ سنتے ہی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے پروردگار میرے وقت میری امت میں عرصات کہاں رہے گی اور میں کہاں لے جاؤں گا تو ان کا گناہ بخش اور عفو فرما اور کو بہشت دے اور ان کے درجات بلند فرما اور پھر اپنے دیدار سے شاد فرما تا.. کہ تیرا فضل و کرم ظاہر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی میں نے توبہ کی اور تو میری توبہ قبول فرما پھر حکم ہوا کہ اے موسیٰ تمہاری توبہ قبول ہو گئی مگر تم اپنی قوم کے گئو سالہ پرست کو ایک دوسرے سے قتل کرواؤ یا پھانپے سے خالی ہاتھ ان کو نکال دو ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے تب ان کی توبہ اور تمہاری توبہ درگاہ میں قبول ہو گی موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جب بت پرست تھے بلوا کر اللہ کی طرف سے بات کہی کہ سزائے اعمال کی برداشت نہیں ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے نجات پاؤ گے انہوں نے کہا اے موسیٰ ہم کو غربت وطن کی برداشت نہیں آپس میں لڑ کر مرجانا بہتر ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف سے خطاب آیا کہ اے موسیٰ ان سے کہہ دو کہ وہ اپنے بدن سے کپڑے اتار اپنے گھر کے دروازے پر تلوار سے ایک دوسرے کو قتل کریں تب ان کی توبہ قبول ہو گی اگر کوئی معاملے میں اف بھی کرے گا تو پھر توبہ قبول نہ ہو گی پس بجز جان دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا تب صبح وقت ستر ہزار مرد گئو سالہ پرست برہنہ ننگی تلوار کھینچ کر باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو اپنی آپ میں قتل ہو گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سر کو برہنہ کیا اور پھر خدا کے دربار میں خوب گریہ وزاری کی اور برابر سرگوشی کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ط ترجمہ: موسیٰ نے کہا اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور ہم کو داخل کر اپنی رحمت میں اور تو ہے سب سے زیادہ رحم والا ندا آئی اے موسیٰ دعا تمہاری اور توبہ کی قبول ہوئی پھر اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں قولہ تعالیٰ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ط ترجمہ: اور جب فرد ہوا غصہ موسیٰ کا تو انہوں نے تختیاں اٹھالیں اور جو ان پر لکھا ہوا تھا راہ کی سوجھ ہے اور مہربانی ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کو کہا اے لوگو! تمہارے واسطے یہ کتاب توریت لادی کہ احکام الٰہی اپنے گھروں میں لکھو اور پھر اس کو ہر وقت پڑھتے رہو اور پھر جو کچھ اس میں اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم کیا اس کو بجالاؤ وہ کہنے لگے اے موسیٰ اگر ہم پڑھیں گے تو کچھ عمل نہ کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو کچھ نہ پڑھیں گے ان دو میں سے ایک عمل اختیار کریں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ عمل بھی کرو اور اس کو ہر وقت پڑھو بھی وہ بولے اے موسیٰ یہ ہم سے نہ ہو سکے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پہاڑ مثل ابر کے سر پر لا رکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم تمہارے سر پر خدا کے حکم الٰہی نے ایک عذاب کا پہاڑ نمودار کیا ذرا اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ جب ان لوگوں نے اپنی نگاہوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو وہ اس عذاب کو دیکھ کر ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ الخ: ترجمہ: اور جب اٹھایا ہم نے پہاڑ اوپر ان لوگوں کے گویا وہ ایک سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا ان پر کہا ہم نے جو کچھ دیا تم کو ساتھ قوت اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کتاب کے ہے تا.. کہ تم بچو۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم خدا پر ایمان لاؤ اور کتاب توریت کو پڑھو اور اس پر عمل بھی کرو اور گئو سالہ پرستی کو چھوڑ دو۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بعض لوگوں نے کہا: قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا یعنی ہم نے سنا اور پھر اس کو نہ مانا۔ جب منکروں نے یہ کہا تو پہاڑ ان کے سر کے قریب آیا تو اس کو دیکھ کر سب کے سب بیٹھ گئے۔ پھر پہاڑ جو درحقیقت عذاب تھا وہ بھی نیچے اترا اور جب وہ کھڑے ہوتے تو پہاڑ بھی ان کے سر پر کھڑا رہتا یہ دیکھ کر مارے ڈر کے سب کے سب سجدے میں گر گئے اور اپنا آدھا سر منہ مٹی میں لگاتے اور نگاہ کو بار بار اٹھا کر اس پہاڑ کو دیکھتے کہ کہیں یہ پہاڑ ہمارے سروں پر نہ گر پڑے جس میں دب کر ہم سب مرجائیں۔

پس بعض ایمان لائے مگر سچے دل سے نہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر سے پہاڑ اٹھالیا اور جو کل منکر تھے وہ اپنے گئو سالہ پرستی میں رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قسم دے کر فرمایا کہ میں اس گئو سالہ کو پارہ پارہ کر کے جلادوں گا اور پھر اس کو دریا میں بہادوں گا۔ غرضکہ اس کا نام و نشان نہ رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا الخ: ترجمہ: کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے دیکھ طرف اپنے معبود کے جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معتکف ابھی جلادوں گا اس کو اور پھر اسے اڑادوں گا دریا میں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ فلانی گھاس سے اس بچھڑے کو جلا ڈالو۔ تب یہ اچھی طرح سے جل جائے گا اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پتھر سے چور چور کر کے ذرہ ذرہ کر کے دریا میں ڈال دو۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پتھر سے چورہ کر کے دریا میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ان گئو سالہ

پرستوں نے دریا میں جاکر اس کا پانی پی لیا مارے کفر کے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ. ترجمہ: اور پلایا گیا دلوں میں ان کے بچھڑے کی محبت بسبب کفران کے روایت ہے کہ جو کوئی اس کا شستہ پانی دریا میں جا کر پی آیا تو اس کا تمام بدن سیاہ ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا لہٰذا میں اس واقع کو جو سامری اور گئو سالہ پرستی کا تھا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان ہلاکت قارون

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ ان تختیوں میں کتاب توریت کو نقل کر کے پڑھو اور پھر اسی پر عمل کرو تب انہوں نے کتابیں اس کی نقل کیں پھر حکم ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں سے کہو کہ اس کتاب کو بہت زیب و زینت سے رکھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے گزارش کی کہ یا رب ہم زر نہیں رکھتے کس طرح توراۃ کو زینت سے رکھیں گے۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا جو گھاس میں نے تم کو بتلا دی تھی کہ بچھڑے کو رکھ کر اس میں جلا ڈالو سو وہ گھاس اور یہ ایک قسم اور اس میں ملا لو تو جس پر یہ رکھو گے ہماری قدرت سے اگر تانبا پر رکھو گے تو سونا ہو گا اور اگر پیتل پر رکھو گے تو چاندی ہو گی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک رقعہ یوشعؑ کو لکھا اور ایک قارون کو لکھا کہ فلانی گھاس مجھے لا دو اور ایک رقعہ کالوت کو بھی لکھا کہ فلانی گھاس مجھ کو درکار ہے بھیج دو۔ تب تینوں نے گھاس منگوائی قارون نے یوشعؑ سے کہا کہ میں دیکھوں کہ تمہارے رقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا لکھا ہے قارون چونکہ چالاک تھا اس نے اس کا رقعہ پڑھ کر پھر کالوت کے رقعہ کا مضمون بھی دریافت کیا اور ان تینوں گھاسوں سے اس نے کیمیا گری سیکھ لی اور وہ تینوں گھاسیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے جاکر دیں قاروں چونکہ حافظ توریت تھا وہ سب دریافت کر کے چپکے سے جاکر گھر میں کیمیا بناتا رہا۔ اس سے اس نے بہت دولت جمع کر لی بجز خدا کے کوئی بھی اس کے حال سے خبردار نہ تھا۔ خبر ہے کہ عمل قارون کا توریت پر تھا۔ جب دولت جمع ہوئی تو مال کی محبت اور بخل کی وجہ سے زکوۃ مال اور صدقہ نہیں دیتا تھا اور پھر خدا کا حکم بھی نہیں مانتا تھا اسی وجہ سے کافر مردود ہوا۔ روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچیرا بھائی تھا وہ بیٹا صافن کا تھا اور صافن بیٹا فاحش کا اور فاحش بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا جب دولت دنیا اس نے جمع کر لی تو وہ اپنے تکبر غرور میں پرورش پاتا رہا اور موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کرنی شروع کر دی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۵ الخ: ترجمہ: قارون تھا حضرت موسیٰؑ کی قوم سے پھر وہ شرارت کرنے لگا اور پھر ہم نے اس کو دولت کے خزانے دیئے اتنے

دیئے کہ کنجیوں سے کئی مزدور تھک گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ساتھ مزدور زور آور اٹھاتے تھے اس کی کنجیاں اٹھانے اور رکھنے پر اور ہر ایک کنجی کا وزن نیم درہم سنگ تھا اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کی کنجیوں کا بوجھ ستر اونٹ تھا۔ مترجم نے بھی توریت میں یہی دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کی قوم نے کہا۔ قولہ تعالیٰ: اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ الخ: ترجمہ: جب قارون کو اس کی قوم نے کہا مت خوش ہو تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے خوش ہونے والوں کو۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھ کو دیا ہے اس سے تو اپنا پچھلا گھر بنا اور ایسا بھی نہ کر کہ اپنا حصہ جو تو دنیا میں لینا چاہتا ہے اس کو چھوڑ دے یعنی اپنے حصہ کے مطابق دنیا میں کھا اور پہن اور اپنے زیادہ مال سے آخرت کما اور وہ کام کر جس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور ان پر تیرا احسان ہو جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد مت پھیلا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کرنیوالوں کو اور صدقات اور زکوٰۃ اور خیرات دیا کرو محتاجوں کو تا . . کہ اس سے آخرت میں تمہارا بھلا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ: یعنی بھلائی کر جیسی اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی تجھ سے قارون بولا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ط: ترجمہ: قارون بولا اے موسیٰؑ یہ مجھ کو ملی ہے دولت ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے اور تیرا خدا میرے مال پر کیا حق رکھتا ہے۔ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ الخ: ترجمہ: اور کہا نہ جا اس طرف کیا اس نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے سنگین اور قوت والی جماعت کو ہلاک کر چکا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ گناہ گاروں سے ان کے گناہ پوچھے نہ جائیں گے اور بے پوچھے وہ تمام سب کے سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور باغی ہو گیا پھر اس نے ایک ایسا عالیشان مکان بنوایا کہ اونچائی اس کی اسی گز تھی اور اس پر کنگرے بڑے بڑے بنائے گئے تھے اور طلا کاری سے مزین کیا تھا اور تخت مرصع تھا۔

یہ جو کچھ لکھا گیا سب جامع التواریخ سے لکھا ہے اس کے بعد قارون نے بنی اسرائیل کی دعوت کی اور وہ دو گروہ ہو گئے ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہا اور دوسرا گروہ قارون کے ساتھ فسق و فجور شیطانی میں رہا۔ ایک دن قارون اپنی عورت کو خوشی سے لباس فاخرہ پہنا کر اور غلام لونڈی کو بھی مرصع جواہرات سے آراستہ کر کے ہمراہ لے کر پھرنے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ. ترجمہ: پس نکلا قارون اپنی قوم کے سامنے ساتھ آرائش کے اور بہت بڑی ٹوپی کے اپنا تاج بھی مرصع جواہرات سے کر کے اپنے سر پر رکھ کر نکلا تا . . کہ اس کو آفتاب کی گرمی نہ پہنچے اور اس کے غلام سب کے سب دائیں بائیں چلتے تھے اور کچھ غلام اس کے آگے اور کچھ پیچھے چلتے تھے۔ یہ دیکھ کر جو لوگ مال اور زندگانی دنیا کے طالب تھے وہ اس کو دیکھ کر کہنے لگے اور ان کے دل میں

حرص پیدا ہو گئی قولہ تعالیٰ: قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا الخ: ترجمہ: کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے افسوس کس طرح ہم کو ملے جیسی کہ ملی ہے دولت قارون کو۔ بیشک اس کی بڑی قسمت ہے اور وہ بولا جس کو ملی تھی سمجھ بوجھ ہے خرابی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر صبر کرنے والوں کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ قارون کو کہہ دو کہ وہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے اور اس حساب سے ادا کرے کہ ایک ہزار دینار میں سے ایک دینار فقراء اور مساکین کو دیوے اگر نہ دیوے گا تو وہ مغضوب ہو گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا تو قارون نے اپنے مال کو حساب لگا کر دیکھا تو بہت روپیہ اس کے مال میں زکوٰۃ نکلی تھی۔ یہ معلوم کر کے اس کے دل نے چاہا کہ ہم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں پھر قارون بولا اے موسیٰ علیہ السلام میں زکوٰۃ دوں یا نہ دوں تم کو اس سے کیا واسطہ حضرت موسیٰؑ نے کہا کیمیا گری سے سونے چاندی کے ظروف بنانے میں جتنے ریزے گرتے ہیں اتنا فقیر محتاجوں کو ڈال دے۔ تب بھی زکوٰۃ تیری ادا ہو جائے گی یہ سن کر قارون بولا اگر میں زکوٰۃ مال کی دوں تو تیرا خدا مجھ کو کیا دے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اس نیکی کے سبب تجھ کو جنت ملے گی۔ پھر وہ مردود بولا کہ بہشت سے کیا کام ہے۔ آخر ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک افترا کی تہمت لگائی تا۔ کہ ان کو لوگوں میں شرمندہ کرے اور پھر یہ موسیٰؑ مجھ سے زکوٰۃ کی بات نہ بولے۔ ایک دن ایک عورت فاجرہ خوبصورت جو قوم بنی اسرائیل میں سے تھی قارون کے پاس گئی اور قارون نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو ایک ہزار اشرفی اور مختلف قسم کی زیورات اور اچھی اچھی پوشاک بیش قیمت دوں گا تو میرے واسطے ایک کام کر۔ جب بنی اسرائیل کی جماعت جمع ہو گی تو تو سب کے سامنے مجمع میں جا کر پکار پکار کر کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارا یار ہے وہ ہم سے زنا کرتا ہے۔ پس اس فاجرہ عورت نے روپے کے لالچ سے کہا بہت اچھا میں ایسا ہی کہوں گی۔ پس قارون نے اس سے جو کچھ کہا تھا روپے وغیرہ دے کر اسے رخصت کر دیا۔ اتفاق سے ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے منبر پر بیٹھے وعظ وغیرہ کر رہے تھے اور ان کے گرد قوم بنی اسرائیل بیٹھی ہوئی تھی۔ قارون نے موقعہ پا کر اس فاجرہ عورت کو وہاں بھیج دیا اور خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حلال و حرام کی باتیں بتا رہے تھے۔ اور یہ بھی بتا رہے تھے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے مال کا مواخذہ لے گا اور جو زنا کرے گا اس کو سنگسار کر دینا ہو گا۔ یعنی دنیا میں ایسا ہو گا اور آخر میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس قسم کی نصیحتانہ باتیں لوگوں کو سناتے تھے۔ پس قارون مردود نے اس مجلس میں جا کر کہا اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم نے زنا کیا ہو گا تو تمہاری کیا سزا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا بھی قتل واجب ہے۔ قارون بولا

تم نے زنا کیا گواہ موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ثابت کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ط یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔: ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو مانند ان لوگوں کے جنہوں نے ایذا دی موسیٰ علیہ السلام کو پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے جو وہ کہتے تھے اور وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا آبرو والا تھا۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات ہمیشہ سیدھی کہا کرو پس قارون نے اس فاجرہ عورت کو بلا کر حاضرین مجلس کے روبرو کہا کہ کہو موسیٰؑ نے تم سے کیا بد فعلی کی تھی۔ وہ چاہتی تھی۔ بولے کی موسیٰ علیہ السلام میرا یار ہے قوم قارون خوش ہوئی۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے دل اس کا جھوٹ بات سے پھر گیا۔ پس لوگوں سے کہا اے نیک مرد موسیٰ علیہ السلام تو پاک ہے اور جو کچھ قارون کہتا ہے جھوٹ و بہتان ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں۔ جھوٹ بات کہنے سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر بڑے متعجب ہوئے اور غش کھا کر اپنے منبر سے گر پڑے فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر اپنی گود میں اٹھا لیا اور پھر ان کو ہر طرح تسلی دینے لگے۔ اور پھر کہا اے موسیٰؑ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کو تمہارے حکم کے تابع کیا اور اب تم جو چاہو قارون کو سزا دو۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا اے قارون تم جھوٹ مت بولو اور افترا مت کرو اور نہ تہمت لگاؤ اور خداوند قدوس سے ہر وقت ڈرتے رہو اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ میں ہرگز تمہاری بات نہ مانوں گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنا عصا زمین پر مارا اور پھر کہا اے زمین تو اس مردود سرکش کو اپنے اندر دبا لے یہ حکم سنتے ہی زمین نے اس کے تخت سمیت اس کو اور جو اس کے فرمانبردار تھے سب کو ٹخنوں تک دبا لیا اس کے بعد وہ لوگ سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام مجھ کو اس سے خلاصی دے میں کبھی ایسا نہ کروں گا اور نہ میرے ساتھی اس قسم کی کوئی بات آپ سے کہیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو غصہ سے کہا کہ اے زمین ان کو تو زانوں تک دبا لے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ستر مرتبہ معافی مانگی اور اپنے اعمال سے توبہ کی اور حضرت موسیٰؑ زمین کو غصہ سے کہتے کہ اے زمین دبا لے یہاں تک کہ زمین نے ان کو کاندھوں تک دبا لیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارونؑ نے ان کو عذاب الٰہی میں مبتلا دیکھا تو وہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام! قارون تو ہماری برادری میں سے ہے اور ان کی جو تقصیر ہو اس کو درگزر کیجئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ سے کہا: یا ارض خذیہ۔: پھر زمین نے گلے تک دبا لیا۔

قارون نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام تو ہماری دولت پر طمع رکھتا ہے فقرائے بنی اسرائیل کے دینے کو جب اس نے یہ کہا تو جتنا مال و متاع اور گنج و خزانہ اس کا تھا خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سامنے لا رکھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے قارون لے اپنے مال کو اور زمین کو کہا۔ زمین دبالے' زمین نے اس کو مع مال و متاع و درہم و مکانات سب کو دبالیا کچھ اثر اس کا باقی نہ رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' قولہ تعالیٰ: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ ٥ ط: پس دھنسا دیا ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں پس نہ ہوئی واسطے اس کے کوئی جماعت مددگار۔ اور پھر قارون کو کوئی مدد نہ لا سکا تو قارون مردود کا یہ حال دیکھ کر باقی لوگ خدا کا شکر بجالائے۔ اور پھر کہنے لگے' قولہ تعالیٰ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ الخ: ترجمہ: اور فجر کو کہنے لگے جو شام کو آرزو کرلی تھی اس کے سارے مرتبے کی ارے خرابی ہو' تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں اور بند کر لیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے۔ پھر جو لوگ نیک کام کرتے تھے۔ وہ بولے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ ارے خرابی یہ تو کچھ بھی بھلا نہیں پاتے کافر و منکر لوگ یعنی اگر فضل خدا ہم پر نہ ہوتا تو مثل قارون کے ہمارا بھی یہی حال ہوتا تعجب ہے کہ کافر لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے اور نہ وہ کچھ سنتے ہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ جو کوئی جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کو بدلہ ملتا ہے۔ اگر اس دنیا میں نیک کام کرو گے تو تم کو اچھا بدلہ اس دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی اجر ملے گا لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ نیک کام کرے تا۔۔کہ بدلہ اس کو دو جہاں میں اچھا ملے۔

بیان عامیل مقتول بن سلیمان کا

روایت کی گئی ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نام اس کا عامیل تھا ملک اور دولت اور حشمت اس کی بہت تھی لیکن اس کے گھر میں کوئی فرزند نہ تھا ایک بھتیجا تھا وہ بھی بہت ہی غریب مگر بہت ہی طاقتور اور اپنے چچا کے مال پر طمع رکھتا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ سوچتا رہتا تھا کہ کوئی وقت ایسا مجھے مل جائے کہ میں اپنے چچا کو مار ڈالوں اور اس کی ملک اور میراث پر اپنا پورا قبضہ کرلوں۔ غرض دنیا کی طمع و لالچ نے اس کو مجبور کر دیا اور ایک شب چپکے سے اپنے چچا کو مار کر شہر سے باہر لے جا کر دور کسی گاؤں کی سرحد میں رکھ آیا اور پھر اس کی ملک اور میراث سلطنت کا مالک ہوا۔ اور مکر و فریب کر کے اپنے چچا کے قاتل کا پتہ تلاش کرنے لگا بالآخر اسی گاؤں والوں پر تہمت لگائی کہ انہوں نے میرے چچا کو مار ڈالا ہے' لہٰذا تم گاؤں والوں کو میرے پاس حاضر کرو تا کہ میں ان سے اپنے چچا کے متعلق معلومات کروں اور گاؤں کے لوگ ایک دوسرے پر تہمت لگانے لگے کہ اس نے ان کے چچا کو مارا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو یوں فرماتا ہے

قولہ تعالیٰ: وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ٥: ترجمہ: اور جب تم نے مار ڈالا ایک شخص کو اور پھر لگے ایک دوسرے پر بہتان کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس مقتول کے قاتل کی اللہ تعالیٰ خبر دے کہ اس کو کس نے مارا ہے یہ بات سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غماز کو ہم دشمن جانتے ہیں غمازی کیونکر کریں۔ ان کو کہہ دو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں اور پھر اس کی زبان لے کر اس مقتول پر ماریں تب وہ زندہ ہو جائے گا اور وہ خود بولے گا کہ مجھے فلاں آدمی نے مارا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا گائے ذبح کرنے کو کیونکہ وہ قوم گائے ہی پوجتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے معبود کو ذبح اپنے ہی ہاتھ سے کریں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم جس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ تو ہمارے جتنی بھی طاقت و عقل کی مالک نہیں ہے۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے فرمانے سے اس قوم کو اس چیز کی خبر دی' قولہ تعالیٰ: اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً: ترجمہ: اور جب کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے تو البتہ تم ان کو معلوم کر لو گے۔ انہوں نے کہا' قولہ تعالیٰ: قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ٥١: ترجمہ: بولی وہ قوم کیا ہم کو پکڑ کر ٹھٹھا کیا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا' قولہ تعالیٰ: قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ: ترجمہ: کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے اور نہ ہوں میں جاہلوں سے بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا' قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ط: ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ گائے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ بچہ بلکہ جوان سال ہو۔ اب تم وہی کرو جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ط: ترجمہ: کہنے لگے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ وہ بیان کر دے ہمارے لئے کیسا ہے رنگ اس گائے کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ط: ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے ہو خوب زرد رنگ کی جو اچھی معلوم ہوتی ہو دیکھنے والوں کو پھر انہوں نے کہا' قولہ تعالیٰ: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ الخ: ترجمہ: بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ کس قسم کی ہے وہ گائیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم راہ پالیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا' قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ الخ: ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گائے ہے نہ وہ محنت کرنے والی ہو اور نہ ہل جوتنے والی ہو کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیتوں کو اور اپنے بدن سے پوری تندرست ہو اور داغ اس میں کچھ نہ ہو۔ تب کہا انہوں نے اب لایا

ہے تو ہمارے پاس ٹھیک بات' اب ہم ضرور ذبح کریں گے۔ پھر وہ مذکورۂ بالا صفت کی گائے تلاش کر
لگے۔ حضرت جبرائیلؑ نے بصورت اجنبی ان کو آ کر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں فلاں آدمی کے پاس ا
صفت کی گائے کو میں دیکھ آیا ہوں اور قیمت اس کی اس کے چمڑے بھر کے روپے کی ہے جو چاہے
خریدے۔

دراصل قصہ گائے کا یوں ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں مرد صالح نیک بخت تھا اور اس کا ایک
ہی بیٹا تھا اور وہ بہت چھوٹا تھا اس کی ایک گائے تھی جو اس نے اپنے بیٹے کے واسطے جنگل میں خدا پر سونپ
تھی کہ الٰہی جب میرا بیٹا بڑا ہو تب اس گائے کو دیجیو۔ اور وہ گائے جب بڑی ہوئی جنگل میں اسے کوئی پکڑ
نہیں سکتا تھا جب وہ لڑکا جوان ہوا نیک بخت صالح اپنی ماں کی خدمت کرتا اور اپنی ماں کا مطیع و فرمانبردار
رہتا اور اس نے اپنا معمول یہ بنا رکھا تھا کہ وہ رات کے تین حصے کرتا پہلے حصے میں وہ سوتا اور دوسرے
حصے میں عبادت کرتا اور آخر حصے میں اپنے باپ کی قبر کی زیارت کرتا تھا یہ اس کا روزانہ کا دستور العمل تھا
جب فجر ہوتی تو جنگل و میدان میں جا کر لکڑیاں چن لاتا اور پھر اس کو بازار بیچتا جب وہ فروخت ہو جاتیں ا
اس کے بھی تین حصے کرتا۔ ایک حصہ تو فقراء و مساکین کو صدقہ کرتا اور ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا اور
تیسرے حصے میں آپ کچھ کھالیتا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا اے بیٹے تیرا باپ فلانے میدان میں
تیرے لئے ایک گائے خدا پر سونپ کر گزر گیا ہے تو جا اور وہاں جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام اور
اسحٰق علیہ السلام کے خدا سے مانگ تب وہ گائے تیرے ہاتھ آ جائے گی اور اس گائے کی شناخت یہ ہے کہ دمثل
شعاع آفتاب کے نظر آوے گی۔ یہ سن کر اس نے میدان میں جا کر دیکھا اور کہا یا الٰہی وہ گائے جو میرے
باپ نے میرے واسطے اس میدان میں چھوڑی ہے سو مجھ کو دے دے پس وہ گائے بحکم خدا اس کے
سامنے آ موجود ہوئی اور وہی گائے پھر بولی اے لڑکے اپنے ماں باپ کے فرمانبردار تو میری پیٹھ پر بیٹھ میں
تیری فرمانبردار ہوں۔ اس لڑکے نے کہا کہ میری ماں نے مجھ سے نہیں کہا تیری پیٹھ پر بیٹھنے کو مگر یہ کہا ہے
کہ تجھ کو پکڑ لے جاؤں۔ پس وہ جوان لڑکا اس گائے کو پکڑ کر اپنے گھر کی طرف لے چلا۔ اس وقت شیطان
بصورت رکھوالے کے اس کے آگے آ کر بولا کہ اے جوان مرد میں اس کا پاسبان ہوں اس پر اپنا اسباب لاد
کر اپنے گھر کو جانا چاہتا ہوں۔ جب راستے میں مجھے کچھ حاجت پڑی میں اس میں مشغول ہو گیا اور یہ گا۔
مجھ سے چھوٹ گئی تھی اور مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ میں اس کو پکڑ سکوں۔ آخر یہ بھاگ گئی اور اب
میں نے اسے یہاں پایا ہے۔ اب تم اس پر سوار کر کے مجھے اپنے گاؤں تک پہنچا دو اور جو اس کی مزدوری ہو
گی وہ مجھ سے لے لینا۔ یہ سن کر اس جوان نے کہا کہ جا خدا پر بھروسہ کر جب تیرا ایمان درست ہے تو اللہ
تعالیٰ بے توشہ اور بے سواری تجھ کو منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ ابلیس نے کہا اگر تم چاہو تو مجھے بیچ دو اس

لڑکے نے جواب دیا کہ یہ بات میری ماں نے نہیں کہی ہے کہ میں گائے کو بیچ دوں یہ کہتے ہی اس نے اپنا
ایک قدم بڑھایا اچانک ایک پرند جانور گائے کے پیٹ کے نیچے سے اڑ گیا اور گائے بھی اس کی ساتھ بھاگ
گئی تب اس نے پکارا اے گائے برائے خدا میرے پاس آ جا' گائے نے یہ آواز سنی اور فوراً حاضر ہو گئی
اور پھر اس نے اس لڑکے سے کہا اے نوجوان جو مجھ کو لے بھاگا تھا وہ مرغ نہ تھا بلکہ وہ شیطان تھا اور وہ
مجھ پر سوار ہو کر بھاگا۔ جب تو نے خدا کا نام لیا تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور مجھ کو اس لعین سے چھڑا لیا۔
غرض وہ جوان اس گائے کو لے کر اپنی ماں کے پاس آیا اس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم غریب ہیں اور کچھ
روپیہ پیسہ کھانے پینے کو نہیں تو اس گائے کو فروخت کر ڈال۔ وہ بولا اے میری ماں اس کو کتنے میں فروخت
کروں؟ اس کی ماں نے جواب دیا کہ تو اس کو تین دینار میں فروخت کر ڈال وہ لڑکا اپنی ماں کی بات سن کر
بازار میں گیا۔ ادھر خداوند قدوس نے فرشتہ بھیجا کہ گائے کی قیمت بتا دے فرشتے نے پوچھا کہ تم اس کو کتنے
میں فروخت کرو گے؟ وہ بولا ہم اس کو تین دینار میں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ فرشتے نے اس کو بتایا کہ اس
گائے کو تم چھ دینار میں فروخت کرو۔ وہ لڑکا بولا کہ میری ماں نے تو اس کو چھ دینار میں فروخت کرنے کو
نہیں کہا۔ اگر تم اس گائے کے وزن برابر بھی دینار دو گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بیچوں گا۔ یہ سنتے ہی پھر
جوان نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ گائے کی قیمت تو چھ دینار بازار میں ہوتی ہے تب اس کی ماں نے اس کو
اس کی اجازت دے دی۔ جب وہ بازار میں آیا تو پھر اس فرشتے نے بارہ دینار قیمت اس کی کہی' پھر اس نے
اپنی ماں سے جا کر کہا کہ بازار میں اس گائے کی قیمت بارہ دینار ہوتی ہے۔ یہ سن کر اس کی ماں نے اس لڑکے
سے کہا کہ شاید وہ شخص فرشتہ ہو گا جو اس کی قیمت لگاتا ہے اور وہ ہم کو فائدہ بتانے آیا ہے۔ پھر وہ جوان جا
کر دیکھتا ہے کہ وہ وہیں کھڑا ہے تب اس نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اب اس گائے کو مت بیچو اور تم اپنی ماں
سے جا کر کہو کہ تم اس کو موسیٰؑ بن عمران کے آنے تک رکھیو کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا
ہے اور قاتل اس کا اب تک نامعلوم ہے اس کو وہ خریدے گا اور چمڑا بھر وزن کر کے روپے تم کو دے گا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وہ گائے اسی صفت کی پائی جو اللہ تعالیٰ نے اس کا نشان بتایا تھا۔ چنانچہ اس
گائے کو اس جوان سے خرید کر ذبح کیا اور اس کے چمڑا بھر روپے وزن کر کے اس کو دیئے اور زبان اس
گائے کی کاٹ کر عامیل مقتول پر جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے رکھ دی' خدا کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو گیا۔
خون اس کی رگوں میں اور اس کے گلے سے خون جاری ہوا تب اس نے با آواز بلند اور فصیح زبان سے کہا۔
"اے لوگو! گواہ رہو مجھ کو گاؤں والوں نے نہیں مارا میرے بھتیجے نے مجھے دولت کی لالچ سے مارا ہے"۔
یہ کہہ کر وہ پھر مر گیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عامیل مقتول کے بھتیجے قاتل کو مار ڈالا اس کا قصاص
لے کر تمام مال و اسباب اس کا محتاجوں اور فقیروں کو بانٹ دیا۔ تب وہاں کئی لوگوں نے اس قاتل کے شر

سے امان پائی اور پھر وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

ملاقات حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

بعض تواریخ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک محفل پر بیٹھے ہوئے قوم بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ جب اس میدا میں قوم بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے لگے تو اس وقت بحکم خدا ایک ابر سفید نے ان کے سر پر سایہ ڈالا اس وقت ان لوگوں کے دلوں میں یوں گزار اور وہ کہہ بیٹھے کہ آج ہمارے برابر کوئی علم و فضیلت میں نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واسطے یہ بات کہی کہ چالیس شتر کا بوجھ توراۃ کی تختیوں میں تھا اور حضر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو حفظ کر رکھا تھا اور خداوند قدوس سے بلا واسطہ تکلم کیا تھا یہ سن کر اس محفل پر ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بالکل بجا فرماتے ہیں آپ کے برابر کوئی بھی نہیں آ طرح کے مدارج میں آپ بلند و بالا ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ سچ کہتے ہ حقیقت میں کسی کو بھی اپنے سے بلند نہیں دیکھتا۔ اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب باری تعالیٰ سے ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ایسا خیال مت کر تجھ سا کوئی نہیں۔ خبردار میرے بندوں میں تجھ سے زیادہ علم اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں نے کس کو زیادہ علم دیا دیکھ خلق میں ایک نیک میرا بندہ ہے جو کہ مج البحرین ہے اس سے جا کر ملاقات کر پھر دیکھ کہ زیادہ علم اس کو ہے یا تجھ کو۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے خداوند وہ کون ہے اس کو مجھے دکھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ علیہ السلام مج البحرین کے قریب ایک میدان ہے اس میں وہ رہتا ہے اور وہ اس کام پر مامور ہے کہ ہر گمراہ کو راہ بتانا اور میری طرف سے یہ معجزہ بھی اس کو دیا گیا ہے کہ وہ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس ذمے دیگر اور کام بھی ہیں۔ اور اس کا نام خضرؑ ہے۔ لہٰذا تو اگر دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو جا کر دیکھ پھر تجھ معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کیا کیا کرامات ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمراہ یوشعؑ کے مجمع البحرین طرف گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشعؑ سے کہا' قولہ تعالیٰ: وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ط۔ اور جب کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو یعنی یوشعؑ کو میں نہ ہٹوں گا جب تک کہ پہنچوں گا دو دریا کے ملاپ پر خواہ میں چلا جاؤں برسوں تک پس دونوں حضرت مج البحرین تک گئے۔ اور مجمع البحرین دو دریاؤں کا نام ہے جو فارس اور روم کے درمیان جانب مشرق کے واق ہے اور ان کے ساتھ ان کی زنبیل میں بھنی ہوئی نمکدار مچھلی تھی اور یہ واقعہ معالم التنزیل میں لکھا ہے اور کلام اللہ اور حدیث شریف میں ترجمہ تلی ہوئی مچھلی ہے۔ ان دونوں نے اپنے کھانے کے واسطے لا

جب یوشعؑ نے دریا کے کنارے ایک پتھر کے قریب زنبیل رکھ دی اور پھر اسی دریا کے پانی سے یا تھا تو ایک قطرہ پانی کا ان کی انگلی سے مچھلی پر ٹپکا تو فوراً مچھلی زندہ ہو گئی۔ زنبیل میں سرنگ بنا کر دریا چلی گئی۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا الخ: ترجمہ: پس جب پہنچے دونوں کنارے تو وہ اپنی مچھلی کو بھول گئے تو اس مچھلی نے اپنی راہ نکال لی سرنگ بنا کر دریا میں چاہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ بعد ایک لحظہ سے اٹھ کر اس جگہ زنبیل بھول کر اپنی راہ پر چل دیئے اور پھر دوسرے دن فجر کی نماز پڑھ کر جلد ہوئے۔ راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھوک لگی اس وقت اپنے ساتھی یوشعؑ سے وہ مچھلی کھانے کو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا الخ: پس جب وہ آگے چلے کہا حضرت علیہ السلام نے اپنے جوان کو دے ہم کو کھانا ہمارے صبح کا ناشتہ تحقیق ہم نے پائی سفر میں تکلیف۔ نے کہا کیا نہ دیکھا تم نے جب ہم نے وہ جگہ پکڑی تھی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا وہ مچھلی اور کو بھلایا ہے شیطان نے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ذکر عنقریب آپ سے کروں اور وہ مچھلی تھی اپنی سرنگ لگا کر دریا میں چلی گئی۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہم چاہتے تھے۔ پھر الٹے واپس پھرے دونوں اور اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے جاتے تھے۔ پس پایا اس ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جس کو دی تھی ہم نے اپنے پاس سے مہر اور اس کو علم بھی اپنے پاس سکھایا تھا۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشعؑ دونوں اسی جگہ پر واپس آئے جہاں مچھلی زندہ ہو کر دریا چلی گئی تھی اور وہی مچھلی دریا میں کبھی تو پانی کے اوپر دکھائی دیتی تھی اور کبھی وہ پانی میں ڈوبتی نظر آتی اس مچھلی کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں جا گرے اور پھر پانی میں لگایا تا کہ وہ اس مچھلی کو پکڑ لیں۔ پس جب انہوں نے پانی میں غوطہ لگایا تو ایک ایک گنبد نظر آیا جو پانی علیٰ ایستادہ ہے اور اس میں حضرت خضرؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت خضرؑ نماز سے فارغ ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے سلام علیک کہا اور پھر ان کے سامنے بیٹھے۔ انہوں نے احوال پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام پورا پورا حال بیان کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضرؑ میں بات چیت ہو رہی تھی کہ اچانک ایک آیا اور ان کے سامنے دریا سے ایک قطرہ پانی چونچ مار کر لے چلا۔ پس حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ السلام سے کہا کہ تم اپنے تئیں سمجھتے ہو کہ میں علم میں سب سے زیادہ ہوں۔ حالانکہ عالم اول و آخر ظاہر و باطن بنی آدم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے کمتر ہے جیسا کہ یہ مرغ ایک قطرہ پانی سمندر کے کیا چیز ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا اور ہمارا علم کیا چیز ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو تربیت

فرمائی ' یہ بات یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں یہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ' قولہ تعالیٰ: قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کیا پیروی کروں میں تیری اس پر کہ سکھا دے تو مجھ کو اس
کو کہ سکھایا گیا ہے تو کچھ بھلائی سے یعنی خدا نے تجھ کو علم سکھایا ہے سو تو مجھ کو سکھا پھر حضرت خضرؑ
سے کہا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ اور مجھے یقین ہے تو صبر ہرگز نہ کر سکے گا۔ اور کیونکہ باطن
معلوم کرنا بڑا محال ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ البتہ پاوے گا تو مجھ کو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا۔ اور
بھی کہتا ہوں کہ میں تیری نافرمانی بھی نہ کروں گا کسی حکم میں یہ سن کر حضرت خضرؑ نے کہا اگر پیر
گا تو میری پس سوال مت کیجیو مجھ سے کسی چیز سے یہاں تک کہ میں شروع کروں تجھ کو دکھا
چیز۔ پھر یہ عہد کر کے دونوں وہاں سے چلے یہاں تک کہ سوار ہوئے ایک کشتی پر پھاڑ ڈالا اس کو حضر
نے تب یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ تو نے کشتی ہی کو پھاڑ ڈالا ممکن ہے وہ ہم کو ڈبو دے۔
کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے خضرؑ تم نے تو ایک بالکل نئی چیز پیدا کر دی تب حضرت خض
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت مو
السلام نے کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل پھر دونوں چلے وہاں سے یہاں
کہ ملاقات ہوئی ایک لڑکے سے پھر اس کو خضرؑ نے مار ڈالا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو نے تو اس
کو مار ہی ڈالا اے خضرؑ تو نے یہ فعل نامعقول کیا۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ
نے ' کہا تھا تجھ کو اے موسیٰ علیہ السلام کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر میں
کے بعد تجھ سے کوئی چیز پوچھوں تو پھر تو ہم کو اپنے ساتھ نہ رکھنا یہ کہہ کر وہ دونوں پھر چلے ایک گاؤں
طرف یہاں تک کہ وہ پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے پس ان لوگوں
انکار کیا۔ یہ کہ وہ ضیافت کریں۔ پس پائی ان دونوں نے ایک دیوار اس گاؤں میں کہ وہ گرنے کے قریب
تھی۔ پس حضرت خضرؑ نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ پھر یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے خضر
تو چاہتا تو البتہ لیتا تو اس دیوار کی مزدوری اور ہم بھوکے ہیں کیوں تو نے بغیر مزدوری کے دیوار کو سیدھا
دیا ہم جو ان سے مزدوری طلب کرتے تو وہ مجبوراً اس کی مزدوری دیتے۔ اس پر حضرت خضرؑ نے کہا
کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہے اس پر مزدوری ہم نہیں لیتے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت
علیہ السلام سے پہلی دفعہ بھول کر پوچھا تھا اور دوسری دفعہ اقرار کرنے کو آپس میں اور تیسری دفعہ ر
ہونے کو جان بوجھ کر پوچھا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں

ہے کہ جس میں خلق خدا پیروی کرے تو اس کا بھلا ہو اور حضرت خضرؑ کا علم وہ ہے کہ دوسرے کو
پیروی بن نہ آوے۔ تب حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰؑ تو نے عہد اپنا توڑ دیا۔ اور میں نے تو
پہلے ہی کہا تھا کہ میں جو کام کروں تو مجھ سے مت پوچھو۔ اب تم سے ہماری جدائی ہے قولہ تعالیٰ:
هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ ٥ الخ: ترجمہ: کہا حضرت خضرؑ نے اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اب جدائی
میرے اور تیرے درمیان اور اب پھر میں بتاتا ہوں تجھ کو ان باتوں کو کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا پہلا وہ
کشتی تھی کتنے فقیر اور محتاجوں کے لئے کماتے اور محنت کرتے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان
کیونکہ ایک بادشاہ ظالم لوگوں سے کشتی چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس
تختے الگ الگ کر دیئے تاکہ ظالم بادشاہ اس کو عیب دار جان کر نہ لے سکے اور غریبوں کے لئے کمائی
ہے۔ اور دوسرے وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ تھے ایمان والے ڈرا کہ وہ اپنے ماں باپ کو گرفتار
سرکشی اور سفر میں پس اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اور اس وجہ سے اس کے ایمان دار ماں
بدنام ہوتے۔ پس میں نے چاہا کہ خدا تعالیٰ اس کو جزا دیوے بہتر جزا اور مہر کرے اس واسطے میں نے
اس کو مار ڈالا تاکہ ماں باپ اور مخلوق خدا اس کے ہاتھ سے امن میں رہے اور اس کے ماں باپ کو خدا
اس کے بدلے میں ایک لڑکی دیوے کہ اس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں۔ اور تیسرا یہ کہ وہ دیوار
دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے مال گڑا ہوا تھا۔ اور ان یتیم بچوں کے ماں باپ صالح یعنی
تھے اور لوگوں کو قرض حسنہ دیتے تھے لیکن کبھی تقاضہ نہیں کرتے تھے اس سبب سے خداوند قدوس
ان کو مال و دولت سے نوازا تھا۔ اور وہ اپنا قرض نہایت نرمی سے لیتے اور سود بالکل نہیں لیتے تھے اور
بات کسی کی کرتے تھے اور نہ کسی کو آزار پہنچاتے تھے۔ اور میں نے چاہا کہ یہ دونوں لڑکے جب جوانی
پہنچیں گے تو اپنے ماں باپ کا گڑا ہوا مال نکال لیں گے۔ اس دیوار کے نیچے سے تیرے رب کی مہربانی
اور یہ میں نے کہا اپنے حکم سے پھر ہے ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا۔ اور وہ دیوار قریب گرنے
تھی اگر وہ گرتی تو مال اس کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا تو اس کو لوگ لے جاتے اور وہ یتیم و محروم رہ
اس لئے میں نے اس کی مرمت کر دی بغیر کسی مزدوری کے اور پھر حضرت خضرؑ نے کہا اے موسیٰ
تم نے سمجھا تھا کہ تمہارے برابر کسی کو علم نہیں اور تم نے یہ نہ سوچا کہ خدا کے بندے ایک سے
ایسے ہیں کہ تمہارا علم ان کے برابر رائی اور سرسوں کے برابر ہے۔ پس اب تم جاؤ اور اب ہماری تم
جدائی ہے اور دو تین باتیں نصیحت کی بھی مجھ سے یاد رکھو ' اول خوش رہو ' خوش خلق لوگوں میں رہو '
تمہاری عزت و وقار ہو گا ' اور ترش روئی اور غرور کسی بات پر مت کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ درست نہیں
اور دوسرے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے حاجت مت مانگیو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کے واسطے

ہر حاجت کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر ایسا خیال رکھو گے تو ہر دعا قبول ہو گی۔ پس حضرت
علیہ السلام یہ کہہ کر ایک دم غائب ہو گئے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ٥

وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضرؑ سے رخصت ہو کر جب اپنی قوم میں
تو لوگوں نے ان سے کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ حضرت خضر علیہ السلام سے کون سا علم سیکھ کر آئے
ذرا بیان تو کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جو دیکھ کر یا سن کر آیا ہوں وہ تم سے بیان کرنے کے
نہیں ہے وہ علم تو نبیوں کو ہی ہوتا ہے۔ جب تیس برس موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو اس میدان
گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی نازل ہوئی اے موسیٰ علیہ السلام فلانے روز فلانے وقت اور فلانی جگہ
کو اپنے پاس بلالوں گا۔ جب ارشاد ہوا موسیٰؑ روز موعود کے منتظر رہے۔ جب وعدہ آیا ہارونؑ کو فرما
بھائی چلو اس میدان سے فلانی جگہ پر۔ پس دونوں حضرات اپنی قوم سے نکل کر ایک باغ میں گئے ا
نیچے ایک نہر جاری دیکھی اور اس کے کنارے ایک تخت پر تکلف دھرا پایا۔ حضرت ہارونؑ اس پر
اور کہا اے بھائی یہ کیا خوب جگہ ہے یہاں رہنا چاہئے تب خدا کے حکم سے ملک الموت نے آکر جان
قبض کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر بہت ہی افسوس کیا۔ اکثر حضرات کا قول ہے کہ حضرت ہارو
اس تخت سمیت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر لے لیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو تخت سمیت زمین نے
لے لیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میرے بھائی ہارونؑ نے انتقال
سن کر بنی اسرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ مرے نہیں شاید تم نے ہی مارا ہو گا۔
موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ان کو نہیں مارا اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ وہ بولے اگر
نہیں مارا تو ان کی لاش ہم کو دکھاؤ۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے
کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نیچے اتاری یا نیچے سے
کے نکالی تب انہوں نے حضرت ہارونؑ کی لاش کو سر تا پا دیکھا کچھ اس پر نشان نہ پایا پھر بھی ان کے مو
یقین نہ کیا اور پھر کہا اے موسیٰ علیہ السلام ہارونؑ کو تم نے ہی مارا ہے۔ اس بات کو قوم نے حضرت موسیٰ
اسواسطے کہا کہ وہ قوم حضرت ہارون علیہ السلام کو زیادہ دوست رکھتی تھی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خد
قدوس سے دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ہارونؑ کو زندہ کیا پھر ہارونؑ نے زندہ ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ
میرے بھائی نے نہیں مارا میں تو خدا کے حکم سے مرا ہوں۔ اتنا کہہ کر پھر وہ جاں بحق ہو گئے اور اپ
وہ غائب ہو گئے۔ تب سب کو یقین ہوا حضرت ہارون علیہ السلام کے مرنے کا۔

پس اس تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پھر آئے اور یوشعؑ ان کے بھانجے تھے ان کو اپنا
بنالیا جب تین برس گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ملک الموت تو میری زیارت کو آیا ہے یا روح قبض کرنے کو وہ بولے میں تو روح قبض کرنے آیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کس راہ سے تو میری روح قبض کرے گا وہ بولے تمہارے منہ سے
موسیٰ علیہ السلام نے کہا تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے منہ سے خدا سے تکلم کیا انہوں نے کہا اچھا
آنکھ سے نکال لوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آنکھ سے میں نے خدا کا نور دیکھا ہے انہوں نے کہا
پیر کی راہ سے نکالیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیر سے چل کر کوہ طور پر گیا تھا۔ پھر
نے کہا میں خدا کے حکم سے تیری روح قبض کروں گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت غصہ میں آئے اور
اے عزرائیل کتنے ہزار کلام میں نے خدا سے بلا واسطہ کیئے کوئی بیچ میں واسطہ نہ تھا۔ پس اس کی عزت
سم ہے کہ میں جلدی جان دینا اپنی تسلیم نہ کروں گا۔ خداوند قدوس سے میرا اور بھی سوال ہے ملک
یہ سن کر چلے گئے۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا تجھ کو خوب معلوم ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے
کو کہا کہ اس وقت میں جان تسلیم نہ کروں گا پھر خطاب آیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تو میری طرف آنے کو
نہیں ہے۔ وہ فوراً بول اٹھے اے میرے پروردگار میں تیرے پاس آنے کو راضی ہوں مگر ایک بار
دیدار کی تمنا رکھتا ہوں کہ میں کوہ طور پر جا کر مناجات اور شکر کروں اور وہیں تیرا کلام سنوں ہزار
میری فدا ہوں تیرے کلام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے کوہ طور پر جا کر عرض کی خدایا میں
اپنی آل اور امت تجھ کو سونپی اس کو تو اپنی رضا پر رکھیو اور ان کو مال حرام سے بھی باز رکھیو اور ان کی
حلال کیجئے کیونکہ میری امت ناتواں ہے۔ پس ندا آئی اے موسیٰ علیہ السلام زمین پر عصا مارو۔ عصا مارا تو
کر دریا نکلا پھر حکم ہوا دریا پر عصا مار جب مارا تو اس کے اندر سے ایک پتھر سیاہ ظاہر ہوا پھر حکم ہوا اس
عصا مار جب عصا مارا تو وہ پتھر بھی دو ٹکڑے ہو گیا اس میں سے ایک کیڑا نکلا وہ کیڑا اپنے منہ میں
لئے کر اللہ کا ذکر کرتا ہوا تسبیح پڑھ رہا تھا۔ رَبِّ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْرِفُ مَکَانِیْ وَتَرْزُقُنِیْ فِیْ قَلْبِ
ترجمہ: اے پروردگار تو مجھ کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور جگہ میری جانتا ہے اور روزی پتھر
ر پہنچاتا ہے۔ کسی کو محروم بھوکا تو نے نہیں رکھا اپنے فضل و کرم سے۔

پس جناب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام قعر دریائے تحت الثریٰ میں پتھر کے اندر کیڑے
روزی پہنچاتا ہوں اس کو بھی نہیں بھولتا تو میں تیری امت کو کیونکر بھولوں گا۔ یہ سن کر حضرت
علیہ السلام کوہ طور سے خوش ہو کر نیچے اتر آئے اور راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ سات آدمی ایک قبر کھود رہے
سے پوچھا تم کس واسطے یہ قبر کھودتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ قبر خدا کے دوست کے لئے کھودتے

ہیں۔ تم بھی آؤ اور اس میں شریک ہو کر ثواب حاصل کرو۔ جب وہ قبر تیار ہو گئی تو انہوں نے حضرت م علیہ السلام سے کہا کہ جو صاحب قبر ہے وہ تمہارے قد کے برابر ہے ایک بار تم اس میں اتر کر دیکھو کہ وہ تمہار قد کے برابر ہوئی یا نہیں۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر میں اتر کر لیٹ کر دیکھا اور پھر کہا کہ یہ کیا خو جگہ ہے کاش کہ یہ قبر میرے لئے ہی ہوتی تو کیا خوب تھا۔ اسی وقت جبرائیلؑ نے ایک سیب بہشت ۔ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے لا کر رکھ دیا انہوں نے اس کو سونگھا فوراً جاں بحق ہو گئے اور فرشتوں ان کو نہلا دھلا کر بہشت کا کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر اسی قبر میں دفن کر کے قبر کو چھپا دیا۔ اس لئے نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے۔ جب حضرت عزرائیلؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان ق کرنے کو آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ ہو کر ایک طمانچہ ان کے چہرے پر ایسا مارا کہ ایک آنکھ ا نکل پڑی۔ انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں جا کر فریاد کی کہ الٰہی تجھ کو معلوم ہے کہ موسیٰؑ نے مجھ کو طمانچہ ایسا مارا کہ ایک آنکھ میری جاتی رہی اور اگر وہ تیرا کلیم نہ ہوتا تو ہم ہر دو آنکھیں اس کی ڈالتے۔ پس ندا آئی اے عزرائیل تم جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہو کہ تم کو حیات دنیا اور منظور ہے تو بھیڑ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ کتنی پشم اس میں آتی ہے اتنی ہی عمر ہم تم کو اور دیں گے اگر چاہتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو اپنے دل میں سوچا آخر ایک بار مجھ کو مرنا ہے عزرائیلؑ سے کہا کہ خدا کے حکم سے اب میری جان قبض کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً ایک پچاس برس کی ہوئی تھی۔ پس ان کے حکم سے ان کی جان قبض ہوئی اور بعض روایات میں یوں ہے ملک شام میں جباروں سے فتح کرنے کے بعد انتقال فرمایا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

عابد بلعم ابن باعور اور حضرت یوشعؑ بن نون کا واقعہ

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قوم اس تیہ مذکورہ میں سات برس تک رہی جب چالیس برس بموجب میعادﷲ تعالیٰ کے اس تیہ میں پورے ہوئے اور نیز ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشعؑ بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ حضرت مریمؑ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری عنایت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس قوم بنی اسرائیل کو ان سے نکال کر ملک شام جباروں کے قبضے سے نکال کر تم سب مصر میں جا رہو تب یوشعؑ ابن نون بہ ارشاد خداوندی کے تمام قوم بنی اسرائیل کو لے کر ملک شام میں چلے گئے بعض مردودوں کو تہ تیغ

کو رونق اسلام سے مشرف کیا۔ پس وہاں سے فتحیاب ہو کر شہر ایلیا میں جا کر اکثر مردودوں کو قتل کیا پھر اس شہر پر قابض ہو کر پھر شہر بلقان میں آئے یہ بڑا شہر پایۂ تخت بادشاہ کا تھا اور اس بادشاہ کا نام بالق افواج و رعیت اس کی بہت تھی۔ حضرت یوشعؑ نے ان سب کا محاصرہ کیا۔ بالآخر کافروں نے شدید بت پائی۔ بلعم ابن باعور کے پاس جا کر امداد چاہی اور ان سے کہا کہ آپ مقبول خدا ہیں ہمارے لئے دعا کہ ہم دشمنوں پر فتح پاویں۔ اس نے کہا کہ یوشعؑ ابن نون تو خدا کا پیغمبر ہے اور اس کا لشکر و سپاہ تو خدا ستادہ ہے۔ اور ہم کو کیا طاقت کہ ہم ان پر بد دعا کریں۔ اور میری تو یہ رائے ہے کہ تم سب لوگ دین ٰ علیہ السلام کو قبول کر لو اور ان پر ایمان لے آؤ اور در حقیقت وہ نبی مرسل تھے یہ سن کر ان مردودوں نے کہ ہم ہرگز موسیٰ علیہ السلام کا دین قبول اختیار نہیں کریں گے اور تم کو یہ بتلا دیتے ہیں کہ اگر تم ہمارے حال دعا نہ کرو گے تو تم کو ہم لوگ دار پر کھینچیں گے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بلعم باعور اس بات کو سن کر دل میں کچھ خوف کرنے لگا لیکن دعا پھر بھی نہ کی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے بلعم ابن باعور کی عورت بہت خوبصورت تھی اور وہ اس پر عاشق و فریفتہ تھا۔ اس بادشاہ نے اس کو مال روپیہ دیکر راضی کیا اور وہ تو راہزن ایمان و گمراہ تھی۔ روپے کے لالچ سے اپنے شوہر سے سفارش کہ تم دعا کرو ہماری خاطر بادشاہ کے لئے۔ پس بلعم باعور نے اپنی عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف اور خدا سے ڈر ڈر کر آخر کچھ حیلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ ان کو ایک فعل ناشائستہ بتا دیا کہ تم اچھی اچھی نیں جوان انار بستان چودہ چودہ برس کی لا کر انکو یوشعؑ ابن نون کے لشکر گاہ میں بھیج دو اغلب ہے کہ وہ سب کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر مرتکب زنا ہوں گے اور وہ اسی بدبختی سے ہزیمت پاویں گے اور اس میں ری فتح و کامیابی ہو جائے گی۔ یہ سن کر بادشاہ بالق فاسق گمراہ نے ویسی ہی فاجرہ عورتیں منگوا کر حضرت ابن نون کے لشکروں میں بھیج دیں۔ پھر خدا کے فضل سے وہ نیک ہو کر سب لوگ اس فعل بد سے بچ اور انہوں نے ان فاجرہ عورتوں کی طرف قطعاً خیال نہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر پھر بلعم ابن باعور کی عورت اگر اس سے کہا کہ تم میرے کہنے سے بد دعا نہ کرو گے تو مجھے تم طلاق دے دو۔ یہ سن کر بلعم ابن باعور پریشان ہوا اور اس مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے چاہا کہ میں ایک حجرے میں جا کر بد دعا کروں ان اس وقت دو شیر اس حجرے میں آ گئے اور ان دونوں نے بلعم ابن باعور پر حملہ کیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت ایا اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ اے میری بیوی اس بات کو جانے دو مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ اور میں ان کا کیا جواب دوں گا۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پیغمبر کا ہونا اس شہر میں بہتر ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی کہا دیکھو جب تک تم ان پر بد دعا نہ کرو گے تب تک میں تم سے نہ بولوں گی۔ ناچار بلعم بن باعور نے چاہا کہیں خلوت میں جا کر دعا مانگے پھر وہی شیر اس کو کاٹنے کے واسطے آ گئے پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا

میں خداوند قدوس کے نبی پر کیوں کر بد دعا کروں یہ سن کر پھر اس کی عورت بولی کہ پھر تم ایک مکر لائے ہو تم میری بات نہیں سنتے ہو تو مجھ کو طلاق دیدو۔ پھر بہت ہی مجبور ہو کر بلعم ابن باعور اپنے گھر سے نکل ایک گدھے پر سوار ہو کر جنگل کی طرف گیا۔

جب کچھ دور گیا گدھا راہ چلنے سے رک گیا۔ ہر چند گدھے کو مارا تو بھی اس نے قدم آگے نہ بڑھایا اور مفسرین نے بعض تفاسیر میں یوں لکھا ہے کہ خدا کے حکم سے گدھے نے اس سے یہ بات کہی کہ اے بلعم ابن باعور تم یہاں سے اپنے گھر کی طرف پھرو اور اپنے گھر چلو اور بد وعامت کرو اور تم اس کام سے آؤ ورنہ تم گنہگار ہو گے آگ میں ڈالے جاؤ گے۔ پس گدھے سے یہ بات سن کر وہ بہت ڈرا اور اسی راہ وہاں سے واپس ہو لیا۔ اتنے میں ابلیس لعین بصورت آدمی بن کر اسی راہ میں اس سے بولا کہ اے بلعم باعور تو کیوں نیک راہ سے منہ موڑتا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے یہ گدھا منع کرتا ہے کہ اس امر سے باز آجاؤ۔ پھر میں بھی اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ کام برا ہے۔ یہ سن کر شیطان نے اس کہا کہ تم کو جس نے پھرایا وہ شیطان تھا۔ کیونکہ یہ تم جانتے ہو کہ گدھے نے بھی کبھی کوئی بات کہی ہے۔ بس ٹھیک یہی کہ تو بادشاہ بالق کے حق میں دعا کر تاکہ وہ سب لوگ دور ہو جائیں۔ اور تم ہی اس شہر میں قوم بالق سرداری کرو گے۔ اگر تم ان کو خدا کی طرف بلاؤ گے تو وہ تم کو مانیں گے اور وہ تمہارے فرمانبردار بھی ہوں گے اور تم ان کے پیغمبر ہو گے اور پھر نیک عورت بھی تمہارے ہاتھ لگے گی۔ بلعم ابن باعور نے ان باتوں کو سن کر پہاڑ کی طرف رخ کیا اور عزم بالجزم ارادہ بھی کیا جہاں کہ اس کا چلہ تھا پاپیادہ وہاں گیا اور پھر وہاں کر دعا کی اور گدھا یہیں رہا۔ اس دن کی بد دعا سے بنی اسرائیل نے شکست پائی۔ یوشع ابن نون نے متحیر ہو کر گھوڑے سے اتر کر سر زمین پر رکھ کر درگاہ الٰہی میں مناجات کی۔ یا رب ہم شہر کے در پر آج چھ مہینے پڑے ہیں۔ اس میدان میں کہ ان جباروں کا ملک فتح کر کے تیرا حکم بجالائیں اور تیرا شکر کریں اور جو مال و متاع ان کا ہم پاویں گے سب آگ میں جلا دیویں گے۔ اور آج کی لڑائی جو جیتا وہ بغیر تیری مدد نہیں اور ہم نے جو ہزیمت پائی ہے بے حکم تیرے نہیں۔ ندا آئی اے یوشع ابن نون اس قوم میں ایک بندہ مقبول ہے اور وہ اسم اعظم میرا پڑھتا ہے۔ اس کو میں نے زندگی دی ہے۔ اس نے وہ پڑھ کر دعا کی میں نے اس کی دعا کو قبول کر لیا اسی وجہ سے تم نے شکست پائی۔ حضرت یوشع بن نون نے اپنا سر زمین پر رکھ کر عرض کی یا الٰہی تو اس کا مرتبہ اور بزرگی چھین لے تب ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم لباس تقویٰ بلعم ابن باعور سے چھین لیا۔ تب آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا اور قوم بنی اسرائیل کو اس کی خبر دی اس وقت یوشع ابن نون نے ایک دن حملہ اس قوم بنی اسرئیل کے ساتھ مل کر ان کافروں کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد بلعم ابن باعور نے دعا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور دوسرے دن جمعہ تھا۔ یوشع ابن نون

قوم بنی اسرائیل نے مل کر ان جباروں کے ساتھ لڑائی شروع کی۔ خدا کے حکم سے زمین لرزے میں حصار ٹوٹ پڑا اور چاروں طرف نمازیوں کی تلواریں چلیں لڑتے لڑتے جب شام قریب ہوئی تب نون دل میں خوف اور اندیشہ کرنے لگے کہ توریت میں ہفتہ کے دن سوائے عبادت کے لڑائی دنیا کا کام وغیرہ کرنا ممنوع ہے۔ دل میں سوچا اگر آج کے دن فتح نہ ہو گی تو کل قوم جباروں کی آکر حملے میں لے لے گی اور ہم کو یہاں سے نکال دے گی۔

روبسوئے آسمان کر کے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس وقت تو آفتاب کو اپنی قدرت سے حرکت گھڑی دن زیادہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور دو گھڑی دن بڑھا دیا اور آفتاب ٹھہر گیا۔ گھڑی کے عرصہ میں شب ہفتہ کی شام ہوتے ہوئے قوم بنی اسرائیل فتح یاب ہو کر سجدہ شکر بجالائے مردود زیر شمشیر ہوئے اور توریت میں مال غنیمت حلال نہ تھا۔ ایسا مال جو غنیمت سے حاصل ہوتا آگ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کا مال کچھ کم نہ جلا کیونکہ حکم ایسا تھا جو غنیمت میں پاتے آگ اگر اس میں سے مال کچھ باقی رہ جاتا یا کوئی اس میں سے کچھ چرا لیتا تو آگ اس مال کو نہ جلاتی اور مقبولیت اور نامقبولیت کی یہی تھی۔ سب کے نام سے قرعہ ڈالا۔ نام چور کا جب نکلا اس مال کو منگوا کر آگ میں ڈالا تب سب جل گیا۔ پس بلعم ابن باعور نے آکر یوشع بن نون کو تعظیم و تکریم سے سلام کیا۔ نے فرمایا اے بلعم ابن باعور تمہارے واسطے بد دعا کی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمہاری بزرگی اور چھین لئے اور اب میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ صرف تین حاجتیں تمہاری اللہ تعالیٰ کے پاس بحال یہ سن کر بلعم ابن باعور پر غم ہوا اور اپنی بیوی سے کہا اے بدذات بدبخت میں نے کہا تھا کہ پیغمبروں پر نہیں چلتی۔ یہ میں نے سخت گناہ کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے میری بزرگی اور کرامت سب یہ سن کر اس کی عورت بولی کہ تم نے تین سو برس فقیری کمائی اور اپنے اندر کمالیت حاصل کی پھر تمہاری کمالیت اور مقبولیت کچھ بھی باقی نہ رہی۔ بلعم ابن باعور بولا تین دفعہ تین حاجت کی دعا باقی رہی۔ بولی (یعنی اس کی بیوی) اس وقت میرے لئے ایک دعا کرو۔ باقی دو دعائیں تمہارے واسطے رہیں۔ بلعم ابن بولا کہ تینوں دعائیں روز جزا کے واسطے رہنے دو۔ خدا سے مجھ کو اپنی نجات مانگنا ہے آتش دوزخ پھر وہ بولی اے صاحب میرے لئے ایک دعا صرف کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جمال بخشے۔ ہر چند بلعم ابن نے کہا کہ جمال صورت تیری سب عورتوں سے زیادہ ہے۔ لیکن وہ نہ مانی بالآخر بلعم ابن باعور نے نا ہو کر اس کے لئے دعا کی اس وقت اس کی صورت سے تمام گھر میں اجالا ہو گیا اور خدا کے غضب سے ابن باعور کی صورت تبدیل ہو گئی۔ چہرے پر سیاہی آگئی۔ ادھر اس کی عورت خلوت میں جوان مرد منگوا روز عیش کرتی تھی۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ بیگانے مرد سے عیش کرنے میں مشغول ہے اسی وقت

طیش میں آکر اپنی بیوی کو بد دعا کی اسی وقت اس کی بیوی کی شکل تبدیل ہو کر کتیا کی مانند ہو گئی اور جو اس
سے اولاد تھی وہ یہ حال دیکھ کر رونے لگی۔ کیونکہ ہر اولاد کو اپنے ماں باپ سے محبت ہوتی ہے۔ ان کی اولا
سے قوم بنی اسرائیل اور اس شہر کے لوگوں نے کہا کہ تمہاری ماں نہیں ہے یہ تو کتیا ہے اور بلعم ابن باعو
سے کہا کہ اے بلعم اپنی بیوی کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہیئت اصلی پھیر دے۔ تب لوگوں
کہنے سے بلعم ابن باعور نے اپنی بیوی کے حق میں دعا کی کہ خدایا اس کی اصلی صورت بخش دے!
خداوند قدوس کی قدرت سے جو صورت اس کی اول تھی وہی پھر ہو گئی۔ اے مومنو ذرا غور کرو اور دیکھو
بلعم ابن باعور کتنا بڑا درویش تھا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی نفس امارہ کی پیروی سے کی تم
اپنی بیوی کی بات سے مردود ہوا۔ پس جو شخص نفس امارہ کا تابع ہو گا بیشک اس کی جگہ دوزخ ہے اور
شخص نفس امارہ کی پیروی نہیں کرے گا تو بیشک اس کی جگہ جنت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' قولہ تعالیٰ
: فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ٥ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٥ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ٥ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ
عَنِ الْهَوٰى ٥ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ط: ترجمہ: پس جس نے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا تو بیشک
دوزخی ہے اور وہ اسی میں رہے گا اور جو کوئی ڈرا اپنے پروردگار سے کھڑا ہونے کے واسطے حساب کے
اپنی خواہش نفس کی برائی سے بچالیا۔ پس بیشک وہ جنتی ہے اور وہ اسی میں رہے گا۔ ایک روایت میں ہے
یوشعؑ ابن نون نے مطابق الہام الٰہی کے قوم بنی اسرائیل کو فرمایا کہ چلو شہر بلقا میں جا کر جہاد کریں اور
کی درگاہ میں سجدہ کرتے ہوئے دعائیں مانگیں تب قوم بنی اسرائیل نے سرکشی کے طور پر حضرت یو
بن نون کے فرمانے سے اپنی عبرانی زبان میں حطتہ حطتہ کہا یعنی حطتہ عنا خطایانا اے رب گناہ ہمارے
دے اور بعضے مذاق کی صورت میں کہتے حنطتہ حنطتہ یعنی اے رب ہم کو گیہوں دے۔ تاہم تقریباً چا
برس کے بعد اس میدان تیہ سے واپس آئے اور بعض سجدے کی جگہ چوتڑ کے بل ہٹنے لگے اور اس طرح
ہنسی کرتے تھے۔ پھر شہر میں گئے تو وہاں جا کر دیکھا کہ ان پر وبا آئی دوپہر کے وقت اور اس وبائی مرض
تقریباً ستر آدمی مر گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بات کو وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ الخ۔ ترجمہ: اور جب
کہا ہم نے داخل ہو اس گاؤں میں۔ پس کھاؤ اس میں جو چاہو تم فراغت سی اور داخل ہو دروازے
سجدہ کرتے ہوئے اور کہو کہ بخشش مانگتے ہیں ہم تب بخشیں گے ہم تمہارے واسطے خطائیں تمہاری
البتہ ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا انہوں نے جو بات کی جنہوں نے ظلم کیا تھا سوا
کے کہا گیا واسطے ان کے پس اتارا ہم نے اوپر ان کے جو ظلم کرتے تھے عذاب وبا کی صورت میں آ
سے بسبب اس کے کہ تھے وہ فسق کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ آسمان سے نازل کی
ان لوگوں کے جلانے کے واسطے۔ غرض سب نے پھر توبہ و استغفار پڑھا۔ تب خدا نے اپنے فضل و کرم

اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل میدان تیہ میں تھی۔ اس وقت لڑائی میں حضرت
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جانے کو فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے اور حطتہ کہتے ہوئے ملک شام میں
پس شاید کہ نافرمانی عین حیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے صادر ہوئی تھی۔
ابن نون نے ان سب کو لے کر اس شہر میں جا کر بت پرستوں کو قتل کر دیا اور وہاں کے بادشاہ کو
کھینچا اور پورے شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر کوہستان کی طرف اطراف شام میں دو شہر تھے
کا نام عماد اور دوسرے کا نام صیفون تھا۔ جب وہاں گئے سب نے حضرت یوشعؑ ابن نون کے پاس آکر
قبول کر لیا۔ پھر وہاں سے کوہ اردی اور سلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں کے حاکم کا نام بارق تھا
کے وہاں جاتے ہی وہ اور اس کے تابع جتنے تھے دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے پھر وہ
کی طرف گئے اور وہاں پانچ شہر تھے۔ پانچوں شہروں کے بادشاہ حضرت یوشعؑ ابن نون سے لڑنے کو
ہوئے۔ آخر خدا کے فضل سے یوشعؑ ابن نون نے ان پر نصرت پائی اور تمام کافر ہزیمت پا کر غاروں
جا گھسے۔ لشکر یوشعؑ ابن نون نے وہاں جا کر ان کو واصل جہنم کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو نکال کر تخت
پر کھینچا۔ منقول ہے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے ایک شکنجہ بھیجا۔ اس شکنجے نے سب کو مار ڈالا۔ تب یوشعؑ
نون نے ان پر نصرت و فتح پائی۔ پس حضرت یوشعؑ ابن نون نے سات برس کے اندر بادشاہوں کو مار ڈالا
تمام ملک فتح کر کے قوم بنی اسرائیل کو تقسیم کر دیا اور تمام لوگوں پر احکامات توریت جاری کر دیئے۔
کے بعد طالوت کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کر کے ۳۸۹۰ تین ہزار آٹھ سو نوے یا دو سو بیس میں انتقال
کتاب المنتظم میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ایک سو انہتر برس کی تھی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بیان طالوت علیہ السلام

جامع التواریخ میں کتاب المنتظم سے لکھا ہے کہ طالوت ابن یوقنا اولاد شمعون بن یعقوبؑ سے تھے
شوہر مریم کے تھے وہ مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ اور طالوت پیغمبر مرسل تھے بموجب
حضرت یوشعؑ ابن نون کے آپ نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کے اپنے ذمے لئے تھے فراغ امور
وغیرہ کے بحرب بادشاہ بارق ملک سلم میں گئے تھے اور وہ لوگ دین سے برگشتہ تھے اس کو اور اس
عیال کو حبس کیا اور دس ہزار کافروں کو قتل کیا اور جو باقی بچ رہے تھے وہ سب کے سب پہاڑوں میں
گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ بارق کے ستر آدمی صاحب ملک محبوس تھے۔ اور ان سب کے
کی انگلیاں کاٹ کر پھینک دی تھیں۔ اور روٹی کو ان کی سامنے توڑ توڑ کر ڈال دیتے تھے وہ مثال کتوں

کے اوندھے منہ ہو کر منہ سے اٹھا کر کھا لیتے تھے۔ اسی طرح ان کو ذلیل و خوار کر کے مصر میں لائے روز کے بعد بنی اسرائیل مصر میں آئے۔ چالیس برس تک س تیہ مذکورہ میں رہے اور ان کے بیر جہاد میں گزرے اس کے بعد مصر اور شام میں جا کر سکونت اختیار کی اور اب تک انکی اولاد ان مذکورہ میں موجود ہے۔

بیان خرقیل ابن ثوری علیہ السلام

بعض تفاسیر کے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ خرقیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بذریعہ د مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے نام ان کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذوالکفل رکھا ہے۔ چنانچہ جیسا ک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۵ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ط ترجمہ: اور یاد کرا کو اور یسع اور ذوالکفل کو اور ہر ایک میری خبر پہنچانے والوں میں سے تھے اور دراصل خرقیل کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ایک دن قوم بنی اسرائیل کو خدا کے فرمانے سے جہاد میں جانے کا حکم کیا لوگوں نے مرنے کے خیال میں جہاد میں جانا قبول نہ کیا اس کی پاداش میں وہ لوگ خدا کے غضب میں امراض میں مبتلا ہو گئے یعنی طاعون کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری میں کثیر تعداد میں م اور بہت سے لوگ مارے ڈر کے اپنے اپنے گھروں سے نکل بھاگے۔ جب وہ لوگ ایک سو کوس پر گ وہاں ایک آواز مہلک ایسی آئی کہ اس آواز سے سب کے سب مر گئے اور بوجہ مردوں کی کثرت سے ا شہر میں لا کر دفن نہ کر سکے اور پھر اس کی ترکیب یوں کی کہ چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر مردوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور ان کو زمین میں دفن نہ کر سکے اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے گ تھے۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت عباسؓ} نے روایت کیا ہے کہ ڈھیر میں چار ہزار لاشیں تھ اور حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور وہب ابن منبہؒ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی اس وبائی بیماری سے مرے۔ حضرت خرقیل علیہ السلام سات روز بعد اعتکاف سے نکل کر شہر سے باہر جا کر د ہیں کہ صرف ہڈیاں ان سب کی باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت پوست سب گل گیا تھا۔ یہ دیکھ کر دل رحم آیا۔ جناب کبریا میں عرض کی تو نے میری قوم کو ہلاک کیا تو پھر ان کو زندہ کر۔ ندا آئی اے خرقیل سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لئے نے ان کو مار ڈالا ہے۔ اور پھر تمہاری دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فر ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ط: ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے طرف ا لوگوں کے جو نکلے اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے اور وہ تھے ہزاروں۔ پس ان لوگوں کے واسطے ا

نے کہا مر جاؤ پھر جلا دیا ان کو تحقیق اللہ تعالیٰ کا یہ سب کچھ فضل ہے اوپر لوگوں کے لیکن اکثر لوگ نہیں کرتے پھر وہ لوگ جب شہر میں آئے کہتے ہیں کہ ان سب کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن جب پسینہ نکلتا تو اس میں مردے کی بو آتی تھی۔ اور پھر وہ اپنی اپنی میراث پر جا کر بیٹھے اور کبھی تو بت اور کبھی مخالفت حضرت خرقیلؑ کی کرتے تھے اور انہوں نے رفتہ رفتہ دین موسیٰؑ چھوڑ کر بت پرستی شروع کر دی اور حضرت خرقیلؑ یہاں سے ہجرت کر کے دیار شام زمین بابل میں جا بسے اور وہیں انتقال فرمایا اور درمیان دجلہ اور کوفہ کے مدفون ہوئے۔

بیان الیاس ابن یٰسین

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ: اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ط: ترجمہ بیشک الیاسؑ ہے ہمارے رسولوں سے، روایت ہے کہ بعد خرقیل علیہ السلام کے ایک مدت تک قوم بنی اسرائیل میں کوئی نبی معبوث نہ ہوا کہ ان کو وعظ نصیحت امر و نہی سنائے اور ہدایت کرے۔ چنانچہ یہ قوم متفرق ہو کر ملک شام و مصر اور دیگر ملکوں میں جا بسی اگرچہ بعض علماء عصران کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی تحریص و ترغیب دیتے تھے اور انکو سیدھے راستے کی تلقین بھی کرتے تھی مگر اس قوم پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا رفتہ رفتہ بت پرستی اور زناکاری اور فعل شنیعہ اختیار کر لئے اور بہت تھوڑی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہ گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو ان پر معبوث فرمایا اور ان کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا ملک شام میں اس نے ایک بت تراش کر اس کا نام بعل رکھا تھا اور تمام لوگ اس کو ہر روز پوجتے تھے اور دیگر لوگوں کو بھی پوجنے کو کہتے تھے اور حضرت الیاس علیہ السلام اس کے پوجنے سے مخلوق خدا کو منع کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، قولہ تعالیٰ: وَاِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ط: ترجمہ: جب کہا حضرت الیاسؑ نے اپنی قوم کو کہ کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور تمہارے پہلے باپ داداؤں کا۔ اے لوگو ایسے جبار و خالق مالک کو چھوڑ کر بت پرستی کرنا یہ کام نبی کا نہیں۔ پھر بت پرستوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کی بات نہ مانی اور برابر تکذیب کی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۵: ترجمہ: پس جھٹلایا اس کو پس البتہ حاضر کئے جائیں گے قیامت کے دن۔ روایت ہے کہ حضرت الیاسؑ حضرت ہارونؑ کی اولاد میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر بعل بک میں بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو بعل کے پوجنے سے منع کریں اور بعضوں نے کہا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اور اس کا نام بعل تھا۔ اس کی ایسی صورت تھی کہ بتان آذر نزدیک اس کے رخسارۂ درخشندہ کے

محض سنگ تھے- اسی کو پوجا کرتے تھے- پس کچھ روز بعد وہاں کا وہ بادشاہ ایمان لے آیا اور اس نے حضرت الیاس ؑ کو اپنا وزیر بنالیا- اور پھر ان کی بہت ہی قدر و منزلت کرتا تھا- پھر چند روز کے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ راہ ضلالت اختیار کرلی اور اپنی قوم کیساتھ بت پرستی شروع کردی- یہ دیکھ کر حضرت الیاس علیہ السلام اس سے خفا ہو کر ان پر قحط کی بد دعا کی جس کے نتیجہ میں تین برس تک اس جگہ پانی نہیں برسا سارے ملک میں قحط نازل ہو گیا اور کھانا اور جانوروں کو خوراک نہ ملنے کی وجہ سے آدمی اور جانور سب کے سب مرنے لگے معاً لوگوں کو خیال آیا کہ یہ قحط سالی جو ہم پر نازل ہوئی ہے وہ حضرت الیاس ؑ کی بد دعا سے ہوا ہے-

لہٰذا اس کو جہاں بھی پاؤ فوراً مار ڈالو- اور ادھر حضرت الیاس ؑ ایک بڑھیا کے مکان میں چلے گئے اس لئے کہ وہ بڑھیا حضرت الیاس ؑ کی معتقدہ تھی اور اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا اور اس کا نام یسع تھا اس کو حضرت الیاس ؑ کی خدمت میں دے دیا اور حضرت الیاس ؑ اس لڑکے کو لے کر شہر در شہر پھرتے رہے- بعد تین برس کے اس بادشاہ صیفور سے کہا کہ آج تین برس سے تم پر قحط اور تکلیف مسلط ہے- لہٰذا تم کو لازم ہے کہ تم جسے پوجتے ہو اسی سے مانگو کہ وہ تم کو پانی دے اور اس بلائے قحط سے تم کو نجات دے اگر اس سے نہ ہو تو خالق ارض و سما کو پوجو اور اسی پر ایمان لاؤ تو ضرور تم کو اس سے نجات دیوے گا- پس حضرت الیاس ؑ کے کہنے سے انہوں نے اسی وقت اپنے بت معبود سے جاکر نجات مانگی اس سے ان کو کچھ بھی جواب نہ ملا- پس انہوں نے حضرت الیاس ؑ سے آکر عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہم اس بلا سے جلد خلاصی پاویں- تب آپ پر ایمان لے آویں گے- یہ سن کر حضرت الیاس ؑ نے خدا کی درگاہ میں ان کے لئے دعا مانگی تو ان کی فرمائش کرنے پر اسی شب پانی برسا- ترکاری' گھاس' غلہ زمین سے اگنے لگا قحط جاتا رہا- پھر بھی وہ برابر جھٹلاتے رہے اور ایمان نہ لائے- گمراہی میں بعل کو پوجتے رہے- حضرت الیاس علیہ السلام نے جب ان کے لئے دعا کی تب خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے الیاس ؑ تیری دعا سے میرے بندے اس قحط میں بہت مارے گئے- تو پھر حضرت الیاس ؑ نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی الٰہی تو نے میری دعا سے ان پر قحط نازل کیا- اب میری دعا سے پھر سب کے واسطے بھلائی کر- غرض جب حضرت الیاس ؑ نے دیکھا کہ کافروں نے آخر بت پرستی نہ چھوڑی تب یسع کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا کر اس قوم سے علیحدہ نکل گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دم صور تک دی اور ان کو بحر و بر میں رہنے کا حکم دیا- پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر یسع ؑ کو نبی کیا آپ نے سب سے پہلے خداوند قدوس کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور صحیح کی ہدایت فرمائی لیکن اس قوم نے ان کو بھی نہ مانا اور برابر جھٹلایا- آخر وہ ساری قوم مردود ہی رہی- پھر چند روز کے بعد حضرت یسع ؑ نے انتقال فرمایا- ایک روایت میں آیا ہے کہ بعد حضرت یسع علیہ السلام کے سات ...

برس تک کوئی نبی ان پر معبوث نہ ہوا- صرف علما و فضلا تھے وہی خدا کی راہ بتاتے رہے مگر ان کی بات کوئی نہ سنتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو اس قوم کی طرف معبوث فرمایا-

بیان حضرت حنظلہ علیہ السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ قوم بنی اسرائیل کو یہ پیغام پہنچادیں کہ وہ اپنے خالق ارض و سما کو پوجیں اور بت پرستی چھوڑ دیں- یہ حکم پاتے ہی حضرت حنظلہ ؑ ہر روز شہر کی چاروں طرف دروازوں پر جاکر قوم بنی اسرائیل کو پکار پکار کر کہتے کہ اے لوگو! خداوند قدوس کو واحد جانو اور اسی کو پوجو اور اسی کو اپنا معبود حقیقی مانو اور بت پرستی چھوڑ دو- اے قوم یہ شیطان نے تم کو گمراہ کیا ہے- اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' اور حقیقت میں وہی تمہارا رب ہے- یہ سن کر اس قوم بنی اسرائیل نے کہا' جو گمراہی میں بہت ہی بڑھ گئے تھے اے حضرت حنظلہ ؑ ہمارا یہی رب ہے جو ہم پوجتے ہیں- حضرت حنظلہ ؑ نے ان سے کہا کہ تمہارے باپ دادے بتوں کو نہیں پوجتے تھے پھر تم کیوں پوجتے ہو- کیا تم کو شرم نہیں آتی خدا سے نہیں ڈرتے ہو- تم پر ضرور عذاب نازل ہو گا- جیسا کہ تمہارے آگے نافرمان لوگوں پر بلائیں اور عذاب نازل ہوا تھا اور تم لوگ عذاب خدا برداشت نہیں کر سکو گے ہرچند ان کو ہر طرح خوف دلایا لیکن وہ ہرگز ایمان نہ لائے اور برابر تکذیب کرتے رہے بلکہ حضرت حنظلہ ؑ کو مار ڈالنے کے لئے مستعد ہو گئے اور اس شہر کا بادشاہ جس کا نام طیفور ابن طفیانوس تھا وہ بارہ ہزار اپنے غلام اور اپنے ساتھ خزانے بیحد رکھتا تھا اور لشکر بھی اس کا بے شمار تھا- اس مردود نے حکم کیا کہ تم لوگ حضرت حنظلہ ؑ کو پکڑ کر مار ڈالو اور ادھر حضرت حنظلہ علیہ السلام رات دن بام قصر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی دعوت پکار پکار کر لوگوں کو دیتے تھے اور ان لوگوں کو راہ حق بتاتے تھے یہاں تک وہ تبلیغ میں اس قدر بڑھ چکے تھے کہ قوم بنی اسرائیل رات و دن آرام نہیں کر سکتی تھی اور نہ وہ صحیح طور پر سو سکتے تھے- ایک رات آپ نے کہا کہ اے قوم بنی اسرائیل تم سب بت پرستی چھوڑ دو ورنہ کل تم پر خدا کا عذاب نازل ہو گا اور تم پر مرگ مفاجات آجاوے گی-

پس وہ لوگ چونکہ اپنی موت سے بے خبر تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ موت کیسی ہے- کیونکہ اس قوم کا سات سو برس تک کوئی بھی ان میں سے نہ مرا تھا اس لئے وہ حضرت حنظلہ ؑ کی بات پر یقین نہ کرتے تھے- جب ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا یعنی ان پر عذاب الٰہی آیا دوپہر کا وقت تھا اور اس وقت ہر آدمی اپنے اپنے کاروبار میں مشغول تھا کسی کو کوئی گمان بھی نہ تھا کہ عذاب الٰہی آج ہی آجائے گا- اس عذاب الٰہی سے ہزاروں آدمی واصل جہنم ہوئے اور جو لوگ باقی بچے وہ اپنے بادشاہ کے پاس جاکر سوختہ دل ہو کر کہنے

لگے۔ اے جہاں پناہ آج مرگ مفاجات سے بیشمار لوگ ہماری قوم کے مرگئے۔ طیفور عقل کے مجبور سے
سے کہا کہ یہ مرگ مفاجات نہیں ہے بلکہ تم حنظلہؑ کے شور و غل سے رات و دن سونے نہیں پاتے ہو
کثرت بیداری سے گرمی نے غلبہ کیا یہ موت بیہوشی کا عالم ہے وہ سب مرے نہیں ہیں اگر تم آزمانا چاہ
ہو تو ان کو سیخ چبھو کے دیکھو وہ اپنے آپ سے اٹھ بیٹھیں گے۔ پس طیفور مردود کے کہنے سے ان گراہو
نے ویسا ہی کیا لیکن ان میں کچھ حس و حرکت نہ ملی پھر بادشاہ طیفور سے جاکر کہا کہ آپ نے جو کہا تھا سو
نے کر دیکھا لیکن ان میں کچھ بھی حس و حرکت نہ ملی۔ بادشاہ طیفور بے شعور نے ان لوگوں سے کہا کہ
ہے وہ مردے ہوں گے۔ پھر اس بادشاہ طیفور مردود نے ایک ایسا بلند خانہ بنوایا کہ بارہ ہزار برج اس ؛
تھے۔ اور پھر حکم کیا کہ ہر برج میں ایک غلام زرہ پوش ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر متعین رہے کیونکہ مو
اس قصر پر آنے نہ پاوے اور اگر موت آئے تو اس کو مارے تلواروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوا
دروازے گنبد کے بند کر دو اور درمیان ان گنبدوں کے ایک کوٹھری لوہے کی بنوائی اور پھر اس میں سنگ
مرمر لگایا اور اس میں ایک شاہی تخت اور ہر قسم کی نعمتیں اس میں رکھ دیں اور شمع بھی اس میں روشن
پھر اس کے بعد وہ بادشاہ مردود اس تخت پر جا بیٹھا اور کہنے لگا۔ اے موت اب تو میرا کیا کر سکتی ہے تو لو
کی کوٹھری کے اندر کس طرح آ سکتی ہے۔ اب تو اس کے دروازے بھی بند ہیں وہ اسی گھمنڈ میں تھا ک
اچانک ایک مرد بڑا ہی ہیئت والا اس گنبد کے درمیان جہاں وہ بادشاہ مردود بیٹھا تھا اس نے اس جگہ کھڑے
ہو کر دیکھا۔ مارے ڈر کے ایک دم چونک پڑا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس کی جان قفس عنصری سے
پرواز کر جائے گی۔ اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ یہاں کس طرح آئے ہو۔ اس نے کہا میں عزرائیل ہوں
طیفور بادشاہ نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو۔ وہ بولے میں تیری جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ بادشاہ طیفور بو
آج تو مجھ کو ذرا مہلت دو کل جو چاہو سو کرنا۔ تب ملک الموت چلے گئے۔

چونکہ زندگی بادشاہ طیفور کی ایک دن اور باقی تھی۔ پس ملک الموت کے جانے کے بعد وہ مردود وہاں
سے نکل کر ان غلاموں کو جو ان برجوں میں چوکیدار تھے مارنے لگا کیوں تم نے عزرائیل کو یہاں آنے دیا
وہیں کیوں نہیں مار ڈالا انہوں نے کہا اے جہاں پناہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح آیا اس کے
بعد بادشاہ طیفور اس گنبد میں جاکر کیا دیکھتا ہے کہ اس میں ایک سوراخ ہے وہ سمجھا کہ عزرائیل کی آمد
اسی سوراخ سے ہوئی ہے لہٰذا وہ اس سوراخ کو بند کرنے لگ گیا اور جب وہ بند ہو گیا تو پھر وہ بہت ہی بے
پرواہ ہو گیا۔ پھر اسی تخت پر جا بیٹھا اور وہ اس قسم سے بنوایا تھا کہ دیکھنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا
دروازہ کہاں ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے اپنی نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام
اسی جگہ گنبد کے اندر موجود ہیں جہاں کل دیکھا تھا پوچھا کہ تم کس راہ سے آئے ہو۔ یہ بات سن کر انہوں

نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ فوراً جگر میں ہاتھ ڈال کر جان اس مردود کی اور اس کے بارہ ہزار غلاموں کی جو
اس کی حفاظت میں گرداگرد چوکیدار تھے ایک ہی پل میں قبض کر لی پھر نہ وہ قصر رہا اور نہ وہ گنبد نہ مالک
رہا اور نہ وہ حشم نہ صغیر نہ کبیر سب کے سب جہنم رسید ہو گئے اور پانی دریا و چشمے کا سکھا دیا۔ باقی جو قوم بچی
تھی وہ یہ دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئی اور بہت حیرت زدہ ہو گئی نہ تو مالک رہا اور نہ اس کا حشم اور نہ پانی
سب کا سب ویران ہو گیا۔ پس جو باقی بچے تھے ان لوگوں سے حضرت حنظلہؑ نے کہا اگر تم خدا پر ایمان لاؤ
اور میری رسالت کا اقرار کرو گے تب تو تم اس عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہو ورنہ کسی طرح بچ
نہیں سکتے۔ اس کے جواب میں لوگوں نے حضرت حنظلہؑ سے کہا کہ یہ سب بلائیں اور مصیبتیں تمہاری بد
ذاتی اور شومئی سے ہم پر نازل ہوئی ہیں اگر تم ہم میں نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں ہم پر کبھی نہ آتیں۔ یہ کہہ کر
حضرت حنظلہؑ پر دست درازی کرنا چاہتے تھے کہ اتفاق سے حضرت حنظلہ علیہ السلام ان کے بیچ سے نکل گئے
اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک سانپ ایسا ان کی واسطے بھیجا کہ اس شہر کا طول و عرض چھتیس کوس کا تھا
اس سانپ نے یکبارگی چاروں طرف اس کے احاطہ کر لیا اور شہر کو دبانا شروع کیا تاکہ مقامات ان پر تنگ ہو
گئیں اور چشموں سے دھواں نکلا اور اس دھوئیں سے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور پھر اس کی کچھ روز بعد
حضرت حنظلہ علیہ السلام نے اس جہاں فانی سے رحلت فرمائی اور جو نعمتیں بنی اسرائیل نے شام کے عمالقہ سے
لی تھیں وہ سب اپنے صرف میں لائے اور عمالقہ کے لوگ یہاں سے ہزیمت پا کر زمین مغرب میں جا
رہے۔

پھر ایک مدت مدید کے بعد قصد کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ چلو بنی اسرائیل سے جاکر اپنی
دولت اور نعمتیں چھین لیں اور ہم لوگ کب تک اس ملک میں رہیں گے اور اسی طرح دکھ اٹھاتے رہیں
چلو سب ملک شام میں اپنے باپ دادا کی میراث پر بیٹھیں، اور اپنا دخل کریں اور یہ بہتر ہے اس زندگی
کہ ان سے لڑ بھڑ کر مر جائیں پس عمالقہ قوم اس تدبیر میں تھی اور قوم بنی اسرائیل اس سے غافل تھی
بلکہ فسق و فجور میں مستغرق رہتے اور اپنی بد بختی کے مارے اللہ تعالیٰ نے بھی ان میں سے پیغمبری اور
بادشاہی کو چھین لیا تب یہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے قوم عمالقہ نے آکر ان سے لڑائی کی اور تابوت سکینہ اور
مال و دولت کو ان سے چھین کر زمین مغرب میں لے گئے اور وہی تابوت سکینہ ایک سبب تھا ان کے اقبال
کا۔ حال کا اب ان میں نہ بادشاہی رہی کہ آرام سے کھاویں اور نہ اب کوئی پیغمبر رہا کہ اس کی دعا سے مقہور
اور سب کے سب غریب و عاجز ہو گئے اور یہاں تک کہ ان کے درمیان میں کوئی عالم و فاضل بھی نہ رہا
کہ ان کو ہدایت کرے اور ان کو شریعت سکھائے تب گمراہ ہو گئے اور تابوت سکینہ جو عمالقہ قوم نے چھین
لیا وہ در حقیقت آہنی تھا اس میں قفل مضبوط لگے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ تابوت کا سر مثال بلی

کے سر کے تھا جس کے تئیں حاجت ہوتی تو وہ تابوت سکینہ کے چاروں طرف پھر کے دعا مانگتا
دعا خداوند قدوس فوراً اس کی پوری کر دیتا اور اگر کسی دشمن سے لڑائی کا موقع ہوتا تو اس تابوت کو سامنے
رکھتے تھے اور اس سے ایک آواز نکلتی مثال آواز بلی کے اور اسی آواز سے دشمنوں کے دل میں ہیبت
طاری ہو جاتی تھی اور وہ سب بھاگ جاتے تھے اور مومن لوگ اس کی برکت سے فتح یاب ہوتے تھے
ہر طرح کا آسائش و آرام ملتا تھا مگر اس تابوت کے اندر کیا چیز تھی یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا قولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ ترجمہ: اور کہا ان کو ان کے نبی نے
نشان ان کی سلطنت کا یہ ہے کہ آوے تم کو ایک صندوق جس میں دلجمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے
اور باقی اس چیز سے کہ چھوڑ گئی ہے موسیٰؑ و ہارونؑ کی اولاد اٹھا لاویں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی پوری
ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو خبر ہے کہ اس تابوت کے اندر حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت ہارونؑ کا
عمامہ تھا اور وہ ترنجبین جو آسمان سے ان کی قوم کے لئے میدان تیہ میں اترتی تھی جس کا تذکرہ اوپر ہو
چکا ہے اور دو تختیاں توریت کی شکستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین پر مار کر توڑ دی تھیں یہ حالات تم
کتاب قصص الانبیاء میں ہیں اور انہوں نے توریت سے نقل کئے ہیں بعض تفسیر میں مذکور ہے کہ بنی
اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو جنگ جب پیش
آتی اس کو سردار کے آگے لے چلتے اور پھر حملہ دشمن پر کرتے تو اس وقت اس کو اپنے آگے دھر لیتے
اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا جب بنی اسرائیل بدنیت ہو گئے تو وہ صندوق ان سے چھین لیا گیا اور
غنیم کے ہاتھ لگا اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آموجود
ہوا سبب اس کا یہ تھا کہ غنیم کے شہر میں جہاں اس کو رکھا تھا ان پر بلائیں نازل ہوئیں شہر ویران ہوئے
روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص غریب مسکین تھا اس کی دو بیویاں تھیں ایک نے لڑکا جنا اور
دوسری نے نہیں جنا لڑکے والی نے اس سے کہا کہ تم نے ایک لڑکا بھی نہ جنا اس نے کہا کہ اے بی بی اللہ
تعالیٰ کسی کو بے مانگے فرزند دیتا ہے اور کسی کو مانگنے سے نہیں دیتا اور میں تو اس کی درگاہ سے امیدوار ہوں
کہ تم کو بے مانگے اس نے لڑکا دیا مجھ کو بھی دے گا پس دل گیر ہو کر اس نے تمام شب خدا کی عبادت کی
اور اپنا سر سجدہ میں رکھ کر دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا اور ایک فرزند اس کو عنایت کر دیا
پھر اس کی والدہ نے اس فرزند کا نام شموئیل رکھا جب وہ بڑے ہوئے اور تقریباً چالیس برس کے ہوئے
اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے نبوت سے سرفراز کیا تاکہ وہ مخلوق خدا کو راہ حق دکھائیں اور اللہ
تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار کریں اور تاکہ دنیا سے گمراہ لوگوں کا خاتمہ ہو۔

بیان حضرت شموئیل علیہ السلام کا

تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت خداوندی سے سرفراز
ہونے کے بعد موجود لوگوں کو خدا کی دعوت دی تو اکثر لوگ قوم بنی اسرائیل کے ان پر ایمان لے آئے
انہوں نے کہا کہ جو تابوت سکینہ ہم سے عمالقہ چھین لے گئے ہیں وہ ان سے لانا ہے اگرچہ ان سے ہم
کو لڑنا ہی کیوں نہ پڑے پھر سب لوگوں سے یہ عہد و پیمان کیا اور جو کافر باقی تھے انہوں نے اس تابوت کو
آگ پر لے جا کر رکھ دیا لیکن خدا کے فضل سے اس کو آگ جلا نہ سکی پھر انہوں نے اس کو توڑنا چاہا لیکن
اس کو توڑ بھی نہ سکے آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ بھائی یہ تابوت تو بنی اسرائیل کے خدا کا ہے اسی واسطے
نہ ٹوٹتا ہے اور نہ وہ آگ میں جلتا ہے پھر ان لوگوں نے اس تابوت کو ناپاک جگہ میں لے جا کر رکھ دیا
کہ لوگ اس پر بول و براز کریں چنانچہ جو مردود بھی اس پر اپنا بول کرتا تو اس کے ناسور ہو جاتا اور بواسیر کا
مرض پیدا ہو جاتا اور وہ کسی طرح اچھا نہ ہوتا آخر کار وہ مردود اسی مرض میں مبتلا رہ کر مر جاتا۔ پھر انہوں
نے اس تابوت کو بت خانے میں لیجا کر اپنے بتوں کے نیچے دبا رکھا۔ لیکن وہ اس کو بھی وہاں چھپا نہ سکے۔ بہر
صورت وہ سب مردود جب اس سے لاچار اور پریشان ہو گئے تب اس تابوت کو دو بیلوں پر لاد کر ہانک دیا
اس وقت فرشتوں نے اس تابوت کو اور دونوں بیلوں کو طالوت کے گھر پہنچا دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ طالوت کی عداوت

ایک روایت میں ہے کہ جب طالوت نے جالوت کی لڑائی پر فتح پائی تو قوم بنی اسرائیل نے ان سے
کہا تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ جو جالوت کو مارے گا اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی سے شادی کر دوں گا۔ لہٰذا
اپنا وعدہ پورا کرو یعنی حضرت داؤدؑ کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دو یہ سن کر طالوت نے کہا کہ میری
بیٹی خوبصورت ہے۔ اور داؤدؑ کا رنگ زرد ہے اور کبود چشم بھی ہے اس لئے میں اپنی بیٹی کی شادی
نہیں کروں گا۔ اور جب حضرت داؤدؑ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی انکار کیا اور یہ کہنے لگے کہ اگر وہ ایسا کہتا
ہے تو میں بھی اس کے یہاں شادی نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ بالآخر طالوت نے اپنی بیٹی کو
حضرت داؤدؑ سے بیاہ دیا۔ اور اپنی نصف سلطنت بھی دے دی اس کے بعد جب طالوت نے دیکھا کہ لشکری

لوگ حضرت داؤدؑ سے بہت موافقت رکھتے ہیں تو اس نے اپنے دل میں خوف کیا کہ کبھی ایسا نہ ہو کر
میری سب سلطنت کو چھین لے یہ خیال ہوتے ہی طالوت نے حضرت داؤدؑ کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ او
حضرت داؤدؑ ایک پہاڑ کے کنارے جا کر اور وہاں ایک مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے او
تقریباً ان کے ساتھ ستر آدمی عابد تھے اور وہ سب کے سب اس مسجد میں عبادت کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر
اسرائیل نے طالوت سے کہا کہ داؤدؑ کے ساتھ بہت ہی عابد جمع ہو گئے ہیں اگر وہ سب کے سب بد
کریں گے تو ہم سب برباد ہو جائیں گے۔ اور ہماری سلطنت بھی چھن جائے گی۔ طالوت نے جب یہ سنا
بہت لشکر اپنے ساتھ لے کر داؤدؑ کے مارنے کو اس پہاڑ کے نزدیک گیا جہاں اس کی عبادت گاہ تھی۔ رات
کے وقت ان کو جا گھیرا اور ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر چاہا کہ مسجد کے اندر گھس کر مع تمام عابدوں کے
حضرت داؤد علیہ السلام کو مار ڈالے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ان کو خواب نے غلبہ کیا آخر طالوت ک
لشکر سب سو گئے اور جب وہ طالوت مع اپنے لشکر کے سو گیا تو اسی وقت حضرت داؤدؑ مسجد سے نکل کر دیکھ
ہیں کہ طالوت تو مع اپنے لشکر کے سو گیا ہے۔ تب ننگی تلوار اس کے ہاتھ سے لے کر پتھر پر ماری اور پتھر
دو ٹکڑے کر کے اس کے پیٹ پر تلوار اور وہ پتھر بھی اور ایک کاغذ کا ٹکڑا لکھ کر رکھ دیا اور جو چراغ جل ر
تھا وہ بھی بجھا دیا۔ اور اس کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھا تھا۔ اے طالوت یہ تیری تلوار میں نے پتھر پر ماری او
پتھر کے دو ٹکڑے کر دیئے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو تیرے پیٹ کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالتا اور پھر تجھ کو خ
بھی نہ ہوتی کوئی بھی تیری فریاد کو نہ پہنچتا۔ پس بہتری تیری اسی میں ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے چلا جا اور ا
عابدوں کے مارے جانے کا ارادہ بالکل ترک کر دے ورنہ آخرت میں بھی گناہ گار ہو گا۔ جب روز روشن
ہوا اور طالوت اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ دیکھتا ہے کہ اپنی تلوار اور ایک کاغذ کا ٹکڑا اور دو پتھر پیٹ پ
رکھے ہیں ڈر کر اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً پشیمان ہو کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور ادھر حضرت داؤد علیہ السلام
اپنے تمام عابدوں کے عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پھر کچھ روز بعد طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے
پیچھے چند سپاہی بھیجے کہ تم جا کر داؤدؑ کو مع اس کی جماعت کے شب خون کر کے مار آؤ۔ تب وہ مردود حضرت
داؤد علیہ السلام اور ان کے ساتھی عابدوں کے مارنے کے واسطے گئے۔ اتفاقاً اس شب کو حضرت داؤد علیہ السلام اپنی
عبادت گاہ سے باہر نکلے تھے اور ان کی جماعت کے عابد لوگ مسجد کے اندر ہی تھے ان لوگوں نے مسجد کے
اندر جا کر تمام عابدوں کو مار ڈالا۔ جب طالوت کو خبر ہوئی کہ تمام عابد لوگ مارے گئے اور حضرت داؤدؑ بچ
گئے در حقیقت مطلب اس کا حضرت داؤدؑ سے تھا۔ اور ان عابدوں کے مارے جانے سے وہ بہت ہی پشیمان
ہوا اور حضرت داؤدؑ کو بلا بھیجا تاکہ وہ اپنی بیٹی کو ان کے ساتھ بیاہ دے اور اپنی تقصیر کی عذر داری بھی
کرے۔ جب اس کے قاصدوں نے حضرت داؤدؑ سے جا کر کہا کہ آپ کو طالوت بادشاہ بلاتا ہے آپ

ہمارے ہمراہ چلیئے وہ آپ سے اپنی تقصیر کی معافی چاہتا ہے حضرت داؤدؑ نے اس بات کو سن کر ان سے کہا کہ
طالوت نے گناہ کبیرہ کیا ہے کیونکہ اس نے بے گناہ مسلمان عابدوں کو مار ڈالا ہے اور اس نے تو میرے بھی
مار ڈالنے کا قصد کیا تھا جب تک وہ لڑائی میں نہ جائے گا اور بعوض ہر عابد کے ایک کافر کو جب تک نہ مارے
اس وقت تک میں وہاں نہ جاؤں گا۔ پس قاصدوں نے یہ باتیں اپنے بادشاہ طالوت سے جا کر کہیں۔ بادشاہ
طالوت یہ باتیں سن کر اپنے کردار پر بہت پشیمان ہوا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے فرمان سے جب وہ لڑائی کے
معرکے میں جا کر کھڑا ہوا اچانک ایک تیر دشمن کی طرف سے آیا اور اس کے سینے پر ایسا لگا کہ پشت سے
نکل گیا۔ بس وہیں اس کی جان نکل گئی اور یہ دیکھ کر اس کا پورا لشکر ہزیمت پا کر واپس آ گیا۔ پھر حضرت داؤد
علیہ السلام نے یہ خبر پا کر طالوت کے گھر آ کر اس کی بیٹی سے بیاہ کیا اور بادشاہ طالوت کی سلطنت کے مالک ہوئے
اور ان کو صبر کی پاداش میں بادشاہی اور پیغمبری ملی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ
ترجمہ: اور دی اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت یعنی پیغمبری سے نوازا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت

ایک راویت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہود ابن یعقوب کی اولاد میں سے تھے۔ جب
سلطنت پر بیٹھے اس کے چالیس برس بعد ان کو پیغمبری ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قوت دی تھی کہ کوئی
بادشاہ ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔
ترجمہ: اور یاد کر ہمارے بندے داؤدؑ کو جو صاحب قوت تھا اور ہماری طرف رجوع کرنے والا اور ہمارا ذکر
کرنے والا تھا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے فرمایا۔ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ ترجمہ: اور زور دیا ہم نے اس کی
سلطنت کو اور ہم نے اس کو حکمت بھی عطا کی اور فیصلہ کرنے والی بات کا ملکہ بھی دیا اور اللہ رب العزت
نے ان کو زمین کا خلیفہ بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ ترجمہ:
اے داؤدؑ تحقیق ہم نے کیا ہے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس تو حکم کر درمیان لوگوں کے حق کے ساتھ اور اپنی
خواہشات نفسانی کی پیروی مت کر اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تجھ کو گمراہ کر دیوے گی خدا کی راہ سے اور اللہ
تعالیٰ نے ان کو ایسا خوش آواز کیا تھا یعنی جب وہ اپنی آسمانی کتاب زبور کو پڑھتے تو ان کی خوش الحانی سے بہتا
پانی بھی تھم جاتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آسمانی کتاب زبور کو بہتر طرح سے الحان
سے پڑھ سکتے تھے۔ اور ایک راویت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے دحوش چرند و طیور و پرند جمیع
جانور ہوا پر اور زمین پر کھڑے ہو کر سنتے تھے اور پھر سن کر بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور درختوں کی پتیاں بھی
زرد ہو جاتی تھیں اور پتھر موم کی مانند ہو جاتے تھے اور بڑے بڑے پہاڑ جنبش میں آ جاتے تھے اور سب

کے سب حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا۔ یَاجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ۔ ترجمہ: اے پہاڑ والے جانور رجوع سے پڑھو اور تسبیح کرو اور اسی کے ساتھ کتاب زبور کو بھی پڑھا کرو جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ پر الہام سے آسمانی کتاب نازل فرمائی تھی۔ بعض کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے بلکہ مترجم نے اپنے مطالعہ خاص میں بھی یہ چیز دیکھی ہے کہ توریت اور زبور میں زیادہ تر مسائل امر و نہی وعدہ وعید کے ہیں اور طریقہ عبادت کے کم مذکور ہیں۔ اور زبور پڑھتے وقت حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز تقریباً چالیس فرسنگ تک پہنچتی تھی۔ اس آواز سے کافر لوگ بیہوش اور مردہ ہو جاتے تھے۔ یہ حقیقت ان کی نبوت کا ایک معجزہ تھا اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ خدا نے ان کی انگلیوں میں ایک تاب اور گرمی دی تھی کہ ان کے چھوتے ہی لوہا پگھل کر نرم ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَلَنَّالَهُ الْحَدِیْدَ۔ ترجمہ: اور نرم کیا ہم نے داؤدؑ کے واسطے لوہا یعنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی مثل موم کے نرم ہو جاتا تھا اور بغیر کسی آلہ و ہتھیار اور بے آتش کے ہاتھ سے کڑیاں موڑ کر زرہ بناتے اور لوگوں کو فروخت کرتے اور دیگر لوگ آگ میں تپا کر کڑیاں بناتے تھے۔ ایک راویت میں ہے کہ لوہے کی زرہ پہلا انہوں نے ہی ایجاد کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ۔ ترجمہ: اور سکھائی ہم نے کاریگری اور بنایا ایک قسم کا پہناوٗ تمہارا تاکہ بچاوے تم کو لڑائی سے اور ایک زرہ اس وقت چار سو درہم میں فروخت ہوتی تھی اور ان کا یہ معمول تھا کہ وہ دو سو درہم درویشوں محتاجوں کو دیتے تھے اور ایک سو درہم اپنے خویش و اقارب کو دیتے اور صرف ایک سو درہم اپنی عبادت کے لئے اپنی غذا میں صرف کرتے اور اپنے جملہ اوقات کو بھی تین طرح پر تقسیم کیا تھا اور وہ طریقہ عمل یہ تھا کہ چند روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور چند روز لوگوں کا انصاف کرتے تھے۔ اور چند روز اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا معمول بن چکا تھا۔

بیان مبتلا ہونا بلا میں حضرت داؤد علیہ السلام کا

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بلا میں مبتلا ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک روز کتاب صحیفہ پیشین پڑھتے تھے اس میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی بزرگی کا بیان لکھا پایا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ان حضرات نے خداوند قدوس کے کیا کام کئے تھے جو یہ مرتبے اور بزرگیاں پائیں۔ اسی وقت دربار الٰہی سے خطاب آیا۔ اے داؤدؑ ان پر میں نے مختلف قسم کی بلائیں نازل

کیں اور وہ اس میں ثابت قدم رہے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ و بزرگی میری طرف سے عنایت کی گئی پس حضرت داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں درخواست کی کہ الٰہی تم ہم کو بھی کسی بلا میں مبتلا کر انشاء اللہ میں بھی صبر کروں گا اور ثابت قدم رہوں گا تاکہ اس کے صلہ میں مجھ کو بزرگی ملے اور میں خدا کے یہاں یہ مرتبہ پایا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب بادشاہ طالوت کی سلطنت ملی اور قوم بنی اسرائیل پر بادشاہ مقرر ہوئے تو مارے خوشی کے انہوں نے یہ اعلان کیا میں اللہ کی قسم اچھی طرح سے عدالت کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کروں گا۔ لیکن یہ کہتے وقت انشاء اللہ کہنا بھول گئے اور اس لفظ کو اپنی زبان سے نہ کہا اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ طالوت کے اعتماد پر دعا کی کہ اے پروردگار تو گناہ گاروں پر رحم فرما اور اپنے کو گناہ سے پاک تصور کیا اور اس بات میں اکثر راویوں نے اختلاف کیا ہے حاصل کلام صرف یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے داؤدؑ خدا نے تم کو صحت اور عافیت سے رکھا ہے اور تم اپنی خواہش سے دکھ طلب کرتے ہو۔ اچھا اگر تمہاری تمنا یہی ہے تو وہ بالکل دن قریب ہے کہ ایک روز تم پر کوئی بلا نازل ہو گی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز اپنے گھر میں بیٹھے تھے روز موعود کو دوشنبے کے دن سترہویں تاریخ ماہ رجب کی اچانک ایک خوبصورت پرندہ کبوتر کے مانند اور بدن اس کا سونے کے رنگ کے مانند اور ہر پر اس کا رنگ برنگ مثل جواہر کا تھا اور ناخن اور چونچ مثل یاقوت سرخ کے اور اس کی آنکھیں مانند زمرد کے اور پاؤں اس کے مانند فیروزے کے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی جو عبادت گاہ اپنے گھر میں تھی۔ اس میں ایک طاق بھی تھا پرندہ اسی طاق میں حضرت کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کا حسن و لطافت دیکھ کر خواہش کی کہ اس کو اپنے لڑکوں کے واسطے پکڑیں جب حضرت داؤدؑ نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر ایک بالا خانے پر جا بیٹھا حضرت داؤدؑ نے اس کے پکڑنے کا تعاقب کیا پھر وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر ایک باغ میں جا بیٹھا حضرت داؤدؑ اس کے پکڑنے کے واسطے وہاں بھی گئے اور وہاں جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ باغ کس کا ہے وہاں کے لوگوں نے حضرت داؤدؑ سے عرض کی کہ یہ باغ ایک عورت کا ہے اور اس کا نام بطشا ہے یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام ایک بالا خانے پر چڑھ کر چاروں طرف بہت دیر تک دیکھتے رہے اور اسی باغ میں بطشا عفیفہ ننگی حوض میں نہاتی تھی حضرت داؤدؑ کی اچانک نظر اس پر جا پڑی۔ ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت داؤدؑ نے اس کو دیکھ کر بہت خواہش کی (واللہ علم) اور ادھر بطشا کو معلوم ہوا کہ یہ شخص مجھ پر بہت خواہش رکھتا ہے پس اس نے اپنے بالوں سے اپنا تمام بدن ڈھانپ لیا اور اپنے دل میں ان کی نہال محبت کو بویا اور ادھر حضرت داؤدؑ نے بالا خانے سے اتر کر اس باغ کے پاس جا کر پوچھا کہ یہ پرندہ کس کا ہے وہاں کے رہنے والوں نے جواب دیا کہ یہ پرندہ بطشا عورت کا

ہے جو اس باغ کی مالکہ ہے پھر حضرت داؤدؑ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا شوہر ہے؟ وہاں کے لوگوں نے حضرت داؤدؑ کو بتلایا کہ ہاں ایک شخص ہے چند روز ہوئے اس سے اس کا بیاہ ہوا تھا اور اس کا نام اوریا ہے لیکن اب تک اس سے اس عورت کی ہمبستری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤدؑ نے اوریا کو بلایا اور بہت ہی پیار و محبت سے کہا کہ تم جہاد میں جاؤ اور بہت روپیہ پیسہ دے کر اس کو جہاد میں جانے کو تیار کیا اور اس کو اچھی طرح سے خوش کر دیا اور پھر اس کو جہاد پر روانہ کر دیا۔ جہاں کی جائے دشوار تھی یعنی وہاں جو جاتا پھر واپس لوٹ کر نہ آتا۔

پس اوریا نے وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور پھر فتح بھی پائی۔ پھر وہاں سے دوسری جگہ کہ اس کا نام ناطقہ تھا وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور شہادت پائی۔ اس کے بعد اس لشکر نے جو حضرت داؤدؑ نے روانہ کیا تھا اس ملک کو فتح کر کے اور بہت سا مال غنیمت لا کر حضرت داؤدؑ کو دیا اور حضرت داؤدؑ نے اوریا کی شہادت سن کر ایک برس تک تعزیت کی۔ اس کے بعد اس بطشا عورت کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کے علاوہ ننانوے بیویاں ان کی اور تھیں جب حضرت داؤدؑ نے بطشا سے نکاح کر لیا تو اب پوری ایک سو بیویاں ہو گئیں ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان بطشا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت داؤدؑ محراب میں بیٹھے تھے اور خداوند قدوس سے مناجات کر رہے تھے۔ اتفاقیہ دو شخص اجنبی اس محراب کی دیوار توڑ کر اندر آئے۔ یہ دیکھ کر حضرت داؤدؑ چونک پڑے انہوں نے کہا کہ اے داؤدؑ مت ڈرو مت ڈرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ الآية ترجمہ: کیا پہنچی ہے خبر تجھ کو دعویٰ کرنے والوں کی جب وہ دیوار کو توڑ کر اندر آئے تیرے عبادت خانے میں داخل ہو گئے یہ دیکھ کر داؤدؑ گھبرایا اور وہ ان سے بولے تم مت گھبراؤ ہم تو دو جھگڑنے والے ہیں اور زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو تو فیصلہ کر دے ہمارے درمیان انصاف کا۔ اور زیادہ دیر مت کرا اور ہم کو سیدھی راہ بھی بتا دے یہ سنتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا اپنا احوال بیان کرو۔ پس کہا اس فریادی نے حضرت داؤد علیہ السلام سے قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ هٰذَا اَخِيْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً الآية ترجمہ: یہ جو ہے وہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے پاس ایک دنبی ہے پھر یہ کہتا ہے مجھ سے کہ تم اپنی دنبی بھی میرے حوالے کر دو اور اس بات میں مجھ سے زبردستی بھی کرتا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے مخالف شخص سے کہا کیوں جی یہ جو کچھ کہتا ہے سچ ہے یا نہیں۔ وہ بولا سچ کہتا ہے قولہ تعالیٰ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ترجمہ: بولا داؤدؑ کہ وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کو پس حضرت داؤدؑ سے فرشتوں نے جو کہ آپس میں متخاصمین بن کر آئے تھے ہنس کر کہا کہ اے داؤدؑ باوجود تیری ننانوے بیویوں کے اوریا کی بیوی

دمن کی غرض سے نکاح کیا اور پوری ایک سو عورتوں کو اپنے نکاح میں لائے۔ یہ در حقیقت ایک مقدمے کی صورت میں پیش کر کے جو ہم آئے ہیں تمہارے پاس یعنی دنبی کا معاملہ لے کر کہ یہ تم نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ کہہ کر دونوں فرشتے غائب ہو گئے یہ واقعات جامع التواریخ میں مذکور ہیں اور قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ کے وقت میں اوریا ایک شخص تھا اور ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا اور بہت ممکن تھا کہ اس کا نکاح ہو جائے لیکن اس عورت کے وارثوں کو اوریا سے کچھ خلش تھی اسی واسطے اس عورت کو اوریا کے نکاح میں انہوں نے نہیں دیا تھا پھر اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ حالانکہ ان کی ننانویں بیویاں موجود تھیں۔ اگرچہ یہ خلاف شرع تھا لیکن از روئے توریت و زبور کے ایسا ہو سکتا تھا لیکن بظاہر اتنا بھی پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی اس میں شک و شبہ کرے کہ یہ چیز بھی شان پیغمبری میں درست نہیں ہے یہ در حقیقت جانچ تھی جو ان دو فرشتوں کے ذریعے سے کرائی گئی اور حضرت داؤد علیہ السلام اس بات سے بہت ہی نادم ہوئے اور اس واقعہ سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں فرشتے اپنی دنبی کا معاملہ لے کر ہم کو نصیحت کرنے آئے تھے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام اپنی جملہ تقصیر و خطا سے معترف ہو کر بہت روئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور چالیس روز تک مسلسل سجدے میں پڑے رہے اور نہ اچھی طرح کھاتے تھے اور نہ اچھی طرح کوئی چیز پیتے تھے اور شب و روز رویا کرتے تھے اور جس جگہ وہ سجدہ ریز تھے ان کے رونے کے آنسوؤں سے اس کے قرب و جوار میں گھاس پیدا ہو گئی اور وہ بڑھتے بڑھتے سر سے بھی اونچی ہو گئی۔ تب باری تعالیٰ سے ندا آئی اے داؤدؑ اپنا سر سجدے سے اٹھا اور میں نے تیری جملہ تقصیرات کو معاف فرمایا۔ یہ سن کر حضرت داؤدؑ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا اور پھر ایک ایسی آہ ماری کہ اس آہ سے سب گھاس جو ان کے چاروں طرف تھی جل گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ۔ الآیتہ ترجمہ: اور خیال کیا ہم نے اس کو جانچا اور پھر گناہ بخشانے لگا اپنے رب سے اور پھر گر پڑا جھک کر سجدے میں اور رجوع ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف پس ہم نے معاف کیا اس کو وہ کام حضرت جبرائیل نے آ کر فرمایا اے داؤدؑ اوریا کی قبر پر جا کر اس سے اپنی تقصیر کی معافی مانگ تاکہ کل قیامت میں وہ تم سے مواخذہ نہ کرے۔

حضرت داؤدؑ نے حضرت جبرائیلؑ کی اس بات کو سن کر اس کی قبر پر جا کر پکارا۔ اوریا تیسری دفعہ اس نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو بار بار مجھ کو پکارتے ہو اور مجھے نیند سے جگا دیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا میں داؤدؑ ہوں وہ بولا اے خلیفہ خدا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ اس وقت حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اے حضرت داؤدؑ آپ نے تو مجھ کو جہاد میں بھیجا تھا۔ میں وہاں جا کر شہید ہو گیا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہشت میں جگہ دی ہے اور اب آرام سے ہوں اور جو کچھ آپ نے

میرے ساتھ کیا ہو گا وہ سب میں نے معاف کیا پس حضرت داؤدؑ نے اس سے خوش ہو کر اپنے گھر کی راہ لی- پھر حضرت جرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اے داؤدؑ خدا نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ پھر تم اوریا کے پاس جا کر کہو تم کو میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں بھیجا تھا۔ محض اپنے نفس کی خواہش سے تو وہاں جا کر شہید ہوا میں نے ۔بلشا سے نکاح کیا یہ تقصیر مجھ سے ہوئی تو مجھ کو معاف کر پس موجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے حضرت داؤدؑ نے اوریا کی قبر پر جا کر پکارا- اس نے جواب دیا- اے حضرت داؤدؑ پھر کیوں آپ مجھ کو پکارتے ہیں اپنا احوال کہو- انہوں نے ۔بلشا اسکی عورت کی حقیقت سب بیان کی اور اپنی خطا کی معافی چاہی- اوریا نے اس کا جواب کچھ نہ دیا حضرت داؤدؑ بہت گریدہ ہوئے اور رو رو کر کہا اے اوریا میری تقصیر معاف کر میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا- تب اس نے کہا اے حضرت داؤدؑ مت رو- اس بارے میں تم کو معاف نہ کروں گا جو تم نے کیا ہے- پھر حضرت داؤدؑ نے رو رو کر معافی مانگی پھر بھی اس نے معاف نہ کیا۔ تب درگاہ الٰہی سے ندا آئی- اے داؤدؑ رو مت میں نے تجھ کو معاف کیا- حضرت داؤدؑ نے عرض کیا یا الٰہی اوریا مجھ کو معاف نہیں کرتا ہے تب حکم ہوا اے داؤدؑ حشر کے دن اس کے لئے ایک قصر یاقوت سرخ کا بناؤں گا اور اس میں حوریں بہشت کی رہیں گی- اوریا کو ان پر عاشق و فریفتہ کروں گا- تب اس کے بدلے میں وہ تم کو معاف کر دیگا روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بہشت میں ایک مکان پر تکلف جواہرات سے بنا کر اوریا کو دکھایا اور پھر اس نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ کو معاف کر تو یہ قصر بہشت تجھ کو دونگا پس اس وقت وہ یہ قصر اور حوریں دیکھ کر عاشق ہوا اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کو پکارا کہ اے داؤدؑ میں نے تمہاری خطا معاف کی- اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہو کر اپنے گھر پر آئے- ایک دن بنی اسرائیل جمع ہو کر کہنے لگے اے نبی اللہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم لوگ آپ کو تقریباً چالیس روز سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور غم زدہ ہو کر ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں یہ سن کر حضرت داؤدؑ نے فرمایا اے میرے صاحبو! خدا نے جب مجھ کو خلیفہ کیا اور تم پر نبی بنا کر بھیجا اور مجھ کو منع فرمایا تھا کہ دیکھو تم نفس امارہ کے پیچھے مت پڑنا ورنہ خراب ہو جاؤ گے- پس میں نے اس بات کا خیال نہ کیا اور میں بھول گیا اور اسی بھول میں میں نے امارہ کی پیروی کی تھی- یعنی ایک شخص جس کا نام اوریا تھا میں نے مغالطہ دے کر اس کو جہاد میں بھیجا اور وہ وہاں شہید ہو گیا اور میری تمنا تھی کہ بعد شہید ہونے کے اس کی عورت سے میں نکاح کروں' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا- یعنی اس کی چھوڑی ہوئی بیوی سے میں نے نکاح کر لیا- اسی پاداش میں خداوند کریم نے مجھ کو چند روز تک اسی بلا میں مبتلا کیا- اور اب خدا کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس سے مجھے نجات بخشی ہے۔

اور ایک روایت وہب ابن منبہؒ سے ہے کہ حضرت داؤدؑ اپنی اس خطا کی وجہ سے تقریباً تیس برس

تک روئے اور اس کثرت سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے کہ کپڑے تر ہو جاتے تھے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ماننے والے عابد بھی تقریباً چار ہزار کے لگ بھگ تھے وہ بھی رویا کرتے تھے اور حضرت سلیمانؑ جو آپ کی اولاد سے ہیں اپنے والد کی آنکھوں سے آنسو پونچھا کرتے تھے- اور ایک روایت حسن بصریؒ سے بھی ہے کہ حضرت داؤدؑ اپنے گناہ کے معاف ہونے کے بعد بھی انتہائی انکساری کی وجہ سے اپنی روٹی پر نمک چھڑک کر کھاتے تھے اور پھر بھی ہر وقت آنسو بہاتے رہتے تھے- اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی خوراک ہے صاحب تقصیر کی اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حال تقریباً ستر برس تک یہی رہا- ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس میں جا کر زمین پر سر رکھ کر رو رہے تھے کہ حضرت جرائیلؑ جناب باری تعالیٰ سے یہ مژدہ لے کر آئے اور پھر کہنے لگے قولہ تعالیٰ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ ترجمہ: پس ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام اور اس کا ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن بیت المقدس کے منبر پر چڑھ کر شکر خدا بجالائے اور زبور پڑھ کر عرض کی الٰہی توبہ تو نے میری قبول فرمائی- اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ تمہاری توبہ میں نے قبول کی پھر اسی وقت عرض کی کہ اے رب میں ڈرتا ہوں کہ خطا اپنی بھول جاؤں تو میرے بدن پر ایک نشان خطا کا رکھ دے تا کہ اس گناہ سے اپنے تئیں نہ بھولوں اور مجھے نشان دیکھنے سے یاد رہے- تب بحسب خواہش اللہ تعالیٰ نے ان کی داہنی ہتھیلی پر ایک نشان اس گناہ کا جو مذکورہ ہے رکھ دیا- پھر حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ اس پر نگاہ رکھتے تھے- اور اپنی خطا ماضی کو نہ بھولتے تھے اور بار بار استغفار پڑھتے رہتے تھے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے تھے اور اس ہاتھ کو جس پر وہ گناہ کا نشان تھا سب کو دکھاتے تھے اور خود اس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی زار و قطار روتے بھی تھے اسی وجہ سے خدا کے دربار میں حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور کبھی عدل و انصاف کے تخت پر بیٹھتے تھے- ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن دو دہقانی متخاصمین داد خواہ ان کے پاس آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کی بکریوں نے میرا کھیت کھا لیا ہے اور آپ اس کا انصاف کر دیجئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ قیمت بکریوں کی اور کھیت کی بتاؤ تب انہوں نے بکریوں کی اور کھیت کی قیمت ٹھہرائی تو معلوم ہوا کہ زراعت کی قیمت بکریوں سے زیادہ ہے حضرت داؤدؑ نے یہ فیصلہ کیا کہ زراعت والے کو بکریاں حوالے کر دیں اور بکریوں والا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سے روتا ہوا نکل آیا- اور اس وقت حضرت داؤدؑ کے بیٹے حضرت سلیمان کی عمر صرف سات برس کی تھی وہ اپنے دروازے پر بیٹھے تھے اس شخص کو روتے دیکھا تو انہوں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ بھائی تم کیوں روتے ہو- اس نے جواب دیا کہ بھائی حضرت داؤدؑ نے انصاف کر کے میری کل بکریاں کھیت والے کو دے دی ہیں- یہ سن کر حضرت سلیمانؑ نے اس سے کہا

کہ تم خلیفہ خدا سے جا کر کہو کہ اے خلیفہ خدا اگر آپ ہمارے اس مقدمے کو غور کر کے انصاف فرماویں تو پھر اس غریب کے حق میں بہتر ہو گا اس شخص نے بموجب ارشاد حضرت سلیمانؑ کے حضرت داؤدؑ سے جا کر کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سنی اور پھر فرمایا کہ یہ بات تم کو کس نے بتلائی وہ بولا حضرت سلیمانؑ نے مجھ کو کہا کہ تم پھر خلیفہ خدا کے پاس جاؤ اور ان سے گزارش کرو کہ میرے مقدمہ پر پھر غور کیا جائے تاکہ غریب کے حق میں کچھ بہتری ہو۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمانؑ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ اے ابا جان اگر حضور اس مقدمہ کو اچھی طرح غور کر کے انصاف فرماویں تو میرا خیال ہے کہ پھر اس غریب کے حق میں بہتری ہو گی تب حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ تم اس کو فیصلہ کس طرح کرو گے تب دونوں حضرات نے اس مقدمہ پر نہایت غور و خوض کیا اور اس کا فیصلہ یوں چکا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قولہ تعالیٰ وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ الایة ترجمہ: داؤدؑ اور سلیمانؑ کو دی ہدایت ہم نے جس وقت وہ حکم کرتے تھے دونوں بیچ کھیتی والوں کے جس وقت کو چگ گئیں بیچ اس کے بکریاں ایک قوم کی اور روبرو ہمارے ان کا فیصلہ پس سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمانؑ کو اور دونوں کو حکم اور علم تھا۔

بعض تفسیروں میں یوں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریوں کو دلوا دیا۔ اور کھیتی والوں کو بدلہ ان کے نقصان کا اور اس وقت ان کے دین میں یوں تھا کہ چور کو اپنا غلام بنا لیتے تھے۔ اسی کے موافق یہ حکم تھا اور حضرت سلیمانؑ کم سن ہی تھے انہوں نے بھی جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کھیتی والوں کو کہ بکریاں تم ان کی رکھو اور ان کا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کرو بکریاں والو جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جاوے تب ان کی بکریاں واپس کر دیجیو اور اپنی کھیتی کو اپنے قبضہ میں کر لینا تاکہ دونوں کو کوئی نقصان نہ ہو۔ حضرت سلیمانؑ نے یہ انصاف کیا اور آئندہ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر مشورہ سلیمانؑ کے کوئی بھی حکم لوگوں پر نافذ نہیں کرتے تھے۔

ایک دن یوں ہوا کہ ایک بڑھیا سلیمانؑ کے غائبانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس داد خواہ آئی اور وہ آ کر یوں بولی اے خلیفہ خدا میں بڑھیا ہوں اور نہایت ہی ضعیفہ عیالدار بھی ہوں ایک روز اپنے عیال و اطفال کے لئے دکھ و محنت کر کے اپنے سر پر آٹا لاتی تھی اسی وقت ہوا اتنی تیز چلی کہ میرے سر پر جو آٹا تھا وہ سب اڑا لے گئی اور میرے لڑکے بالے بھوکے مرتے ہیں آپ اس کا کچھ انصاف کیجئے اگر ممکن ہو تو اس سے میرا آٹا دلوا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے بڑھیا ہوا پر میرا حکم نہیں چلتا اور تم کو کیونکر ہوا سے تجھ کو آٹا دلوا دوں۔ میں اس کے بدلے میں اپنی طرف سے آٹا دیتا ہوں تو اس کو لے جا۔ یہ سن کر بڑھیا خوش ہوئی اور آٹا لے کر دعا کرتی ہوئی چلی۔ دروازے پر حضرت سلیمانؑ بیٹھے ہوئے تھے

نے بڑھیا کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بڑھیا مائی تو کیوں آئی تھی فریاد کرنے آئی تھی یا آٹا مانگنے کو وہ بولی میں فریاد کرنے آئی تھی۔ حضرت داؤدؑ نے انصاف کیا کہ اپنی طرف سے مجھے آٹا دلوا دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا کیا معاملہ ہے؟ تب اس نے بیان کیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس بڑھیا سے کہا کہ تم جاؤ خلیفہ خدا سے کہو کہ اے نبی اللہ میں تو ہوا سے قصاص چاہتی ہوں آپ سے آٹا نہیں مانگتی۔ یہ سن کر بڑھیا پھر واپس حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئی اور ان سے جا کر کہا میں تو ہوا سے اپنا قصاص مانگتی ہوں آٹا نہیں مانگتی۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا کہ اے بڑھیا تو مجھ سے دس من آٹا لے جا پر ہوا سے قصاص مت چاہ کیوں کہ میری حکومت ہوا پر نہیں چلتی کہ میں اس کو پکڑ منگواؤں اور اس سے تیرا انتقام حاصل کروں پھر بڑھیا ناچار ہو کر دس من آٹا لے کر اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام سے رخصت ہو کر دروازے پر جب آئی تو پھر حضرت سلیمانؑ نے اس بڑھیا سے کہا۔ اے بڑھیا تو کیوں بغیر فیصلہ کے جاتی ہے جا کر خلیفہ خدا سے کہو کہ میں آٹا نہیں چاہتی ہوں آپ اس کو پھیر لیجئے اور میرا خدارا کوئی فیصلہ کر دیجئے یہ سن کر بڑھیا پھر حضرت داؤدؑ علیہ السلام کے پاس آئی اور ان سے وہی باتیں جا کر کہیں جو کہ حضرت سلیمانؑ نے بڑھیا سے کہی تھیں وہ باتیں سن کر حضرت داؤدؑ نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ باتیں کس نے بتائی ہیں۔ وہ بڑھیا بولی کہ یہ باتیں مجھے دروازے پر حضرت سلیمانؑ نے بتائی ہیں پھر حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو بلایا اور کہا اے بیٹے میں ہوا کی تجویز کیسے کروں وہ تو پکڑے نہیں جاتی ہاں اس کی صورت مجسم ہوتی تو البتہ اس کو پکڑ منگواتا۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا اے ابا جان اس کو پکڑ کے حاضر کرنا تو سہل بات ہے اور وہ آپ کی دعا کافی ہے آپ دعا کریں خدا کے حکم سے ہوا صورت شخص بن کر خود حضرت کے حضور میں حاضر ہووے گی۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کو خدا کے پاس مواخذہ ہو۔ اگر وہ یا آپ سے انصاف کا مطالبہ اور شکوہ کرے اور وہ انصاف طلب کرے تو آپ اس کو کیا جواب دیں

یہ سن کر حضرت داؤدؑ نے خدا کی جناب میں دعا مانگی اور حضرت سلیمانؑ نے ان کے ساتھ آمین کہی۔ اسی وقت خدا کے حکم سے ہوا بصورت شخص ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی۔ تب بڑھیا نے ہوا سے اپنے آٹے کا دعویٰ کیا اور ہوا نے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ میں نے جو کیا تھا وہ خدا کے حکم سے کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت داؤدؑ نے کہا وہ کیا ہے بیان کرو ہوا نے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ دریا میں ایک قوم کی کشتی تھی اور اس میں ایک سوراخ ہو گیا تھا اور وہ قریب ڈوبنے کے تھی اور دریا کے سیلاب کے گرداب میں آپڑی تھی اس قوم نے اس اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر کشتی اس گرداب سے خداوند نجات دے گا تو اس کشتی کا سب مال خدا کی راہ پر فقیروں اور محتاجوں کو دیں گے۔ اسی وقت خداوند قدوس

نے مجھ کو حکم دیا کہ تو اس بڑھیا کا آٹا لے کر اس کشتی کے سوراخ کو بند کر دے تاکہ یہ کشتی غرق ہونے
سے بچ جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ چند روز کے بعد وہ کشتی کنارے پر آ لگی اور ادھر حضرت داؤدؑ کو خبر ہوئی کہ
ایک کشتی نذر کی دریا کے کنارے پہنچی ہے حضرت داؤدؑ نے سب مال نذر کا کشتی سے منگوا کر آدھا فقیروں
اور محتاجوں کو دیا اور آدھا مال اس بڑھیا عورت کو دیا کہ جس کے آٹے سے اس کشتی کا سوراخ ہوا بند
کیا تھا ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ تم نے خدا کی کیا اطاعت و بندگی کی تھی جو تم
کو اتنا مال ملا۔ وہ بڑھیا بولی میں نے خدا کی بندگی نہیں کی تھی مگر ایک دن ایک فقیر بھوکا محتاج پیاسا میرے
پاس آیا اور اس نے کھانے کا سوال کیا اور اس وقت میرے پاس صرف ایک روٹی تھی چنانچہ میں نے وہ
روٹی اس فقیر کے حوالے کر دی اور اس فقیر نے اس روٹی کو کھا کر پھر مجھ سے کہا کہ میں بہت بھوکا ہوں
اور بہت دور سے آیا ہوں اور اس روٹی سے مجھے سیری نہیں ہوئی کچھ اور دیجئے۔ میں نے کہا تم ذرا ٹھہرو
میں گیہوں پیس کر روٹی پکائے دیتی ہوں یہ کہہ کر میں آٹا پیس کر اپنے سر پر رکھ کر لا رہی تھی کی راستے میں
ہوا کی تیزی سے وہ سب آٹا اڑ گیا۔ اور میں جانتی ہوں کہ مجھ پر تکلیف گزری اس بھوکے فقیر کے سبب
سے بھی بہت ہی متفکر و غمناک ہو کر تمہارے پاس داد خواہ آئی تھی اتنا مال خدا کی مہربانی سے تمہارے ہاتھ
سے مجھ کو ملا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل نے حضرت داؤدؑ سے آ کر یہ بات
کہی تھی کہ اس بڑھیا کو کہہ دو اتنا مال جو تو نے پایا اس آٹے کا بدلہ ہے جو ہوا سے اڑ گیا تھا۔ اور اس روٹی
کے بدلے جو تو نے اس فقیر کو دی تھی اس کا بدلہ آخرت میں ستر روٹیاں ملیں گی۔ منقول ہے کہ ایک روز
بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ ہم احوال قیامت کو دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کو قیامت
کا یقین ہو اور یہ بھی ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ روز قیامت اسی طرح ماجرا گزرے گا یہ سن کر حضرت
داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا کہ عید کے دن تم کو یہ ماجرا دکھاؤں گا۔

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سردار رئیس القوم مالدار تھا اور اس کی ایک گائے زرد
رنگ خوشنما پاؤں تھے اور اس پر زری کے کپڑے ڈال کر خوب سجا کر میدان میں چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور نیز
بنی اسرائیل میں ایک عورت نہایت ہی عابدہ زاہدہ تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا وہ بڑا نیک اور صالح تھا
دونوں نے صحرا میں جا کر ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی اور وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے ایک روز وہ دونوں
اپنی بنائی ہوئی عبادت گاہ میں خدا کی عبادت میں مصروف تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کا کچھ بھی اسباب
نہ تھا۔ مگر اس کے کنارے ایک چشمہ قدرتی جاری تھا۔ اور اسی چشمہ کے کنارے ایک انار کا درخت لگا
تھا۔ خدا کی مہربانی سے ہر روز اس میں دو انار لگتے تھے اور اس کو وہ دونوں ماں و بیٹے کھاتے تھے اور اللہ کا شکر ادا

کرتے تھے۔ تقریباً یہ حال ستر برس تک رہا ایک روز اس کے بیٹے نے کہا اے ماں شہر کے اندر تو
بازار میں بہت سی چیزیں بکتی ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ انار بازار سے لا کر کھاؤں۔ اس کی ماں نے اس سے
کہا کہ اے بیٹے دو انار اللہ تعالیٰ ہم کو بغیر کسی محنت و مشقت ہر روز عنایت کرتا ہے یہی کھا کر شکر کر اور
کسی دوسری چیز کا لالچ مت کر لالچ بری چیز ہے یہ کہہ کر جب درخت کی طرف نظر کی تو وہ دو انار جو
لگتے تھے اچانک غائب ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اس کی ماں نے کہا۔ اے بیٹا وہ دو انار جو اللہ تعالیٰ نے ہم
کو بطور روزی کے دے رکھے تھے۔ بسبب بے صبری اور ناشکری کے غائب ہوئے پس ایک رات اور ایک
دن دونوں ماں بیٹے بھوکے رہے۔ اتنے میں اجنبی ایک گائے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے دونوں ماں بیٹوں کے
پاس آئی اور بولی مجھ کو ذبح کر کے کھا جاویں میں تمہاری حلال روزی سے ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا
یہ گائے چاہتی ہے کہ ہم کو گناہ میں گرفتار کرے تب اس کو ہانک دیا پھر وہ آ کر موجود ہوئی ہاتھ پاؤں چھوڑ
کر زمین پر سو گئی اور اپنا حلق سامنے کر کے بولی۔ اے میاں مجھ کو ذبح کر کے کھاؤ اور میں تمہارا رزق حلال
ہوں لیکن اس پر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اور پھر اس کو ہانک دیا کچھ دیر بعد پھر آ کر موجود ہو گئی تب ناچار ہو کر
دوسرے دن ماں بیٹے نے اس کو ذبح کیا اور کباب وغیرہ بنا کر کھا گئے۔ ادھر جب وہ گائے تیسرے دن اپنے
مالک کے گھر نہ گئی تو آقا نے اس کی بہت تلاش کی اور بہت سے لوگوں کو جنگل اور میدانوں کی طرف بھیجا
مگر وہ نہ ملی۔ بالآخر ایک عورت دلالہ قوم بنی اسرائیل سے تھی جو ہر گھر میں خرید و فروخت کے واسطے
جاتی تھی اتفاقاً وہ عورت ان دونوں ماں بیٹے کے گھر گئی۔ دیکھتی کیا ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے وہ دونوں
ماں بیٹا کباب بنا کر کھا رہے ہیں۔ اس دلالہ عورت کو دیکھ کر ماں بیٹا گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں ماں نے
اپنے بیٹے سے کہا کہ آج کتنے برس سے ہم یہاں اپنے خالق کی عبادت میں مشغول ہیں اور رزق بھی حلال
کھاتے ہیں آخر میری بات تو نے نہ مانی بیگانی گائے ذبح کر کے کھا گئے کیا خبر خدا ہم کو کس عذاب میں مبتلا
کرے اور پھر ہم کو رسوا کرے سارے ملک میں پس اس عورت دلالہ نے جا کر اس گائے کے مالک کو خبر
کی اور اس کا نشان بھی بتا دیا اس گائے کے مالک نے حضرت داؤد علیہ السلام سے جا کر اپنی درخواست پیش کر دی
کہ فلاں شخص نے میری گائے ذبح کر کے کھا لی ہے۔ حضرت داؤدؑ نے اسی وقت حکم کیا کہ اس شخص کو
میرے دربار میں حاضر کرو۔ اس حکم کو لے کر لوگ ان ماں بیٹا کے پاس گئے اور ان دونوں کو حضرت
داؤد علیہ السلام کے دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں دوسرے کی
گائے ذبح کر کے کھائی ہے۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ خدا وہ گائے تین دن تک ہمارے دروازے پر آ کر
اڑی اور بار بار ہانکنے سے بھی نہ گئی اور وہ بولتی تھی کہ میں تمہاری حلال روزی ہوں مجھے تم ذبح کر کے
کھاؤ اور ہم لوگ تین دن کے بھوکے تھے اس کو ذبح کر کے کھا گئے۔ یہ بات سن کر اس گائے کے مالک

نے کہا کہ تم جھوٹ کیوں بولتے ہو گائے بیل نے بھی کسی سے بات کی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرما
وہ البتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کر سکتی ہے۔

الغرض صاحب گائے نے دونوں ماں بیٹے سے قصاص طلب کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرما
تم ان کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں ہم سے ایک ہزار اشرفیاں لے لو۔ وہ بولا کہ میں ہرگز
معاف نہ کروں گا۔ میں تو اپنی گائے کا قصاص لوں گا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اس کا
چمڑا بھر کے اشرفی مجھ سے لے لو۔ اور ان کو اس خطا سے معاف کرو۔ اس جاہل نے حضرت داؤد علیہ السلام
نہ مانا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے داؤدؑ اللہ تعالیٰ نے تم کو
کہا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل احوال قیامت تجھ سے دنیا میں دیکھنا چاہتے تھے تم ان سے کہدو کہ کل
کے دن میدان میں جا کر سب حاضر ہوں احوال قیامت کو وہاں دیکھیں گے۔ تب حضرت داؤد علیہ السلام نے
سے کہہ دیا۔ وہ سب چھوٹے بڑے زن و مرد قوم کے اس میدان میں عید کے روز جا کر حاضر ہو۔
حضرت داؤد علیہ السلام اپنے منبر پر چڑھ کر کتاب زبور پڑھنے لگے اور تمام لوگ ان کی خوش الحانی کی وج
غش میں آ گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اس رئیس
صاحب گائے سے پوچھو کہ اس دن کو وہ یاد کرے کہ جس دن شام کی راہ سے فلانے سوداگر کے
نوکر ہو کر جاتا تھا۔ اس کے ساتھ پانچ سو اونٹ بکری اور مال و اسباب تھا۔ تو نے اس کو مار کر سب چھ
تھا۔ اور پھر مصر میں جا کر اس کے مال و اسباب سے تو نے بہت نفع اٹھایا۔ اور اس کے بعد تو ملک شام
تھا۔ اتنا مال و متاع تو نے جو جمع کیا یہاں تک کہ تو قوم بنی اسرائیل کا سرغنہ بھی ہوا سو وہ سوداگر
تو نے مارا تھا اس کی یہ بیوی اور اسی کا یہ لڑکا ہے جو تیری گائے کو ذبح کر کے کھا گئے ہیں اور اس وقت
مال تیرے پاس موجود ہے سب اس کا ہے۔ حضرت داؤدؑ نے یہ حقیقت جبرائیل سے سن کر صاحب
سے پوچھا اس نے اس بات سے انکار کیا اور پھر کہا کہ میں نے ہرگز کسی کو نہیں مارا اور نہ مال کسی کا
نے چھینا لوٹا یہ بات کس نے کہی ہے بالکل جھوٹ ہے جو آپ نے سنی ہے اس وقت خدا کے حکم سے
اس کو گونگی ہو گئی۔ اور پھر ہاتھ پاؤں نے اس کی گواہی دی۔ اس کے ہاتھ نے کہا سچ ہے میں نے چھرا
اس سوداگر کو ذبح کیا تھا اور اس کا شتر اور مال و اسباب سب لے لیا تھا اور اسی طرح تمام اعضاء نے ا
گواہی دی قوم بنی اسرائیل یہ حقیقت سن کر بڑی متعجب ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے
بھائی مومنوں! یہی حقیقت ہو گی حشر کے دن جس نے بھی جو کچھ نیک کام اور بد کام کیا ہو گا قیامت
تعالیٰ کے سامنے ظاہر ہو گا۔ ہاتھ پاؤں اس کے گواہی دیں گے جیسا کہ صاحب بقر کے ہاتھ پاؤں نے
دی اور منہ سے اس دن پتہ نہ بول سکے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے الیوم نختم علی افو

ہم وتکلمنا ایدیھم الایہ ترجمہ: آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ پاؤں
جو وہ کماتے تھے دنیا میں آخر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں ماں بیٹوں کو کہا کہ رئیس قوم جو
ب گائے ہے تمہارے باپ کو مار کر تمام مال و دولت لوٹ لے گیا تھا۔ اب خدا کے حکم سے اسے مار کر
اپنے باپ کا قصاص لو اور اس سے اپنا سب مال و اسباب لے لو۔ اس لڑکے نے اس بات کو سن کر اسی
صاحب گائے کا سر کاٹ لیا اور جو مال و اسباب تھا اپنے باپ کا سب لے لیا اور پھر شکر خدا کا بجالایا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ پر آخر ہوئی اور موت قریب آئی تو حضرت
علیہ السلام نے ایک صندوق ان کو لا کر دیا اور پھر کہا اے داؤدؑ تم اپنے بیٹوں سے پوچھو کہ اس کے اندر کیا چیز
جو کوئی اس کے اندر کی چیز بتائے گا اسی کو خلافت و سلطنت ملے گی تب بنی اسرائیل اور پندرہ بیٹوں کو
پاس بلا کر ایک جگہ جمع کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس صندوق کے اندر کیا چیز ہے جو کوئی بھی بتا سکے گا اس کو
ولی عہد مقرر کروں گا۔ اور وہ نبی بھی ہو گا اور وہ بنی اسرائیل اور سارے جہان کا بادشاہ بھی ہو گا۔ کسی
بھی اس کے اندر کی چیز نہ بتائی گئی۔ حضرت سلیمانؑ اپنے سب بھائیوں میں سے چھوٹے تھے وہ خدمت
کی بجالائے اور کہا کہ اس کے اندر ایک انگشتری اور ایک چابک اور ایک خط یہ تینوں چیزیں اس کے
محفوظ ہیں اور تینوں کے علاوہ اس میں اور کچھ نہیں ہے۔ جب صندوق کو کھول کر دیکھا تو وہی تین
پائیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تینوں چیزیں معجزے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ انگوٹھی جو ہے
نبی کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے اور جو شخص بھی اس کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جو چاہے گا اس سے
ہو گا اور جب اس پر نگاہ کرے گا جو کچھ دنیا کے بیچ میں ہے مشرق سے مغرب تک بھلا برا مخلوق کا
ہو گا اور تمام طیور و پرند چرند و حوش سب کے سب اس کے تابع فرمان ہوں گے اور جو چابک ہے وہ
کا ہے جو شخص بھی صاحب چابک سے باغی ہو گا یعنی اس کی اطاعت نہ کرے گا جب صاحب چابک
ارشاد کرے گا وہ چابک خود بخود جا کر اس کو معذوب کریگا۔ ایک راویت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
نہ تھا بلکہ وہ دور باش تھا جو باغی ہوتا اللہ تعالیٰ سے چابک اس کو معذوب کر کے لاتا کہتے ہیں کہ کوئی
بک کو بوجہ ڈر کے نہ چھوتا تھا یعنی صرف مالک ہی اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔ کیونکہ اس کا خاصہ تھا
راستعانت غیر کے لوگوں پر عذاب کرتا اور پھر اس کے بعد حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ ان سے پوچھو
یہ خط کے اندر کیا لکھا ہوا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تو کوئی اس کا حال دریافت نہ کر سکا سلیمانؑ نے کہا کہ
کے اندر پانچ مسئلے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ایمان۔ محبت۔ عقل۔ شرم اور طاقت پھر پوچھا ہر ایک کا مقام و
انسان میں کس جگہ ہے وہ جو مقام ایمان و محبت کا دل ہے اور مقام عقل سر ہے اور مقام شرم آنکھ اور

مقام قوت و طاقت بڑی ہے جب حضرت سلیمانؑ نے یہ باتیں کہیں تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان
خلیفہ مقرر کیا اور وہ خاتم سلطنت ان کی انگلی میں پہنائی اور وہ چابک بھی ان کے ہاتھ میں دیا اور بزر
کو اس شاہی تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنے عبادت خانے میں جا بیٹھے اس وقت
کی ایک سو برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ یہ حوالہ
التواریخ سے لکھا ہے۔ ایک دن ملک الموت آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟
کہ میں ملک الموت ہوں۔ آپ کیوں یہاں آئے ہیں۔ حضرت عزرائیلؑ نے کہا تمہاری روح قبض
آیا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عزرائیلؑ سے کہا کہ مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ اس
جواب میں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے اور تم کو ابھی جانا ہے یہ کہہ کر ان کی جان قبض کر
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ترجمہ: پس جب آ
وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ایک ساعت اور نہ آگے نکل جاتے ہیں بعد موت ان کے حضرت سلیم
علیہ السلام نے تعزیت اور ان کی تجہیز و تکفین کی (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

بنی اسرائیل کی صورتیں مسخ ہونے کا قصہ

ایک روایت میں ہے کہ ایک قبیلے نے قوم بنی اسرائیل سے علیحدہ ہو کر دریا کے کنارے
اپنے رہنے کے واسطے مکان بنا لئے تھے اور یہ واقعہ اس وقت عمل میں آیا جب حضرت داؤد علیہ السلام بلا
گھانی میں مبتلا ہوئے تو ان لوگوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اکثر احکام توریت کے خلاف شرع کام شر
کر دیئے۔ منجملہ ان امور کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ہفتہ کے دن شکار نہ کریں اور نہ دنیا کی کوئی خر
فروخت کریں یہ سب چیزیں کتاب توریت میں حرام تھیں ان لوگوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور ان حرام
چیزوں پر کاربند ہو گئے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ جب اس قوم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی شروع کی تو
کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے دریا کی مچھلیوں کو حکم دیا کہ وہ ہفتے کے دن دریا سے
ساحل پر آ کر اپنے کھیل کود میں مشغول رہیں اور دنوں میں دریا میں جا رہیں۔ پس خداوند تعالیٰ کے
سے مچھلیاں ہفتے کے دن دریا سے نکل کر کنارے پر آ کر پھرتی رہتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ دوسرے دنوں
میں دریا میں جا رہتیں۔ آخر یہودیوں نے ان کو دیکھ کر لالچ سے ایک حیلہ کیا کہ انہوں نے دریا کے کنارے
پر نہر کھود کر وہاں اپنے جال ڈالے کیونکہ ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے آ کر کھیل کود کے وقت پھر وہاں
چلی جاتی تھیں آخر وہ سب ہفتے کے دن نہر میں جال ڈال کر رکھتے اور صبح کو اٹھ کر یک شنبہ کو
ضرورت اپنی آرزو کے مطابق کھاتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ (الآیۃ) ترجمہ: اور پوچھ انؐ سے احوال اس
کا کہ جو تھے کنارے دریا کے جب وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں اور جب آنے لگیں ان پر
ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو وہ نہ آویں یوں ہم آزمانے لگے اس واسطے کہ وہ
بے حکم تھے اور جب بولا ایک فرقہ ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو کہ جس کو اللہ
ہلاک کرے یا ان پر عذاب مسلط کرے اور وہ لوگ یہ سن کر سخت بولے کہ تم ہم کو ڈراتے ہو۔ ہم ہر
طرح سے طاقتور ہیں ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن پھر بھی نصیحت کرنے والوں نے ان کو برابر نصیحت
کی جب انہوں نے کسی طرح سے بھی نہ مانا اور برابر خلاف شرع کام کرتے رہے۔ پھر ان کو عذاب
بندی نے آ پکڑا۔ محض اس وجہ سے کہ وہ اپنے رب کی نافرمانی کرتے تھے۔ اور نصیحت کرنے والے کی
بات پر عمل نہیں کرتے تھے اور پھر ہم نے جن کاموں سے منع کیا تھا وہ اسی کے کرنے پر برابر گامزن
رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بندر ذلیل ہو گئے۔ قرآن مجید کے سورۂ اعراف کے ترجمہ کے فائدے
میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت داؤدؑ کے عہد میں یہود کو ہفتے کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہریوں
کا یہ حکم دیکھا تو پھر ان کو بطور آزمانے کے ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے اوپر پھیریں اور دوسرے دنوں
غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا اور انہوں نے بالآخر ہفتے کے دن شکار کیا۔ اور انہوں نے اپنی دانست
میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں ہو رہیں تو بھی وہ مچھلیاں ان کے ہاتھ نہ
آتیں اور ہفتے کی شام کو وہ مچھلیاں نکل جاتیں آخر انہوں نے ہفتے کے دن بھاگنے کی راہ بند کی اور اتوار
کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بندر ہو گئے اور ان میں تین فرقے ہو گئے۔ ایک تو ان میں وہ تھے کہ جو شکار کرتے
اور دوسرے لوگ وہ تھے جو باز آ گئے تھے۔ نافرمانیوں سے برابر منع کرتے رہتے تھے۔ اور تیسرے وہ
تھے جو منع کرنے سے تھک گئے تھے اور منع کرنا چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو برابر منع کرتے
اور منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا۔
ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز سنی تو دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ہر گھر میں بندر ہی بندر نظر آ
ئے اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ آدمی کو پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر اپنا رکھتے اور
رونے لگتے۔ بالآخر وہ اپنے برے حال سے تین دن میں سب کے سب مر گئے۔ کتاب توریت میں اللہ
نے فرمایا تھا کہ جب تم حکم توریت کا چھوڑو گے تو تم پر اور لوگ مسلط ہوں گے اور پھر قیامت تک
خوار ہو گے۔ اب تم غور کرو کہ روئے زمین پر یہود کی کہیں بھی حکومت نہیں اور وہ غیر کی رعیت
ہیں۔ اے مومنو! بسبب نافرمانی خداوند قدوس بنی اسرائیل کے چہروں اور بدن کو مسخ کیا گیا۔ یعنی مسخ
ہو کر بصورت بندر ہو گئے اور ہم لوگ چونکہ خاتم النبیین کی امت میں ہیں اس لئے اس زمانے میں گناہ

کرنے کے باوجود بھی حضور اکرم ﷺ کی دعا کی وجہ سے مسخ نہیں کئے جاتے لیکن یہ یاد رہے کہ قیامت کے دن اس نافرمانی کی سزا ذلت مسخ سے کم نہ ہوگی یا اللہ تو ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرما اور دین اسلام پر ثابت و قائم رکھ اور ہمارے سارے گناہوں کو معاف فرما۔ آمین۔ یارب العلمین ٥

بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ پھر ہم کو سلطنت عنایت فرمائے اور لوگ خدا کے دشمنوں کو مار کر زیر کریں۔ اور ایک سردار بھی ہم پر مقرر کردے کہ ہم لوگ اس کی اطاعت میں جہاد کریں۔ چنانچہ یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی۔ (الآیۃ) ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھی ایک جماعت قوم بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب کہا انہوں نے اپنے نبی کو مقرر کر دیوے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کو کہ ہم جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ بولا یہ بھی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تب تم نہ لڑو۔ وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ہم کو نکال دیا ہے ہمارے گھروں سے اور اپنے بیٹوں سے۔ پھر جب ان کو حکم ہوا لڑائی کا پھر گئے مگر تھوڑے ان کے اپنے عہد و قرار پر قائم رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو ظالم ہیں۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک مدت تک بنی اسرائیل کا کام بہتر رہا پھر جب ان کی نیت بری ہو گئی تو پھر غنیم مسلط ہوا۔ یعنی جالوت بادشاہ کافر نے ان کے اطراف کے شہر چھین لئے اور خوب اچھی طرح سے لوٹا اور قیدی کر کے لے گیا۔ اور جو باقی بچے وہ بھاگ کر شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور پھر انہوں نے حضرت شموئیل پیغمبر سے کہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کر دو کیونکہ بغیر اقبال بادشاہ کے ہم لڑ نہیں سکتے۔

طالوت ایک شخص تھا قوم بنی اسرائیل میں اور وہ کسی کے چوپائے چراتا تھا۔ ایک دن ایک چوپایہ اس سے گم ہو گیا۔ مالک چوپایہ نے اس سے اس کی قیمت طلب کی اور اس کو یہ مقدور نہ تھا کہ وہ اس چوپائے کی قیمت دیوے آخر ناچار ہو کر حضرت شموئیل پیغمبر کے پاس گیا کہ چوپائے کے مالک کے لئے سفارش کریں تاکہ وہ اس چوپائے کی قیمت کو معاف کردے۔ حضرت شموئیل پیغمبر نے اس سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا کہ میرا نام طالوت ہے تب شموئیل پیغمبر نے اس کو بغور دیکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک شاخ بہشت سے لاکر شموئیل علیہ السلام نبی کو دی اور پھر کہا جس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا اور اس کا نام بھی طالوت ہوگا۔ حضرت شموئیل نے

ان کا قد اس عصا سے ناپا تو اس کے بالکل برابر نکلا۔ پھر حضرت شموئیل علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل سے کہا خدا تعالیٰ طالوت کو تم میں بادشاہ کرے گا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا۔ ترجمہ: اور کہا ان لوگوں کو ان کے نبی نے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا تمہارے لئے طالوت بادشاہ کو اور انہوں نے حضرت شموئیل علیہ السلام نبی سے کہا کہ کیونکر ہوگی اس کی سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق اس سے زیادہ ہے سلطنت میں اور اس کو مال کی بھی کچھ کشائش نہیں ہے اور پھر اس سے ایک چوپایہ بھی گم ہو گیا تھا اور وہ بھی اس کی قیمت نہ دے سکا۔ آخر کار وہ کیونکر ہمارا بادشاہ ہوگا؟ یہ سن کر حضرت شموئیل علیہ السلام نبی نے فرمایا، قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ (الآیۃ) ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند فرما لیا تم میں سے اور اس کو زیادہ کشائش علم میں دی اور اس کے بدن میں قوت و طاقت زیادہ دی۔ اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اپنا ملک جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی گنجائش والا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو خوب طرح جانتا ہے۔ اور قوم بنی اسرائیل نے طالوت کو حقیر جان کر اس پر کوئی التفات نہ کیا اور بلکہ کہنے لگے اے نبی اللہ یہ ہم کو بتاؤ کہ اس کی بادشاہی کی کیا نشانی ہے تب ہم لوگ آپ کی بات مانیں گے اور اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا نشانی اس کی بادشاہی کی یہ ہے کہ وہ اگر تابوت سکینہ دیار عمالقہ سے تم کو لا کر دے گا' قولہ تعالیٰ: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ (الآیۃ) ترجمہ: اور کہا ان کو ان کے نبی نے کہ نشانی اس کی سلطنت کی یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق جس میں دلجمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور بقایا وہ چیزیں جو چھوڑ گئی موسیٰ اور ہارون کی اولاد اٹھا لاویں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی ہے پوری تم کو اگر تم لوگ یقین رکھتے ہو۔

پس حضرت شموئیل نے طالوت کو اقبال مند دیکھ کر کہا کہ تم قوم بنی اسرائیل میں بادشاہ ہو گے اور تم میدان کی طرف جاؤ اور وہاں تم تابوت سکینہ پاؤ گے وہ قوم بنی اسرائیل کو لا کر دے دو۔ پس طالوت حضرت شموئیل کے کہنے سے میدان کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تابوت سکینہ کو ایک بیل گاڑی پر جس میں دو بیل باندھے ہوئے تھے فرشتے لاد کر لا رہے ہیں۔ طالوت اس کے قریب پہنچے اور اس بیل گاڑی پر بیٹھ کر ہانکتے ہوئے اس تابوت سکینہ کو بنی اسرائیل کی جماعت میں لے آئے۔ اور ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سب فرشتے خدا کے حکم سے اس تابوت سکینہ کو طالوت کے گھر پہنچا گئے۔ جب تابوت سکینہ بنی اسرائیل کو طالوت نے جب پہنچایا تو وہ اس کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ تعجب میں پڑ گئے اور حیرت زدہ رہ گئے اور پھر ان کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اسی وقت سے ان کے مطیع فرمان ہو گئے۔ اس پر طالوت نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر اسی قوم بنی اسرائیل سے کہا کہ چلو ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے انہوں نے یہ بات ان کی قبول کرلی اور حضرت شموئیل علیہ السلام نے ایک زرہ آہنی طالوت بادشاہ کو عنایت

فرمائی اور پھر کہا کہ یہ زرہ جس کے بدن پر راست آوے گی اسی کے ہاتھ سے بادشاہ جالوت جو جابر
اور کافر ہے مارا جائے گا۔

بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤدؑ کے ہاتھ سے

ایک روایت کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب طالوت حضرت شموئیل علیہ السلام سے رخصت ہو کر مع اپنے تمام غازیوں کے روانہ ہوئے تو ایک روایت میں ہے کہ طالوت کے ہمراہ اسی ہزار آدمی تھے طالوت کے ساتھ لڑنے کو گئے اور کچھ مخبروں نے جا کر جالوت کو خبر پہنچائی وہ یہ خبر سنتے ہی ناہنجار کربانده اور اپنا لشکر جرار لے کر مستعد جنگ ہو گیا اور ادھر قوم بنی اسرائیل طالوت کے ہمراہ کوچ کرتی ہوئی چلی جاتی تھی۔ جب کچھ دور پہنچی تو طالوت نے ان سے اسی راستے میں مخاطب ہو کر کہا' جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ الخ ترجمہ: پس جدا ہوا طالوت اپنی فوجیں لے کر تو اس نے اپنی فوجوں سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ تم کو آزمانے والا ہے۔ ایک نہر سے پس جس نے پانی پیا اس کا پس وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو پانی اپنے ہاتھ سے' پھر پی گئے اس پانی مگر تھوڑے ان میں سے یہ کہہ کر وہ چلے بعد قطع منازل بیاباں کے درمیان فلسطین کے وہ نہر ملی پانی اس کا نہایت صاف و شفاف مثل آب حیات کے تھا۔ کچھ لشکریوں نے بوجہ مارے پیاس کے باوجود ممانعت طالوت بادشاہ کے اس نہر سے پانی پی لیا۔ مگر تھوڑے لوگوں نے پانی نہیں پیا اور وہ پیاسے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ (الایۃ) ترجمہ: پس پی گئی قوم پانی اس کا مگر تھوڑے لوگ جنہوں نے اس کی ممانعت نہ سنی انہوں نے زیادہ اور پیاس بڑھائی اور وہ جتنا پانی پیتے اتنی ہی اور پیاس ان پر غالب ہوتی۔ تب ناچار ہو کر طالوت نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پانی پیتے ہی زبان ان کی باہر نکل پڑی تھی اور ان کے پیٹ پھول گئے پھر وہ اسی حالت میں مر گئے اور جن لوگوں نے موافق حکم طالوت کے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پیا وہ نہایت آرام سے رہے۔

قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھا کہ کل آدمی طالوت کے ساتھ اسی ہزار تھے اور اس میں سے تین سو تیرہ جالوت کی لڑائی میں رہے۔ اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بھائی وغیرہ بھی لشکر کے ساتھ تھے۔ راستے میں لشکر کے ساتھ آتے وقت تین پتھر ملے وہ کہنے لگے کہ ہم کو بھی اٹھا لے جاؤ اور ہم جالوت کو ماریں گے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں کو اٹھا لیا۔ ادھر طالوت کے لشکریوں نے کہا کہ

جالوت بادشاہ کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہیں اور جالوت بادشاہ کا لشکر بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ہم اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ان میں بعض متوکل علی اللہ بھی تھے وہ کہنے لگے کہ اگرچہ ہم تھوڑے ہیں مگر ہمارا خداوند قدوس مددگار و ناصر ہے' قولہ تعالیٰ: كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ط ترجمہ: بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جب سب جالوت بادشاہ کے مقابلے میں آئے تو کہنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ (الایۃ)۔ ترجمہ: اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اس کی فوجوں کے بولے یعنی طالوت کے لشکری لوگ اے رب ہمارے ڈال دے ہم میں جتنی مضبوطی ہے۔ اور ٹھہرا ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر جالوت نے جب طالوت کے لشکر کی طرف دیکھا اور ان کی دلیری پر متعجب ہوا اور پھر اس کو شرم آئی اس بات سے کہ ہم ایک لاکھ آدمی جری ہیں۔ ان تین سو تیرہ آدمی ضعیف کے ساتھ ہم کو لڑنا کچھ جوان مردی نہیں۔ پھر اس نے طالوت کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ سپاہی تو لڑنے کو لایا ہے یہ میرے لڑنے کے قابل نہیں۔ بہتر ہے کہ خیال باطل چھوڑ دے اور میری اطاعت قبول کر اور اگر تو یہ نہیں چاہتا ہے تو پھر میرا سامنا کر اور میدان میں آ۔ یہ سن کر طالوت نے حکم کیا اپنے لشکریوں کو کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ جالوت مردود کا سر کاٹ کر جلدی سے لے آوے اور پھر جالوت مردود کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے آئے ہیں تو یہ مت گمان کر کہ سپاہی میرے قلیل ہیں۔ اور تیرا لشکر اس کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ یاد رکھ خدا میرا بزرگ ہے وہ مجھ کو غالب کر دے گا بلکہ ہم پر اور ایسا بہت ہو چکا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

پس ناگاہ ایک لحظہ کے بعد ایک جوان مہیب شکل دیو ہیکل تمام سلاح پوش گھوڑے پر سوار چوب نیزہ تلوار ہاتھ میں لے کر مخالف لشکر گاہ سے بر صف کارزار آ کھڑا ہوا اور ایک ہینگ مثل گدھے کے ماری اور کہا میں جالوت ہوں اور تم سب کو کافی ہوں تم لوگ میرے سامنے آتے جاؤ۔ یہ بات سن کر طالوت نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس مردود کا سر کاٹ کر لے آوے تو اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ آخر کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا یہ دیکھ کر طالوت بہت سست ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب جالوت لعین ہم پر حملہ کرے اور قوم بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے میں بڑھتے نہیں یہ کہہ کر خود چاہا کہ اس مردود سے جا کر لڑے اس وقت ایک نوجوان نہایت قوی نے اپنے سر پر خود رکھ کر لباس حریر پہن کر ایک چوب ہاتھ میں لے کر طالوت کو آ کر سلام کیا اور کہا کہ تم کچھ اندیشہ مت کرو خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں جالوت سے لڑوں گا اور انشاء اللہ اس کو مار ڈالوں گا۔ طالوت بولا کہ تم

کس قوم سے ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولے کہ میں اسرائیلی ہوں اور میرا نام داؤدؑ ہے اور میرے بھائی ہیں آپ کے لشکر میں' اس نے کہا کہ تم نے کبھی اول بھی لڑائی کی ہے۔ وہ بولے اکثر میں سباع اور درندوں سے لڑا ہوں۔ اس وقت دو برادر ان کے طالوت کے پاس حاضر تھے۔ انہوں نے طالوت سے کہا اے طالوت داؤدؑ کبھی کسی لشکر سے لڑا نہیں جو کہتا ہے حضور۔ غلط ہے اس نے تو کبھی لڑائی نہیں دیکھی اور وہ جالوت مردود بڑا لڑنے والا ہیکل ہے اور وہ جنگ آزمودہ ہے اس سے یہ کیونکر لڑ سکے گا۔ پس طالوت نے حضرت داؤدؑ کو ایک زرہ پہنائی اور وہ زرہ ان کو حضرت شموئیلؑ نے دی تھی کہ یہ زرہ جس کے بدن پر صحیح آوے گی وہی لڑائی فتح کرے گا اور وہی بادشاہ ہو گا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ طالوت نے خواب دیکھا تھا کہ جس کے بدن میں یہ زرہ موافق آوے گی اسی کے ہاتھ سے جالوت بادشاہ کافر مارا جائے گا۔ بہرصورت وہ زرہ ہر ایک کو پہنا کر دیکھی کسی کے بدن پر موافق نہ آئی اور حضرت داؤدؑ نے اس زرہ کو پہنا تو ان کے بدن پر بالکل ٹھیک آئی اور پھر طالوت نے ان سے کہا کہ تم جاؤ جنگ میں جالوت مردود تمہارے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ پس انہوں نے عہد مؤکد کر کے وہ زرہ پہن کر اور وہ تین پتھر جو لشکر کے ساتھ آتے وقت راہ میں ملے تھے اور جنہوں نے کہا تھا کہ ہم کو بھی اٹھا کر لے جاؤ ہم تمہارے کام آویں گے اور ہم ان پتھروں میں سے ہیں کہ جن پتھروں کے برسانے سے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کیا تھا۔ لہٰذا ان پتھروں کو لے کر حضرت داؤدؑ معرکۂ جنگ میں جالوت کے سامنے آ گئے۔ جالوت نے ان سے کہا کہ تو میرے ساتھ کون سے ہتھیار سے لڑے گا۔ وہ بولے میں ان پتھروں سے تیرا سر توڑ کر مار ڈالوں گا یہ سن کر جالوت نے متکبرانہ لہجے میں کہا کہ ان پتھروں سے بادشاہ کے ساتھ لڑنا چاہئے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ تو میرے نزدیک کتا ہے۔ اور کتے کو پتھر سے مارنا چاہئے۔ جالوت نے کہا تو چلا جا ورنہ ناحق مارا جائے گا اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو نہایت غریب و ضعیف ایک پتھر ہاتھ میں لے کر مجھ سے لڑنے آیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا میں خدا کے حکم سے لڑنے آیا ہوں۔ اسی نے مجھ کو قوت دی ہے تجھ کو اس پتھر سے مار ڈالوں گا یہ کہہ کر پتھر اٹھا کر اس مردود پر پھینک مارا وہ مردود فوراً ہی واصل جہنم ہوا۔

اور دوسری روایت میں بہت تفسیر سے لکھا ہے کہ اس پتھر کو فلاخن میں رکھ کر مارا اور پتھر جالوت کے سینے پر جا پڑا۔ وہاں اس کو جہنم رسید کر کے وہیں پتھر کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا لشکر کے داہنی طرف جا گرا اور سب کو ہلاک کر دیا اور دوسرا ٹکڑا لشکر کے بیچ میں گرا وہ سب درہم برہم ہو کر کوئی کہیں بھاگا اور کوئی جہنم رسید ہوا' قولہ تعالیٰ: فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ ط ترجمہ: پس شکست دی بنی اسرائیل نے قوم جالوت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور مار ڈالا حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو' طالوت نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ ماشاء اللہ تمہاری بڑی قوت ہے تم نے اکیلے ہی جالوت کو مار ڈالا اور اس کے

...کو بھی شکست دے دی۔ اور میں کیا طاقت رکھتا تھا کہ میں اس کو مار ڈالوں۔ ایک تفسیر میں یوں لکھا ...کہ حضرت شموئیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ کو بلا کر کہا تم اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھلاؤ۔ ان کے ...نے اپنے چھ بیٹوں کو دکھلایا جو بڑے جسم والے اور قد آور تھے اور انہوں نے حضرت داؤدؑ کو نہ دکھایا ...کہ وہ زیادہ قد آور نہ تھے۔ اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ لیکن حضرت شموئیل علیہ السلام نے پھر ان کو بلایا ...پوچھا کہ تم جالوت کو مارو گے؟ انہوں نے کہا بے شک میں ضرور ماروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس ...بعد وہ جالوت بادشاہ کے سامنے گئے اور وہی تین پتھر انہوں نے اپنے فلاخن میں رکھ کر مارے۔ ادھر ...ت کا سر کھلا تھا۔ اور تمام بدن لوہے کی زرہ میں غرق تھا۔ وہ پتھر اس کے سر میں جا کر لگے اور اس کے ...ے نکل گئے اور بعد لڑائی کے طالوت نے اپنی بیٹی داؤد علیہ السلام سے بیاہ دی اور پھر حضرت داؤدؑ بھی ...شاہ ہو گئے۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

بیان حضرت عزیز علیہ السلام کا

بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بخت نصر کافر تھا اور مشرق سے مغرب تک اس کی ...بادشاہت تھی اور وہ قوم بنی اسرائیل پر غالب ہوا اور شہر بیت المقدس کو خراب کیا اور بہت کچھ توڑ ڈالا ...بنی اسرائیل کو اس نے کافی تعداد میں مقید کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو ان کی طرف ...رث فرمایا تو وہ کافی مدت کے بعد اس شہر کی طرف گئے تو انہوں نے وہاں جا کر اس شہر کو خراب و ویران ...تو بہت ہی تعجب و تاسف کیا اور پھر یہ دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ یہ شہر پھر کیونکر آباد کرے گا۔ یہ بات وہ اپنے ...دل میں کہہ رہے تھے کہ اتنے میں خدا کے حکم سے وہیں ان کی جان قبض ہوئی پھر ایک سو برس بعد اللہ ...تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ اور پھر انہوں نے اس شہر کو آباد دیکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا الخ ترجمہ: یا مانند اس شخص کے کہ گزرا ایک شہر پر سے اور وہ ...گر پڑا تھا مع اپنی تمام چھتوں کے وہ بولا کہ کیونکر زندہ کرے گا اس شہر کو بعد برباد ہو جانے کے پس مار ...ڈالا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سو برس بھر جلایا اس کو اللہ تعالیٰ نے پھر کہا تو کتنی دیر سوتا رہا وہ بولا کہ میں ...ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم خداوند کریم نے فرمایا نہیں بلکہ تو سوتا رہا سو برس اور اب دیکھ اپنا کھانا اور ...پینا کہ وہ نہیں سڑا اور پھر دیکھ اپنے گدھے کو اور میں تجھ کو لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہتا ہوں اور پھر ...دیکھ کہ ہڈیاں کس طرح سے جڑتی ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں اور جب یہ چیزیں ان پر ہوئیں تو وہ ...کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ تمام واقعات کتاب قصص الانبیاء میں مذکور ...ہیں اور ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ بخت نصر ایک بادشاہ کافر تھا۔ اور وہ قوم بنی اسرائیل پر [illegible]

اور اس نے شہر بیت المقدس کو خراب کر دیا- اور تمام لوگوں کو قیدی بنا کر پکڑ لیا- اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا اور وہ بغرض تبلیغ اس شہر بیت المقدس سے گزرے تو اس کو دیکھا تو اتنا خوبصورت شہر کہ جس کو اس بری طرح خراب و برباد کیا گیا ہے- یہ کیونکر آباد ہو گا- پس اتنا کہنا تھا کہ فوراً ان کی روح اسی جگہ قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور پھر وہ سو برس کے بعد زندہ کیے گئے یہاں تک کہ ان کا کھانا اور پینا بھی ان کے پاس ہی رکھا ہوا تھا اور وہ جوں کا توں ہی تھا کچھ خراب نہ ہوا تھا اور اس کی سواری کا گدھا مر گیا- اس کی ہڈیاں بھی ان کے قریب دھری تھیں پھر ان کا گدھا بھی ان کے روبرو خدا کے حکم سے زندہ ہوا- اور اسی سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے- اور شہر بیت المقدس پھر آباد ہو گیا اور انہوں نے زندہ ہو کر اس شہر کو آباد ہی دیکھا- یہ دیکھ کر فوراً سجدے میں گر پڑے اور توبہ استغفار کرتے رہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ ط ترجمہ: پھر جب ان پر ظاہر ہوا تو بولے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر اپنی قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کے کام کو کوئی بھی روکنے والا نہیں اور میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں-

بیان حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے- اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ارمیا کی اولاد میں سے تھے- اور اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل اور پیغمبروں میں برگزیدہ کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ٥ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ترجمہ: یعنی مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب اس نے اپنے پروردگار کو پکار آہستہ یعنی اپنے دل میں ہی دعا کی یا پکارا اکیلے مکان میں چھپ کر اس واسطے کہ وہ بڑھاپے میں بیٹا مانگتے تھے- یعنی ان کو بیٹا نہ ملے تو لوگ ہنسیں- جب وہ بوڑھے ہوئے فرزند کے واسطے سر اپنا سجدہ میں رکھ کر کہا' قولہ تعالیٰ: قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ الخ- ترجمہ: کہا حضرت زکریا نے اے پروردگار میرے تحقیق سست ہو گئی ہیں ہڈیاں میری اور شعلہ مارا میرے سر نے بڑھاپے سے یعنی بال میرے سر کے سفید ہو گئے ہیں اور میں تجھ سے شرما کر فرزند مانگ رہا ہوں کہ میں بدنصیب نہ ہوں اور میری موت کے پیچھے لوگ مجھ کو طعنہ دیں اور یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ میری بیوی بانجھ ہے- پس اے خدا عنایت فرما مجھے ایک صالح خوبصورت فرزند تاکہ وہ میرا ولی و وارث ہو اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو- اور وہ فرزند بھی تیرا پسندیدہ ہو- اے میرے پروردگار حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جیسا کہ قرآن مجید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى- ترجمہ: اے زکریا علیہ السلام ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے- نہیں پیدا کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی بھی- حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا اے رب کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا اور عورت میری بانجھ ہے اور میں بھی بوڑھا ہو گیا ہوں یہاں تک کہ میرا جسم بھی اکڑ گیا ہے- آنے والے فرشتوں نے کہا اے حضرت زکریا علیہ السلام خداوند کریم نے یونہی کہا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ یہ چیز مجھ پر بہت ہی آسان ہے کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اس سے پہلے تجھ کو بنایا اور کوئی حقیقت نہ تھا- یہ سن کر حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا- اے میرے رب ٹھہرا دے مجھ کو نشانی- کہا اللہ نے کہ نشانی تیری یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن بات نہ کر سکے گا- حالانکہ تو بالکل صحت مند ہو گا اور تیرے جسم کو کوئی بھی گزند نہ پہنچے گا- پس زکریا علیہ السلام نے تین رات دن تک لوگوں سے بات نہ کی اور پورے نو مہینے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور چار برس تک حضرت یحییٰ علیہ السلام باہر نہیں گئے اور نہ کسی لڑکے کے ساتھ کھیلے اور ان کی ماں کہا کرتی تھیں اے بیٹا کیوں نہیں باہر لڑکوں میں کھیلتے- کہتے اے میری ماں خداوند کریم نے مجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے اس نے جس واسطے مجھے پیدا کیا ہے وہ اسی کام لینا چاہتا ہے- یہ بات بار بار کہتے تھے اور پھر دن و رات روتے تھے-

حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے عرض کی اے رب میرے میں نے تجھ سے ایک ولی چاہا تھا وہ تو نے مجھے عنایت فرما دیا تاکہ میں خوش رہوں- اب گزارش یہ ہے کہ جو فرزند تو نے عنایت فرمایا وہ دن رات روتا ہی رہتا ہے- جس کی وجہ سے مجھ کو چین نہیں پڑتا- اور اس وجہ سے غمگین رہتا ہوں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا علیہ السلام مجھ سے تو نے ایک صالح بیٹا چاہا تھا اور میں تجھ کو ویسا ہی دیا جیسا تو نے مجھ سے طلب کیا تھا اور تو نے خواہش کی تھی کہ فرزند ایسا ہونا چاہئے کہ وہ میری اطاعت کرے میں ایسے بندے کو پیار کرتا ہوں کہ وہ شب و روز میری محبت سے رویا کرے اور میرے عذاب سے ہر وقت ڈرتا رہے اور میرے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے- یہ سن کر حضرت زکریا علیہ السلام خدا کا شکر بجا لائے اور پھر قوم بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت کرتے رہے ایک دن کہنے لگے کہ میرا بیٹا یحییٰ اگر یہ بات بہشت و دوزخ کی سنے تو اور بھی زیادہ روئے گا اور تمام قوم بنی اسرائیل حضرت زکریا علیہ السلام کا وعظ سن رہی تھی اور حضرت یحییٰ بھی وہاں ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے چپکے سنتے تھے اور ان سب کو معلوم تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام اس وقت بہشت و دوزخ کا وعظ بیان فرما رہے تھے- چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ قف لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ٥ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ٥ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ٥ ط ترجمہ: اور دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اور اس دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کو ان میں ایک فرقہ بٹ رہا ہے- جیسے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ نیک اعمال والوں پر

تقسیم کیئے ہوئے ہیں۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے کیونکہ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاویں گے اور ان کے پاس کوئی خاص عمل بھی نہ ہو گا اور باقی سات دروازں سے نیک عمل کرنے والے داخل کیئے جائیں گے اور جو پرہیزگار ہوں گے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے کہ اس میں سلامتی سے خاطر جمع سے رہو جب یہ نصیحت وعظ خوف ورجا کا یحییٰؑ نے گوشہ میں بیٹھ کر اپنے باپ سے سنا ایک آہ مار کر اٹھے اور وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ مسلسل سات دن رات پہاڑوں پر روتے اور پھرتے رہے اور ان کی ماں پہاڑوں میں جاکر سات دن تک تلاش کرتی رہیں وہ کہیں بھی ان کو نہ ملے پورے سات دن بعد ایک نوجوان نے خبر دی کہ تمہارا بیٹا تمام دن پہاڑوں میں روتا پھرتا ہے اور شب کو فلانے غار میں جاکر سو جاتا ہے۔ یہ کیا بات ہے۔

یہ بات سنتے ہی ان کی ماں ان پہاڑوں میں جاکر تمام دن اس غار کے پاس بیٹھی رہیں۔ جب شام ہوئی یحییٰ علیہ السلام نے اس غار کے پاس اپنی ماں کو دیکھا' چاہا کہ بھاگیں ان کی ماں رو رو کر کہنے لگیں اے بیٹا ذرا ٹھہر جا مجھ سے بات کر اور اپنا رونا موقوف کر اور مجھے بتاؤ کہ تم کس واسطے روتے ہو۔ مجھ سے کہو تو سہی' وہ بولے اے اماں جان میں کیونکر خاموش رہوں مجھے تو دوزخ کی بات یاد پڑتی ہے۔ اور مجھے یہ خوف آتا ہے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ مجھ کوں کہاں لیجا رکھے۔ میں اسی وحشت میں پڑا ہوں آخر کیا ہو گا۔ بہرصورت ان کی ماں ان کو سمجھا کر پہاڑ سے ان کو اپنے مکان پر لائیں اور یحییٰ علیہ السلام کی اس وقت عمر صرف سات برس کی تھی انہوں نے مسجد میں جاکر گوشہ نشینی اختیار کی اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور ادھر قوم بنی اسرائیل نے ایک فساد برپا کیا یعنی وہ لوگ بے شرع چلنے لگے ہرچند ان کو حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کرتے تھے چونکہ ان لوگوں میں شقاوت ازلی تھی اس لئے وہ مردود کچھ نہیں سنتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو مارنے کا قصد کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان ظالموں سے نکل کر ایک درخت کے پاس جاکر پناہ لے رکھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے درخت کے تنا کو کھوکھلا کر کے اپنی رہائش اختیار کرلی تھی اور وہ ظالم جو آپ کے دشمن تھے برابر آپ کا تعاقب کرتے رہتے تھے۔ ایک روز حضرت زکریا کو جاتے وقت دیکھا دشمنوں نے آپ کا تعاقب کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اس درخت کے تنے میں گھس گئے اور وہ مردود آپ کا تعاقب کرتے ہوئے اس درخت کے پاس پہنچے اس کے اردگرد بہت ہی تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر وہ حیرت زدہ ہو گئے اور آپس میں پھر کہنے لگے کہ ابھی ابھی ہم لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو دیکھا تھا وہ کہاں غائب ہو گئے یہ وہ کہہ رہے تھے کہ اتنے میں ان لوگوں کے پاس شیطان مردود آیا اور ان کو بتایا کہ جس کو آپ لوگ تلاش کر رہے ہو اس درخت کے تنا میں گھسا ہے اور دیکھو اس کے جانے کا نشان بھی ابھی تک باقی ہے مٹا نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی ان ظالم مردودوں نے ایک آرا بڑا لا کر اس درخت کو

سر سے پاؤں تک چیر ڈالا۔ اسی اثنا میں جبکہ وہ آرا چلا رہے تھے چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام اندر تھے تو ان کے سر مبارک پر آرا جا لگا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اف کر اٹھے اور فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت زکریا سے کہا اے حضرت زکریا خدا فرماتا ہے اگر تو اف کریگا تو صابر پیغمبروں کے دفتر میں تجھ کو شامل نہ کروں گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ خداوند کریم سارے عالم کا پناہ دہندہ ہے اور تو نے کیوں اس درخت سے پناہ حاصل کی اب تو اسی درخت سے پناہ اور مدد مانگ وگرنہ صبر کر اس بلا سے۔ پس زکریا نے پھر آرہ لگنے سے اف تک نہ کی اور اپنی جان اسی طرح سے خدا کو سونپ دی اور جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ اس کے بعد یہ خبر حضرت یحییٰؑ کو پہنچی کہ کچھ کافروں نے زکریا علیہ السلام کو اس درخت کے اندر آرے سے چیر ڈالا یہ سن کر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد محترم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک مسجد کے اندر ہی عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں ملکہ نام کی ایک عورت تھی اور پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی کا اپنی بیٹی سے نکاح کردے اور تمام قوم بنی اسرائیل کی اس بات پر متفق تھی اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری بیٹی سے تمہارے شوہر کا نکاح درست نہیں ہے۔ اس بات کو سن کر ملکہ عورت نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے یہ بات کہی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس کام سے منع کرتے ہیں کہ دختر ربیعہ سے نکاح کرنا درست نہیں ہے اور وہ شہر کا بادشاہ تھا اس نے یہ سن کر فوراً حکم دیا کہ حضرت یحییٰؑ کو باندھ کر میرے پاس لاؤ۔ تب بموجب حکم اس کے کافروں نے حضرت یحییٰؑ کو اسی وقت لاکر حاضر کیا۔ وہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا اے یحییٰؑ اگر تم کہو تو اس شہر کو غارت کر دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام میری تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بولے ہاں۔ تب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا: رَضِیْتُ بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ترجمہ: راضی ہوں میں اللہ کے فیصلے پر۔ بالآخر اس بادشاہ مردود نے حضرت یحییٰؑ کو مار ڈالا۔ جب سر مبارک بدن سے جدا کیا تو پھر اس بادشاہ اپنی بیوی کی بیٹی سے نکاح درست نہیں۔ فرشتوں نے یہ حال دیکھ کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یا الٰہی یحییٰؑ نے کیا گناہ کیا تھا جو اس طرح مارا گیا۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اے فرشتو! وہ میرا دوست ہے میں نے اس کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ الٰہی اپنے دوست کو اس طرح مارنا۔ ندا آئی اے فرشتو! میرے خلق میں مشہور ہے دشمن کو مارنا اور دوست کو بچا رکھنا چاہیئے تاکہ دشمن سے کسی کو ضرر نہ پہنچے اور دوست سے نفع ہو۔ اور میں تو خدا سارے جہانوں کا ہوں۔ دوست کو مار

ہوں اور دشمن کو پالتا ہوں۔ تاکہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے مجھ کو نفع ہے نہ دشمن سے مجھ کو ضرر۔ جب یحییٰ علیہ السلام نے جاں بحق تسلیم کی تب اس ملکہ کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنے شوہر سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس پر غضب الٰہی نازل ہوا کسی کام کے واسطے وہ اپنی چھت پر گئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ہوا نے اس کو اڑا کر میدان میں پھینک دیا وہاں شیر صحرائی موجود تھا۔ دفعتاً اس کو پکڑ کر پارہ پارہ کیا اور پھر کھا گیا۔ الغرض وہ اس طرح سے داصل جہنم ہوئی۔ اس کے بعد اس کا شوہر بھی چند روز میں مع اپنی تمام قوم کے غضب الٰہی سے داصل جہنم ہوا اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

روایت ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام بڑے حق پرست زبردست شجاع و بہادر تھے۔ اور یہ بھی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ انؑ کے بدن پر بال بہت زیادہ تھے۔ مانند مثال سر کے بالوں کے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت بہت زیادہ عطا کی تھی۔ اور ایک شہر کا نام عموزیہ ہے کنارے دریائے روم کے اس شہر کے بادشاہ کا نام فوطہ تھا وہ بڑا کافر تھا اس نے ایک مکان بھی عالیشان دریا کے کنارے تیار کرایا تھا اور اس مکان کے بڑے بڑے ستون تھے اور وہ اس پر اپنا جشن منایا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام چار مہینے ہر سال اس بادشاہ سے جا کر لڑا کرتے تھے اور اس کافر بادشاہ کا چھ ہزار لشکر تھا' حضرت شمعون علیہ السلام سے وہ لشکر بھی لڑا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام چونکہ بڑے جری اور بہادر تھے اس لئے اکیلے ہی اس کافر بادشاہ کے لشکر میں گھس کر ہر مرتبہ تقریباً ایک ہزار اس کے فوجی مار آتے تھے اور کثیر تعداد میں مجروح کر آتے تھے۔ پھر اس کے بعد وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے خدا کی عبادت برابر کرتے رہتے تھے۔ اور چار مہینے برابر خلق خدا کی ضیافت بھی بہت کرتے تھے اور خدائے تعالیٰ ان کافروں پر ہمیشہ ان کو غالب رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے تمام کافر ان سے عاجز رہتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمعونؑ کی بیوی بڑی نیک بخت اور پارسا تھیں ایک دن کافروں نے آپس میں صلاح کی کہ حضرت شمعونؑ کی بیوی کو کچھ فریب دیا جائے۔ تب بادشاہ عموزیہ نے فریب کر کے کسی شخص کو مخفی شمعونؑ کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے کہا اے بی بی ہم دیکھتے ہیں کہ شمعونؑ تمہاری طرف رغبت نہیں کرتے ہیں اور ان کا خیال کسی غیر کی طرف ہے تم اگر ایک کام کرو کہ ان کو کسی طرح مار ڈالو تو ہمارا بادشاہ عموزیہ تم سے نکاح کرے گا پھر تم بہت ہی آرام سے رہو گی اور تخت و سلطنت بھی تم کو ملے گی پھر تو تم بادشاہی کرو گی۔ پس عورت ناقص العقل نے دنیا کے طمع سے کہا کہ جو تمہارا بادشاہ حکم کرے گا میں بسرو چشم اس کو بجالاؤں گی۔
تب اس نے ایک رسی اس کو دی کہ جب حضرت شمعونؑ رات کو سو جائیں تم اس کو رسی سے

ندھ رکھنا اور پھر ہمیں خبر کر دینا ہم اسی حالت میں بادشاہ کے پاس لے جاویں گے اور وہیں ان کو مار ڈالیں گے۔ پس مردود کے کہنے سے حضرت شمعونؑ کی بیوی نے اپنے پاس رسی چھپا کر رکھی جب رات ہو گئی اور حضرت شمعونؑ سو گئے بیوی نے ان کو نیند کی حالت میں باندھنا شروع کر دیا۔ اچانک وہ نیند سے بیدار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں بندھے دیکھے رسی کو توڑ ڈالا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کس نے مجھے باندھا تھا۔ وہ بولی کہ میں نے خود ہی باندھا تھا۔ حضرت شمعونؑ نے پھر کہا کہ تم نے مجھ کو کیوں باندھا تھا وہ بولی میں تمہارا زور آزماتی تھی کہ تمہارے اندر زور ہے یا نہیں اور میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی دشمن تم سے لڑ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت شمعونؑ نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کوئی دشمن خدا کے فضل سے مجھ سے زور میں بڑھ نہیں سکتا۔ پھر چار مہینے کے بعد حضرت شمعون علیہ السلام اس شہر میں جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے گئے اور پھر وہاں سے لڑائی فتح کر کے واپس تشریف لے آئے پھر بادشاہ عموزیہ نے حضرت شمعونؑ کی بیوی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے اس کو باندھا تھا لیکن وہ بڑا ہی زور آور ہے اس نے رسی توڑ ڈالی تم لوگ بادشاہ سے جا کر کہو۔ چنانچہ وہ لوگ پھر واپس بادشاہ کے پاس گئے اور بادشاہ سے کہا۔ پھر بادشاہ نے بہت سا مال و دولت دے کر ایک لوہے کی زنجیر حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس بھیج دی کہ اب کے اس کو باندھ رکھنا اور پھر فوراً مجھ کو خبر دینا۔ پس دوسرے دن حضرت شمعونؑ کو ان کی بیوی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا جب حضرت شمعونؑ نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں پھر زنجیر میں بندھے دیکھے یہ دیکھتے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں ہلائے تو وہ زنجیر ٹوٹ گئی۔ پھر اس کی خبر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ عموزیہ بولا کہ لوہے کی زنجیر سے اور کوئی چیز مضبوط نہیں ہے آخر میں اس کے باندھنے کے واسطے کیا کروں؟ اب تو صورت یہی ہے کہ اس سے کہو کہ جس طرح ہو سکے اس کو میرے پاس بھیج دو پھر انہوں نے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی سے جا کر کہا وہ بولی بہت اچھا میں کچھ تدبیر کروں گی۔ اور پھر آپ کو کہلا بھیجوں گی۔ آپ سب خاطر جمع رکھیئے۔ ایک دن شمعون علیہ السلام لڑائی سے واپس گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ اے صاحب تم کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے تم ہم کو بتاؤ کہ ایسی کوئی چیز بھی ہے کہ اس سے تم کو بند کر کے رکھ سکیں اور تم اس کو باوجود زور کے توڑ نہ سکو۔ یہ سن کر حضرت شمعونؑ نے کہا کہ تم کو اس سے کیا مطلب ہے اور یہ چیز تم کیوں پوچھتی ہو۔ وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے کوئی اور زور آور ہے یا نہیں یہ سن کر حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو ایک چیز سے باندھ سکتی ہوں یعنی میرے سر کے بالوں سے یا بدن کے بالوں سے اس کو میں نہیں توڑ سکتا۔ یہ سن کر ان کی بیوی نے شب کو نیند کی حالت میں ان کے سر اور بدن کے بال تراش کر رسی درست کر دیا ان کے مضبوط باندھے۔ انہوں نے نیند سے اٹھ کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ ارے مجھے کس

نے اس طرح سے باندھا ہے؟ ان کی بیوی بولی کہ میں نے باندھا ہے اور میں تمہاری قوت آزماتی ہوں کہ کوئی دشمن بھی آپ کو باندھ کر نہیں رکھ سکتا۔ لیکن خدا کی مرضی کو میں نہیں کہتی ہوں۔ حضرت شمعون علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ آؤ میرے بند کھولو' وہ بولی کہ کئی دفعہ میں نے آپ کو باندھا آپ نے اپنی قوت بازو سے کھولا تھا۔ اس وقت مجھے کیوں بلاتے ہو۔ اس کے جواب میں حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں ہلوں گا اور زور لگاؤں گا تو میرے تمام بدن کی ہڈیاں درہم برہم ہو جائیں گی۔

پس ان کی بیوی نے جب دریافت کیا کہ بال کے بند توڑنے کی ان کو طاقت نہ رہی پھر بادشاہ عموزیہ کو خبر دی۔ یہ سنتے ہی اس ملعون نے ایک ہزار مرد جنگی شتر سوار بھیجے انہوں نے آکر حضرت شمعون علیہ السلام کے ہاتھ پیر ناک کاٹ کر اور ان کی آنکھیں اور زبان نکال کر اور اونٹ پر لاد کر ان کافروں نے بادشاہ کے پاس حاضر کیا۔ وہ سب کافر کہنے لگے کہ اب ہم سب شمعونؑ سے محفوظ ہو گئے۔ جب ان کو بے دست و پا اور زبان کٹی ہوئی اور آنکھیں نکلی ہوئی صرف ان کا دھڑ باقی تھا۔ بادشاہ عموزیہ کے سامنے لیجا کر رکھا تو کوئی شخص ان کافروں میں سے کہنے لگا کہ میرے باپ کو اس نے مار ڈالا ہے اور کسی نے کہا کہ میرے بھائی کو اس نے مارا ہے اور پھر ہر شخص دعوی کرنے لگا اور جب دیکھا کہ ابھی دھڑ میں کچھ معمولی سی رمق باقی ہے تو سب کے سب کہنے لگے کہ اس کو کسی شدید عذاب میں ڈال کر بالکل مار ڈالو۔ سب کافروں نے مشورہ کیا کہ اس کو دریا کے کنارے لیجا کر بالا خانے پر سے اس کو دریا میں گرا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت شمعونؑ کا دھڑ دریا میں گرایا تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کے حکم سے آئے اور حضرت شمعونؑ کے دھڑ کو جو ابھی ہوا پر ہی تھا اٹھا لیا اور جو کچھ اعضا ان کے دھڑ سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے وہ سب اعضاء خدا کی قدرت کاملہ سے اپنی اپنی جگہ پر آکر نصب ہو گئے۔ پھر جب وہ کٹے ہوئے اعضاء حضرت شمعونؑ کے ٹھیک ہو گئے تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت شمعون علیہ السلام سے کہا کہ اے شمعون علیہ السلام خدا نے تم کو بہت قوت و طاقت دی ہے خدا کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور پھر اس ملعون کے مکان کا ستون پکڑ کر حصار اور مکانوں کی بنیادوں کو کھود کر اس دریا میں ڈال دو۔ یہ سنتے ہی حضرت شمعون علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے حصار اور مکانوں کی بنیادوں کو اور تمام مکان شہر کے کھود کر مع تمام کفار کے اٹھا کر اس دریا میں ڈال دیئے اور اس طرح کیا کہ کوئی متنفس اور شہر کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور پھر خدا کا شکر بجا لائے اور اپنے گھر پر جا کر اپنی بیوی کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ خدا کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تم کو فرماتا ہے کہ اپنی بیوی کو مت مارو اور کوئی اذیت بھی مت دو کیونکہ اس نے نادانی سے بادشاہ عموزیہ کی صلاح سے تم کو باندھ کر اس کے حوالے کیا تھا۔

چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ تم اس کی یہ تقصیر معاف کرو اور اس کے ساتھ نیک سلوک

ڑد خدا مالک ہے۔ یہاں تک تو یہ واق مص الانبیاء میں حضرت شمعون علیہ السلام کا بیان کیا گیا ہے اور بعض اریخ کی کتابوں میں اور بعض تفسیروں میں جیسے تفسیر مرادیہ اور جامع التواریخ میں شمعون علیہ السلام کو نبی کر کے ہیں لکھا ہے بلکہ بلاد عرب میں بنی اسرائیل میں شمعونؑ نامی ایک عابد زاہد پارسا تھا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ت زور دیا تھا اور اس کی نیک کاری اور نیک نیتی کے سبب ثانیاً ایک ہزار مہینے کی عمر اس کو بخشی اور وہ زار مہینے تک روزے رکھتے تھے اور شب و روز عبادت کرتے تھے اور کافروں سے جہاد کرتے تھے اور وہ ہر ت نیک کام کرتے تھے جو ثواب کا باعث ہوتے تھے۔ ایک دن ان کی بیوی نے کافروں کی صلاح سے افروں کے ہاتھوں سے ان کو مروا ڈالا جس کا ذکر تفسیر مرادیہ میں لکھا ہے۔ میں اسی پر اس واقعہ کی اکتفا کرتا ال۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا

بلطشا ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤدؑ کے بیٹے اور بلطشا بنت اکے بطن سے تھے وہ بلطشا اوریا کی بی بی تھیں بعد شہید ہونے اوریا کے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے پنے نکاح میں لے لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی کے بطن سے ہیں اور یہ واقعہ جامع اریخ میں مذکور ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اپنے باپ کی جگہ پر ے اور انگشتری سلطنت کی انگلی میں رکھی اور پھر لوگوں سے کہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَوَرِثَ یمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا (الایۃ) ترجمہ: اور وارث ہوا سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کا یعنی نبی اور اہ ہوا اپنے باپ کی جگہ پر اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگو! سکھلائی گئی ہیں بولیاں ہمیں ہر رں کی اور دیئے گئے ہیں ہم ہر چیز سے یعنی جو چیز دنیا میں درکار ہے وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو ت فرمائی ہیں بیشک بزرگی ظاہر بھی عنایت فرمائی ہے۔ جب سلیمانؑ کا تخت نکلتا تھا اور ہوا پر چلتا تھا تو تمام سے ہوا کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے تخت پر آکر پروں کا سایہ کرتے اور فوج انسانوں کی داہنی طرف اور ا طرف ہوتی تھی اور تمام وحوش و طیور چپ و راست پس و پیش گرداگرد حلقہ باندھ کر ان کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ عُوْنَ ۵ ط ترجمہ: اور اکٹھے کیئے گئے واسطے سلیمانؑ کے لشکر جنوں اور انسانوں اور جانوروں سے پس وہ ا کھڑے کیئے جاتے ہیں۔ بعض تفسیروں میں یوں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا تخت وہ تھا جس پر سب ٹھتا تھا اور ہوا اس کو لے چلتی تھی شام سے یمن اور پھر یمن سے شام تقریباً ایک ماہ کی راہ ہے لیکن ا کی مسافت کو آدھے دن میں طے کر دیتی تھی۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلِسُلَیْمٰنَ

الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّ رَوَاحُھَا شَھْرٌ (الایة) ترجمہ: اور مسخر کیا واسطے سلیمانؑ کے ہوا کو صبح کی یعنی بڑی مسافت یمن سے شام کی ایک مہینہ کی تھی اور شام کی یمن تک بھی ایک مہینہ کی مسافت تھی، اور بہارے ہم نے اس کے واسطے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے بھی لوگ خدمت کرتے تھے اور یہ سب پروردگار کے حکم سے ہوتا تھا۔

قرآن مجید کے ترجمہ کے خلاصے میں لکھا ہے کہ پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے نکال دیا ملک یمن کی طرف اور اس تانبے کو سانچوں میں ڈال کر برتن اور بڑی بڑی دیگیں بناتے تھے اور اس میں لشکر کے موافق کھانا وغیرہ پکتا اور پھر تقسیم کیا جاتا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ ط ترجمہ: پھر ہم نے تابع کیا اس کے ہوا کو جو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا کہتے ہیں کہ جس جگہ مال دفینہ رہتا تھا زمین وہاں کی آواز دیتی تھی کہ اے سلیمانؑ جو کچھ مال مجھ میں ہے اٹھا لے جاؤ اور اس کو اپنے کام میں لے لو۔ حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا کہ زمین کے دفینے سے موتی اور جواہرات دریا و خشکی سے لا کر جمع کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّ غَوَّاصٍ ترجمہ: اور تابع کیے سلیمانؑ کے شیطان ہر ایک عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن ستاتا ہے آدمیوں کو تو حضرت سلیمانؑ اس کو قید کر کے دریا میں ڈال دیتے تھے یا پھر اس کو زمین میں دفن کر دیتے تھے اور بعض تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جن تو اب تک قید میں ہیں ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکان نہایت عالیشان پر تکلف ایسا بنوایا تھا کہ اس کا طول و عرض چھتیس کوس کا تھا۔ اور اس کی اینٹیں سونے چاندی کی تھیں اور اس میں یاقوت و زمرد جڑے تھے اور اس میں تقریباً سات سو کوشک سات سو حرموں کے واسطے اور تین سو کوشک تین سو بیویوں کے واسطے بنوائے تھے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر شب کو اپنی بیویوں اور حرموں کے پاس چلے جاتے تھے اور پھر سب سے جماع بھی کرتے تھے۔ اور دوسری جانب ایک مکان نہایت عالیشان کے ساتھ ایک کوشک بھی بنوایا تھا کہ درازی بھی اس کی تقریباً بارہ کوس کی تھی۔ ایک کوشک پر آپ کے تخت کا جلوس تھا اور اس کا طول تین کوس کا تھا اور سب ہاتھی کے دانت کا تھا اور لعل و فیروزہ اور زمرد اور مروارید سے مرصع کیا تھا اور اس کے گرداگرد سونے کی اینٹیں لگی تھیں۔ اور اس کے چاروں طرف کونوں پر چاندی کے درخت اور اس درخت کی ڈالیاں سونے کی اور پتے اس کے زمرد سبز کے لگائے تھے۔ اور ہر ایک ڈالی پر ایک طوطی اور طاؤس بنا کر اس کے پیٹ کے اندر مشک وغیرہ بھرا تھا اور خوشے مثل انگور کے تھے اور جو لعل و یاقوت سے بنائے گئے تھے اور نیچے تخت کے داہنے اور بائیں ایک ہزار کرسی سونے کی لگائی گئی تھی۔ اس پر آدمی بیٹھتے تھے اور انسان

کے پیچھے جن و انسانوں میں سے غلام کھڑے کیے گئے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تاج شاہی سر پر رکھ کر جب تخت پر پاؤں رکھتے تو ان کی ہیئت سے تخت اس وقت حرکت میں آ جاتا اور طوطی اور طاؤس بھی بحکم خدا اپنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے تھے اور پھر اس سے بوئے مشک وغیرہ نکلتی تھی۔ اور حضرت سلیمانؑ اس تخت پر بیٹھ کر توریت پڑھتے تھے اور پھر خدا کی مخلوق پر حکمرانی کرتے تھے اور ہر ایک کی بولی کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور تاج شاہی جب سر پر اپنے رکھتے تھے تو تمام پرندے ہوا کے تخت کے اوپر معلق ہو کر ان کے سر پر سایہ کرتے تھے اور جنوں کو حکم فرماتے تھے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق فرش زربفت کا بچھاویں اور اس کے کنارے کنارے نہریں جاری تھیں اور تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں اور سب عابد اس میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور ابر کو حکم کرتے تھے کہ پانی ابر بھر کر دیجاویں اور ان کے باورچی خانے میں ہر روز کافی تعداد میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی باورچی خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ کھانا تمام کا تمام لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا تھا اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے سرنبیل بیتے اور پھر اس کو بیچتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے جو کو پیس کر آٹا بناتے اور پھر اس کی روٹی پکاتے اور ہر شام کو بیت المقدس میں جا کر مسلمان روزہ دار اور درویش غریب کو ساتھ لے کر کھاتے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے اور ہر وقت خداوند قدوس سے مناجات کرتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ یا الٰہی میں درویشوں کے ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بھی بادشاہ ہوں اور پیغمبروں میں بھی ایک پیغمبر ہوں، اے میرے مالک میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں اس کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں ہے فقط۔

ضیافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کو

حضرت وہب ابن منبہؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کو مشرق و مغرب اور سارے جہاں کی سلطنت ملی تو انہوں نے جناب باری میں عرض کی یا الٰہی مجھ کو آرزو ہے کہ ایک دن سارے عالم مخلوقات کی جو کہ تیری آفریدہ ہے خشکی و تری میں انسانوں میں اور جنوں میں و حوش و طیور میں یہاں تک کہ چیونٹی و مکھی اور کیڑے مکوڑے الغرض جتنے بھی ذی روح ہیں سب کی ضیافت کروں۔ غیب سے ندا آئی اے سلیمانؑ میں سب کی روزی پہنچاتا ہوں میری موجودات مخلوقات بے انتہا ہے اس لئے سب کو نہیں کھلا سکتے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام بولے خداوند تو نے مجھ کو بہت نعمت دی ہے تیری

عنایت سے سب کچھ ہے اگر تیرا حکم ہو تو میں سب کا طعام تیار کروں- جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ دریا کے کنارے ایک مکان نہایت عالیشان بنواؤ- اور اس کو نہایت کشادہ رکھو تاکہ جس مخلوق کو دعوت دو اس میں آسانی سے آسکے- اس مکان کی تیاری میں تقریباً ایک سال اور آٹھ مہینے صرف ہوئے- اور مشرق و مغرب سارے جہاں سے اس بڑے مکان کے میدان میں کھانے پینے کا سامان و اسباب مہیا کیا اور بہت کثیر تعداد میں دیگیں لمبی چوڑی اور ایک لگن مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی- اور یہ واقعات مختلف تواریخ سے لکھے گئے ہیں اور جامع التواریخ میں لکھا ہے کہ دو ہزار سات دیگیں پکوائی گئی تھیں اور ہر ایک بڑی لمبی چوڑی تھی مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَ تَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ۵ ط ترجمہ: یعنی بنائے تھے حضرت سلیمانؑ کے واسطے جو کچھ چاہتا تھا- قلعوں سے اور ان ہتھیاروں سے اور تصویریں اور لگن مانند تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ پر دھری رہنے والی ایک حوالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دعوت میں اس وقت بائیس ہزار گائیں ذبح ہوئیں تھیں اور باقی اشیا ضیافت کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے اور یہ جامع التواریخ سے لکھا گیا ہے- چنانچہ جب کھانا تیار ہوا جن و انس اور حیوانات سب کو اس بڑے وسیع مکان کے میدان میں بٹھایا گیا اور پھر ہوا کو حکم کیا کہ وہ بساط تخت سلیمانؑ کا دریا کے اوپر ہوا پر معلق رکھے تاکہ اس کو ہر متنفس اپنی نظر سے دیکھے' منجملہ ان تمام مخلوق کے اس وقت ایک مچھلی نے دریا سے باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی اے حضرت خداوند قدوس نے مجھ کو آپ کی دعوت میں بھیجا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ نے آج تمام مخلوقات کے واسطے کھانا تیار کیا ہے اور میں اس وقت بہت بھوکی ہوں' لہٰذا آپ مجھ کو پہلے کھلا دیجئے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مچھلی سے کہا کہ تم ذرا صبر کرو اور سب کو آلینے دو ان کے ساتھ جتنا کھانا کھانا چاہو کھالینا- خوب آسودہ ہو کر کھانا اچھی طرح کھانا- مچھلی بولی کہ حضرت میں تو اتنی دیر نہ ٹھہر سکوں گی کہ میں سب کا انتظار کروں- یہ سنتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اگر تم نہیں ٹھہر سکو گی تو پھر تم کھانا کھالو اور تمہارا جتنا جی چاہے کھالو یہ سنتے ہی مچھلی نے اس میدان میں جو کچھ کھانا تیار ہوا تھا وہ سارا کھانا اپنے ایک ہی لقمے میں سب کھا کر اور کھانا مانگنے لگی- اے حضرت سلیمان مجھ کو تو اور کھانا چاہئے- یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی متعجب ہوئے اور اس سے کہا اے مچھلی میں نے تو تمام مخلوقات کے واسطے یہ کھانا تیار کیا تھا تو سب کھا گئی اور تیرا اس سے پیٹ بھی نہ بھرا تو اور بھی کھانا مانگتی ہے- مچھلی نے کہا اے حضرت ہر روز مجھ کو تین لقمے کھانا کھانا چاہئے ہوتا ہے اور جو تم نے تیار کیا تھا یہ تو میرا ایک ہی لقمہ ہوا- اس کے علاوہ مجھے ابھی دو لقمے اور بھی درکار ہیں تب کہیں میرا پیٹ بھرے گا- اور میں تو آج آپ کی مہمانی میں بھوکی ہی رہی- اگر تم اسی طرح اور لوگوں کو کھانا دے نہ سکو گے تو

آپ نے ناحق لوگوں کو بلوایا اور لوگ آپ سے شاکی ہو کر جائیں گے- حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلی کی بات سن کر حیرت زدہ ہو گئے- اور بے ہوشی طاری ہو گئی-

اور کچھ عرصہ کے بعد ان کو ہوش آیا اور اپنا سر سجدے میں رکھ کر درگاہ الٰہی میں مناجات کرنے لگے اور کہنے لگے کہ الٰہی میں نے بہت ہی قصور کیا اور نادانی کی تیری درگاہ میں' میں اس بات سے کے لئے توبہ کرتا ہوں- بس روزی دینے والا مجھ کو اور سارے جہاں کو تو ہی ہے اور میں نادان و مسکین ہوں اور تو ہی دانا اور توانا ہے- ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن تمام خلائق جو مدعو تھی بھوکی رہی- اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مچھلی وہ تھی کہ ہفت طبق زمین جس کی پشت پر اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اور اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے ہوا پر معلق رکھا تھا اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ دریا کی مچھلیاں آکر اس دن سب کھانا کھا گئی تھیں اور اکثر علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دریائی جانور بھیجا تھا اس نے ایک لقمہ میں سب کھانا کھا لیا تھا کہ قدرت اور عجز و توانائی حضرت سلیمانؑ کی خلائق کو دکھلائے (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملاقات چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ

ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے شاہی تخت پر بیٹھے ہوا پر جا رہے تھے جو جنوں نے بنایا تھا- حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے اور ان کا ایک ہزار سرکاری ملازمین بھی ان کے ساتھ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور ان میں ایک وزیر اعظم بھی تھا جس کا نام آصف جاہ تھا- وہ سب سب جن و انس گرداگرد تخت شاہی کے مؤدب کھڑے تھے اور ہوا میں اڑنے والے پرندے ان کے اوپر اپنے پروں سے سایہ ڈالے ہوئے تھے- اس میں فرشتوں کی تسبیح کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں آئی اور وہ یہ کہتے تھے اے رب تو نے حضرت سلیمانؑ کو جیسا ملک و حشم دیا ایسا کسی جن و بشر کو نہیں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! میں نے سلیمانؑ کو ہفت اقلیم کی بادشاہی عنایت کی ہے اور اس بات سے بھی سرفراز کیا ہے لیکن ان کو غرور و تکبر بالکل نہیں ہے- اور اس کو ذرا بھی تکبر ہوتا تو میں اس کو ہوا پر لے جا کر زمین پر ڈال دیتا اور پھر ان کو نیست نابود کر ڈالتا- پس یہ کلام حضرت سلیمان علیہ السلام نے سن کر پھر خدا کے دربار میں سجدہ بجا لائے اور ہوا نے ان کے تخت کو زمین پر لے جا کر رکھا- جہاں کہ چیونٹیوں کی بستی تھی- جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۵ ط قَالَتْ نَمْلَةٌ (الآیۃ)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب پہنچے سلیمانؑ چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! گھس جا اپنے گھروں میں تاکہ نہ پیس ڈالے تم کو سلیمانؑ اور اس کا لشکر اور پھر ان کو خبر بھی نہ ہو۔ پس شاہ مور سے یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے سن کر مسکرا کر کہا کہ یہ بھی رعیت پر شفقت اور مہربانی کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فتبسم ضاحکًا من قولھا ہ ترجمہ: پس مسکرائے حضرت سلیمان علیہ لسلام چیونٹی کی بات پر پھر انہوں نے شاہ مور کو پکڑ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر پوچھا اے شاہ مور تم نے اپنے لشکر کو کیوں کہا کہ سلیمانؑ آتا ہے اپنے اپنے غاروں میں گھس جاؤ تم نے مجھ سے کیا ظلم دیکھا۔ اس بات کو سن کر چیونٹی نے کہا اے نبی اللہ ہم نے آپ اور آپ کے لشکروں سے کچھ ظلم نہیں دیکھا مگر اس واسطے کہ سہواً آپ کے لشکروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے ہم سب آجائیں اور وہ ٹاپیں ہم کو ہلاک کر ڈالیں' یہ کام ہم نے تو حفظ ماتقدم کے اس واسطے کیا تھا اس واسطے ہم نے یہ بات کہی تھی کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں گھر جائیں اور ہلاک ہونے سے بچ جائیں۔

یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کیا تم ایسی ہی شفقتیں ان پر ہمیشہ کیا کرتے ہو۔ وہ بولا جی ہاں حضرت جی ان کی خوشی سے میری خوشی ہے اور ان کی غمی سے مجھ کو غم ہوتا ہے اور ان کی غم خواری مجھ پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے مجھ کو ان پر بادشاہ بنایا ہے اگر ایک چیونٹی بھی کسی زمین کے حصے میں مرجائے تو میں اس کو وہاں سے اٹھا کر اس کے مسکن پر پہنچاتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ ہر وقت کتنی چیونٹیاں رہتی ہیں۔ کہا اس نے کہ ہمارے ساتھ تقریباً چالیس ہزار چیونٹیاں رہتی ہیں۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ سلطنت تیری بہتر ہے یا میری اس وقت چیونٹی نے کہا کہ میری بادشاہی بہتر ہے تمہاری بادشاہی سے کیوں کہ ہوا اٹھاتی ہے۔ تمہارے تخت شاہی کو اور تخت شاہی اٹھاتا ہے تم کو اور تم اس پر بیٹھتے ہو یہ کتنا بڑا تکلف ہے تمہاری بادشاہی میں۔ اس بات کو سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر اس چیونٹی سے کہنے لگے کہ تم کس طرح جانتی ہو اور تمہیں یہ بات کس نے سکھائی ہے۔ شاہ مور نے کہا اے حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ نے صرف تم کو عقل عنایت فرمائی ہے اور وہ عقل صرف تم کو ہی نہیں دی ہے یعنی ہم جیسے ناتواں کو بھی عنایت فرمائی ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں چند مسائل آپ سے دریافت کروں۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ تب شاہ مور نے کہا کہ تم نے خداوند قدوس سے سوال کیا تھا: قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِی وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحِدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ہ ط ترجمہ: کہا اے پروردگار مغفرت کر میری اور بخش مجھ کو ایسا ملک کہ نہ ملا ہو کسی کو میرے پیچھے تو ہے سب سے زیادہ بخشنے والا۔ تمہارے اس سوال سے حسد کی بو آتی ہے۔ اور پیغمبروں کو یہ حسد نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ان کی شان کے

خلاف ہے اور یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ خداوند قدوس سارے جہاں کا مالک ہے وہ جسے چاہے بادشاہی دے اور جسے چاہے نہ دے اور یہ نہ کہنا چاہئے کہ اے پروردگار میرے سوا کسی کو بادشاہی نہ دیجئو اور یہ کہنا پیغمبروں کی شان سے بعید ہے چیونٹی کی یہ باتیں سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کچھ خفا ہوئے۔ اسی وقت چیونٹی بولی اے حضرت سلیمانؑ ٹھیک بات یہ ہے۔ اس سے آپ کو بیزار نہ ہونا چاہئے اور میں پھر آپ سے ایک بات پوچھتی ہوں آپ اس کا جواب دیجئے خدا نے جو انگشتری آپ کو دی ہے اس کا کیا راز ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا بھید ہے تم ہی بتاؤ کہ کیا بھید ہے پھر اس نے کہا کہ خدا نے تم کو سلطنت دی ہے قاف سے قاف تک وہ سب ایک نگینہ کی قیمت ہے تاکہ تجھ کو معلوم ہو کہ دنیا کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور ہوا کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حکم کے تابع کیا ہے۔ اس میں کیا بھید ہے کیا آپ کو اس کا بھید معلوم ہے۔ یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اس کا بھی بھید معلوم نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تم کو آگاہ کیا ہے کہ اس بات سے کہ بعد موت تمہیں دنیا ہوا جیسی معلوم ہو گی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت ہی روئے اور پھر فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ دنیا مثل ہوا کے ہے۔ پھر چیونٹی نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سلیمانؑ کے کیا معنی ہیں؟ پھر حضرت سلیمانؑ نے کہا میں اس کے معنی بھی نہیں جانتا اور چیونٹی بولی اس کے معنی یہ ہیں کہ تو دنیا کی زندگی میں اپنا دل مت لگا ہر ساعت موت کے قریب ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے کہا کہ تو بڑی دانا و عقلمند ہے مجھ کو کچھ نصیحت کر اور مجھے کار نیک بتا۔ چیونٹی نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کی ہے اور جہاں کی بادشاہت بھی دی ہے کہ تم رعیتوں کی نگہبانی کرو اور اپنے عدل و انصاف سے رعیت کو شاد رکھو' اور ظالم سے مظلوم کی داد لو۔ اور میں تو بیچاری ضعیفہ و مسکین ہوں اپنی رعیتوں کی ہر روز خبر لیتی ہوں اور ان کا بار اٹھاتی ہوں کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔

پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہ مور سے یہ بات سن کر وہاں سے مراجعت کرنا چاہی۔ شاہ مور نے کہا اے حضرت سلیمانؑ بغیر کچھ کھائے ہوئے آپ کو یہاں سے تشریف لے جانا بے مناسب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم کو روزی دی ہے اس میں سے آپ کچھ تناول فرما کر جایئے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بہت اچھا۔ تب شاہ مور نے جا کر ایک ران ٹڈی کی حضرت سلیمانؑ کے واسطے لا رکھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر بولے اے شاہ مور مجھ کو میرے لشکر سمیت ایک ران ٹڈی کی کیا ہو گی' اس نے کہا حضرت اس ایک ران کو آپ کم نہ سمجھئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھئے اور اس میں بہت برکت ہے۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر کے اس ایک ران کو کھا کر آسودہ ہو گئے اور پھر بھی اس میں سے کچھ باقی رہی۔ حضرت سلیمانؑ یہ حال دیکھ کر بہت ہی متعجب

ہوئے اور پھر سجدے میں گر کر کہا اے پروردگار تیری قدرت بے انتہا ہے اور تو ہی بیشک عظمت و بزرگی کے لائق ہے۔

فَفِیْ کُلِّ شَیْیٍ لَهٗ اٰیَةٌ ○ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور خبر لانا ہدہد کا بلقیس کے شہر سبا سے

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہوا پر پرواز کر رہے تھے اور تمام جن و انس ان کی بساط پر حاضر تھے اور پرندے سب اپنے اپنے پروں سے ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے تھے یکایک حضرت سلیمان علیہ السلام کو گرمئی آفتاب محسوس ہوئی جب انہوں نے اوپر کی طرف دیکھا اور بہت عمیق نظر کی تو سب پرندوں کو دیکھا کہ حاضر ہیں مگر ہدہد کو نہ دیکھا اسی وقت آپ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِيْنَ۔ ترجمہ: اور خبر لی حضرت سلیمانؑ نے اڑتے ہوئے جانوروں کی پس کہا کیا ہے مجھ کو کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ہدہد پرندے کو یا وہ مجھ سے غائب ہو گیا ہے اگر اس نے ایسا کیا ہے تو البتہ عذاب کرونگا میں اس کو عذاب سخت یا ذبح کرونگا میں اس کو یا پھر لاویگا میرے پاس کوئی دلیل ظاہر پس اسی وقت عقاب کو بھیجا برائے تلاش ہدہد کے عقاب نے فوراً ہی ہدہد کو لا کر حاضر کر دیا تو اس وقت حضرت سلیمانؑ نے اس ہدہد سے پوچھا کہ تو کہاں گیا ہوا تھا اس کے جواب میں ہدہد نے کہا کہ ایک خوشخبری لایا ہوں آپ کے واسطے شہر سبا سے قولہ تعالیٰ فَقَالَ اَحَطْتُ بِمَالَمْ تُحِطْ بِهٖ۔ الآیۃ ترجمہ: بولا ہدہد میں ایک چیز کی خبر لایا ہوں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ سبا ایک قوم تھی اور ان کا ایک وطن سرزمین عرب میں یمن کی طرف تھا۔ اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سبا ایک شہر کا نام ہے۔

بہرحال حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے کہا کہ تو وہاں سے کیا خبر لے کر آیا ہے اور تو وہاں کس طرح گیا اس کو بھی اچھی طرح سے بیان کر۔ یہ بات سنکر ہدہد نے کہا کہ اے نبی اللہ فلانے وقت جب آپ تخت سے نیچے اترے تھے اسی وقت میں نے ہوا پر اڑ کر دیکھا کہ میرا ہم جنس ایک ہدہد دیوار باغ کے اوپر بیٹھا تھا چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ میں ملک شام سے آیا ہوں اور میرے آقا حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ وہ بولا کہ حضرت سلیمانؑ کون ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت بادشاہ ہیں جن و انس و حوش و طیور اور جمیع مخلوقات کے اور پھر میں نے

اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ وہ بولا میں تو اس شہر کا رہنے والا ہوں۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شہر کا نام کیا ہے وہ بولا کہ اس شہر کا نام سبا ہے پھر میں نے اس سے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس شہر کی حکمران کون ہے۔ وہ بولا کہ اس شہر کی حکمرانی بلقیس نام کی ایک عورت ہے اور وہی اس ملک کی ملکہ ہے اور اس کے تابع بارہ ہزار سردار قوم اور ہر ہر سردار کے تابع ایک ایک لاکھ سوار و پیادہ ہر وقت رہتے ہیں اور تو میرے ساتھ چل میں تجھ کو وہ سب دکھاتا ہوں۔ تب اس سے میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے آیا ہوں کبھی بادشاہ کو یا لشکر کو پانی کی تلاش ہو تو اس وقت وہ مجھے تلاش کریں گے اور میں اس وقت حاضر نہ ہوں گا۔ تو پھر مجھ کو سخت سزا دیں گے۔ کیونکہ میں پانی کے واسطے مقرر ہوں۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصارت دی تھی کہ جس زمین میں پانی ہوتا یا نہ ہوتا وہ دور دور تک دیکھ کر بتا دیتا تھا اور جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شاہی جاتا اس ہدہد کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور پھر اس کو پانی کے واسطے بھی بھیجتے تھے۔ جہاں وہ نشان دیتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جنوں کو بھیج کر تالاب و کنواں کھدوا کر وہاں سے پانی منگواتے تھے۔ الغرض اس ہدہد نے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور وہاں چل کر بلقیس دختر شراحیل کو دیکھو کہ اس کی شان و شوکت کیسی ہے اور اس کے حسن و اخلاق کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ گے پھر میں اس کے کہنے سے اس جگہ پر گیا اور شہر میں بلقیس کو دیکھا ایک تخت عظیم ہے کہ طول و عرض اس کا تیس گز ہے اور تمام جواہرات سے مرصع اور چاروں پائے اس کے یاقوت سرخ اور زبرجد اور زمرد اور لعل کے ہیں اس پر وہ بیٹھتی ہے اور وہ بے دینا ہے اور وہ آفتاب پرست ہے اور وہ اپنا کوئی شوہر بھی نہیں رکھتی۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا تو نے جو کہا مجھ کو معلوم ہوا لیکن تو نے کیونکر جانا کہ وہ بے دین ہے؟ اس نے جواب میں کہا۔ قولہ تعالیٰ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ الآیۃ ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہدہد بولا میں نے پایا اس عورت کو بادشاہی کرتی اپنی قوم کی اور اس کو ہر چیز عنایت کی گئی ہے یعنی مال و اسباب حسن و جمال اور اس کا ایک تخت شاہی بہت بڑا ہے۔ اور میں نے وہاں یہ بھی دیکھا کہ اس کی قوم اس کو سجدہ کرتی ہے اور وہ اور سب کے سب سورج کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو خدا مانتے تھے اور حقیقی معبود کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اے اللہ کے مجھ کو آپ کچھ خلعت عطا فرمائیے تا.. کہ میرے پاس آپ کی کچھ نشانی باقی رہے اور پھر میرے میرے فرزند بھی آپ کو یاد کرتے رہیں۔

یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ہدہد سے کہا قولہ تعالیٰ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ترجمہ: کیا ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔ یہ سنکر ہدہد بولا اے نبی اللہ آپ سے جھوٹ نہیں

کہتا ہوں- اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد کے سر پر جو تاج ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دی ہوئی نشانی ہے اور پھر ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا اس سے بہتر خلعت چاہتا ہوں آپ سے کہ جس میں میری اولاد کی بہتری ہو- یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کار قصاص کا تجھ کو اور تیری اولاد کو میں نے دیا اور تو بلقیس کے پاس میرا خط لیکر جا- جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ- الآیۃ- ترجمہ: اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہ میرا خط لیجاؤ اور وہ خط لیجا کر اس کی طرف ڈال دو- اور پھر اس کے پاس سے چلے آؤ اور دیکھو وہ کیا جواب دیتی ہے- پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر بمہر سلیمانی کر کے اس ہدہد کے حوالے کیا- اور وہ خط ہدہد اپنی چونچ میں لے کر شہر سبا میں بلقیس کے در پر جا پہنچا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل سے بلقیس کے محل تک دس کوس کا فاصلہ تھا- اور ہفت در قصر معلی بلقیس کے بند پائے لیکن اس کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس کے اندر جا کر دیکھا تو بلقیس کو سوتا ہوا پایا اور اس خط کو بلقیس کی چھاتی پر رکھ کر چپکے سے باہر نکل آیا-

جب بلقیس بیدار ہوئی تو وہ مختوم سر بمہر سلیمانی کو اپنی چھاتی پر پایا اور اس نے اس کے لانے والے کو معلوم نہ کیا اور اپنے دل میں کچھ خوف زدہ سی ہو گئی- پھر اس نے اپنے کار پردازوں کو بلا کر ان سے پوچھا- چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ- اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ- ترجمہ: اور کہنے لگی بلقیس اے درباریو! مجھے یہ بتاؤ کہ میرے پاس یہ خط کس طرح سے ڈال دیا ہے اور وہ خط بڑی عزت و عظمت کا ہے اور ہے وہ حضرت سلیمانؑ کی طرف سے اور اس خط کو شروع بھی اللہ تعالیٰ کے نام سے کیا گیا ہے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا اور اس میں یہ لکھا ہے کہ تم اپنی سلطنت پر زور مت دکھاؤ اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلی آؤ- بلقیس نے یہ خط پا کر اس کو بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا اور خدا کی مہربانی سے وہ دولت اسلام سے مشرف ہو گئی اور بتقدیر الٰہی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی اور خط کا مضمون دریافت کر کے کہنے لگی اپنے ملازموں سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ قالت یایھا الملاء افتونی الآیتہ ترجمہ: کہا اے دربار والو مجھ کو جواب دو کہ میں اپنے کام میں کوئی کام تم پر مقرر نہیں کرتی- جب تک تم حاضر نہ ہو- یہ سنکر درباریوں نے جواب دیا- قولہ تعالیٰ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ الآیۃ- ترجمہ: کہا انہوں نے ہم صاحب قوت اور صاحب جنگ ہیں! اور یہ کام تیرے اختیار میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یہ سنکر بلقیس نے کہا- کہ مجھ کو تو حضرت سلیمان علیہ السلام اسلام کی دعوت دیتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ تم آفتاب پرستی چھوڑ دو- اور اسلام میں پورے طریقے سے داخل ہو جاؤ- اگر میں ان کی یہ بات نہ مانوں گی تو وہ میری ساری سلطنت کو برباد کر دیں گے-

چنانچہ قولہ تعالیٰ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا- الآیتہ- ترجمہ: کہا بلقیس نے تحقیق

جس وقت کسی بستی یا ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس بستی کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے اروں کو بے عزت کر دیتے ہیں- چنانچہ اسی طرح سے اگر وہ ہمارے ملک میں داخل ہوئے تو پورے خراب کریں گے اور پھر بلقیس کہنے لگیں قولہ تعالیٰ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ- ترجمہ: تحقیق میں والی ہوں ان کی طرف ہدہد کو پھر میں یہ دیکھتی ہوں کہ آئندہ وہ کس چیز کے ساتھ واپس آتا ہے- اور لیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو پھر ان کے ساتھ کسی طرح مناسب نہیں ہے چنانچہ میں ہدیہ بھیج کر آزمائش کرتی ہوں- کیونکہ اگر وہ پیغمبر خدا ہونگے تو وہ ہدیہ نہیں لیں گے اور بغیر اسلام کے وہ کسی ے راضی نہ ہوں گے بلقیس کے وزیر نے کہا اے بلقیس تمہاری جو مرضی میں آوے وہ کرو-

پس بلقیس نے قسم قسم کے ہدیے اور تحائف حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک ایلچی کے ہاتھ بھیجے ت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور ایک ہزار وزیر ان کے چاندی کی کرسیوں پر ان کی ملازمت میں بیٹھے اور جن انکے گرداگرد حضرت سلیمان علیہ السلام کے مؤدب کھڑے تھے اور ہزاروں پرند ہوا کے ان کے سایہ دے رہے تھے- ہم نے جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر پہنچائی کہ آپ کو بلقیس نے بہت ہدیے و تحائف اور سات اینٹیں سونے کی اور چاندی کی اور سات پردے زربفت کے حضور کے پاس ہدیہ و تحائف ارسال کیئے ہیں- یہ چیزیں دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ اہی دروازے کے سامنے میدان کی دیوار سے سونے اور چاندی کی اینٹوں سے جو بنی ہے وہاں سے ت اینٹیں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور سات پردے زربفت کے لے آؤ جب ان قاصدوں شاہی میدان کو دیکھا اور اس دیوار کے قریب آئے تو وہ قاصد یہ شان و شوکت اور حشمت و عظمت کو کر بھونچکارہ گئے اور پھر وہ بولے کہ یہ ہم چند طشت سونے کی حضرت سلیمانؑ کی نذر کیونکر کریں اور دیکھتے ہیں کہ تمام در و دیوار ان کی شاہی بارگاہ کے میدان سونے و چاندی کے ہیں اور ہماری یہ چودہ ںا حضرت سلیمانؑ کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں- اور جس دیوار سے وہ چودہ اینٹیں سونے و چاندی اور سات پردے زربفت کے کھلوا کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے منگوا لیے تھے-

جب اس جگہ پر بلقیس کے بھیجے ہوئے قاصد وہاں پہنچے تو انہوں نے وہ دیکھ کر کہا کہ شائد ہم کو چور اکے پکڑنے کے لیے یہاں سے اینٹیں نکال کر فریب کیا ہے- غرض بلقیس کے قاصد نے حضرت سلیمانؑ کے پاس آکر وہ تمام تحفے و تحائف ان کی خدمت میں پیش کر دیئے اور پھر شرطیں خدمت کی بجالائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ- الآیۃ- ترجمہ: پس جب آیا رت سلیمانؑ کے پاس بلقیس کا قاصد تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا مدد دیتے ہو- رے لیے اپنے مال سے پس جو کچھ مجھ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اور

جاؤ تم اپنے اس تحفے سے خوش رہو اور ان کو یہ تحفے واپس کرو پھر تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ اور اب ہم بھیجتے ہیں ان لشکروں کو کہ جن کا وہ سامنا نہ کر سکیں گے اور ہم ان کو اب نکال دیں گے بے عزت کر کے اس شہر سے پس وہ ذلیل ہو جائیں گے یہ خبر لے کر بلقیس کے قاصد فوراً واپس ہو لیے اور وہاں پہنچ کر بلقیس سے کہا کہ وہ صاحب حشمت و عظمت اور نبوت سے سرفراز ہیں۔ یہ سن کر وہ بولی کہ وہ بیشک نبی ہوں گے اور ان سے کہو کہ اپنی نبوت کا کچھ معجزہ دکھاویں کیونکہ اصلی دلیل پیغمبر کی معجزہ ہوا کرتی ہے چنانچہ وہ ہم کو اپنا معجزہ دکھاویں تب ہم سب ان پر ایمان لے آویں گے ادھر بلقیس نے ایک سو لونڈی اور غلام سب کو ایک ہی صورت کے لباس پہنا کر اور ٹکڑا یاقوت ناسفتہ ڈبیہ میں رکھ کر اور چند مادیاں اسپ ساتھ کرّہ کے ملا کر اور ایک شیشہ خالی واسطے امتحان و امتیاز کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اپنے قاصدوں کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور یہ سب کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچاؤ اور پھر ان سے کہو کہ آپ ان سب غلام اور لونڈیوں میں امتیاز کر دیں اور اس یاقوت ناسفتہ کو سفتہ کر دیں۔ بغیر آہن اور الماس کے اور اسپ اور مادیاں کرّہ سے جدا کر دیں اور یہ شیشہ بھی پانی سے بھر دیں اور نہ وہ پانی آسمانی آسمان سے برسا ہو۔ اور نہ وہ زمین سے نکلا ہو۔ پھر وہاں سے جلد چلے آؤ میرے پاس اس بات کی خبر لے کر۔

چنانچہ قاصدوں نے وہ سب لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچا دیا۔ اور وہ شرطیں جو بلقیس نے چلتے وقت کہیں تھیں حضرت سلیمان علیہ السلام سے بیان کر دیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ سیلابی آفتابہ لا کر پہلے لونڈی اور غلام کے ہاتھ دھلائے۔ لونڈیوں نے اپنا کف دست دھویا وہ لونڈیاں تھیں اور جنہوں نے سر انگشت دھویا وہ سب کے سب غلام تھے۔ اور عورت و مرد میں یہی عادت ہے اور دوسرا اعجاز یہ کہ یاقوت چھیدارنے کو کیڑے کو حکم کیا۔ چنانچہ کیڑے نے فوراً چھیدا اور تیسرا اعجاز یہ کہ اسپ مادیاں اور کرّہ کو پس و پیش بندھوا کر سامنے دانہ گھاس دیا۔ ان میں سے بعضوں نے دانے پر جلدی سر بڑھایا اور بعضوں نے پیچھے۔ پس اسی سے حضرت نے دریافت کیا اور فرمایا کہ جن گھوڑوں نے جلدی سے اپنا سر دانے پر بڑھایا سو وہ مادیاں کند ہیں اور جن گھوڑوں نے تاخیر کی کھانے میں وہ ناکند ہیں۔ اس کے بعد حکم کیا کہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاؤ اور ان کے پسینے سے شیشہ بھرا۔ غرض حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سوالات ناشائستہ کو بطریق شائستہ حل کر کے اور اس کے قاصدوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

پس قاصدوں نے بلقیس سے جا کر یہ معجزات اور کرامتیں بالشرح بیان کیں۔ بلقیس نے یہ سن کر اپنے ارکان دولت سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں بحضرت سلیمانؑ کے پاس جاؤں اور ان کی اطاعت قبول کروں۔ یہ کہہ کر بلقیس نے اسباب سفر کا تیار کرایا اپنے ساتھ لونڈی و غلام اور بہت سا لشکر بھی اپنے ساتھ لے لیا اور تخت و دولت کو ہفت خانے میں رکھ کر ہفت در بند کر کے کنجیاں اپنے ساتھ لے لیں' اور بعض

روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ معتمد الیہ کے سپرد کر دیں اور پھر اس سے کہا کہ تخت جڑاؤ اور دولت یہ سلطنت ہے اچھی طرح حفاظت سے رکھنا۔ یہ کہہ کر حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں جانے کا قصد کیا چنانچہ ہوا نے جلدی سے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی کہ بلقیس ملکہ شہر سبا سے عنقریب حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والی ہیں اور ہوا سے بھی پہلے جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا۔ کچھ مذمومیت بھی بلقیس کی بیان کی تھی کہ اس کی ساق پر بال بہت ہیں اور وہ کچھ کم عقل بھی ہے کیوں کہ اس کی ماں جنوں سے تعلق رکھتی ہے اور بہ نسبت انسان کے جن کم عقل ہوتے ہیں پس جن یہ بات حضرت سلیمانؑ سے کہہ کر بعد میں بہت ڈرے کہ اگر ہماری بات جھوٹ ہو گی تو ہم کو ضرور سزا ملے گی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان باتوں کو آزمائش کرنے کے لیے بلقیس کی آمد کی راہ پر اپنے تخت گاہ کے سامنے حوض بنوا کر اس پر ایک پل شیشے کا تیار کیا۔ اور اس حوض میں مچھلی و مرغابی بھی چھوڑ دیں اور وہ پل ایسا تھا کہ اوپر ظاہر معلوم ہو اور بلقیس اس کے اوپر سے آویگی تو یقین ہے کہ پانی ہی کے دھوکے سے پنڈلیوں کے کپڑے اٹھائے گی تو پنڈلیوں کے بال ظاہر ہو جائیں گے' یہ ہی حکمت اس کی آمد پر کی گئی قولہ تعالیٰ۔ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا۔ الایۃ ترجمہ: اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اے دربار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس تخت بلقیس کا پہلے اس سے کہ وہ آوے میرے پاس مسلمان ہو کر۔ کہا ایک جن نے جنوں میں سے کہ میں لے آؤں گا تمہارے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ تم اٹھو اپنی جگہ سے اور تحقیق میں البتہ اس پر زور زور آور ہوں باامانت اور باامانت اس واسطے کہا کہ اس کے تخت میں جواہر لگے ہوئے تھے نہایت بیش قیمت۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا کہ اس سے میں جلدی لاؤں گا بلقیس کے تخت کو مانند ایک پلک کے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ الایۃ۔ ترجمہ: کہا اس شخص نے کہ نزدیک اس کے علم تھا۔ یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا وہ جانتا تھا وہ بولا کہ میں لے آؤں گا تیرے پاس تخت اس کا پہلے اس کے کہ وہ پھر آوے طرف تیرے نظر تیری یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے جانے سے قبل۔ پھر آصف نے اسم اعظم پڑھتے ہی ایک ہی پل میں تخت بلقیس کا سلیمان علیہ السلام کے پاس موجود کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ روپ بدل کر دکھاؤ اس عورت کو اس تخت تا۔ کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس میں سوجھ بوجھ ہے یا نہیں یا ان لوگوں میں اس کا شمار ہے جن کو سوجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ اور روپ بدلنا یعنی بلقیس کا تخت جڑاؤ تھا وہ جڑا اکھاڑ دیا گیا اور دوسرے قرینے سے اس کو جڑا گیا۔ کیونکہ اس سے بلقیس کی عقل آزمانی تھی اور پھر اپنا معجزہ دکھانا بھی تھا۔ چنانچہ کارپردازوں

نے ایسا ہی کیا۔

غرض جب بلقیس اس حوض کے کنارے پر آئی اور پل شیشے کا تھا جو کہ اعلیٰ قسم کی کاری گری تیار کرایا تھا اس پر اس کی نظر پڑی اور اس کو یقین ہوا کہ شائد یہاں پانی ہے تب اس نے اپنی پنڈلیاں کھ دیں اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام معلوم کیا کہ اس کی ساق پر کچھ بال نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بات جن نے آکر کہی تھی وہ جھوٹ بات تھی۔ اور جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی اور پھر ا نے تخت اپنے کو پہچانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا فَلَمَّا جَآءَتْ قِيلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ الایة ترجم جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی۔ کسی نے اس کو کہا ایسا ہے تیرا تخت۔ تب اس نے اپنے تخ کے پاس جا کر بولی گویا یہ وہی تخت ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے کسی ذریعہ سے اور ہم تو مسلمان ہو چ ہیں اس بات سے بھی معلوم ہوا کہ بلقیس عقلمند اور ہوشیار ہے اور کسی نے کہا اس عورت کو کہ اندر محل میں چلو پھر جب وہ محل کے اندر گئی تو دیکھا کہ محل کے اندر پانی ہے۔ پھر اس نے اپنی پنڈلیوں کو کھولا تو پھ کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ تو شیشے کا جڑا ہوا محل ہے پھر وہ بڑی ہی متحیر ہو کر بولی قولہ تعالیٰ قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ترجمہ: کہا بلقیس نے اے میرے پروردگار تحقیق میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور مطیع ہوئی حضرت سلیمانؑ کے ساتھ واسطے خداوند قدوس کے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔

ایک تفسیر میں یوں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس میں پتھروں کی جگہ پر شیشے کا فرش تھا۔ اور دیکھنے والے کو دور سے پانی نظر آتا تھا۔ اسی وجہ سے بلقیس نے اپنی پنڈلیاں وہاں کھول دیں اس پانی سے گزرنے کا قصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو کہا کہ یہ تو شیشے کا فرش ہے پانی نہیں ہے اس بات سے عقل کا قصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا اور پھر حضرت سلیمانؑ نے جو جنوں کی زبانی سنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں۔ بکریوں کی طرح اب معلوم ہوا کہ وہ سچ ہے پھر انہوں نے اس کی دوا تجویز کی اور اس کو نورہ کہتے ہیں اور وہ دوا بہت مشکل سے تیار ہوئی تھی۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس کو اپنے نکاح میں لائے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں تھیں اور سات م تھیں سب پر اس کو شرف دیا۔ اور ایک مکان نہایت عالیشان پر تکلف بنا کر اس میں اس کو رکھا تھا۔ ایک دن بلقیس نے کہا اے نبی اللہ آپ ہر روز تخت پر بیٹھ کر ہوا پر سیر کرتے ہیں اور تمام عالم کے گرد پھرتے ہیں مجھ کو بھی ایک دن اپنے ساتھ لے چلئے تا.. کہ میں فلاں جزیرے میں جا کر عجیب و غریب تماشا دیکھوں یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس تخت کو اس جزیرے میں جو سات دریا کے جزیرے ہے پہنچا

نے وہاں ان کے حکم سے وہ تخت پہنچا دیا۔ بلقیس وہاں کا سبزہ اور آب رواں دیکھ کر بہت خوش ہاں کے دریائی گھوڑوں کے بازوؤں پر دیکھے وہ سب کے سب سلیمان علیہ السلام کا تخت دیکھ کر مثال ڑ گئے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا جنوں کو کہ ان گھوڑوں کو پکڑ لاؤ۔ انہوں نے ے نبی اللہ ہم ان گھوڑوں کو نہیں پکڑ سکیں گے مگر ہاں سمندروں کا ایک جن ہے اور وہ آپ کر قصر دریا میں چھپ گیا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو میں اس کو پکڑ لاؤں اور اس سے جا کر کہوں سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اب تم آجاؤ یہ سنتے ہی وہ ہمارے ساتھ چلا آویگا تب اس کو پکڑ کر آپ میں لاویں گے اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ گھوڑے پکڑے جاویں گے یہ سن کر حضرت سلیمان کم کیا کہ وہ جن حاضر کیا جاوے۔

بہت سے جن دریاؤں میں جا کر گرد عالم کے سمندروں میں پکارتے رہے۔ اور یہ آواز دیتے ے جنوں اب تم نکل آؤ حضرت سلیمان علیہ السلام مر گئے کیونکہ یہ آواز اس جن کے کانوں میں بھی بات کو سن کر قصر دریا سے خوش ہو کر باہر نکل آیا۔ پس انہوں نے اس سے کہا کہ بھائی اب ہم کے عذاب و سزا سے نجات پائی اور اب ہم کو چاہیئے کہ ہم سب وہاں جا کر اس کی سلطنت میں اور خوب مزے سے رہیں اور اچھی طرح سے چین و راحت حاصل کریں یہ کہہ کر جب دونوں ملاپ ہو گیا تو انہوں نے اچانک اس پر کمند ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے کر دیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر غضب سے اس طرف کو دیکھا تو اس وقت سمندروں نے مارے خوف کے کہا کہ یا نبی اللہ مجھ کو امان دو اور جان بخشی کرو۔ اور میں آپ کا فرمانبردار جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو بسرو چشم بجالاؤں گا۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اپنی چاہتا ہے تو دیکھ فلانے جزیرے میں دریائی پرند گھوڑے میرے واسطے پکڑ لا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا نبی اللہ بغیر کچھ حیلہ و حکمت کے وہ گھوڑے میرے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام تو اس وقت کیا چاہتا ہے وہ بولا کہ گھوڑے فلانے چشمے سے پانی پیتے ہیں چند جنوں کو میرے ساتھ کہ وہ اس چشمے سے پانی نکال ڈالیں اور بجائے پانی کے اس کو شراب سے بھر دیں تب وہ گے اس کو پییں گے اور پھر اس کے پینے سے ان کو نشہ ہو گا پھر اسی وقت اس پر کمند ڈال کر لے اور خدمت میں آپ کی حاضر کریں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو سمندروں پر ان کے ہمراہ کر دیا انہوں نے وہاں جا کر چالیس دریائی پکڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے اس وقت عصر کا وقت تھا۔ حضرت گھوڑوں کی لطافت اور خوبیاں دیکھنے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت بھی رخصت ہونے لگا اسی

وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب باری تعالیٰ سے عتاب لائے اور کہا کہ اے سلیمانؑ تو دنیا کے مال ا
میں ایسا مشغول ہوا کہ نماز عصر جانے پر ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ الفاظ سنتے ہی فوراً سجدے میں گر
اور زار زار رونے لگے اور برابر استغفار پڑھنے لگے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْ
الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ الآیۃ ترجمہ: جس وقت کہ روبرو لائے گئے حضرت سلیمانؑ کے
خاصے گھوڑے پس حضرت سلیمانؑ نے کہا تحقیق میں نے دوست رکھا مال کو اپنے رب کی یاد سے
تک کہ سورج چھپ گیا پردے میں پھر کہا لاؤ ان گھوڑوں کو میرے پاس پس شروع کیا ہاتھ پھیرنا پاؤں
گردن ان گھوڑوں پر ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے آفتاب ٹھہر گیا۔ اس کو ڈوبنے
یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وقت پر نماز عصر کی پڑھ لی تب آفتاب غروب ہوا۔ اور یہ بھی ا
روایت میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ان گھوڑوں کے پر کاٹ ڈالے پھر ان کے پر دوبارہ پیدا نہیں ہو
اور اسپ تازی انہیں کی نسل سے ہیں۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا شہر صیدوں میں جانا اور بادشاہ عنکبود کا مارا جانا

تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس کے قصہ سے فراغ
ملی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندروں کے جن سے پوچھا کہ اے سمندروں کے جن تو نے کسی جزیر
میں کوئی چیز عجیب و غریب دیکھی ہے یہ سنکر وہ بولا اے حضرت میں نے دیکھی ہے دریائے مغرب میں ایک
جزیرہ ہے اور اس میں ایک شہر عظیم ایسا ہے کہ چاروں طرف اس کی دیوار سنگین ہے اور بلندی اس
ایک سو گز ہے اور اس کے اندر بارہ برج ہیں اور ہر برج پر ایک علم نصب کیا ہوا ہے اور اس دیوار کے
میں ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک مکان عالیشان ہے جس کی بناوٹ سنگ مرمر کی ہے اور اس
ایک منارہ بلند ہے اور اس مینارے پر دو شیر سنگیں اور عقاب بزرگ مثل آدمی کے سونے سے بنا ہے اور
اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اور جب میں نے اس کوشک پر جا کر دیکھا چار ہزار حجروں میں لونڈیاں
صاحب جمال بیٹھی ہیں اور اس کے بیچ میں ایک عظیم الشان تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک نہایت حسین
ماہ لقا اور اس کے ساتھ ایک دختر برج اختر کے بیٹھی ہے اور تقریباً ایک ساعت کے بعد وہ دختر اس تخت
سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ چار ہزار لونڈیاں اپنے اپنے حجروں میں داخل ہوئیں اسی وقت میں نے جا کر
ایک لونڈی سے معلوم کیا۔ کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور ماہ لقا حسین نیک خاتون کون ہے اور اس کے ساتھ

ہے وہ کون ہے اور وہ علم جو برج پر رکھا ہوا ہے یہ کیوں رکھا ہے اور وہ شیر اور عقاب جو مینار پر بنا
ہیں وہ کون ہیں۔ یہ باتیں سنکر وہ لونڈی مجھ سے بولی کہ کس ملک کے باشندے ہو اور کہاں سے آئے
میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں دوسرے ملک سے آیا ہوں یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ میں پہلے سے ہی
تھا کہ سوا اس ملک کے اور کوئی دوسرا ملک نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر وہ کہنے لگی کہ اس شہر کا نام
ہے اور جو حسین و جمیل ماہ لقا آپ نے دیکھی ہے وہ ہمارے بادشاہ کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ
ہے وہ بالو شاہ زادی ہے اور یہ صورتیں طلسم کی اس واسطے بنائی ہیں کہ جب کوئی دشمن اور غنیم کو
گے تو یہ آواز دیں گی پھر اسی وقت ہمارے بادشاہ کو معلوم بھی ہو جائے گا کہ ہمارے ملک پر کوئی
غنیم آیا ہے تو اسی وقت مکمل تیاری کر کے اسکو مار ڈالیں گے اور وہ جو عقاب ہے یہ تو ہمارا داعی
جب ہماری پوجا کرنے کا وقت ہوتا ہے تو وہ بانگ دیتا ہے تب ہم سب جا کر بادشاہ وقت کی پوجا
ہیں۔ اور ہماری عبادت کا طریقہ یہی چلا آتا ہے (عِيَاذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ) ترجمہ: اور اس کے علاوہ
حاکم منصف ہیں۔ جب کوئی اسامی اور فریادی دونوں میں کوئی خصومت واقع ہو تو ان دونوں
کے پاس ان کو بادشاہ وقت بھیجتا ہے اور جو ناحق پر ہوتا ہے اس کو یہ دونوں شیر پھاڑ ڈالتے ہیں اور
کبھی بے راہ نہیں چلتا۔ اور نہ کوئی جھوٹ بولتا ہے۔

الغرض اس کا یہ ماجرا ہے پس سمندروں کے جن سے شہر صیدون کی حقیقت و ماجرا سن کر حضرت
علیہ السلام نے اپنے لشکروں کو فرمایا کہ تم لوگ شہر صیدون میں جہاد کو جاؤ اور میں بھی تمہارے ہمراہ
یہ سنتے ہی تمام جن لوگ بموجب حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر آموجود ہوئے اور حضرت
علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا کہ جلدی سے میرا تخت شہر صیدون میں پہنچا دے چنانچہ ہوا نے بموجب حکم
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شہر صیدون کے قریب پہنچا دیا۔ جب تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور
ہوا تو وہ طبل و علم حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت بساط دیکھ کر اس مینارے اور برجوں پر سے پکار کر
لگے پھر اہل صیدون کو معلوم ہوا کہ ہم پر کوئی غنیم آتا ہے تب تمام اہل شہر و سپاہ اور تمام لشکر
ان کے آراستہ کر کے جنگ کے واسطے اپنے شہر صیدون سے نکلے تو وہ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ
تمام فوج کے تخت پر بیٹھی ہوئی ہوا پر چلی آتی ہے یہ دیکھ کر اہل صیدون بولے کہ ہم نے آج
بادشاہ کو نہیں دیکھا اور نہ کبھی سنا کہ اس کا لشکر سوار ہو کر ہوا پر چلے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ
شاہ بزرگ ہے۔ پس وہ لوگ میدان جنگ میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ ادہر حضرت سلیمان علیہ السلام نے
اسے فرمایا کہ پہلے تم جاؤ اور ان کافروں سے لڑو۔ بموجب وہ تمام جن ان کافروں سے لڑنے لگے۔
جنوں پر غالب آئے۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسرے اور جنوں کی جماعت کو ان سے

لڑنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ وہ جماعت بھی ان سے مغلوب ہو گئی۔ پھر اس کے بعد آدمیوں کو فرمایا تم لوگ ان کافروں سے جا کر لڑو بموجب حکم جب مردم بسیار ان سے لڑے تو ان کو زیر کیا۔ اور ان کا بادشاہ بھی نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے لڑنے کے واسطے میدان میں آیا اور اس بادشاہ کا نام [illegible] تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا ہوا نے ایک مشت خاک اس پلید کی آنکھوں میں ڈالدی تو [illegible] ہو گیا اور فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور اسی کے شیر نے اس پلید کا سر کاٹ کر کھالیا۔

اور بعض نے کہا ہے ٹڈی آکر اس پلید کی آنکھیں کھا گئی تھیں۔ اسی طرح وہ پلید جہنم واصل ہوا اور باقی کافروں کو لشکر سلیمان علیہ السلام نے آکر دریا میں بہا دیا اور شاہ عنکبود کی بیٹی وہ نہایت حسین تھی اس کو اپنے ساتھ حضرت سلیمانؑ اپنے تخت پر اٹھا کر اور شہر کو ویران کر کے چلے آئے۔ میں اس اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان حضرت سلیمانؑ کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہوا تقصیرات کی وجہ سے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے شہر صیدون سے مراجعت فرمائی تو راستے میں آتے وقت اس بادشاہ کی بیٹی سے کہنے لگے کہ اے نیک بخت تو ایمان لے آ اور مسلمان ہو جا۔ اس نے جواب دیا کہ بیشک مسلمان ہوں گی۔ لیکن مجھ کو میرے باپ سے ملاقات کراؤ۔ پھر یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ کو تو مار ڈالا گیا ہے اس کو تم کیونکر دیکھو گی۔ بہرکیف اس دختر کے کہنے سے حضرت سلیمان نے اس کے باپ کا سر منگوا کر اس کو دکھایا۔ وہ دختر بیہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر وہ کافی عرصہ کے بعد ہوش میں آئی اور بہت ہی گریہ و زاری کرنے لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بہت پیار کیا اور اس کی ہر طرح دلداری کی، پر اس کی خاطر جمع نہ ہوئی۔ آخر الامر وہ دین اسلام سے مشرف ہوئی۔ پھر حضرت سلیمانؑ اس کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کو بہت چاہتے تھے۔

ایک دن ابلیس لعین نے صورت آدمی کی بن کر اس دختر سے جا کر کہا کہ اے لڑکی تو بادشاہ زادی ہے کیوں اپنے باپ کی صورت بنا کر نہیں پوجتی تا۔ کہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش رہے جیسا اپنی زندگی میں تجھ سے خوش تھا۔ اور خبردار یہ بات حضرت سلیمانؑ سے مت کہنا اس بات کو چھپا کر رکھنا تب وہ دختر اس شیطان کے کہنے پر اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں مخفی پوجتی تھی، اور اس طرح دل شاد رکھتی تھی۔ اسی طرح سے چالیس دن گزر گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دختر سے کہا کہ تو ایمان لا کر مسلمان ہو جا پھر میں تجھ سے نکاح کر لوں گا۔ سنکر وہ بولی کہ میں مسلمان ہوں گی اور میں تمہاری زوجیت بھی قبول کروں گی۔ اس شرط پر کہ آپ حکم دیں کہ میں اپنے باپ کی صورت بنا کر اپنے سامنے رکھوں اور اس صورت پرستی سے اپنے باپ کا دل خوش کروں اور میں غم مہجور بھول جاؤں۔ پس اس زمانے میں صورت بنانا شروع میں ممنوع نہ تھا۔ اور حضرت سلیمان اس کو اپنی بیبیوں سے زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے اس کو تصویر بنانے کی اجازت دیدی پھر وہ خفیہ طور پر اپنے باپ کی تصویر کو پوجتی تھی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی وجہ سے چند روز بلا میں مبتلا رہے اور شاہی تخت اور حکومت سے معزول رہے اور بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ دختر عنکبود نے کہا کہ اے حضرت سلیمان علیہ السلام آج عید قربان ہے کچھ قربانی کرنی چاہئے اور بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ دختر عنکبود نے کہا اور ٹڈی کا قربانی کرنا ثواب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ٹڈی میں گوشت نہیں ہے لہٰذا اس کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہے تم اونٹ خدا کی راہ میں قربان کرو تو اس میں ثواب ہے۔ وہ بولی کہ میں تو ٹڈی ہی ذبح کروں گی اور ٹڈی سے اس کی غرض یہ تھی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام شہر صیدون میں جا کر اس کے باپ سے لڑے تھے تو اس وقت بھی ٹڈی نے آکر اس کے باپ کی آنکھیں کھائی تھیں اور وہی بغض اس کے دل میں تھا تا۔ کہ اس سے وہ اپنے باپ کا انتقام لے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ بات یاد نہ تھی سہواً فرمایا کہ اچھا تم منگوا کر اس کو ذبح کرو تب اس نے ایک ٹڈی کو منگوایا اور عداوتاً اس کو ذبح کیا۔ پس حضرت سلیمانؑ کی بیوی نے یہ دو گناہ کیے تھے کہ اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں پوجتی تھی اور یہ خبر حضرت سلیمانؑ کو معلوم نہ تھی اور دوسرے یہ کہ ٹڈی کو بے گناہ ذبح کیا تھا۔ ان دو معصیت کے سبب حضرت سلیمان علیہ السلام چند روز بلاء میں مبتلا ہوئے۔ پس اے مومنو! یہ بات متحقق ہے کہ اگر ایک مرد کے گھر میں بدعورت ہو اور اپنے شوہر سے چھپا کر گناہ کے کام کرے خواہ وہ علانیہ خواہ مخفی تو لازم ہے اور واجب ہے کہ عورت کے گناہ کے باعث اس کے شوہر پر آفت نازل ہو گی اور اس کا خاندان تباہ و ویران ہو گا جیسا کہ استاد شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

زن بد در سرے مرد نکو
ہم دریں عالم است دوزخ او

اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ۔
اور بتحقیق آزمایا ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور ڈال دیا ہم نے اوپر کرسی اس کی کے ایک دھڑ پھر اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف۔

پس معاملہ یوں تھا کہ حضرت سلیمانؑ جب استنجے کو جاتے تو خاتم اپنے ہاتھ کی نکال کر ایک خادمہ کے حوالے کر جاتے تھے کیونکہ اس انگوٹھی پر اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا تھا۔ اس لیے وہ اصل کو استنجے کے وقت اپنے ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن مرضی الٰہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ جنوں میں سے ایک جن نام اس کا صخرہ تھا اس نے صورت و شکل حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنا کر اس خادمہ بمینیۂ سے جا کر انگوٹھی لے کر اپنی انگلی میں پہن کر تخت پر جا بیٹھا۔ اور جن سب کے سب اپنے اپنے عہدہ پر فائز تھے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملازمت میں کھڑے رہتے تھے ویسے ہی اس کے سامنے بھی۔ سب آ کر حاضر ہوئے اور اسی طرح سے پرندوں نے بھی آ کر اپنے اپنے پروں سے سایہ کیا اور وہ صخرہ حکم و احکام جاری کرنے لگا

کچھ دیر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے استنجے سے فراغت پا کر اس خادمہ بمینیۂ سے اپنی انگشتری طلب کی وہ بولی کہ انگشتری تو حضرت سلیمان علیہ السلام لے گئے ہیں اور تم کون ہو۔ جو مجھ سے انگشتری طلب کرتے ہو۔ یہ سنکر حضرت نے جواب دیا کہ میں سلیمانؑ ہوں تم نے انگوٹھی کس کو دیدی وہ بہت زیادہ حیران و پریشان ہوئی اس نے ہرچند حضرت سے عرض کی لیکن وہ یقین نہ کرتے تھے پھر بذات خود حضرت سلیمانؑ اپنے تخت کے قریب گئے تو وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ وہی صخرہ جن تخت پر بیٹھا ہے اور انگوٹھی بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے سامنے تمام جن و انس دربار عام میں باادب کھڑے ہیں۔

یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں سلیمانؑ ابن داؤد ہوں۔ لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور دیوانہ جان کر چوبدار نے وہاں سے نکال دیا اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام میں گردش آنے کا سبب یہ تھا کہ ان کے بیشمار بیبیاں تھیں ایک دن انہوں نے یوں ارادہ کیا کہ آج کی شب میں تمام بیبیوں کے پاس جا کر جماع کروں اور ہر ایک بی بی ایک بیٹا جنے گی تو میرے بیٹوں کی تعداد بہت ہو جائے گی اور پھر جب وہ سب کے سب جوان ہو جائیں گے تو ہم سب کو لے کر جہاد فی سبیل اللہ کریں گے لیکن یہ ارادہ کرتے وقت انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اور پھر بموجب ارادہ انہوں نے اپنی بیبیوں سے اسی شب جماع کیا لیکن خدا کی مرضی سے کسی بیوی کو کوئی حمل نہیں ہوا۔ ہاں ایک بیوی سے اس کے پیٹ سے آدھے دھڑ کا بچہ پیدا ہوا۔ یہ حال دیکھ کر پھر وہ انشاء اللہ نہ کہنے کے سبب سے بہت نادم ہوئے اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ ایک آنکھ اور ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا لڑکا پیدا ہوا۔

القصہ جب ان جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ پہچانا اور کچھ تعظیم و تکریم بھی نہ کی اور اس تخت گاہ سے باہر نکال دیا۔ پس وہاں سے نکل کر بیت المقدس میں جا کر تین دن تک سجدہ میں پڑے روتے رہے۔ پھر بے طاقتی سے مارے بھوک کے مسجد سے نکل کر کسی بنی اسرائیل کے گھر جا کر کھانے کو مانگا لیکن

نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کیا۔ پھر وہاں سے مایوس ہو کر شہر میں آئے اور یہاں پر بھی کھانے کی تمنا اور بہت جگہ کوشش کی اتفاقاً یہاں بھی کسی نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کی۔ پھر نوکری کی خواہش ظاہر لیکن کسی نے بھی نوکر نہ رکھا۔ پھر یہاں سے بھی بھوکے پیاسے نکل کر دریا پر گئے مچھلی والوں کو مچھلیاں کرتے ہوئے دیکھا ان لوگوں سے کہا تم لوگ مجھ کو نوکر رکھ لو اور ہم تمہارا کام کریں تب ماہی گیر نے دو مچھلیاں دینی ہر روز مقرر کیں اور نوکر رکھ لیا آخر تمام دن گزرا رات کے وقت دو مچھلیاں پکڑی یہی دو مچھلیاں مزدوری میں ان کو ملیں ان میں سے ایک مچھلی بازار میں بیچ کر روٹی مول لی اور مچھلی کو تل کر روٹی کے ساتھ کھائی اور پھر شکر خدا بجا لائے اسی طرح پر وہ چالیس روز تک اپنی پیدا کر کے کچھ آپ کھاتے اور جو باقی بچتی وہ محتاجوں کو دیتے اور پھر تمام رات عبادت میں مشغول اور توبہ استغفار کرتے اور چالیس دن صخرہ جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بیٹھ کر بادشاہی کی آدمی اور جن کو اس کے طور طریقہ سے کچھ معلوم ہوا کہ یہ جن ہے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کر رہا ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔ مگر یہ راز دلی کسی سے ظاہر نہیں کرتے۔

اور آصف جن سلیمان علیہ السلام کا وزیر اعظم بڑا عقلمند و ہوشیار تھا۔ جس دن سے وہ تخت پر بیٹھا اپنا حکم جاری کرنے لگا۔ اسی دن سے وہ آصف جن اس بات کا متلاشی اور متردد ہوا کہ آج چالیس دن یہ شخص تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتا ہے کون ہے اور یہ تو یقین ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔ بالآخر آصف جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیبیوں سے جا کر پوچھا کہ آج حضرت سلیمان علیہ السلام ان ہیں کیا تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں یا نہیں وہ بمینیۂ خادمہ کو جس کے ہاتھ سے حضرت سلیمان کام لیتے تھے وہ بولی کہ آج چالیس دن ہوئے ہیں ہم لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھتے ہیں اور نہ ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں اور اپنی خاتم بھی مجھ کو نہیں دیتے شاید اور کہیں تشریف لے گئے ہوں گے یا اور دیگر ہوا ہو گا۔

پھر آصف جن نے یہ سنکر بمینیۂ سے کہا بہت اچھا میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں اسی وقت اس نے کچھ آدمی توریت خواں کو بلا کر تخت گاہ میں لے جا کر توریت سب کے ہاتھ میں پڑھنے کے لیے دی جب لوگ توراۃ پڑھنے لگے تب وہ صخرہ جن جو تخت پر بیٹھا تھا۔ یہ کلام الٰہی سن کر تخت پر نہ ٹھہر سکا آخر وہاں سے الگ ہو کر اس تخت سے ایک کنارے پر جا بیٹھا پھر وہاں بھی نہ ٹھہر سکا وہ وہاں سے بھی بھاگا اور وہ حضرت سلیمانؑ کی دریا میں ڈال کر چلا گیا مرضی الٰہی سے ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام ان مچھلی والوں کی نوکری بجا لا کر تھکے ماندے دریا کے کنارے سو رہے تھے اچانک ایک سانپ آیا اور ایک سبز پتا منہ میں لے کر ان پر ہوا کر رہا تھا۔ ایک مچھیرے کی بیٹی تھی اور وہ صاحب جمال تھی۔ ہر روز اپنے باپ

کا کھانا دریا کے کنارے لایا کرتی تھی اس نے حضرت سلیمانؑ کو دریا کے کنارے سوتا دیکھا اور وہ دیکھ کر
حیران ہوئی کہ ایک آدمی سوتا ہے اور ایک سانپ ان پر ہوا کر رہا ہے وہ دختر دراصل بالغہ تھی یہ حال د
کر اس نے اپنے باپ سے جاکر کہا کہ اے ابا جان مجھ کو تم اس شخص سے بیاہ دو تو بہت بہتر ہو گا اور
اس کے سوا کسی دوسرے سے بیاہ نہ کروں گی۔

تب وہ ماہی گیر اپنی بیٹی کو لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا' اس وقت حضرت سلیمان ع
سوئے ہوئے تھے ان کے آنے کی آہٹ سے وہ جاگ اٹھے۔ اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا
میں اپنی بیٹی سے تم کو بیاہ دونگا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی میں تو تمہارا نوکر ہوں اور میں نوکر
کر کے پیٹ پالتا ہوں اور مجھ کو روز مرہ دو مچھلیاں اجرت حضور سے ملتی ہیں انہیں کو کھاتا ہوں بتائیے
میں آپ کی بیٹی کی خوراک اور مہر کہاں سے دوں گا۔ یہ سنکر وہ بولا کہ میری بیٹی آپ سے مہر نہیں چاہتی۔
اور کھانے کو میں دیتا رہوں گا یعنی کھانا میرے ذمے ہے۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات اس کی قبو
کر لی اور اس کے ساتھ اس کے مکان پر جاکر اسی کی بیٹی سے بیاہ کر لیا۔ پھر توبہ استغفار کر کے خدا کی عباد
میں مشغول ہو گئے فی الجملہ اس صخرہ جن نے جو انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا میں ڈال کر بھاگا تھا ا
انگشتری کو ایک مچھلی نگل گئی تھی اور تمام مچھلیاں دریا کی اس انگوٹھی کے سبب سے اس مچھلی کی مطیع
فرمانبردار ہو رہی تھیں۔

دوسرے دن سب ماہی گیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو لے کر اس دریا میں جہاں انگشتری حضرت سلیما
علیہ السلام کی صخرہ جن نے ڈالی تھی وہاں مچھلی کے شکار کو گئے۔ خدا کے حکم سے وہ مچھلی کہ جس نے انگشتر
حضرت سلیمان علیہ السلام کی نگلی تھی وہ جال میں پکڑی گئی۔ پس مچھیرے نے اس مچھلی کو اور دو اور مچھلیوں کو لا کر
حضرت سلیمان علیہ السلام کی اجرت دی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان تینوں کو لے کر ان میں سے دو مچھلیو
کو بیچ ڈالا اور ایک مچھلی اپنی بیوی کے حوالے کی کہ اس کو ذبح کر کے صاف کرو۔ جب ان کی بیوی نے اس
مچھلی کا پیٹ چیرا تو وہ انگشتری حضرت سلمان علیہ السلام کی اس کے شکم سے نکل پڑی اس کی روشنی سے سب گھر
میں اجالا ہو گیا۔ مچھیرے کی بیٹی یہ عجوبہ دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی
انگوٹھی پہچان کر اپنے ہاتھ میں پہن لی۔ اور مرغان ہوا آکر سر پر سایہ فگن ہوئے اور جن و انسان جمیع خلق
ان کی ملازمت میں بدستور سابق آکر حاضر ہوئی اور ہوا نے شاہی تخت لاکر موجود کر دیا۔ پھر حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اپنی بیوی ماہی گیر کی بیٹی سے کہا کہ میں سلیمانؑ ابن داؤد ہوں' اور تمام احوال اپنا اول سے آخر
تک بیان کیا اور اس وقت ہوا کو حکم کیا تب ہوا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت سمیت اپنے محل خاص پر
پہنچا دیا اور جتنے ملازمان تھے سب نے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے دربار عام میں حاضری دی۔ پس

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے محل میں جاکر اس صیدونیہ عنکبود لعین کی بیٹی کو کہ جس کو شہر صیدون سے
لاکر اپنے نکاح میں لائے تھے۔ وہ اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں مخفی پوجتی تھی اس واسطے اس کو اور اس
کے ساتھ چار ہزار لونڈیوں کو مروا دیا اور جو کتابیں جادوگری کی تھیں جو روز ہزیمت عنکبود لعین کے صخرہ
جن اس شہر صیدون سے لوٹ کر لایا تھا اور اس جادو کے سبب سے اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاتم ان
کی خادمہ یمینیۂ سے لے کر چالیس دن تک سلطنت کی تھی اور حضرت کو دکھ میں ڈالا تھا اس کتاب کو بھی
پارہ پارہ کر کے ڈال دیا۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہندوستان میں بھی پہنچا
تھا اسی سے لوگ اب تک جادوگری کرتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت سلیمانؑ نے صخرہ جن کو طلب کیا لیکن
اس کو نہ پایا اور تمام جنوں کو حکم کیا ان لوگوں نے اپنی بھرپور کوشش کی۔ لیکن معلوم نہ کر سکے۔ بہت
کوشش کے بعد معلوم ہوا پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا کہ اے نبی اللہ صخرہ جن آپ
کے خوف سے بیچ سمندر کے جاکر چھپ گیا ہے اور بغیر کچھ حیلہ کیے اس کو پکڑ کر آپ کے پاس نہیں لا سکتے
اگر آپ کا حکم ہو تو ہم لوگ کچھ جھوٹ بنا کر اس سے جا کر کہیں تو ممکن ہے کہ ہم لوگ اس کو پکڑ کر آپ
کے حضور میں لا سکیں یہ سنکر حضرت سلیمانؑ نے کہا اچھا جاؤ۔ تب جنوں نے جاکر سمندر کے بیچ میں پکارتے
تھے کہ اے صخرہ تو کہاں ہے اب نکل آ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اور وہ یہ سنکر سمندر کے بیچ میں
سے نکل آیا۔ پھر اس کو جنوں نے گرفتار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا۔

چالیس دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو عذاب و قید میں رکھا اور بعد اس کے وہ شکنجے میں پتھر کے
ڈال رکھا۔ کہتے ہیں کہ اب تک وہ شکنجے میں پڑا ہے اور قیامت تک اسی طرح شکنجے میں پڑا رہے گا پس اس
کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی برس تک حکومت کی اور بیت المقدس جو حضرت داؤد نے بنایا تھا۔ اس
کو اور بھی بڑا کر کے بنوایا پھر جنوں کو حکم کیا کہ اس کی دیواریں سنگ سفید کی بناؤ کیونکہ وہ خوبصورت
معلوم ہوتی ہیں۔ تب بموجب ارشاد ان کے جنوں نے ویسا ہی کیا اور ستون بھی اس کے چالیس گز لمبے
سنگ مرمر سے بنائے اور کواڑ دروازوں کے آب نوش کے لگائے اور ایک دروازے کا نام بھی باب داؤد'
اور دوسرے دروازے کا نام طوبیٰ اور تیسرے دروازے کا نام باب رحمت اور چوتھے دروازے کا نام نبی
العربی آخر الزماں رکھا اور اس کی چھت بھی ساج کی لکڑی سے بنوائی تھی اور دیوار اس کی سونے سے
زر اندودہ کی تھیں اور مسجد کے اندر قندیلیں چاندی کی لگائی تھیں اور قندیل میں تیل کی جگہ لعل شب
چراغ تھا اس کی روشنی سے سب روشن ہو جاتا تھا اور گندھک سرخ سے قندیلوں کو ترکیب دیا تھا ایسا کہ
تین کوس تک اس کی روشنی کی شعاع جاتی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہی گندھک سرخ کیمیا ہے وہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی۔

باتفاق ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام گنبد کے دروازے پر جو شیشے سے بنایا تھا اپنا عصا ٹیکے کھڑے تھے خدا کے حکم سے ملک الموت حاضر خدمت ہو گئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم میری ملاقات کو آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کو۔ یہ سنکر ملک الموت نے کہا کہ میں تمہاری روح قبض کرنے کو آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا صرف مجھے ذرا پانی پینے کی مہلت دو اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا میں خدا کے حکم میں اب کچھ دیر نہیں کر سکتا ہوں اور اب آپ کے واسطے پانی پینے کا حکم خداوندی نہیں ہے۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصا پر ٹیکے کھڑے تھے اسی ہیبت پر ان کی جان قبض کر لی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی طرح ایک برس تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش بے جان عصا کے ٹیکے سے کھڑی تھی اور بعضی روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ دو مہینے تک ان کی موت کی خبر کسی کو نہ ہوئی اور تمام اجنہ اسی طرح سے بیت المقدس کا کام انجام دیتے رہے یہاں تک کہ عصا ان کا گھن کھا گیا اور لاش زمین پر گر پڑی۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے روز بے جان کھڑے تھے اس کے بعد تخت ان کا ہوا پر گیا اور وہ آدمیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا اور تمام جن تاسف کرتے ہوئے چلے گئے۔

اس میں حکمت حکیم علی الاطلاق کی تھی کہ جن اپنی غیب دانی سے فخر کرتے تھے کہ ہم کو غیب کی بات معلوم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے ان کو آزمایا۔ اگر وہ غیب کی بات جانتے تو حضرت سلیمانؑ کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوتی اور پھر وہ ذلت میں نہ رہتے پس خدا کی مرضی یہی تھی کہ جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرنے کی خبر نہ ہو ورنہ وہ سب چلے جاتے اور پھر بیت المقدس کی تیاری بھی نہ ہوتی یوں ہی زیر تعمیر مرمت رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ۔ ترجمہ: پس جب فیصلہ کیا ہم نے اس پر موت کا تو پھر ہم نے نہ خبر کی اس کی موت کی کسی کو لیکن کھاتا رہا اس کا عصا کیڑا۔ پس جب گر پڑا پھر معلوم ہوا جنوں کو۔ اگر وہ جن خبر رکھتے غیب کی بات تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے بیت المقدس بنواتے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ موت آ پہنچی پھر انھوں نے جنوں کو عمارت کا پورا نقشہ تیار کر کے آپ شیشے کے مکان میں دروازے بند کر کے بندگی میں مشغول ہوئے اور بعد وفات ایک برس تک جن لوگ مسجد بناتے رہے اور جب مسجد پوری ہو چکی تو جس عصا پر حضرت سلیمان علیہ السلام ٹیک لگا کر کھڑے تھے گھن کھانے سے وہ گر پڑا تب سب پر وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کی معلوم ہوئی اور جو جن آدمیوں سے غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے سب کے سب قائل ہوئے۔ بس میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام

ایک روایت سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے وقت میں بنی اسرائیل کی قوم میں حنہ نام کی ایک عورت تھی اور وہ بڑی ہی زاہدہ اور متقی تھی اور اس کے شوہر کا نام عمران ابن ماثان تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی اور یہ بھی بذریعہ روایت معلوم ہوتا ہے کہ اس حنہ عورت سے پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی اور اس کا نام اشیاع تھا اور وہ حضرت زکریاؑ سے بیاہی تھی، اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حنہ کی بہن سے حضرت زکریاؑ کا بیاہ ہوا تھا غرض حنہ جب آخری عمر میں حاملہ ہوئی تو وہ بیت المقدس میں جا کر خدا کی بندگی میں مشغول ہوئی اور پھر نذر مانی کی یارب میرے پیٹ سے جو لڑکا ہو گا وہ میں نے تیری نذر کیا تا.. کہ وہ اس بیت المقدس کی خدمت کرے اور ہمیشہ تیری یاد میں لگا رہے اور وہ دنیا کا کام نہ کرے۔ چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہ فرماتا ہے اِذْ قَالَتِ امْرَاَةُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا۔ ترجمہ: جب کہا عمران کی بیوی نے کہ نام اس کا حنہ تھا اے پروردگار میرے تحقیق میں نذر مانی ہے واسطے تیرے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد کیا ہوا خدمت سے پس یہ مجھ سے قبول فرما تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس امت میں یہ دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ پھر تمام عمران کو دنیا کے کسی کام میں نہ لگاتے تھے اور وہ ہمیشہ مسجد میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ پس عمران کی بیوی کو حمل تھا اس نے نذر مانی اسی حمل کی حالت میں کہ جو لڑکا جنوں گی وہ خدا کی نذر ہے۔ چنانچہ بعد نو ماہ کے اس نے لڑکی جنی تو اس کا نام اس نے مریمؑ رکھا۔ اس حنہ عورت کا اس واقعہ سے دل سست ہو گیا یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ بیٹا ہوتا اور بیٹی ہونے سے وہ اپنے دل میں ناخوش ہوئی کہ میری نذر بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس امت میں لڑکی کو نذر اللہ کرنے کا دستور نہ تھا۔ پس اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا۔ قولہ تعالیٰ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى الآیۃ۔ ترجمہ: پس جب اس کو جنا تو بولی اے رب میں نے یہ لڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے کہ جو کچھ جنا اور نہیں ہے مرد مانند عورت کے تحقیق میں نے نام اس کا مریمؑ رکھا۔ اس کو میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے بچا۔ پس ندا آئی اے حنہ میں نے قبول کیا مریمؑ کو اگرچہ وہ

مرد نہیں اچھی طرح قبول کرنا اور بڑھایا اس کو اچھی طرح سے بڑھانا اور تو اس کو سپرد کر دے حضرت زکریا کے۔

جب مریمؑ بی بی سات برس کی ہوئیں تب ان کی ماں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر لوٹا یا اور جاروب لے کر بیت المقدس میں حضرت زکریاؑ کے پاس گئیں اور ان کو سلام کیا اور پھر کہا اے نبی اللہ کے میں نے نذر کی تھی کہ اگر میرے پیٹ سے لڑکا ہو گا تو میں اس کو مسجد اقصیٰ کی خدمت میں دونگی۔ جب میں نے لڑکی جنی اور میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا اور اس کو لے کر آپ کی خدمت میں لائی ہوں تا . . کہ وہ اس مسجد میں رہے اور مسجد کی خدمت کرتی رہے۔ چنانچہ حضرت زکریاؑ نے مسجد اقصیٰ کے مصلیوں سے دریافت کیا کہ اس کی پرورش اور خبرداری کون کریگا۔ تب وہاں کا ہر شخص کہنے لگا کہ میں اس کی خبرداری کرتا رہونگا آخر مین سب میں نزاع پیدا ہو گیا کسی نے کہا کہ اس کو میرے حوالے کرو اور کسی نے کہا کہ اس کو مجھ کو دو پھر بات اس پر ٹھہری کہ ہر شخص اپنا اپنا قلم آہنی کہ جس سے توریت لکھی جاتی ہے ان قلموں کو ایک لگن پانی بھر کر اس میں ڈال دو۔ جس کا قلم پانی کے اوپر رہیگا یعنی پانی میں نہ ڈوبے گا وہی شخص کفیل مریمؑ ہو گا چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ۔ ترجمہ: جب ڈالے قلم اپنے کہ کون پالے مریمؑ کو خلاصہ یہ ہے کہ مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریمؑ کی ماں کا خواب سنا تو پھر ہر ایک چاہنے لگا کہ مریمؑ کو پالیں گے۔ آخر فیصلہ اس بات پر ہوا کہ ہر ایک نے ایک طشت میں اپنا قلم پانی میں ڈالا سب کا قلم پانی میں ڈوب گیا لیکن زکریاؑ کا قلم اوپر ہی تیرنے لگا۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف ان کا پالنا ٹھہرا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا۔ ترجمہ: یعنی کفیل ہوئے مریمؑ کے حضرت زکریا علیہ السلام اور پھر قلم نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا اے نبی اللہ اس لڑکی کو خدا نے آپ ہی کے ذمے کیا پالنے کے واسطے در حقیقت انکی ماں نے خواب میں دیکھا اگرچہ یہ لڑکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی نذر میں قبول کر لیا اور اس کو مسجد میں لے جا کر رکھو پس مسجد کے بزرگوں نے پہلے کہا تھا کہ لڑکی کو مسجد میں رکھنا درست نہیں۔ لیکن جب ان کا خواب سنا تو پھر اس کو قبول کیا۔

اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زکریاؑ کی بیوی حضرت مریمؑ کی خالہ تھیں۔ چنانچہ وہی ان کو پالنے لگیں ان کے واسطے مسجد میں ایک حجرہ بنوا دیا گیا۔ چنانچہ دن میں مریمؑ وہاں عبادت کرتی تھیں اور رات کو حضرت زکریا علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کو مسجد میں ایک حجرہ کے اندر بند کر کے اپنے گھر چلے گئے۔ چنانچہ جب ان کو یاد آیا تو ایک آہ ماری اور نہایت افسوس کرنے لگے کہ میں نے کیا کام کیا کہ لڑکی کو بے گناہ بھوکا پیاسا کوٹھڑی کے اندر بند کر کے آیا ہوں شائد مر نہ گئی ہو۔ جلدی سے جا کر مسجد کے حجرہ کا دروازہ کھولا تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ مختلف انواع و اقسام

طرح کا کھانا اور میوے انکے سامنے دھرے ہیں اور حضرت مریمؑ نماز پڑھ رہی ہیں جب انہوں نے فراغت کی تو حضرت زکریاؑ نے پوچھا اے مریمؑ یہ کھانا اور میوے اس بند کمرے میں کہاں سے اور اس کو کون لایا۔ وہ بولیں یہ کھانا اور میوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور ان کو فرشتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ الایۃ۔ ترجمہ: جس وقت آئے حضرت زکریا علیہ السلام کے حجرے میں پایا اس کے پاس کھانا بولے اے مریمؑ کہاں سے آیا تجھ کو یہ کھانا بولی مریمؑ کہ اللہ تعالیٰ سے آیا یہ رزق اور وہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب حضرت مریمؑ نے اس واسطے بے حساب یہ کھانا بہشت سے آیا تھا اور نعمت بہشت کی بے حساب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو تین دن بہشت کے کھانے سے پرورش کیا اس کے بعد فرشتوں نے کہا۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ لکِ وَطَھَّرَکِ۔ ترجمہ: اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریمؑ تحقیق اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تجھ کو کیا تجھ کو سارے جہان کی عورتوں سے اے مریمؑ تو بندگی کر اپنے رب کی اور اسی کو سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ چنانچہ یہی خطاب حضرت مریمؑ پر خاص طور پر ہوا تھا۔ لہٰذا اسی پر حضرت مریمؑ کے واقعہ کا اکتفا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روایت ہے کہ جب حضرت مریمؑ کی عمر چودہ برس کی ہوئی اور غسل حیض کے واسطے نکل کر اس جا کہ جس کو عین السلوی کہتے ہیں وہ گئیں اور ان کی بہن اشیاع زکریا علیہ السلام کی بی بی تھیں ان میں غسل حیض کو گئیں۔ یہ ان کا پہلا حیض تھا اور جب انہوں نے غسل حیض سے فراغت کی تو ان خوبصورت اجنبی اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا یہ در حقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ چنانچہ اللہ تا ہے۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا۔ ترجمہ: پھر بھیجا ہم نے طرف مریمؑ کے روح کی صورت پکڑ لی واسطے اس کے تندرست آدمی کے جوان خوبصورت، حضرت مریمؑ یہ دیکھ کر پھر کہنے لگیں قولہ تعالیٰ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا۔ ترجمہ: کہنے لگی مریمؑ پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیز گار اور بعض نے روایت کی ہے کہ بنی میں ایک شخص فاسق و فاجر تھا اور نام اس کا مشہور و معروف یوسف تھا اور وہ سنار کا کام کرتا تھا۔ مریمؑ نے دریافت کیا شاید یہ وہی شخص ہے اس لیے ڈریں، حالانکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ مریمؑ سے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ ترجمہ: کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں اور دیجاؤں گا تجھ

کو ایک لڑکا ستھرا پاک۔ پھر حضرت مریمؑ بولیں کہ کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا کہ چھوا تک بھی نہیں مجھ کو کسی
آدمی نے اور نہ میں کبھی تھی بدکار پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ كَذٰلِكِ الایۃ۔ ترجمہ: کہا
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا تیرے رب نے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو بنائیں گے
لوگوں کے لیے نشانی کہ بن باپ کے لڑکا پیدا ہو گا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
یہ کام قطعی ٹھہر چکا ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی چھینک جبرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے مریمؑ
کے بیان میں ڈال دی۔

اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ مریمؑ کے پیٹ میں حضرت جبرائیلؑ نے ہوا پھونکی تھی
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہوا یا چھینک مریمؑ کے پیٹ میں پھونکی اور وہ ان کے رحم تک پہنچی تھی تو آواز
آئی کہ خدا واحد مطلق ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور اس کے بعد حضرت مسجد اقصیٰ میں جا کر عبادت
الٰہی میں مشغول ہو گئیں اور اس حقیقت کو انہوں نے کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر عبادت الٰہی کرتی رہیں اور
رات و دن روتی تھیں اور زبان حال سے کہتی تھیں کہ یا رب جو حادثہ مجھ پر ہوا ہے ایسا کسی پر نہ ہو
کیونکہ میں بے گناہ لوگوں میں رسوا ہوئی ہوں اور میرے ماں باپ بھی میرے واسطے خلق میں رسوا ہوئے
پس بعد چند روز کے یہ راز قوم بنی اسرائیل میں ظاہر ہوا کہ مریمؑ کنواری باکرہ حمل سے ہیں۔ یہ بات سنتے
ہی یہودی حضرت مریمؑ کو تہمت دینے لگے اور نصیحت و ملامت کرنے لگے کہ اے مریمؑ یہ حمل تو کہاں
سے لائی ہے کیا تو نے بدکام کیا ہے۔ حضرت مریمؑ اس کا کچھ جواب نہ دیتی تھیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو
رہتی تھیں۔ جب حمل نو مہینے کا ہوا اور مریمؑ قریب جننے کو ہوئیں تو بسبب الہام الٰہی بیت المقدس سے
چپکے سے نکل کر ایک میدان کی طرف گئیں۔ وہاں پر ایک درخت خشک خرما کا تھا اسی کے نیچے جا بیٹھیں
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ ترجمہ: پس لے آیا اس کو جننے کا درد
ایک کھجور کی جڑ میں۔ مریمؑ بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی میں بھولی بسرائی خلق کے
دل سے تو یہ حال مجھ پر نہ گزرتا۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص
حضرت مریمؑ کے حمل سے واقف ہوا وہ یوسف سنار تھا اور حضرت مریمؑ کا خلیرا بھائی تھا۔ اس نے مریمؑ
سے کہا کہ اے مریمؑ تیری پارسائی اور زہد میں مجھ کو شبہ ہے اور یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے تب مریمؑ
صادقہ نے اس سے ساری حقیقت اپنے حمل کی بیان کی اور جب وقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب
ہوا حسب الہام الٰہی مریمؑ نے یوسف مذکور کو لے کر بیت المقدس سے نکل کر وہاں سے تقریباً چھ کوس
بیت اللحم ایک قریہ ہے وہاں پہنچتے ہی درد زہ سے بیقرار ہو گئیں۔ تب وہ ایک درخت کھجور کی جڑ میں پشت
لگا کر بیٹھ گئیں وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور درخت خرما فوراً خدا کی مہر سے ترو تازہ ہو کر اس میں

...بور ہیں لگیں اور اس کے نیچے ایک چشمہ جاری ہوا اتنے میں فرشتوں اور جنت کی حوروں نے بہشت
...آکر رفع حاجت انکی کی۔ آب حوض کوثر سے لا کر سر و تن عیسیٰ علیہ السلام کا دھلایا۔ اور ایک پیراہن
...ت کا پہنا کر ان کی گود میں دیا۔ یہ واقعہ جامع التواریخ سے نقل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَنَادٰىهَا
...تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ۔ ترجمہ: پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے فرشتے نے کہ غم نہ کھا اے مریمؑ
...ی کر دیا تیرے رب نے ایک چشمہ زمین میں جب نگاہ کی مریمؑ نے تو ایک چشمہ دیکھا اور ان کے بیٹے
...ی آہ مار کر روئے اور پھر کہنے لگے اے میری اماں جان کوئی نہیں ہے جس نے تم کو مبارکباد دی۔ یہ
...ی اپنے بیٹے سے سن کر بہت خوش ہوئیں اور جب کھانے کی ان کو اشتہا ہوئی بھوک لگی تب غیب سے
آواز آئی قولہ تعالیٰ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ الخ۔ ترجمہ: اور اے مریمؑ تو اپنی طرف کھجور کی شاخ کو
...اکہ اس سے گریں تجھ پر کھجوریں اور اب کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھ کو مسیح کی طرف رکھ۔ پس مریمؑ نے
...درخت خرمے کی طرف نظر کی تو انہوں نے اس پر تازہ خرما دیکھا۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی
...ے رب جس وقت حضرت زکریاؑ نے بھولے سے تین دن تک بیت المقدس میں حجرے کے اندر مجھ کو
...کر کے رکھا تھا۔ اس وقت بھی تو نے بے رنج و محنت مجھ کو روزی پہنچائی اور اس وقت حکم ہوا درخت
...، کھجور اتار کر کھانے کو اے رب اس وقت بھی اپنی عنایت و مہربانی سے بے رنج و محنت روزی دی۔ تب
...و علا سے یہ خطاب آیا اے مریمؑ اس وقت تو سوائے میرے اور کسی کو دوست نہ رکھتی تھی۔ اور اب
دل تیرے فرزند کی طرف مائل ہوا ہے اب تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنی محنت اور کسب سے کھا اور پی اور
...ے فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ اور تو بیت المقدس کی طرف چلی جا اور اپنی جگہ پر رہائش اختیار کر
کسی سے مت بول۔ جب تجھ سے کوئی آدمی پوچھے تو یہ کہہ۔ قولہ تعالیٰ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا۔
...لِیْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا الایۃ الخ۔ ترجمہ: اے مریمؑ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہنا میں نے مانا
...اپنے رحمٰن کا روزہ اس وجہ سے میں بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے پس خدا کے فرمانے سے مریمؑ
...رت عیسیٰؑ کو گود میں لے کر آئیں مریمؑ حضرت عیسیٰ کو اپنے لوگوں کے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا
تَحْمِلُهٗ الخ۔ ترجمہ: پس گود میں لے کر آئیں مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو اپنے لوگوں کے پاس پس یہودیوں نے
تحقیق تو لائی ہے ایک عجیب چیز بہن ہارون کی کہ نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔
اگرچہ بی بی مریمؑ ہارونؑ کی بہن نہ تھیں لیکن اس واسطے کہا کہ مریمؑ حضرت ہارونؑ کی اولاد میں سے
...ا پس مریمؑ نے لوگوں کو حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا کہ تم لوگ اس بچے سے پوچھو اور میں تو روزہ
...ہوں۔ اور میں آج کسی سے نہ بولوں گی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ الایۃ۔ ترجمہ: پس اپنے
...کے اشارے سے بتایا مریمؑ نے اس لڑکے کو یہ اشارہ دیکھ کر وہ بولے ہم کیوں کر بات کریں اس بچہ

سے کہ ابھی وہ گود میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ ابھی بچہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو زبان نطق عنایت فرمائی قولہ تعالیٰ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا الخ۔ ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ بولے میں بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی کیا ہے اور مجھ کو بڑی برکت والا بنایا ہے اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور ادائیگی زکوٰۃ کی جبتک کہ میں دنیا میں رہوں اور مجھ کو حسن سلوک کی تلقین فرمائی اور جس دن میں مروں اور جس روز میں اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر قبر سے جب یہ کلام ان یہودیوں نے سنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تو ان کو بڑا تعجب ہوا۔ اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو لڑکا نبی ہوگا اور لوگوں نے جو تہمت دی تھی وہ سرا سر کذب اور بہتان ہے۔ پس مریمؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش میں مصروف رہیں اس وقت تک کہ جب تک وہ بالغ ہوئے اور ہر روز حضرت عیسیٰؑ کے گہوارے کے پاس بنی اسرائیل آکر بیٹھتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو توریت پڑھ کر سنایا کرتے جب وہ بالغ ہوئے تو خدا کی طرف سے ان پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰؑ تو قوم بنی اسرائیل کو اپنے خدا کی طرف دعوت دے۔ پس حضرت عیسیٰؑ نے سب کو بلایا اور پھر ان کو راہ ہدایت کی دکھلائی انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے دین موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ کر ایسے بے پدر کے پاس کیونکر آئیں۔ یہ باتیں سنکر اور ان کا یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ بیزار ہو کر شہر سے نکل کر گاؤں کی طرف چلے گئے وہاں جاکر دیکھا کہ کچھ دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان دھوبیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کپڑے کیوں دھوتے ہو اپنا دل پاک و صاف کرو کفر و شرک سے یہ سنکر انہوں نے کہا کہ اچھا ہم کو بتاؤ کہ ہم کس چیز سے اپنا دل پاک و صاف کریں۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان سے کہا کہ یہ کلمہ پڑھو لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ پس ان دھوبیوں نے حضرت عیسیٰؑ کا کلمہ پڑھ کر اپنے دل کو کفر و شرک سے پاک و صاف کیا اور وہ جس کا کپڑا دھونے کو لائے تھے اس کو پھینک دیا اور وہ تمام دھوبی حضرت عیسیٰؑ کی امت میں داخل ہو گئے۔ اور وہی لوگ پھر انصار کہلانے لگے۔ پھر وہاں سے وہ سب دریا کے کنارے مچھیروں کے پاس گئے وہ دریا کے کنارے مچھلی پکڑتے تھے ان سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا وہ کہنے لگے اے عیسیٰؑ جو جو پیغمبر آئے ان سبھوں نے اپنے اپنے معجزے دکھائے اور تمہاری نبوت کی کیا دلیل ہے۔ وہ ہم کو دکھاؤ یہ سنکر حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا قولہ تعالیٰ اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ۔ الایۃ۔ ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ نے ان سے کہا کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے جانور کی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کچھ کھا کر آؤ گے اپنے اپنے گھر سے اور جو کھاؤ نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔ اور سچ بتاتا ہوں توریت کو جو کہ آسمانی کتاب ہے اور وہ مجھ سے پہلے کی ہے اور آیا ہوں میں تمہارے پاس نشانیاں لے کر اپنے رب

ے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور جو کچھ میں تم کو کہوں اس کو مانو، اور بیشک اللہ ہی ہے رب میرا اور پس اسی کی بندگی کرو اور یہی سیدھی راہ ہے یہ سنکر ان ماہی گیروں نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ۔ ترجمہ: اور جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰؑ مریمؑ کے بیٹے تیرے رب تو وہ اتارے ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ان سے کہ لیٰ سے اگر تم کو یقین ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس طعام اور چین پاویں ہمارے دل اور ہم یہ بھی جانیں کہ تم نے ہم کو سچ بتایا ہے اور پھر ہم سب حالت پر گواہ رہیں۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی سنیں اور پھر وہ ایک بڑے میدان کی گئے اور وہاں جاکر اپنے سر کو ننگا کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خداوند قدس سے دعا مانگی کہ یرے تو دانا بینا ہے جو کچھ کہ حواریوں نے مجھ سے کہا ہے اور جو کچھ انہوں نے طلب کیا ہے۔ نمت سے روز اول سے تو نے مقرر کیا ہے تو ان کے واسطے ایک خوان نعمت اپنے فضل سے لہ تعالیٰ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا۔ الخ ترجمہ: یمؑ کے بیٹے نے اے اللہ اے رب میرے اتار ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن ہمارے پہلوں اور پچھلوں کو اور نشانی ہووے تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ینے والا ہے۔

قت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ ۃ ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ نے میں اتاروں گا تم پر وہ خوان پھر جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے اس ا اس کو عذاب کرونگا وہ عذاب جو نہ کروں گا کسی کو جہانوں میں سے بعد اس کے۔ چنانچہ اس نہایت مہتمم بالشان خوان طرح طرح کے کھانوں سے بھرا ہوا تھا جب ان لوگوں نے اس خوان ا کر دیکھا تو اس میں پانچ روٹیاں اور ایک مچھلی تلی ہوئی جس میں کانٹے نہ تھے اور نہ اس میں تھوڑی سی ترکاری اور ایک نمکدان اور پانچ انار اور تھوڑے خرمے اور روغن زیتون اور اور چیزیں بھی تھیں یہ چیزیں تمام قوم بنی اسرائیل نے دیکھیں لیکن انہوں نے اس میں سے ر کہنے لگے اے عیسیٰؑ دیکھیں کہ اس تلی ہوئی مچھلی کو تم اپنے معجزے سے زندہ کرو تب ہم لے آوینگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس تلی ہوئی مچھلی پر کچھ پڑھ کر پھونکا خدا کے حکم سے وہ ئی اور پھر وہ مچھلی اس خوان میں سے کود پڑی یہ دیکھ کر سب آدمی گھبرا گئے اور کچھ آدمی سہم ر حضرت عیسیٰؑ سے لوگوں نے فرمائش کی کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ یہ پھر ویسی ہی ہو حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مچھلی پھر ویسی ہی تلی ہوئی ہو گئی اور یہ معجزہ تمام قوم بنی

اسرائیل نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس خوان نعمت پر کھانے
اور بعض غریب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئے اور جو مغرور تھے انہوں
کھانا ان کے ساتھ نہیں کھایا اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس غریب نے ان
سے کھانا کھایا تھا وہ بہت جلد غنی ہو گیا- اور جس اندھے نے کھایا تھا وہ بینا ہو گیا اور جس کوڑھی نے
اس کو آرام ہو گیا- چنانچہ وہ خوان نعمت سارا دن اسی طرح بھرا ہوا رکھا رہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا آخر
کو وہ خوان نعمت پھر آسمان پر چلا گیا- لوگوں نے دیکھا کہ جن لوگوں نے کھانا کھایا نہ تھا وہ بعد میں
پشیمان ہوئے اور پھر کہنے لگے کہ ہم بہشت کی نعمتوں سے محروم رہے اس کے بعد خدا کے حکم
دوسرے دن بھی وہ خوان نعمت بہشت سے آیا پھر اس خوان نعمت سے بہت کثیر لوگوں نے وہ تلی
مچھلی اور ترکاری اور وہ پانچ روٹیاں اور انار غرض سب کچھ کھایا اور وہ ذرا بھی کم نہ ہوا ویسا ہی وہ خوان
رہا- اور پھر وہ ویسا ہی خوان نعمت آسمان پر چلا گیا- غرض جن لوگوں نے اس میں سے جو چیز کھائی وہ
پسند کی تھی- بعض نے اپنے ذوق شیریں سے کھانا چاہا اس کو وہی مزا ملا اور جسے ترشی سے ذوق تھا
ترشی ہی کا ذائقہ حاصل ہوا- اور جس کو نمکین کا شوق تھا اس کو نمکین ملتا رہا- الغرض اسی طرح وہ
نعمت تین دن آتا اور جاتا رہا اور شہر کے جتنے لوگ تھے سب کے سب آسودہ ہو کر کھاتے تھے اور
روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ وہ خوان نعمت چالیس روز تک برابر آتا اور جاتا رہا اور تمام اہل شہر
میں سے کھاتے رہے- لیکن خدا کے فضل سے کچھ بھی کم نہ ہوا- قوم بنی اسرائیل یہ معجزہ دیکھ کر
ایمان لے آئے اور بعض نے پھر بھی انکار کر دیا اور جو اس کے بعد بھی ایمان نہ لایا تو اس کی شکل سور
ریچھ کی ہو گئی اور جو لوگ کہ ایمان لائے تھے ان پر رحمت الٰہی نازل ہوئی-

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ سات سو آدمیوں کے چہرے مسخ ہو گئے یعنی سور اور ریچھ کی
صورت بن گئے اور جو لوگ کہ ایمان لے آئے تھے انہوں نے نور اسلام سے سعادت دارین حاصل کی
روایت ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے کر ایک میدان کی طرف سیر کو گئے تو وہاں
لومڑی کو دیکھا تو حضرت عیسیٰؑ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتی ہے اس نے کہا کہ اپنے گھر سے آتی
ہوں اور اب دوسرے مکان پر جاؤں گی- یہ سنکر حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے کہا لَیْسَ مَکَانٌ لِّابْنِ مَرْیَمَ
ترجمہ: کہا مریمؑ کے بیٹے کے واسطے مکان نہیں ہے یہ سنتے ہی جو مومن لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے
فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرمادیں تو آپ کے واسطے ہم ایک مکان بنا
دیں- یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس دولت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ دولت ہم دیں
گے- حضرت نے فرمایا اے یارو گھر بنانے کو میں جہاں کہوں وہاں بناؤ- تب دوسرے دن مومنین بھی

بہت روپے دولت لے کر آئے اور پھر آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ میں بتلادوں تب دریا کے
لیجا کر موج کی جگہ بتائی کہ تم لوگ یہاں پر میرے واسطے مکان بناؤ- انہوں نے کہا اے حضرت
جگہ تو بہت مخدوش ہے یہاں پر کیونکر مکان بنے گا اور پھر کیسے ٹھہر سکے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اے یارو جان لو دنیا بھی جائے خوف و مخدوش ہے اور اس کو حوادث کے تھپیڑے اور موجیں ہر
ارتی رہتی ہیں اور اس گرداب موج میں گھر بنا کر کوئی بھی رہا نہیں اور نہ آئندہ رہے گا- الغرض دنیا
رت بنانا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ آخرت کی عمارت بنائے جس کو ہمیشہ بقا ہے-
ی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ایک نیک بخت عورت تھی ایک دن وہ روٹی پکانے
لے آگ سلگا رہی تھی تا.. کہ اس سے روٹی پکائے اتنے میں نماز کا وقت آگیا لہٰذا وہ نماز پڑھنے لگی-
نے اپنی نماز سے فراغت پائی تو دیکھتی کیا ہے کہ اس کا لڑکا اس آگ کے چولھے کے اندر اس آگ
ا رہا ہے- اس نے یہ دیکھتے ہی جلدی سے اپنے لڑکے کو اٹھالیا- اور اپنے شوہر سے یہ ماجرا جا کر کہا
جا کر حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام سے بیان کیا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنی بیوی کو یہاں بلا
ے حال پوچھ کر میں تم کو بتاؤں گا- پھر آپ کے سامنے اس عورت کے شوہر نے اپنی بیوی کو
یسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تونے خدا کا کیا کام کیا جو یہ مرتبہ پایا
ڑکا آگ سے بچا وہ بولی خدا عالم الغیب ہے میں کچھ نہیں جانتی ہوں مگر صرف چار باتیں ہیں- اول
ا کی نعمت پر شاکر ہوں- دوسری اس کی بلا و مصیبت پر صابر ہوں- تیسری اس کی رضا پر راضی
تھی آخرت کا کام دنیا کے کام پر مقدم جانتی ہوں- اگرچہ کار دنیا فوت ہو جائے- یہ سنکر حضرت
نے کہا کہ بس یہی باعث ہے اس بچے کی محفوظیت کا- یہ عورت اگر مرد ہوتی تو اس پر وحی نازل
ایت ہے ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گورستان کی طرف جا کر دیکھا کہ ایک شخص کی قبر سے
ہے- حضرت نے دعا کی اسی وقت وہ قبر پھٹ گئی اور پاک شخص اس قبر سے نکلا اور وہ نور کی چادر
ئے تھا- حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تجھ کو یہ بزرگی کس عمل سے ملی اس نے کہا
صالح بیٹا تھا- اس نے میرے حق میں دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا- اور جو گناہ
امیں کئے تھے وہ خداوند کریم نے معاف فرمادیئے اور مجھ پر اپنی رحمت فرمادی تب حضرت عیسیٰ
ا کہ سچ ہے دعا بیٹے کی ماں باپ کے حق میں قبول ہوئی ہے ایک روایت میں ہے کہ مردے سب
صالح پر فخر کرتے ہیں اور ناز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری اولاد ہے ہمارے حق میں دعا
ے ہم کو نجات حاصل ہو گی- واللہ اعلم بالصواب

بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
جمجاہ بادشاہ کے سر بوسیدہ سے

کعب الاخبار نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیابان شام سے جاتے تھے تو را
ایک سربوسیدہ کی ہڈی ملی۔ چنانچہ انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یا الٰہی یہ کس کا سر را
ہوا ہے تو اس کو زندہ کردے تا.. کہ وہ مجھ سے بات کرے اور مجھے معلوم ہو کہ یہ کون شخص تھ
میں کیا کام کرتا تھا۔ اور کس گناہ کی پاداش میں اس کی کھوپڑی راستے میں پڑی ہوئی ہے اور جو بات
سے پوچھوں یہ اس کا جواب دے ایسا کر دیجئے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کھوپڑی زندہ ہو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سربوسیدہ سے پوچھا کہ اے کھوپڑی خدا کے حکم سے تو ہم سے بات چی
آئی اے عیسیٰ تو جو کچھ اس سے پوچھے گا یہ تجھے جواب دیگا سب سے پہلے اس سربوسیدہ نے حضر
علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں مجھ سے پوچھیے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس س
مرد تھا یا عورت سعید تھا یا شقی' مقبول تھا یا مردود' تونگر تھا یا غریب' نیک تھا یا بد' دراز قد تھا یا کوتاہ
تھا یا سخی' اور مجھے یہ بھی بتا کر تیرا کیا نام تھا' یہ سنکر اس کھوپڑی نے کہا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں
اور نام میرا جمجاہ بادشاہ تھا اور میں بہت زیادہ سخی تھا اور سعید و مقبول اور نیک اور دراز قد بھی تھ
بادشاہ میرے زیر فرمان تھے۔ دولت و دنیا سب کچھ مجھ کو حاصل تھی اور مجھے کسی بات کا غم نہ تھا
عیش و نشاط میں رہتا تھا۔ اور پانچ ہزار غلام میرے عصابردار جوان و خوبصورت سرخ قباپوش باشمش
دائیں بائیں کھڑے رہتے اور پانچ سو غلام ماہر ترانہ ساز اور پانچ سو غلام باچنگ و چغانہ میری خد
مدام حاضر رہتے تھے اور ایک ہزار لونڈیاں ترکی خوش آواز گانے والی ہروقت میری مجلس میں
تھیں اور ہزار لونڈیاں ہم جنس ہم قدم ہم رنگ رقص کرتی تھیں اور انکا رقص ایسا ہوتا تھا کہ پر
اور درندے چرندے دیکھ کر کھڑے رہتے تھے اور آدمی تو سکتے کے عالم میں رہ جاتے تھے۔ اے
اگر میں اپنے تمام اوصاف و حشمت بیان کروں تو پھر آپ بھی تعجب کریں گے اور جب میں شکار
برائے شکار جاتا تھا تو ایک ہزار اعلیٰ قسم کے گھوڑے معہ زین زریں میرے ساتھ ہوتے تھے اور ا
میرشکار سفید قباپوش و تاج مکلل بر سرباز و بہری شاہیں لے کر میرے ساتھ چلتے تھے اور ایک ہزار غلا
زریں کلاہ گوشہ سرخ پوش میرے آگے اور ایک ہزار اسی طرح میرے پیچھے اور ایک ہزار دا
طرف اور ایک ہزار غلام بائیں طرف چلتے تھے اور اس کے علاوہ دس ہزار پیچھے رہتے تھے اے

ر تم سے صفت شکار کی بیان کروں تو پھر آپ کو بڑا تعجب ہوگا اور مشرق سے مغرب تک میری بادشاہت
تھی اور میرا لشکر بے شمار تھا اس کے لکھنے سے وزیر وغیرہ عاجز رہتے تھے اور بیشمار بادشاہ اور ملک میرے
ر فرمان تھے جو میں نے ان پر بزور شمشیر قبضہ کیا تھا اور اگر صفت اس زور اور لڑائی کی بیان کروں تو آپ
پ کو بھی سنکر بڑے ہی متعجب ہونگے یعنی کسی بادشاہ کو طاقت نہ تھی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکے اور تقریباً چار
و برس تک میں نے بادشاہی کی اس چار سو برس میں ایک دن بھی مجھ کو غم اور رنج نصیب نہ ہوا اور میں
اور عالی جمال و کمال و خوبی میں بے نظیر تھا یعنی کوئی بادشاہ وغیرہ بھی میرے برابر نہ تھا جو شخص بھی میری
رف نگاہ کرتا وہ نہایت متحیر رہتا اور میرا ہمیشہ کا معمول تھا کہ ہر روز ایک ہزار دینار فقیروں محتاجوں کو
یم کرتا تھا اور ہر بھوکے کو کھانا کھلاتا تھا اور اسی طرح سے ایک ہزار ننگوں کو کپڑا دیتا تھا لیکن یہ سب کچھ
نے کے باوجود اپنے حقیقی معبود اللہ عزوجل کو نہیں جانتا تھا اور میں خود بت پرستی کرتا تھا۔
پس یہ حقیقتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سربوسیدہ سے سن کر پوچھا تجھ کو مرے ہوئے کتنے دن ہوئے
تو کس حال میں تھا کیا تو نے ملک الموت کی صورت و شکل و ہیبت تو نے دیکھی سو وہ بھی مجھ سے بیان
تب اس نے بیان کیا کہ اے پیغمبر خدا آج ایک سو برس ہوئے ہیں میرے مرنے کو اور اس وقت بات
ہوئی تھی کہ ایک دن میں موسم گرما میں بیٹھا ہوا تھا۔ گرمی نے سر پر بشدت صعود کیا۔ میں وہاں سے اٹھ
اپنے جائے رہائش پر گیا اور تمام اعضاء میں میرے اس قدر سستی آئی کہ طبیعت میری بدمزہ ہو گئی پھر
وہیں سو رہا اور میرا حال متغیر ہوتا رہا اور اسی بستر شاہی پر وزیروں کو بلایا کہ فوراً میرا علاج کیا جائے اور
وقت میری سلطنت میں ایک ہزار طبیب نوکر تھے ان سب کو بلا کر میں نے ان سے کہا کہ تم سب میرا
صحیح طور پر کرو۔ اس حکم کے سنتے ہی تمام طبیبوں نے میرے واسطے دارو درمن کی۔ لیکن ان کے علاج
مجھے کچھ فائدہ نہ دیا اور کوئی دوا بھی مجھے مفید نہ پڑی اور پانچویں روز میرا حال از حد ابتر ہو گیا اور میری
بند ہو گئی اور سیاہ ہو گئی اور بدن کانپنے لگا اور میری آنکھوں میں سیاہی چھا گئی اور روشنی جاتی رہی اور
مجھ کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ اور پھر مجھے بیہوشی آنے لگی اس حالت سکرات میں غیب سے ایک آواز آئی وہ
نے اچھی طرح سنی کہ روح جمجاہ کی قبض کرکے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک لحظہ بعد ہی ملک الموت
و شکل سہم ناک ایسی کہ سر ان کا آسمان پر اور پاؤں تحت الثریٰ میں میرے سامنے آکر کھڑے ہوئے
منہ ان کے تھے میں نے جب انکو دیکھا تو مارے ڈر کے ان سے میں نے بہت ہی آہ و زاری کی لیکن
انے میری کچھ نہ سنی یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جمجاہ بادشاہ تم نے ملک الموت سے پوچھا تھا
مارے اتنے منہ کیوں ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ جمجاہ بادشاہ نے کہا اے پیغمبر خدا میں نے ان سے پوچھا
لسانے اس کے جواب میں کہا تھا کہ سامنے کے منہ سے جان مومنوں کی قبض کرتا ہوں اور داہنی

طرف کے منہ سے باشندگان عالم سماوات کی روح قبض کرتا ہوں اور جو منہ کہ بائیں طرف اور جو منہ
کی طرف ہیں ان سے کافروں اور مشرکوں کی روح قبض کرتا ہوں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا
سکرات الموت تجھ پر کیسی گزری تھی اور کس طرح تیری جان نکلی تھی وہ بھی بیان کر اس نے کہا کہ
نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ کئی فرشتے ان کے ساتھ ہیں کسی کے ہاتھ میں آگ کے گرز اور کسی
ہاتھ میں چھری اور تلوار ہے اور کوئی اپنے ہاتھ میں شعلہ آتش لے کر آئے ہیں اور انہوں نے میر
بدن پر ڈال دیا۔ اس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ آتش تیز تر کوئی دوسری نہ ہو گی۔ اگر ا
ذرہ بھی اس میں سے زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا ڈالے اور راکھ کا ڈھیر کر دے' پھر وہ میرے
بدن کا رگ و ریشہ پکڑ کر جان تن سے کھینچنے لگے میں نے ان سے کہا اے فرشتو! مجھ کو چھوڑ دو اور میر
دولت جتنی ہے وہ تم میری جان کے بدلے لے لو۔ پس یہ بات سنتے ہی انہوں نے میرے منہ پر ایک طما
مارا کہ اس سے تمام بدن کے جوڑ الگ ہو گئے اور پھر کہا اے بدبخت بے شرم و بے حیا تو جانتا ہے کہ ا
بعوض گناہ کافروں سے مال نہیں لیتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنی آل و فرزند خدا کی راہ
قربان کرونگا۔ یہ سنکر انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ رشوت نہیں لیتا ہے' اے پیغمبر خدا جان نکلنے میں ا
تکلیف گزری کہ اگر ہزار شمشیر بیک وقت مجھ پر ماری جائیں تو بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ الغرض وہ فر
میری جان قبض کر کے لے گئے اس کے بعد لوگوں نے مجھے کفن پہنایا اور پھر قبرستان میں لیجا کر مردوں
ساتھ گورستان میں دفن کر دیا اور مجھے اچھی طرح مٹی سے ڈھانک کر چلے آئے پھر اس قبر میں میری دو
جان آئی اور منکر نکیر فرشتے آئے اور وہ فرشتے بھی جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے اور وہ مجھ سے
لگے کہ جو تم نے دنیا میں بھلا و برا نیکی و بدی کی تھی سو وہ اب تم دیکھو اور کیئے ہوئے کا مزہ چکھو اور جو
میں اپنا کیا ہوا بھولا تھا وہ اس وقت سب یاد آگیا اور میں اپنے کیئے ہوئے کرتوتوں پر آنسو بہاتا رہا اور
منکر نکیر میرے پاس آئے تو ان کو دیکھ کر میرے عقل و ہوش جاتے رہے کیونکہ میں نے ایسا کبھی کسی
دیکھا نہیں تھا اور ان کے آنے سے زمین خود بخود پھٹ جاتی تھی وہ خطرناک شکلوں والے مجھ بدبخت کو
کے اندر بٹھا کر پوچھنے لگے۔ من ربک ترجمہ: یعنی تیرا خدا کون ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم ہو یہ
سنتے ہی گرز آہنی سے مجھ کو مارنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی حرکت و دھمک سے تحت الثریٰ تک
ہل گئی ہو گی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا من دینک ترجمہ: یعنی کونسا دین ہے تیرا یہ سنکر اور عقل و ہو
باختہ ہو گئے اور زبان مارے خوف کے بند ہو گئی۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اے دروغ گو تیرا خدا کون
میں نے پھر کہا تم ہی میرے خدا ہو۔ پھر انہوں نے یہ سنتے ہی ایک گرز آہنی مجھ پر مارا اس وقت میں
اف و آہ کر کے کہا دریغا و احسرتا' اگر میں پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا اب کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں

اب تو کوئی سنتا بھی نہیں صرف خدا ہی رحمن و رحیم ہے میں کچھ جانتا نہ تھا چار سو برس کی بادشاہی اور دنیا
کی خوشی عذاب قبر اور سوال و جواب سے مجھ پر تلخ تھی اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ غضب اللہ کا ہو
کہ نعمت خدا کی کھاوے اور پھر غیر کو پوجے۔ پھر کچھ دیر بعد ہی مشرق و مغرب کی زمین آکر مجھ کو دبانے لگی
اور اس نے تو ایسا دبایا کہ میرے تمام بدن کی ہڈیاں درہم برہم ہو کر ٹوٹنے لگیں۔ پھر زمین نے کہا اے
دشمن خدا تو اتنے روز میری پشت پر رہا اور برابر کفر کرتا رہا اور عیش و آرام کرتا رہا اور اب تو میرے پیٹ
کے اندر آیا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے رب کی میں اب تجھ سے حق اپنا اور حق اللہ تعالیٰ کا سمجھ لوں گی۔ پھر
اس کے بعد بھی دو فرشتے آئے وہ بالکل سیاہ پوش تھے اور خشمناک معلوم ہوتے تھے۔ ایسا کسی کو میں نے
اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ مجھ کو یہاں سے پکڑ کر عرش کے نزدیک لے گئے۔

یہ دیکھ کر مجھے کچھ اطمینان سا معلوم ہوا کہ میں اب شاید خدا کی رحمت کی جگہ آیا ہوں اتنے میں
عرش کے کنارے سے ایک آواز آئی اس شقی القلب کو دوزخ میں لے جاؤ اور عرش کے پاس جا کر چار
کرسی جواہرات سے مرصع میں نے دیکھیں ایک پر ابراہیم خلیل اللہ اور دوسری پر موسیٰ کلیم اللہ اور
تیسری پر محمد حبیب اللہ اور چوتھی کرسی پر ایک پیر مرد خشمناک بیٹھا تھا اور اس کے پاس کارخانہ آتش
ہتادہ تھا اور سلاسل و اغلال یعنی زنجیریں اور طوق سعیر آتشیں اس کے پاس موجود تھے اور نام اس کا مالک
تھا چنانچہ مجھ کو اس کے پاس لے گئے اور اس نے دیکھتے ہی مجھ کو ایک جھڑکی دی ایسی کہ میرے تمام بدن
میں لرزہ آگیا اور میں بری طرح سے کانپنے لگا تو یہ بولا کہ اس بدبخت کو لوہے کی زنجیر سے باندھ کر رکھو پس
مجھ کو قید شدید میں رکھا اور تقریباً ستر گز غبار کے نیچے بیٹھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکال کر سانپ اور
بچھوؤں کے بیچ میں اس دوزخ میں ڈال دیا۔ اے پیغمبر خدا اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر پڑ جاوے تو تمام
خلق روئے زمین کی ہلاک ہو جاوے اور میری زبان پر مہر ثبت کر دی گئی اور پھر میں کسی قسم کی کوئی بات نہ
کر سکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جمجاہ بادشاہ آتش دوزخ کیسی تھی وہ بیان تو کرو یہ سنتے ہی
اس نے کہا اے پیغمبر خدا۔ دوزخ کے درجات سات ہیں اور ان کے نام یہ ہیں ہاویہ' سعیر' سقر' جہنم' لظیٰ
جحیم' ہاویہ' حطمہ اور ہاویہ سب سے نیچے طبقے میں ہے۔ اے پیغمبر خدا اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے تو کہتے
کہ ان پر خدا کا غضب ہے ان کے نیچے اوپر دائیں اور بائیں آگے پیچھے دہکتی ہوئی آگ ہے اور اس کے
اندر بھوکے پیاسے لوگ جل رہے ہیں وہاں کھانا پینا اور سایہ قطعاً نہیں ہے ہمیشہ سوائے غم کے خوشی اور
راحت نہیں ہے اور منہ ان کا مانند سیاہ کوئلے کے ہے اور ہمیشہ گریہ و زاری اور توبہ و زاری کرتے ہیں۔
لیکن وہاں توبہ قبول نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت آواز آتی ہے اے اہل دوزخ تمہارا طعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے
تو دوزخ ہی کی لکڑی ہو برابر جلتے رہو۔ پھر وہاں سے مجھ کو ایک درخت آتشی کے پاس اندر دوزخ کے

لے گئے اور اس درخت کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شجرہ زقوم فرمایا ہے اور ہندی میں اس کو بچ کہتے ہیں پس اس جگہ میں نے کچھ کھانے کو مانگا وہی درخت زقوم لاکر مجھ کو دیا۔ جب میں نے اس سے کچھ کھایا تو اس سے میرا حلق بالکل بند ہو گیا اور اس طرح سے بند ہوا کہ وہ نیچے اترتا ہے اور نہ اوپر آتا ہے مارے درد اور سوزش کے بری طرح چلاتا رہا کہ مجھ کو پانی دو تا۔۔ کہ لقمہ حلق سے نیچے اترے۔ جب پیالہ بھر کر پانی گرم جہنم سے لا دیا۔ اور جب میں نے اسے پیا تو اس کے پینے سے گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی اس کے پیچھے ایک جھڑکی کی آواز آئی اس آواز کے بعد پھر میری ہڈی گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہی ہو گئیں یعنی مکمل میرا جسم جل گیا اور پاؤں کے تلوے سے سر تک میرے آگ سے جل رہے تھے۔ پھر اس کے بعد مجھ کو جوتیاں آتشیں لاکر پہنائیں اور مجھ سے کہا اے بدبخت اپنے عمل کی جزا چکھ اب تجھ کو سوائے عذاب کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تو نے دنیا میں بد عمل کئے تھے اور تو نے خدا کو بھی نہیں مانا تھا اور نہ اس کے عذاب سے ڈرا تھا تو نے اپنے خالق و معبود سے شرم اور اس کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ اس کی نعمتوں کا شکر بجالایا تھا اور اپنے بھائی برادر مومن مسلمانوں کا مال زبردستی سے چھین لیتا تھا اور نہ حرام خوری سے کبھی ڈرتا تھا اور برابر مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا اور کسی برائی کے کام سے پرہیز نہیں کرتا تھا اے پیغمبر خدا ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہیں اور آگ کی جوتیاں مجھے پہننے کو دیں۔ پس اس کی تپش سے مغز میرا سر سے اور کان اور ناک سے نکل پڑا اور اس وقت پژمردہ ہو گیا۔ اے پیغمبر خدا میرے کھانے کی چیز سوا آگ کے اور زقوم کے کچھ نہ تھا۔ پھر وہاں سے مجھ کو ایک پہاڑ پر لے گئے اس پہاڑ کا نام سکرات ہے لمبائی اس کی تین ہزار برس کی راہ ہے اور اس کے اندر ستر کنوئیں آتشیں ہیں اور جتنے عذاب مجھ پر گزرے ہیں سب اس میں موجود پائے اور اس میں سانپ و بچھو بیشمار ہیں اور بچھو و سانپ جب دانت اپنے بجاتے اس کی کٹاکٹ کی آواز سو برس کی راہ تک سنی جاتی تھی اور جب کسی کو کاٹتے تو وہ فوراً ہی خاک ہو جاتا تھا اور اگر ان کے زہر دانت کا ایک قطرہ روئے زمین پر گر پڑے تو دنیا جل کر خاک ہو جاوے غرض مجھ پر ہر روز اس پہاڑ پر تین مرتبہ سکرات الموت ہوتی تھی۔

پس اس وجہ سے اس کو سکرات الموت کہتے ہیں اور جس کو بھی ہر روز اس پہاڑ پر لے جاتے ہیں تو وہ تلخی سکرات چکھتا ہیں پھر مجھ کو وہاں سے ایک چشمے میں لے جاکر ڈال دیا گیا اور میں اس جہنم میں دوزخیوں کے پاس جا پہنچا اور آواز اس چشمے کی سو برس کی راہ تک جاتی ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سر بوسیدہ جمجاہ بادشاہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ اس چشمے کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ اس چشمے کو غضبان کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جو شخص خدا سے ڈرے گا اور گناہ سے باز رہے گا تو وہ چشمہ عذاب کا اس پر آسان ہو جاوے گا۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس چشمے کی

سنی تو ہوش ان کے جاتے رہے اور بہت زیادہ روئے اور بہت ڈرے اور کہا اے جمجاہ بادشاہ اس چشمے کا عذاب جو تم پر گزرا سو بیان کرو۔ اس نے کہا اے نبی اللہ کے اس چشمے کے عذاب کا بیان اگر آپ سنیں تو تعجب کریں گے جب پاؤں میں نے اس چشمے میں رکھا تو فوراً ہی میرے جسم کا چمڑا اور میرا پورا جسم گرم پانی سے جل گیا اور مالک دوزخ نے مجھ کو ایک جھڑکی دی اس کی ہیبت سے میں اس چشمے میں گر پڑا اور اسی میں غرق ہو گیا۔ یا نبی اللہ میں اس چشمے کا حال بیان کروں کہ عذاب اس کا سب عذابوں سے اکبر ہے ایسا کہ میرے جسم کی تمام ہڈیاں جل کر رہ گئیں اور اول جو عذاب مجھ پر گزرا تھا وہ تو اس کا عذاب اصغر تھا اے پیغمبر خدا اگر میں اس کے عذاب کو ایک سو برس تک بیان کرتا رہوں تو بھی اس کا بیان ختم نہ ہو گا۔ پھر مجھ کو اس چشمے سے نکال کر ایک کنوئیں پر لے گئے اور مجھ کو اس میں جاکر ڈال دیا اور لمبائی اس کی تین سو کوس تھی مجھ کو اس تابوت کے اندر رکھا اور جن شیطانوں نے مجھ کو خدا کی راہ سے بہکا کر گمراہ کیا تھا اور غرور میں ڈالا تھا ان کو مجھ پر مؤکل مقرر کیا اور جب ہی سے میں اس تابوت آتشی میں ہوں۔ بہت مدت کے بعد ایک آواز عرش سے آئی کہ جمجاہ کو آج دنیا میں بر سر راہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ڈال دو کیونکہ اس نے کچھ ثواب کیا تھا دنیا میں بہت لونڈی اور غلام آزاد کیے تھے اور بھوکے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا۔ اور پیاسوں کو پانی پلایا تھا اور ننگوں کو کپڑا پہنایا تھا اور غریبوں پر مہربانی کی تھی اور مسافروں کی خبر گیری کی تھی۔ اور روز ازل میں لکھا گیا تھا کہ جمجاہ کو عذاب آخرت سے ایک بار رہائی کرکے پھر دنیا میں بھیجا جاوے گا یہ آواز میں نے اپنے کانوں سے سنی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جمجاہ بادشاہ سے پوچھا کہ تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو۔ وہ بولا میں قوم حضرت الیاسؑ سے ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اس وقت مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ اور خداوند قدوس سے کیا مانگتے ہو۔ یہ سنکر جمجاہ بادشاہ نے کہا یا نبی اللہ الاماں الاماں آپ کو خدا کی قسم ہے مجھ بے چارہ گنہگار کے حق میں آپ دعا کریں کہ مجھ کو اس عذاب سے اللہ نجات بخشے اور زندہ کرکے پھر اس دنیا میں بھیج دے میں اس کی بندگی کروں گا اور اسی سے مدد چاہوں گا تا۔۔ کہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا حق مجھ پر ثابت ہو۔

تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں اللہ رب العزت سے دعا مانگی کہ اے خدایا تو بے مثل و بے مانند سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سب کا پیدا کنندہ اور مارنیوالا ہے اور تو ہی سب کی فریاد سننے والا ہے میری دعا قبول فرما اس بیچارے جمجاہ کو زندہ کر تا کہ یہ تیری عبادت کرے اور حق عبودیت تیرا بجالائے۔ تب حق تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام میں نے روز ازل میں لکھا ہے کہ تیری دعا سے میں اس کو زندہ کرکے پھر دنیا میں بھیجوں گا اور اس کی توبہ قبول کروں گا اور اپنے عذاب سے خلاصی دونگا کہ وہ دنیا میں سخی اور دستدار فقیر و مسکین کا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام یہ کلام الٰہی سنکر شکر خدا بجالائے اور خوش ہو کر اس جمجاہ بادشاہ

کی ہڈیوں پر کہا کہ اے ہڈیو! گوشت پوست بال پراگندہ ہوئے خدا کے حکم سے جمع ہو جاؤ۔ تب خدا کے حکم سے اس وقت جتنی ہڈیاں تھیں اور جتنا گوشت و پوست و بال جمجاہ کے تھے ہیتِ اصلی پر جسم مرکب بن گیا اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان عیسٰی روح اللّٰہ ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد مطلق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول برحق ہیں اور بہشت و دوزخ اور بعث و نشر سچ ہے۔ پھر جمجاہ بادشاہ نے تقریباً اَسی برس زندگی پائی اور اس زندگی میں قیام و صیام یعنی روزہ و عبادت الٰہی میں ہمہ تن مصروف رہا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا رہا' اور بجز عبادت الٰہی کے کچھ بھی دنیا کا کام نہیں کرتا تھا۔ آخر پھر بھی سجادہ مسلمانی پر رکھ کر شربت موت کا پیا= خدائے کریم و غفور و رحیم نے اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہ معاف کرکے اس کو جنت نصیب کی۔ ذَالِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

حضرت مریم علیہا السلام کی وفات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کو لے کر بیت المقدس سے ملک شام کو جا رہے تھے چنانچہ راستے میں اچانک حضرت مریمؑ بیمار ہو گئیں۔ اور وہ جگہ ایسی تھی کہ جنگل و گھاس کے سوا کچھ نہ تھا اس وجہ سے وہ بیخ و گیاہ کے علاوہ اور کچھ استعمال نہیں کر سکتی تھیں مجبوراً انہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ اے میرے بیٹے مجھ کو لا دو جو آپ کسی وقت اپنی ماں کو اس جگہ پر چھوڑ کر اس جڑ کو لینے گئے تھے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد اسی جگہ پر حضرت مریمؑ نے وفات پائی اور خدا کے حکم سے اسی وقت بہشت کی حوروں نے آکر ان کو غسل دیا اور پھر بہشت کے کپڑوں سے کفنایا اور وہ حوریں اسی جگہ انکو دفن کرکے چلی گئیں اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں ہوا کیونکہ وہ انکے واسطے اس تعمیل ارشاد کی تکمیل میں گئے ہوئے تھے اور ان کے انتقال کی انکو کچھ خبر نہ تھی جب وہ اسی جگہ پر واپس آئے جس جگہ پر اپنی والدہ کو چھوڑ کر گئے تھے تو انہوں نے انکو آکر کئی مرتبہ پکارا لیکن ان کو کوئی جواب نہ ملا آخری آواز میں جواب ملا کہ لبیک اے میرے فرزند تم مجھے کیوں بلاتے ہو یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے امی جان میں نے آپ کو تین دفعہ پکارا۔ اب تک آپ کہاں تھیں یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنکر حضرت مریمؑ نے کہا اے بیٹے پہلی بار پکار میں فردوس اعلیٰ میں تھی اور دوسری پکار میں سدرۃ المنتہیٰ میں تھی اور تیسری پکار میں آسمان اول پر آکر میں نے جواب دیا یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

کہا کہ اے اماں جان اپنا حال بیان کرو حضرت مریمؑ بولیں اے بیٹے جس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ نصیب کرے اور وہ اپنی مراد کو پہنچے اس سے بہتر اور کیا چیز ہے اس کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ سے یہ باتیں سنکر آبدیدہ اور گریاں سینہ بریاں واپس بیت المقدس آگئے اور لوگوں کو خداوند قدوس کی دعوت دیتے رہے ایک دن منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے کہنے لگے اے لوگو اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کو ہفتہ کا دن مبارک ہے اور اس روز سوائے عبادت کے کچھ اور دنیا کا کام کرنا حرام ہے اب اللہ رب العزت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے اور ہماری کتاب انجیل میں فرمایا ہے کہ اتوار کا دن بہت مبارک ہے اس دن کو مانو اور اس کا احترام کرو اور اس دن نمازیں پڑھو اور کچھ کام دنیا کا اس دن نہ کرو اور مطابق انجیل کتاب کے چلو پس قوم بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس بات کو سنکر اپنے دل میں کینہ لائے اور پھر کہنے لگے کہ کتنے ہی پیغمبر بنی اسرائیل میں بعد حضرت موسیٰؑ کے آئے کسی نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا اور یہ لڑکا وہ بھی بے پدر مجہول النسب آکر ہماری کتاب موسیٰ علیہ السلام کو منسوخ کرتا ہے لہٰذا اس کو مار ڈالنا چاہیئے تا۔۔ کہ ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام کا دین جاری رہے اور ان میں سے مومن یہود یہ سن کر کہنے لگے اے قوم! تم نے زکریا علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے ان کو مار کر عذاب اٹھایا ہوا تھا اور تم پر خدا کا غضب نازل ہوا تھا۔ سو تم بھول گئے اور اب حضرت عیسیٰؑ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسل نبی ہیں ان کو مارنے کا قصد کرتے ہو' تم لوگ عذاب خدا سے ڈرو اور اس سے پناہ مانگو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیوں جہنم کی راہ اختیار کرتے ہو۔ بس تم لوگ ان پر اور ان کی کتاب پر ایمان لاؤ۔

آخر بہتیرا کہا مگر ان کافروں نے نہ مانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی فکر میں لگے رہے اور طرح طرح کی تدبیریں کرتے رہے اور کہنے لگے کہ جب کبھی ہم لوگ ان کو تنہا پائیں گے تو ان کو مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں ان کافروں کی مومن لوگوں نے سنیں تو وہ ہردم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے اور ان کی ہر وقت خبرداری کرتے تھے کہیں بھی حضرت عیسیٰؑ کو تنہا نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا تو خود ان کے ساتھ جاتے تھے ایک دن ایک عورت نے حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب حواریوں سے پوچھا کہ تم لوگ ہردم ہر ساعت حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ جو رہتے ہو تم لوگوں نے اس سے کیا معجزہ دیکھا ہے یہ سنکر ان حواریوں نے اس سے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ مسیح رسول خدا ہیں اور وہ خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اندھے کو بینا کرتے ہیں اور کوڑھی اور لنگڑے کو اچھا کرتے ہیں۔ تب اس عورت نے کہا کہ مبارکبادی اس شکم کو ہے کہ جس نے اس کو پیٹ میں رکھا۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے سنیں اور پھر کہا کہ مبارکبادی تو اس نبی کی امت کو ہے جو قرآن پڑھیں گے۔ یہ سن کر اس

عورت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے حضرت عیسیٰؑ مجھے بتاؤ کہ قرآن کیا چیز ہے ہم نے تو کبھی نہیں سنا یہ سنتے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن وہ چیز ہے کہ نبی آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہو گا چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ ترجمہ: اور جب کہا عیسیٰؑ بن مریمؑ کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف سچا کرتا ہوں اس کو جو مجھ سے آگے تھی یعنی توریت کو اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آوے گا مجھ سے پیچھے اور اس کا نام احمد ہو گا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمارے حضرت کا نام احمد رکھا گیا۔ دنیا میں محمد ﷺ اور فرشتوں کے درمیان احمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت میں حافظ قرآن بہت ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کی امت قرآن حفظ نہ کر سکے گی اور کتاب توراۃ اور انجیل کو بھی ان کے زمانے میں حفظ نہ کر سکے گی۔ حضرت علیہ السلام نے جب ان کو خوشخبری سنائی کہ پیغمبر آخر الزمان آویں گے اور ان کی شریعت قیامت تک جاری رہیگی۔ تب سب یہودیوں نے مل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کی مشاورت کی اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر عیسیٰؑ ابن مریمؑ زندہ رہے گا تو ہمارا دین موسیٰؑ کا بالکل باطل و منسوخ کریگا اور اس زمانے کا بادشاہ وقت کافر تھا۔ اس ظالم نے ان مردودوں کے ساتھ اتفاق کیا اور پھر ان کو حکم دیا پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ان کی ہلاکت کا قصد کیا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد حواریوں نے اس بات کو معلوم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ خاطر جمع رہو اور بالکل مت ڈرو میرا دشمن کیا کر سکتے ہیں۔ شعر دشمن چہ کند چوں مہربان باشد دوست پس تم لوگ اپنے دین اور نبی آخر الزمان احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایمان لاؤ۔ اور اسی پر ثابت قدم رہو۔ تب تم نجات پاؤ گے۔

الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تمام حواریوں کو لے کر ایک مکان پر گئے جس کا نام عین السلوک ہے۔ یہودیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس مکان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اس مکان کی چھت میں شگاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان اٹھا لے گئے اور ان کو فرشتوں کی صحبت میں رکھا اور ان یہودیوں کے سردار کا نام شیوع تھا اور وہی سب سے پہلے مارنے کے واسطے اس مکان میں گھسا تھا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا اور جب اس ملعون کے اس مکان سے نکلنے میں کافی دیر ہوئی تو جو باقی یہودی مکان کے باہر کھڑے تھے بہت حیران ہوئے اور اسی حیرانی میں وہ اس مکان میں سب کے سب داخل ہو گئے اور جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کے واسطے گھسا تھا وہ اپنی قوم کا بہت بڑا سردار تھا مکان کے اندر ان لوگوں نے اس سردار شیوع کو دیکھا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی شکل و صورت بن گیا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچانے کے واسطے کیا تھا کیونکہ ان یہودی لوگوں نے جو طیش میں آچکے تھے ان کے قتل کرنے کی مکمل تدبیر کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا تھا اور ان کی جگہ پر ان کے سردار شیوع کو انہی کی شکل و صورت کا بنا دیا تھا۔ ان یہودیوں نے جا کر اسکو حضرت عیسیٰؑ کی شکل و صورت دیکھ کر بضرب شمشیر پکڑ لیا۔ ہر چند کہ اس نے فریاد کی کہ میں شیوع ہوں تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو۔ لیکن وہ لوگ ہرگز نہ مانے اور پھر کہنے لگے کہ تم ہی عیسیٰؑ ابن مریمؑ ہو تم نے اپنے جادو سے شکل شیوع کی بنا رکھی ہے۔ پھر وہ غور کر کے کہنے لگے اچھا ہم نے مانا شیوع ہے تو یہ بتاؤ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کدھر گیا آخر وہ تمام کے تمام اس بڑے شبہے میں پڑ گئے اور اپنے سردار شیوع کو حضرت عیسیٰؑ جان کر پکڑ لیا اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ الخ۔ ترجمہ: اور اس کو نہ مارا گیا اور نہ اس کو سولی پر چڑھایا گیا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے سامنے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہہ میں پڑے ہوئے ہیں اس کی خبر ان کو نہیں مگر اٹکل پر چلنا اور اس کو مارا نہیں بیشک اس کو اٹھا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے کیونکہ میری حکمت زبردست حکمت ہے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار دیا یہ غلط ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا ذکر فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہرگز اس کو نہیں مارا اور اس کی صورت کو سولی پر چڑھایا گیا اور نصاریٰ بھی اول سے یہی کہتے ہیں کہ ہمارے مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہیں لیکن تحقیق وہ نہیں سمجھتے کئی باتیں کہ بدن کو مارا اور ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس گئی اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ مارا تو تھا لیکن تین روز بعد وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے لیکن یہ بات حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور نہ کسی دوسرے طریقے سے ثابت ہوئی ہے کہ ان کو مارا گیا یاد رکھو یہ خبر صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس نے ہم کو بتایا کہ اس کی اصلی صورت کو نہیں مارا اور ان کے پکڑنے کو وہ نصاریٰ لوگ ان کے قریب سے دور بھاگ گئے تھے اور کچھ یہود بھی نہ پہنچے تھے اس لیے صحیح خبر نہ ان لوگوں کو ہے اور نہ ان یہودیوں کو ہے۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار شیوع کو پچاس برس تک ناز و نعمت سے پالا تھا اس واسطے کہ جب حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونگے تو اس وقت اپنے سردار شیوع کو ان کے صدقے میں دیکر خلاص کریں گے اور فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے چار سو برس تک ناز و نعمت سے پال کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صدقے میں دریائے نیل میں ڈبو دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم

سمیت دی اور چار ہزار برس دنبہ ہابیل کا فردوس اعلیٰ میں پال کر اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت سے اس واسطے پا
تھا کہ بعوض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دیگا اور مومن سب اس دوزخ سے نجات پاویں گے
ایک اور حدیث شریف میں یوں آیا ہے کہ قرب قیامت کے دجال ملعون خروج کرکے ساری خلائق
گمراہ کریگا اور حضرت امام مہدی آخرالزمان مومنوں کے ساتھ بیت المقدس میں رہیں گے اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی کے ساتھ ہو کر سب کافروں کو مشرق سے مغرب تک اور دجال
کو مار ڈالیں گے اور تمام لوگوں کو دین محمدی کی تلقین کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دین محمدی پر
ہی رہیں گے کوئی نئی شریعت نہ لاویں گے۔ اور جو شخص دین محمدی قبول کرلے گا اس کو رکھیں گے او
امان دیں گے۔ اور جو شخص دین محمدی قبول نہ کرے گا اس کو مار ڈالیں گے مشرق سے مغرب تک تمام عا
کو مسلمان کریں گے۔ اور دین محمدی میں سب کے سب داخل ہوں گے ایک متنفس کافر جہاں میں باقی
رہے گا اور اس روز عدالت پوری ہوگی اور عدل و انصاف صحیح معنی میں ہوگا کسی پر کسی قسم کی کوئی زیاد
نہ ہوگی یعنی شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے اور جو لوگ ظلم پر آمادہ ہوں گے ان کو دور کردیا جاوے
اسی طرح سے چالیس برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی بادشاہت اور تبلیغ محمدی جاری رہے گی۔ اس کے بع
حضرت امام مہدی انتقال فرمائیں گے اور ان کو اس وقت کے مومن لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے حجرہ کے پاس دفن کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اور مومن لوگ ان ک
اپنے ہاتھوں سے تجہیز و تکفین کریں گے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب

بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آنے کا

ایک روایت سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ اجماع اہل سنت اور آئمہ اسلام ہے کہ جناب رسالت
ماب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان ولسان معجز بیان سے خود فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں:
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔ ترجمہ: یعنی سب سے پہلی جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور تھا الغرض یہ چ
باتفاق ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا اور پھر ان کے نور سے تمام فرشتے عرش
و کرسی لوح و قلم بہشت و دوزخ جن و انس اور ساری مخلوقات پیدا کیں۔ چنانچہ اس کا ذکر کتاب کے اول
میں آچکا ہے اسی واسطے یہاں پر مختصر کیا ہے کتاب روضۃ الاحباب و کتاب الاخبار میں لکھا ہے کہ جس
وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ صفی اللہ کو پیدا کیا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدمؑ کی پیشانی پر ظہور کیا ایسا کہ ان
کی پیشانی اس نور محمدی سے عرش تک چمکتی تھی۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے حضرت شیث علیہ السلام ک
اور حضرت شیثؑ سے حضرت ادریس علیہ السلام کی اور حضرت ادریس علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام کی اور حضرت

نوح علیہ السلام سے اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تک پہنچا اور ان سے حضرت
اسماعیلؑ ذبیح اللہ کو نصیب ہوا۔ بعد اس کے نسلاً بعد نسل عبدالمناف تک پہنچا اور عبد مناف کے چار بیٹے
تھے ان کے نام یہ ہیں۔ عبدالشمس، ہاشم، عبدالمطلب، اور ابو نوفل اور ہاشم رسول خدا کے دادا تھے اسی
واسطے رسول خدا کو ہاشمی کہتے ہیں اور عبدالمطلب امام شافعی کے دادا کا نام تھا۔ اور عبدالشمس ابو جہل کے
باپ کا نام تھا۔ اور ابو نوفل لاولد تھے۔ وہی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبدالمناف سے ہاشم کو ملا اور بعد فوت ہونے
عبدالمناف کے ہاشم کو مکہ کی ریاست اور کنجی خانہ کعبہ کی ملی۔ اتفاقاً انہی ایام میں مکے میں قحط پڑا اور اکثر
آدمیوں کو رات و دن فاقہ گزرتا تھا۔ چنانچہ ہاشم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور اپنی برکت کاملہ
سے تونگر کیا تھا انہوں نے تمام مکہ والوں کی ضیافت کی اور جب دستر خوان بچھاتے روٹیاں توڑ توڑ کر پارہ
پارہ کرکے دستر خوان پر رکھ دیتے کھاتے وقت کوئی کسی کو معلوم نہ کر سکے کہ کس نے کتنی روٹیاں
کھائیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہاشم رہا اور اول نام ان کا عمر تھا اور ان سے عبدالمطلب پیدا ہوئے اور پھر
عبدالمطلب سے کئی بیٹے پیدا ہوئے۔ جب انہوں نے نذر مانی اللہ تعالیٰ سے کہ اگر میرے دس بیٹے پیدا
ہونگے تو ان مین سے ایک خدا کی راہ پر قربان کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب ہاشم کو مکے معظمہ کی
ریاست ملی تو خبر لی کہ چاہ زمزم میں اسماعیلؑ ذبیح اللہ علیہ السلام نے خزانہ جمع کر رکھا ہے تو چاہا کہ اس کے اندر
سے نکالیں پھر انہوں نے وہ چاہ "کھودا تو اس کے اندر وہ خزانہ نہ پایا اور خدا کی مرضی سے پانی بھی اس کا
رک گیا اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی کہ اگر خزانہ مجھ کو مل گیا تو میں اس چاہ کو از سر نو تعمیر کروں
گا اور پھر ایک لڑکے کو بھی تیرے نام پر قربان کرونگا۔ تب پھر وہ چاہ کھودا۔ خدا کے فضل سے بہت خزانہ اس
سے پایا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس خزانہ میں سے دروازے خانہ کعبہ کے لوہے اور فولاد سے بنوائے اور
چاہ زمزم کی بھی درستگی کرا دی اور پھر کاہنوں کو بلوایا کہ اپنی نذر کا حال بیان کیا۔ ان لوگوں نے بالاتفاق کہا
کہ ایفائی نذر واجب ہے۔ لازم ہے کہ ہر بیٹے کے نام پر قرعہ ڈالو جس کا نام نکلے گا اسی کو قربان کرد۔ پس
عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔ چنانچہ ہر بیٹے کے نام انہوں نے قرعہ ڈالا اس میں نام عبداللہ پدر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلا اور عبداللہ کی پیشانی پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا۔ اسی سبب سے ان کی
صورت اپنے بقیہ بھائیوں سے بہت زیادہ حسین تھی۔ ماں باپ اور اقربا ان کو بہت چاہتے تھے اور جب
انہوں نے قربانی کی خبر سنی تو ان کی ماں اور اقربا نے عبدالمطلب سے کہا کہ ہم لوگ عبداللہ کو قربانی میں نہ
دیں گے تم دوسری چیز قربان کردو یہ سن کر عبدالمطلب نے منجموں کو بلوا کر ان سے استغنا چاہا انہوں نے
فتویٰ دیا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ تب ان کے عوض دس اونٹ قربان کیے اور اس زمانے میں خداوند کریم کا یہ حکم

تھا بہ تقدیر قبولیت کے آتش آسمان سے آکر قربانی کو جلا کر چلی جاتی تھی- اور اس وقت علامت قبولیت یہی تھی- پس وہ دس اونٹ قبول نہ ہوئے- پس پھر اور دس اونٹ قربان کیے یہ بھی منظور نہ ہوئے آ آسمان سے نہ آئی- پس اسی طرح پانچ سو تک عبدالمطلب نے ذبح کیے اور بعض روایت میں ہے کہ ا سو اونٹ ذبح کیے پھر وہ بھی قبول نہ ہوئے- پھر سب خویش و اقرباء نے مل کر خدا کی درگاہ میں تضرع مناجات کی اسی وقت ایک آتش سفید مثل دودھ کے آسمان سے نازل ہوئی اور تمام قربانیوں کو جلا گئی- وہ قربانی خدا کے دربار میں قبول ہوئی پھر سب خوش ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے خدا کا شکر بجالایا- ا واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے- اَنَا ابْنُ ذَبِیْحَیْنِ- ترجمہ: یعنی میں بیٹا دو ذبح کیے ہوؤں ہوں یعنی اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ اور دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ ابن عبدالمطلب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف تھا- ایک روایت میں ہے عبداللہ کہیں کسی کام کو جاتے تھے- راستہ میں خواہر رقیہ بنت نوفل سے ملاقات ہوئی اور وہ عورت کتب سماویہ سے بہت واقف تھیں اور بہت خوبصورت اور صاحب عصمت نا کتخدائی اور مالدار مکہ میں مشہور معروف تھیں- جب نظر انکی عبداللہ پر پڑی تو جو حکایات اور علامات نور محمدی کی توریت اور انجیل میں دیکھی تھیں وہ عبداللہ کے چہرے پر چمکتی دیکھیں اور پھر دیکھتے ہی وہ عاشق و بیقرار خواہاں وصال جسمانی عبداللہ کی ہوئی اور پھر بولی کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے وہ سنکر بولے میرا نام عبداللہ ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں- وہ بولی کہ تمہیں کو تمہارے باپ نے نذر قربانی کی تھی- کہا ہاں بیشک- نذر مانی تھی اور وہ بولی کہ میں دختر نوفل ہوں اور خواہر رقیہ اور تاجرہ ہوں اگر تم مجھ سے نکاح کرو گے تو ایک سو اونٹ کے بوجھ اور مال اور خزانہ تم کو دوں گی- اور یہ معلوم نہ تھا کہ عبداللہ نے شادی کی ہوئی ہے یا نہیں- پھر عبداللہ نے ایک بہانے سے اسکو جواب دیا اور کہا بہت اچھا اپنے باپ سے پوچھ کر ان سے اذن لے آؤں- تب عبداللہ اپنے گھر میں جاکر اپنی بیوی آمنہ سے ہم بستر ہوئے تب وہ نور محمدی عبداللہ سے منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں- اور آمنہ حضرت کی والدہ حاملہ ہوئیں- اس کے بعد صبح کو اٹھ کر عبداللہ اس عورت کے پاس گئے جس سے کل وعدہ کر آئے تھے جاکر اس سے کہا کہ کل جو تم نے مجھ سے نکاح کی بات کی تھی اب میں آیا ہوں- وہ عورت بڑی عقلمند تھی عبداللہ کے چہرے کی طرف جو نظر کی تو وہ نور متبرک نہ دیکھا پھر عبداللہ سے پوچھا کہ شائد گھر میں جاکر تم اپنی بیوی سے مباشرت کر کے آئے ہو کیونکہ جو نشانی میں نے تمہاری پیشانی میں کل دیکھی تھی وہ آج نہیں دیکھتی ہوں- وہ بولے ہاں- جو تم نے تجویز کی دی تھی ہے- تب وہ بولی اب مجھ کو نکاح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس لیے میں نکاح کرنا چاہتی تھی سو وہ بات اب ہو چکی ہے-

ایک روایت میں ہے کہ جب صدف شکم آمنہ کا در یتیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بار آور ہوا عبداللہ نے وفات پائی آمنہ بیوہ ہوئیں- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے پہلے ایک مہینہ بیس دن ابرہہ نام ایک بادشاہ یمن میں تھا وہ مردود خانہ کعبہ کے توڑنے کو بڑے بڑے ہاتھی اور بہت سا لشکر لے کر آیا تھا- اللہ تعالیٰ نے بہ برکت قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ہاتھ سے خانہ کعبہ کو محفوظ رکھا- پس قصہ ابرہہ کا اس کتاب کے مؤلف نے یہاں مختصر کیا ہے کیونکہ یہ قصہ اصحاب فیل ہے اور تمام صاحبوں کو اچھی طرح سے سورہ فیل میں معلوم ہے اس واسطے فقیر نے بھی مختصر کیا اکثر مؤرخوں نے بہت روایات لکھیں ہیں جو ضعیف پائی گئی ہیں وہ چھوڑ دی گئی ہیں- وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ-

بیان بادشاہ ابرہہ ملعون و مردود کا

تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرہہ بادشاہ حاکم ولایت یمن کا تھا- اس نے جب دیکھا کہ ہر ان اطراف و جوانب سے لوگ مکہ معظمہ کی زیارت کو جاتے ہیں تو اس نے تخم حسد ملعون اپنے دل میں اور ایک مکان نمونہ کعبہ کے بنا کر اس کا نام بھی کعبہ رکھا اور وہ یہ چاہتا تھا کہ خلق اللہ کو بیت اللہ کے سے باز رکھے- اپنے بنائے ہوئے مکان میں جو نمونہ بیت اللہ کے بنایا تھا سب کو لا کر اس کا حج کرائے- ہر اس نے اپنی جہد بے فائدہ اور کوشش بیہودہ کی کہ خانہ مذکور کو بیت اللہ قرار دیوے لیکن یہ صورت نہ ہوئی ناچار ہو کر پھر اس نے بیت اللہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا ان ایام میں ایک شخص قریشی وہاں گیا اس بنائے ہوئے کعبہ کا خادم ہوا- اس نے ایک شب فرصت پاکر اسی گھر میں غائط و بول کیا اور جو کچھ واسباب پایا لے کر چلا آیا- جب صبح ہوئی تو ابرہہ بادشاہ نے اس قریشی کی یہ حرکت دیکھی تو فوراً طیش آیا- اور پھر بیت اللہ کو لشکر کثیر اور فیل وبان لے کر توڑنے کا قصد کیا اور جلد از جلد بیت اللہ کی طرف اپنے تمام لشکر کے روانہ ہو گیا- اور راستے میں جو قوم بھی بیت اللہ توڑنے کی مزاحم ہوئی اس کو قتل کیا- جب متصل بیت اللہ شریف کے معہ لشکر اور ہاتھی کے جا پہنچا تو ان مقامی قریشیوں نے یہ حشمت دیکھ کر تمام اہل قریش معہ قبائل اپنا اپنا گھر چھوڑ کر پہاڑوں میں چھپ کر دیکھتے تھے ہر چند فیل بانوں نے چاہا اپنے ہاتھیوں سے کعبہ کو مسمار کریں لیکن خوف الٰہی سے کوئی ہاتھی بھی آگے نہ بڑھا اور ایک کا نام محمود تھا جو خاص سواری بادشاہ ابرہہ کی تھی اس ہاتھی نے اس کو اپنی پیٹھ پر یعنی پلید کو سوار نہ کیا تب اسی مردود نے دوسرے فیل پر سوار ہو کر کعبہ پر تاخت کی اور اس نے چاہا کہ میں کعبہ کو منہدم کروں اتنے میں ہزاروں کی تعداد میں پرند ابابیل بحکم رب جلیل تین تین کنکریاں مثل دانہ مسور کے ایک ان کے منہ میں ایک ایک پنجوں میں لے کر آئیں اور سب اصحاب فیل پر اور گھوڑوں پر شتر پر مثل گولہ بندوق کے

مارنے لگیں۔ ایک ایک کنکری ہر سوار کے سر سے گھس کر نیچے سے نکل گئی اور بعض سوار کے پشت گھس کر پیٹ سے باہر ہوئی ایک ہی پل میں خداوند قدوس نے سب کو جہنم رسید کیا اور بادشاہ ابرہہ یہ حال دیکھ کر بھاگا اپنے گھر میں جاکر لوگوں سے حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں خدا کی مرضی سے ایک ابا اس مردود کے پاس گئی۔ اس نے لوگوں کو دیکھایا کہ اس قسم کے جانور پرند تھے یہ کہتے ہی بادشاہ کے ر ایک کنکر مار کر وہیں اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر پتھر پر نام اس شخص کا لکھا تھا کہ جس پتھر سے وہ مارا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورہ فیل میں اس کا بیان فرمایا ہے قولہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ كَيْ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں سے کیا نہ کر ان کے مکرو فریب کو بیچ گمراہی کے اور بھیجے ان پر جانور پرندے جماعت پھینکتے تھے کنکر پتھر منہ سے پس ان کو مانند بھس کھائی ہوئے کے اس قصہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے

بحوالہ تاریخ بتایا گیا ہے کہ جب سیف ذی یزن تخت شاہی پر بیٹھا۔ قبائل عرب کے واسطے تہنیت کے اس کے پاس جاتے تھے وہ سب پر نوازش کرتا تھا اور قوم قریش میں عبدالمطلب چونکہ محافظ بیت اللہ کے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عرب کے درمیان معزز کیا تھا وہ بھی سیف ذی یزن کی تہنیت کو گئے بعد حمد و ثنا خداوند مطلق کے ادائے آداب بادشاہی کے کہا کہ میں آپ کی تہنیت کو آیا ہوں۔ یہ سنکر اس نے کہا کہ تم کون ہو اور کس قوم سے تمہارا تعلق ہے اور تمہارا کیا نام ہے یہ سنکر کہا کہ میرا نام عبدالمطلب ابن ہاشم ہے اور میں قوم قریش سے ہوں تب یہ سن کر بادشاہ نے تعظیم و تکریم سے جائے مکافت میں رکھا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کی ضیافت کرتا رہا۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو بلا کر کہا کہ اے عبدالمطلب ہم تم سے ایک بات کہیں اس کو آپ کسی سے نہ کہیں اور وہ یہ ہے کہ میں نے توریت میں اور انجیل میں اور دیگر صحیفوں میں اگلے زمانے کے دیکھا ہے کہ تمہاری قوم قریش میں ایک شخص پیدا ہوگا اور ان کی بادشاہی بھی قیامت تک قائم رہے گی۔ یہ سنکر عبدالمطلب نے کہا اے صاحب مجھ کو آپ نے بہت خوش کیا وہ کون شخص ہے آپ ذرا اس کی تشریح فرمائیں۔ اس نے کہا دیار عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک

پیدا ہونگے۔ اور ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں ایک نشان مہر نبوت کا ہوگا اور وہ پیغمبر آخر ہونگے۔ اور قبل بلوغت ان کے ماں باپ مرجائیں گے اور دادا اور چچا ان کی پرورش کریں گے اور نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور بہت دشمن ان کے ان کی ہلاکی پر رہیں گے مگر خدا کے فضل ن کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمن کے مکرو فریب سے محفوظ رکھے گا اور ان پر نی آسمانی کتاب قرآن مجید نازل کریگا اور ان کے اصحاب اور امت سب اولیاء اور بزرگ ہوں گے ا کے تمام دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور روئے زمین کی تمام مخلوقات ان کا دین محمدی قبول کریگی اب کے سب خدا پرست ہونگے اور ان سے شیطان سارے دور ہوں گے اور ان کی آمد کے بعد ت خانے توڑے جائیں گے اور آتشکدہ فارس بجھ جائے گا اور ان کی رفتار و گفتار اور کردار سب صحیح ت ہوں گے اور ان کے ماننے والے امر الٰہی کی تعمیل میں ہر وقت لگے رہیں گے اور ان کاموں سے رہیں گے جن سے ان کو منع کیا جائے گا۔ پس عبدالمطلب یہ سنکر سجدہ شکر بجالائے اور درگاہ کبریا میں ئے اور بادشاہ نے ان کو ایک سو اونٹ اور دس غلام اور دس لونڈیاں دس رطل سونا اور دس رطل اور کافی مشک و عنبر اور دیگر بہت سی چیزیں دے کر ان کو خوش کیا اور جو لوگ ان کے ساتھ آئے ا کو بھی خلعت فاخرہ دے کر معزز و سرفراز کیا۔ اور پھر کہا اے عبدالمطلب جس وقت لڑکا پیدا ہو تو ، کو خبر دینا اس کے واسطے جناب باری تعالیٰ میں دعا کروں گا اور میں ان پر اعتقاد لایا ہوں حالانکہ پیغمبر ں وقت تولد ہو چکے تھے اور اس وقت آپ کا دو برس کا سن مبارک ہو چکا تھا۔ عبدالمطلب یہ باتیں ے نہ ظاہر نہ کرتے تھے اور اس بادشاہ سے بھی نہیں کہا بلکہ اس سے بھی چھپا رکھا تھا اور اپنے مکان میں واپس آگئے ایک روایت میں ہے کہ عبدالمطلب کی کئی بیٹیاں تھیں سب سے فرزند تولد ہوئے ز عمر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ تب ساٹھ اونٹ سرخ بال کے اور چند دینار ں کے مہر میں دیکر اپنے نکاح میں لائے اور ان کے بطن سے ابو طالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ا ہوئے سب ملا کر تیرہ بیٹے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حارث ابو طالب، ابولہب، غیذاق، امیر حمزہ، ضرار، زبیر، عبداللہ، مقوم، قثم، عبدالکعبہ، مجل اور ان کے علاوہ چھ بیٹیاں، ام حلیمہ، صفیہ، برہ، اردی، ایمہ اور حارث کے تین بیٹے تھے۔ ابوسفیان اور صغیرہ اور نوفل ابوسفیان جس سال مکہ فتح سال میں وہ مسلمان ہوئے اور ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ اور اس کی بیوی حضرت معاویہ بھی تھیں اور غیذاق اور امیر حمزہ اور ضرار اور زبیر یہ چاروں لاولد تھے اور ابو طالب کے چار بیٹے یل اور طالب اور جعفر طیار اور حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے علاوہ دو بیٹیاں بھی تھیں ایک ام دوسری حمانہ یہ سب فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھے اور عبداللہ اپنے سب بھائیوں سے صورت

اور بزرگی میں زیادہ تھے چونکہ ان کے صلب سے سید الکونین سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت کے چھ بیٹے تھے عبداللہ' فضل اور عبید اللہ اور قثم اور سعید اور عبدالرحمٰن اور بیٹی کا نام صفیہ تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں اور حضرت عثمان غنی کی خلافت کے زمانے میں انتقال فرمایا- یہ تمام واقعات جامع التواریخ میں لکھے ہوئے ہیں لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں واللہ اعلم بالصواب-

ذکر احوال عبداللہ والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض باتیں آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں

بعض راویوں نے یوں روایت کی ہے کہ توریت میں مذکور ہے وہ اہل توریت کو اچھی طرح معلوم تھا کہتے تھے کہ ہمارے پاس جو یحییٰ ابن زکریا کا سفید ریشمی جبہ ہے جب عبداللہ' عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوں گے تب اس سفید جبہ سے خون نکلے گا اور جب ایک مدت کے بعد اس سے خون نکلا تب ان سب کو معلوم ہوا کہ عبداللہ عبدالمطلب کے گھر میں یعنی مکہ میں پیدا ہوئے اور ان کی پشت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے اوہ وہ ہمارے دین کو منسوخ کریں گے پس یہ معلوم کر کے چند یہودی متفق ہو کر عبداللہ کو مار ڈالنے کو مکہ میں آکر ایک مدت تک رہے آخر عبداللہ کا کچھ بھی نہ کر سکے اور سخت ہزیمت پا کر یہاں سے شام میں جا بسے اور عبداللہ بڑے ہوئے تب کبھی کبھی مکہ سے نکل کر میدان کی طرف سیر کو چلے جاتے تھے اور اس میں یہ دیکھتے تھے اپنی پشت سے ایک نور چمکتا ہوا دوپارہ ہو کر ایک مشرق کو جاتا ہے اور ایک مغرب کو جاتا ہے پھر ایک لحظہ کے بعد پشت میں آرہا تب عبداللہ نے اپنے باپ سے جا کر یہ حال بیان کیا تو عبدالمطلب نے کہا کہ مدت ہوئی ہے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ سلسلہ نوری میری پشت سے نکل کر چار حصے ہو کر چار طرف گیا اور ایک حصہ طرف آسمان کے اور ایک حصہ طرف زمین کے اور ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو اور پھر کچھ دیر بعد ایک درخت سبز بن گیا اور ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اس درخت کے پاس کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا تو کون ہو وہ بولے میں پیغمبر خدا نبی آخرالزمان ہوں یہ سن کر میں خواب سے بیدار ہوا اور صبح کو جا کر کاہنوں سے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ تمہاری پشت سے ایک نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے اور

بی اور بنی آدم ہیں سب ان پر ایمان لائیں گے اے بیٹا اس نور نے میری پشت سے تمہاری پشت میں یا ہو گا تم خوش رہو اللہ تم کو خوش رکھے جب یہ بات لوگوں میں منتشر ہوئی تو یہودیوں کے دل میں پیدا ہوا چند یہودیوں نے متفق ہو کر قسم کھائی کہ جب تک ہم عبداللہ کو مار نہ ڈالیں گے تب تک اور کام نہیں کریں گے یہ کہ کر وہ مکہ میں آکر مدتوں رہے- ایک دن عبداللہ کو میدان میں تنہا جاتے دیکھا- تب دشمن فرصت پا کر عبداللہ کے مارنے کو ننگی تلوار لے کر میدان کی طرف چلے اچانک وہب ابن المناف جو پیغمبر خدا کے نانا جان تھے وہ ان کے قریب تھے جب انہوں نے دور سے دیکھا کہ عبداللہ کو یہودی مارنے آئے ہیں تب پشت پناہ ان کے ہوئے اور اسی وقت آسمان کی طرف نظر کی دیکھا کہ جماعت فوج کی فوج آسمان سے بصورت آدمی اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں وہ لے کر ان یوں کو مارنے کے قصد سے آئی ہیں پس ایک لحظہ وہاں کھڑے ہو کر دیکھا انہوں نے آکر ان یہودیوں کو الا جو عبداللہ کو مارنے آرہے تھے اور وہب ابن عبدالمناف نے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر میں اپنی بیوی جا کر کہا- کہ تم اب جا کر کہو کہ میری بیٹی آمنہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی کر دو- تب اسی وقت ان وی نے عبدالمطلب سے جا کر یہ بات کہی کہ میری بیٹی آمنہ کا بیاہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کر دو- یہ سن کر لطلب نے یہ بات منظور کر لی اور عبداللہ کا نکاح آمنہ کے ساتھ کر دیا اور پھر اپنے ہی گھر میں رکھا اور کی عورتیں جو عبداللہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں وہ سب عبداللہ کے نکاح کی خبر سن کر مارے غم بار ہو گئیں-

ایک روایت میں ہے کہ اس غم میں تقریباً چالیس عورتیں مر گئیں اور جو زیب و زینت اور پارسائی زگاری آمنہ کی تھی وہ کسی عورت میں قریش کے نہ تھی- وہ نور جو محمد مصطفیٰ کا عبداللہ کی پیشانی میں تھا پھر وہ نور بارہویں تاریخ جمادی الآخر کی شب جمعہ میں عبداللہ کے صلب سے حضرت آمنہ کے رحم یا اور اسی شب رضوان کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول دے اور اسی شب تمام بت روئے کے سرنگوں ہوئے اور تخت ابلیس کا الٹ گیا یعنی بالکل پامال ہو گیا اور سردار شیطان لعین مشرق سے کو جا کر دامن کوہ میں چلا چلا کر رونے لگا اس کی آواز سن کر تمام شیاطین وہاں جمع ہوئے اور آپس نے لگے کہ اے سردار ہمارے تم کس لئے روتے ہو آخر کیا مصیبت آپڑی ہے وہ ملعون بولا کہ اس یادہ اور کیا مصیبت ہو گی کہ اب تک محمد آخرالزمان کا زمانہ نہیں تھا اور اب ان کا ظہور بالکل قریب والا ہے اور جب وہ پیدا ہوں گے تو سارے جہاں کی مخلوق ان کے تابع ہو گی اور پھر دین ان کا تک جاری رہے گا اور ہمارے ماننے والے خداؤں کو یعنی لات و عزیٰ کو باطل کرے گا تمام مخلوق سے مغرب تک مسلمان ہو گی اور ان کے ہی واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو بہشت سے نکال دیا اور

مردود کر دیا اور اگر میں سر پتھر پر یا پتھر سر پر ماروں گا تو بھی کچھ نہ ہو سکے گا یہ سن کر جنوں کی جماعت نے کہا کہ تم خاطر جمع سے رہو ہم سے جس طرح بھی ہو سکے گا بنی آدم کو گمراہ کریں گے اور اپنے لات وعزیٰ کی عبادت ان سے کروائیں گے ہم اپنی پوری طاقت خرچ کریں گے لیکن ہرگز خدا کی راہ پر چلنے نہ دیں گے یہ سن کر اس سردار شیطان لعین نے کہا اچھا مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح ان کو خدا کی راہ سے بہکاؤ گے وہ لوگ تو نیک راہ اختیار کریں گے نہی عن المنکر سے باز رہیں گے خیرات و زکوۃ صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں گے وہ حرام کاری نہیں کریں گے تب ان شیطان جنوں نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں ہم ان کے عالموں کو کسی کام میں مغالطہ دیں گے تاکہ وہ اس میں فریفتہ ہو جائیں اور جاہلوں کو دولت اور گمراہی میں رکھیں گے اور صاحب اطاعت کو ریاکاری کی خواہش دلا دیں گے پھر سردار شیطان نے کہا جب وہ علم اور زہد میں مستغرق ہوں گے تم کس طرح ان پر غالب ہو گے ان کو کس طرح سے راہ راست سے بہکاؤ گے جنوں نے کہا ہم ان کو ہواؤ حرص کی راہ میں شہوت دلائیں گے پھر اسی طرح وہ ہماری متابعت کریں گے اور جو ہم کہیں گے اسی پر عمل کریں گے تب اس سردار لعین نے کہا اب مجھ کو خاطر جمع ہوئی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اس زمانے میں مکہ کے ملک میں قحط تھا اور لوگ بھوک کے مارے عاجز تھے کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مرجاتے تھے جب آمنہ حاملہ ہوئیں تب خدا کی رحمت سے پانی برسا زمین سیراب ہوئی تمام درخت تر و تازہ ہوگئے اور ہر درخت اپنے اپنے پھل لایا اور لوگ اچھی طرح سے میوے کھانے اور تمام تنگی قحط کی جاتی رہی غلہ وغیرہ کی فراوانی ہو گئی جتنے وحوش و طیور مور و ملخ اور خانہ کعبہ جو امان دونوں جہان کا ہے ہر ایک سرور کائنات کی بشارت دینے لگا کہ اب ظہور نبی آخرالزماں کا قریب ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آمنہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہو کر کہتا ہے اے آمنہ تیرے پیٹ میں جو ہیں وہ سرور کائنات ﷺ ہیں جب وہ تولد ہونگے نام ان کا محمد ﷺ رکھنا اور اپنی زبان سے یہ الفاظ کہو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ۔ ترجمہ: پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے شر سے کل حاسدوں کے پس یہ خواب آمنہ نے اپنے سسر عبدالمطلب سے جا کر کہا اور بعینہ من و عن بیان کر دیا انہوں نے یہ خواب سن کر اس خواب کی تعبیر بیان کی اور پھر کہا کسی سے یہ راز مت کہنا کیونکہ یہ خواب بالکل سچا اور فی الحقیقت ایسا ہی لڑکا تمہارے گھر پیدا ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان تولد ہونا جناب سرور کائنات ﷺ کا

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ بارہویں تاریخ ربیع الاول شب دوشنبہ وقت صبح صادق تولد ہوئے اور جو جو عجائبات غریبہ آمنہ نے اس شب تولد میں دیکھے وہ تحریر کئے جاتے ہیں ایک روایت کہ

جنے کے آمنہ اکیلی تھیں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا اس وقت ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی آواز کو سن کر وہ ڈر گئیں اور بڑی متحیر ہوئیں اور پھر بولیں الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اور اسی وقت ایک مرغ آکر آمنہ ؓ کا سر ملنے لگا پھر وہ دہشت جاتی رہی اور پھر آمنہ کہتی ہیں کہ کچھ شیرینی لاکر مجھ کو دی کھا گئی پھر ایک نور میں نے دیکھا کہ مجھ سے نکل کر آسمان پر گیا اس کے بعد پھر کئی عورتیں دیکھیں جو خوبصورت تھیں میں نے یہ سمجھا کہ شائد یہ عبدالمناف کی بیٹیاں ہیں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور نے دل میں خیال کیا کہ وہ میرے کام کو آئی ہیں پھر کچھ دیر بعد معلوم ہوا وہ نہیں ہیں اور کوئی اجنبی میرے پاس آکر مجھ کو تسلی دینے لگیں اس وقت معلوم ہو کہ وہ عورتیں بی بی مریم اور آسیہ خاتون ملعون کی بی بی مومنہ تھیں وہ دونوں خدا کے حکم سے بہشت سے حوروں کو لے کر میری تہنیت کو ہیں اور اسی وقت ایک آواز میں نے سنی کہ اس لڑکے کو آدمیوں کی چشم سے فی الحال پوشیدہ رکھنا اور دکھائی آدمیوں کو وہ اپنے ہاتھوں میں سلائچی آفتابہ چاندی کا اور عطریات خوشبو مشک و عنبر لے کر اور ہوا پر معلق کھڑے ہیں اور بہت سے پرند ہوا پر اڑنے والے نہ معلوم کہاں کہاں سے میرے گھر جب میں نے ان کو دیکھا تو چونچیں ان کی زمرد سبز کی تھیں اور پا ان کے یاقوت سرخ کے تھے ان کو ہی آنکھیں میری روشن ہو گئیں اور اس وقت تین علم بادشاہی میں نے دیکھے ایک مغرب کو اور ایک کو اور ایک کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اسی وقت درد زہ میرا غائب ہو گیا اور پھر یہ آواز آئی کہ نور آخرالزمان نے عالم خلوت سے عالم صورت میں نقل فرمایا اور اس وقت آفتاب سعادت برج اقبال طلوع ہوا اسی وقت سید الکونین ﷺ تولد ہوئے اور اپنی پیشانی روشن زمین کے اوپر رکھ کر سجدہ گزار اپنے خالق کائنات کے اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف کچھ مناجات کی اور ساتھ ہی کلمہ پڑھا لا الہ اللہ انا محمد رسول اللہ اس کے بعد ایک ابر سفید آکر میری گود سے اٹھا کر ان کو لیا۔ اتفاقاً اس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا۔ باوجود اس تاریکی کے گھر ایسا منور اور روشن ہوا کہ وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں دھاگا پرو سکتا تھا۔ اس کی روشنی سے ملک شام نظر آیا پھر اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ کو مشرق و مغرب اور تمام جنگلوں میں لے جا کر پھراؤ اور ان کو وہ تمام دکھاؤ تاکہ تمام خلائق میں ان کا نام ظاہر ہو۔ اور پھر اسی وقت ایک ابر سفید نمودار ہوا اس سے آواز اس پیغمبر کے نور کو پیغمبروں کی ارواح مقدسہ پر جلوہ دو۔ اور ایک دوسرے سفید ابر سے یہ آواز آئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں۔ ہر دو جہان کے ان کے حلقہ اطاعت میں تمام خلق رہے گی۔

ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز غیبی سے آمنہ نہایت ہی متعجب ہوئیں۔ اس بعد پھر تین شخصوں کو دیکھا اور ان کا چہرہ مانند آفتاب کے روشن تھا اور ان میں سے ایک ہاتھ میں

آفتابہ چاندی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت سونے کا اور تیسرے کے ہاتھ میں ریشمی کپڑا سفید او
اپنے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئے اور پھر اس ریشمی کپڑے سے ایک انگوٹھی نکالی اور پھ
اس آفتابہ کے پانی سے سروتن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دھلا کر ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں اس
خاتم سے مہر نبوت کر دی پھر آپ کو اس ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک
نے آپ کے کان میں بہت کچھ کہا اس کو میں دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا اور دوسرے شخص نے دونو
آنکھیں ان کی چوم کر کہا کہ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تم کو علم لدنی بخشا ہے جمیع پیغمبروں سے علم اور حلم
تم کو اور زیادہ دیا پھر ایک شخص نے ان میں سے آکر محمد ﷺ کے منہ پر منہ رکھ کر جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو
دانہ کھلاتا ہے ویسے ہی منہ پر منہ رکھ کر کہا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ تم کو بشارت ہے کہ علم اور بردباری
اللہ تعالیٰ نے سب تم کو عنایت کیا پھر کئی شخص آئے اور وہ میری گود سے محمد ﷺ کو اٹھا کر لے گئے اور میں
اکیلے گھر میں بہت متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے پھر اسی گھڑی وہ واپس آپ کو لے آئے چہرہ ان کا مانند
ماہتاب کے چمکتا تھا پھر ایک آواز آئی اے آمنہ اس لڑکے کو حفاظت سے رکھ اور آپنے دل میں کچھ اندیشہ
مت کر ہم لوگ ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے گئے تھے خدا ان کا حافظ و ناصر ہے پھر میں نے دیکھا کہ
ایک شخص نے ان کے منہ پر بوسہ دے کر کہا کہ بشارت ہے تم کو اے محمد ﷺ جو کوئی آپ پر ایمان لائے
گا وہ حشر کے دن تمہاری امت میں داخل ہو گا اور عذاب دوزخ سے خلاصی پائے گا یا اللہ ہم عاصی گنہ
گاروں کو ان کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور ان کی شفاعت کا امیدوار کر آمین یا رب العالمین

بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا ﷺ کے ان کرامات کا جو انہوں نے دیکھی تھیں

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے رسول خدا ﷺ کے زمانہ
مبارک تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر ہوتے تھے وہ اپنی امت سے رسول خدا ﷺ کی صفت اور فضائل
ضرور بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر آسمان سے نازل کیں ان میں بھی
رسول خدا ﷺ کے مراتب و فضائل ضرور بیان فرمائے پھر وہ پیغمبر حضرات اپنے وقت کے لوگوں کو ان
مراتب و فضائل سے روشناس کراتے رہے روایت ہے کہ عبدالمطلب رسول خدا ﷺ کی پیدائش کے
وقت مکہ مکرمہ میں تھے عبدالمطلب کہتے ہیں کہ جب آدھی رات ہوئی تو غیب سے ایک آواز آئی اور اسی
رات رسول خدا ﷺ تولد ہوئے جب میں نے آسمان کی طرف اپنی نظریں اٹھا کر دیکھا کہ سب فرشتے تکبیر

رہے ہیں پھر میں نے اپنی نظر بتوں کی طرف کی تو دیکھا کہ وہ سب کے سب زمین پر گر کر ٹوٹ گئے ہیں
کچھ دیر بعد ایک دوسری آواز آئی اور اس آواز میں یہ کوئی کہتا تھا کہ بشارت باد اے اہل زمین نبی
آخرالزمان پیدا ہوئے اور آب رحمت ان کے دھلانے کو لایا گیا اور خانہ کعبہ بھی اس وقت حرکت میں آیا
سجدہ کیا مگر میں اس وقت خواب شکر میں تھا فوراً نیند سے اٹھا اور دل میں کہا دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیا ماجرا
ہے تب میں نے بنی شیبہ کے دروازے سے نکل کر کوہ صفا مروہ کو دیکھا وہ بھی لرزے میں ہیں اس کو دیکھتے
ہی مجھ کو لرزہ آیا پھر چاروں طرف سے یہ آواز آنے لگی کہ اے قریش مت ڈرو پس اس سے میں ہولناک
اور پھر چپکا ہو رہا اور یہ اندیشہ مجھ کو ہوا کہ آمنہ کے گھر پر کیونکر جاؤں بہر صورت ان کے مکان پر گیا جا
کیا دیکھتا ہوں کہ مرغ سب ہوا کے آمنہ کے مکان کے چاروں طرف گھوم رہے ہیں اور ایک ٹکڑا ابر کا
ان کے مکان کے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے یہ دیکھ کر میں بے اختیار ہو کر گر پڑا اور جب ہوش میں آیا چاہا
کہ آمنہ کے حجرے میں جاؤں اور وہاں جا کر دیکھوں کیا ماجرا ہے یہ دیکھنے کی میں نے بہت کوشش کی بہت
دشواریوں سے میں اس دروازے پر گیا تو اس جگہ میں خوشبو مشک و عنبر کی پائی اور پھر ان کے حجرے کا
دروازہ کھول کر کچھ سنبھلا دو چشم کے درمیان پیشانی پر ان کی نظر میری پڑی کیونکہ وہ جگہ محمد ﷺ کی تھی
اس وقت میں چاہتا تھا کہ میں اپنا گریبان پارہ پارہ کروں میں نے اسی اثنا میں آمنہ سے پوچھا کہ تم سوتی ہو یا
جاگتی ہو آمنہ یہ سن کر بولی کہ میں جاگتی ہوں پھر میں نے ان سے کہا کہ اے آمنہ بتاؤ کہ وہ نور جو تمہاری دو
چشم کے درمیان تھا وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ وہ نور محمد ﷺ کا تھا جو اب پیدا ہو چکے ہیں یہ سنتے ہی
عبدالمطلب نے آمنہ سے کہا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اس کو دیکھوں وہ بولیں کہ میں اس کو نہ
دکھا سکوں گی عبدالمطلب نے کہا کیوں نہیں دکھا سکو گی آمنہ نے کہا جس وقت وہ لڑکا پیدا ہوا تو ایک شخص
غیب سے کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ اس لڑکے کو تین دن تک کسی کو مت دکھانا یہ سنتے ہی میں نے اپنی
شمشیر میان سے کھینچ کر کہا کس نے تم کو منع کیا ہے اس کو میرے پاس لاؤ ورنہ میں تم کو جان سے مار ڈالوں
اور لڑکے کو مجھے جلد سے جلد دکھاؤ تب وہ بولیں بہت اچھا آپ مالک ہیں آپ اس حجرے میں آکر اس
لڑکے کو دیکھئے صوف اور چارپایہ حریر میں سلا رکھا ہے تب میں نے ارادہ کیا کہ اس لڑکے کو دیکھوں وہیں
حجرے میں سے ایک مرد مہیب شکل نکل آیا وہ ایسا تھا میں اس جیسا کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ مجھ سے کہنے لگا
کہ تم کہاں جاتے ہو اس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں اس لڑکے کو دیکھنے جاتا ہوں وہ بولا کہ تم اس
لڑکے کو دیکھنے مت جاؤ کیونکہ اس وقت اس کو دیکھنے نہ پاؤ گے کیونکہ اس وقت ان کے پاس فرشتے ان کی
خدمت میں آئے ہوئے ہیں جب تک وہ نہ رخصت ہو جاویں اسی وقت تک بنی آدم کو فرشتوں کی مجلس
میں جانا منع ہے عبدالمطلب کہتے ہیں یہ بات سن کر میرا بدن کانپنے لگا اور وہ شمشیر بھی میرے ہاتھ سے گر

پڑی اور میں اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے نہ پایا اور میں نے چاہا کہ اس خبر کو قریشیوں سے جا کر کہوں؟
اسی وقت میری زبان بند ہو گئی اور میری زبان اس بری طرح بند ہوئی کہ میں پھر سات دن تک کسی
بات نہ کر سکا حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ وہ مرغ سب او
سفید جو آمنہ کے گھر پر سایہ کئے ہوئے تھا وہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ اس میں سرِ الٰہی مضمر تھا عبدالمطا
نے کہا کہ میں نے اس وقت سنا کہ آسمان اور زمین سے یہ آواز آئی معشر الخلائق محمد حبیب خدا اثر
الانبیا ہے مبارک اس گھر کو جس گھر میں ہے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ متولد ہوئے اس دا
تمام بت جہان کے شکستہ ہو گئے اور آتشکدہ فارس کا جو کہ ایک ہزار برس سے جل رہا تھا وہ بجھ گیا
نوشیرواں کے بالا خانے پر بارہ برج تھے سب ٹوٹ پڑے اور لات و عزیٰ گر پڑے۔ تزلزل در ایوان کسر
فتاد معارج النبوہ میں لکھا ہے کہ نوشیرواں کی سلطنت رسول خدا ﷺ کے زمانہ تولد تک بیالیس بر
سے اوپر گزری تھی اور زمانہ حضرت عیسیٰؑ کا رسول خدا ﷺ سے چھ سو برس سے اوپر گزرا تھا اور زما
سکندر رومی کو آٹھ سو بہتر برس ہوئے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ ایک ہزار آٹھ برس اور بعض
روایات میں تین ہزار بہتر برس اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ تین ہزار آٹھ سو برس اور بعض روایا
میں تین ہزار ستر برس گزرے تھے اور نوح علیہ السلام کو چار ہزار ایک سو نو برس اور بعض روایت میں آیا
کہ چار ہزار چار سو نو برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کو چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس گزرے
تھے یہ تمام تواریخ کے حوالہ جات کتاب السیر میں لکھے ہیں اور بعض روایت میں چھ ہزار سات سو چار
برس گزرے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے رسول خدا ﷺ خاتم النبین رسول رب العالمین کے پیدا
ہونے تک اور کرسی نامہ آنحضرت ﷺ کا یہ ہے۔

محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم بن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب
ابن فہر ابن مالک ابن نصر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن سعد ابن عدنان
یہاں تک محدثین کے نزدیک محقق ہے اور عدنان سے حضرت آدم علیہ السلام تک کی روایت میں بہت اختلاف
ہے اور بعض روایت میں یوں ہے کہ عدنان ابن اد بن بن یلسع ابن ہمسع ابن سلامان ابن حمل بن قیدار
ابن حضرت اسمٰعیل ابن حضرت ابراہیم خلیل بن تارخ مشہور آذر بن ناخور بن سباروع ابن راعو ابن قالغ
ابن ماہر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح ابن مالک ابن متوشلخ ابن اخنوخ ابن بارد ابن حضرت
مہلائیل ابن قینان ابن انوش ابن شیث ابن حضرت آدمؑ اور آنحضور رسول ﷺ کی والدہ شریفہ کا نام
آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ اور پھر مرہ سے حضرت آدمؑ تک حضرت
والدہ محترمہ کا نسب نامہ بھی پہنچتا ہے جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں اسی واسطے دوبارہ نہیں لکھا فقط واللہ

بالصواب۔

بیان حضرت حلیمہ دائی جنہوں نے دودھ پلایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سال رسول خدا ﷺ پیدا ہوئے اسی سال عرب میں قحط تھا
لی کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں سب کے سب بھوکے تھے اور بوجہ بھوک میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر
میں جا کر گھاس لا کر اسے بیچ کر قوت حاصل کرتی اور خدا کا شکر بجا لائی اور اس وقت میں حمل سے
جب میں نے بچہ جنا اور اس کا نام میہر رکھا اور اس وقت میں لڑکے کے دودھ کے واسطے حیران و
رہتی اور باوجود کوشش شدید کے کچھ کھانے کو نہ پاتی تھی یہاں تک کہ میں سات دن اور رات
ے بھوکی رہی اور فاقے سے بیتاب ہو گئی کچھ ہوش نہ تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک چشمہ
اس کا نہایت سفید دودھ سے زیادہ اور اس میں خوشبو مشک عنبر کی آ رہی ہے ایک شخص نے مجھ
کہ اس چشمہ سے جتنا چاہو پانی پیو تب تمہارا دودھ زیادہ ہو گا اور جب میں نے اس کے کہنے سے
ہ کا پانی پیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم جانتی ہو میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ میں شکر ہوں
نے حالات قحط میں تکلیف اٹھائی بغیر کھائے اپنے خدا کا شکر بجا لائیں اللہ تعالیٰ نے بصورت آدمی
پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو خوش کروں تم مکہ میں جاؤ تو تمہاری اور زیادہ کشادگی ہو گی یہ بات کسی
کہنا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس نے میری چھاتی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خدا تمہاری روزی
ے گا اور دودھ بھی تمہارا زیادہ ہو گا تم مکہ چلی جاؤ اسی وقت میں اپنی نیند سے بیدار ہوئی اور دیکھتی
کہ میری چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی اور مثال مشک کے ٹپکتی تھی بنی سعد کی عورتوں نے
حال میرا دیکھا تو مجھ سے کہنے لگیں کہ اس قحط میں سب کی جان لبوں پر آئی ہے قریب الہلاک
تم کو اس کے خلاف دیکھتے ہیں تم کیا کھاتی ہو اس کا جواب میں نے کچھ نہ دیا کہ خواب میں کچھ کو
تھی کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا پھر دوسرے دن اپنی عادت پر گھاس چھیلنے کے لئے میدان میں گئی
ایک آواز غیب سے آئی کہ ایک لڑکا قریش کی قوم میں پیدا ہوا ہے وہ بڑا مبارک اور سعادت مند
حقیقت میں سعادت اس کی بھی ہو گی جو اس کو اپنی گود میں لے کر اپنا دودھ پلائے یہ آواز سن کر
عد کی عورتیں فوراً پہاڑ سے نیچے اتر آئیں اور پھر اپنے اپنے شوہروں کے پاس جا کر یہ احوال کہنے
سب نے متفق ہو کر مکہ چلنے کا مشورہ کیا اور وہاں پر چلنے کا ارادہ مصمم کر لیا۔ پس ایک دن موقعہ

غنیمت جان کر وہ سب کی سب چلیں اور میں بھی ان کے ہمراہ پیچھے گدھے پر سوار ہو کر چلی اور میرا شو
بھی میرے ہی ساتھ تھا لیکن جو میرا گدھا تھا وہ رفتار میں سست تھا اس واسطے کہ گدھا میرا بہت لاغر
چنانچہ میرے ساتھی سنگی سب کے سب آگے نکل گئے اور میں آہستہ آہستہ ان لوگوں کے پیچھے چلتی ر
اور میں جس کوہ اور میدان سے گزر رہی تھی یہ آواز برابر سنتی تھی کہ اے حلیمہ تم کو یہ شرف مبارک
میں اسی طرح چلتے چلتے تیسرے مقام پر جا پہنچی وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ قد و قامت میں بلند اور ایک
بھی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے نورانی چہرہ ایک غار سے نکل آیا یہ کیفیت دیکھتے ہی میری آنکھیں بند ہو گ
وہ میرے پاس آکر میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ اے حلیمہ سعادت دارین تم کو حاصل ہوئی
اللہ تعالیٰ نے رضاعت پسر قریش تم پر مبارک کی یہ سن کر میں نے اپنے شوہر سے کہا جو میں دیکھتی
ہوں غیب سے تم معلوم ہے وہ مجھ کو کہنے لگے کیا ہوا ہے. تم دیوانی تو نہیں ہو گئی ہو اور میں اندیشہ ک
ہوئی راہ میں چلی جاتی تھی کہ ہمارے ہمراہ کے لوگ ہم کو ملیں یا نہیں جب میں مکہ کے قریب جا پہنچی
اتنے قریب پہنچ چکی تھی کہ مکہ چھ کوس باقی رہ گیا تھا اور مجھ سے پہلے جانے والی قوم بنی سعد کی عورتیں
میں پہنچ چکی تھیں اور میں نے ایسا کیا کہ اپنا تمام مال و اسباب و سواری کا گدھا وہیں چھوڑ کر صرف ا
شوہر کو مکہ شہر مکہ میں داخل ہو گئی۔ اور وہاں جا کر میں بنی سعد کی عورتوں کو دیکھا وہ شہر مکہ سے واپس آ
ہیں یہ دیکھ کر میں بہت ہی متردد ہوئی اور پھر زبان حال سے کہنے لگی کہ یا الٰہی مجھ کو بھی وہ دولت نصیب
گی یا نہیں جو تم نے کہا تھا اتنے میں عبدالمطلب کو دیکھا کہ وہ چلے آتے ہیں دائی دودھ پلانے والی تلا
کرتے ہوئے انہوں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھ کر کہا اے عورتو! قوم بنی سعد کی کیا تم میں کوئی دا
پلانے والی دائی ہے میں نے کہا میں ہوں عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو اور تم کس قوم سے ہو اس
جواب میں میں نے کہا کہ میں قوم بنی سعد سے ہوں بولے تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام حلیمہ ہے
یہ سن کر انہوں نے کہا اے حلیمہ یہ بہت نیک اور اچھی بات ہے کہ ایک لڑکا محمد ﷺ جس کا نام ہے ا
ہے بھی یتیم تم اس کو دودھ پلاؤ گی اور میں اس کی اجرت تم کو دوں گا پھر میں نے تمام قوم بنی سعد
عورتوں سے کہا تو کسی نے بھی اس کو قبول نہ کیا اور کہنے لگیں کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائ
ہی اس کو دودھ پلاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا شائد اس کے باعث تم عزیز و مکرم ہو جاؤ میں۔
بہت اچھا میں اپنے شوہر سے پوچھ لوں پھر دودھ پلاؤں گی جب میں اپنے شوہر سے دریافت کرنے کو
لگی تو عبدالمطلب نے مجھ کو قسم کھا کر کہا کہ تم ضرور واپس آنا اور دودھ پلانا میں نے کہا بہت اچھا میں
آؤں گی پھر میں نے جا کر اپنے شوہر سے پوچھا وہ بولے بہت خوب ہے جاؤ اور اس کو دودھ پلاؤ نیک
سے مت پھرو اور میں بہت خوش ہوں شائد مجھ کو اس سبب سے فیض پہنچے اور میں نے یہ بھی دیکھ

بنی سعد کی قوم اس سے باز آئی کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ ہو گا۔
پس اس وقت بھی میرے دل میں آگیا کہ ضرور دودھ پلانے جاؤں یا نہ جاؤں اور ایک بھانجا بھی
ے ساتھ تھا اس نے کہا اے خالہ وہ سب عورتیں قوم بنی سعد کی بے نصیب ہو گئیں تم بھی مت جانا
ادھر مجھ کو بھی یہ بات پسند آئی کہ جب سب محروم ہو کر چلی گئیں تو میں بھی نہیں جاؤں گی لیکن میرے
نے پھر مجھ کو مجبور کیا کہ تم ضرور جاؤ سعادت پاؤ گی اگر یہ لڑکا یتیم ہے تو کیا ہوا اس کو اپنی گود میں پالو
یہی چیز میں نے اپنے خواب میں دیکھی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہرگز جھوٹ نہ ہو گا چنانچہ یہ خیال کر
ے میں عبدالمطلب کے پاس گئی اور وہاں جا کر میں نے آمنہ کو دیکھا کہ مانند ماہتاب کے گھر میں بیٹھی ہے
اپنے لڑکے محمد ﷺ کو سفید حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر سلا رکھا ہے اس وقت آنحضرت شکر خواب
ے فوراً جاگ اٹھے اور اپنی آنکھیں کھولیں اور لب مبارک بھی خنداں ہوئے اسی وقت میں نے ایک نور
بلکہ چشم مبارک سے نکل کر آسمان کی طرف گیا اور ادھر میں نے ان کو اٹھا کر اپنی گود میں لیا اور اپنی
ہنی طرف کا دودھ اپنا دھو کر ان کے منہ مبارک میں دیا تو آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا اور پھر اپنی
یں چھاتی بھی ان کو پیش کی تو آپ نے نہیں پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا
ﷺ نے حلیمہ کی دوسری چھاتی اس واسطے نہ پی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام فرمایا تھا کہ اب وہ دودھ
یمہ کا لڑکا پیئے گا دونوں طرف تم مت پیئو تاکہ حصہ مساوی رہے پس بہ نظر عدل دونوں طرف کا دودھ
ضرت نے نہ پیا حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ جب تک رسول خدا اول دودھ نہ پیتے تب تک میرا بیٹا بھی
دودھ نہ پیتا یہاں تک کہ وہ اپنے منہ میں بھی دودھ نہ رکھتا تھا اول وہ پیتے پیچھے میرا بیٹا پیتا اور داہنی چھاتی
ے صرف رسول خدا ﷺ ہی پیتے تھے اور بائیں چاتی سے میرا بیٹا پیتا تھا ایک وقت کاندھے پر میں
آنحضرت ﷺ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی اس نے لڑکے کو دیکھ کر فوراً جناب کبریا میں سجدہ کیا اور پھر
کو کہا کہ اے حلیمہ تو خوش ہو جا اب کوئی آدمی ملک عرب میں ایسا نصیب آور ہم سے زیادہ نہ ہو گا حلیمہ
تی تھیں کہ جب رات ہوئی مکہ کے پاس بطحی ایک جگہ ہے وہاں میں چار شب رہی اور پانچویں شب کو
اب میں دیکھا ایک شخص نورانی چہرہ حضرت کے پاس سرہانے آبیٹھا اور حضرت کا منہ چوما یہ دیکھ کر میں
نے اپنے شوہر سے کہا اس نے کہا خاموش یہ بات کسی سے مت کہنا یہ علامت اقبال بلندی کی ہے اور اس
کے بعد دوسرے دن جو عورتیں قوم بنی سعد کی مکہ میں آئی تھیں سب کی سب نے پھر اپنے گھر کی طرف
راجعت کی اور میں بھی آمنہ سے رخصت ہو کر رسول خدا کو لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر سب کے
اتھ چل دی اور میرے گدھے نے تین مرتبہ کعبہ کی طرف سجدہ کر کے روبسوئے آسمان کیا اور مثال ہوا
کہ مجھے لے کر چلنے لگا اور جو لوگ میرے ہمراہ تھے وہ دیکھ کر متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے اے حلیمہ یہ وہی

گدھا ہے جو تیرے ساتھ آیا تھا میں نے جواب دیا کہ ہاں یہ وہی گدھا ہے جو میرے ساتھ آیا تھا اور تو لوگ دیکھتے تھے سب سے پیچھے چلتا تھا اور پھر گدھے نے بھی بحکم خدا کہا اے لوگو! میں وہی گدھا ہوں جو بالکل لاغر تھا اور اب میں بالکل تازہ دم ہو گیا ہوں کسی بات کی تم کو خبر نہیں ہے تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب میری پیٹھ پر کون سوار ہے اور یہ میرے لئے بڑی سعادت ہے اور فخرمندی ہے یعنی میری پیٹھ پر خاتم الانبیاء ہیں اور میں ان کا بار بردار ہوں اسی وجہ سے مجھ میں زور زیادہ ہو گیا ہے حلیمہ سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ میرا گدھا سب سے آگے نکل گیا تھا اور جہاں ہم منزل کرتے تھے اسی جگہ آنحضرت کے طفیل بہت زیادہ گھاس پیدا ہوتی تھی اور پھر تمام چوپائے جانور اس گھاس کو کھاتے تھے اور جب میں اپنے گھر پہنچی تو آنحضرت کی برکت سے بکریاں جو دبلی تھیں وہ سب موٹی تازی ہو گئیں اور دوسروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں بہت زیادہ بچے دینے لگیں اور پھر بہت دودھ ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ لوگ ہماری بکریوں کے ساتھ اپنی اپنی بکریاں باندھ دیتے تھے پھر ان کی بکریاں بھی بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں اور بچے بھی زیادہ دینے لگی تھیں کہتے ہیں کہ یہ سب حلیمہ ؓ کی خدمات کا صلہ تھا اس واسطے کہ سرور کائنات کی دائی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے خلائق کے دل میں محبت ڈالی تھی کہ جو شخص رسول خدا ﷺ کی دیکھتا تھا وہ بہت پیار و محبت کرتا تھا جب آنحضرت ﷺ بڑے ہوئے اور بات چیت کرنے لگے تو سب سے اول کلمہ آپ نے یہ پڑھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ لوگ یہ سن کر بڑے ہی متعجب ہوئے پھر حلیمہ نے کہا اس سے بھی اور عجیب و غریب بات واقع ہوئی ہے جس وقت آنحضرت ﷺ دودھ پیتے روز ایک بار پیشاب کرتے اپنی عادت معین پر اور مجھ کو پیشاب پاک کرنے کی حاجت نہ ہوتی تھی فوراً پیشاب خشک ہو جاتا تھا اور اثر بھی نجاست کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

اور جب پیغمبر خدا بڑے ہوئے تو میدان کی طرف بذات خود تشریف لے جاتے تھے اور نہ کسی لڑکے کے ساتھ کھیلتے تھے الگ جاکر کنارے بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے تھے جب عمرؑ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار برس ہوئی تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اپنے خویش و اقربا کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ کہاں ہیں میں نے کہا کہ وہ لوگ بکریاں لے کر میدان میں رہتے ہیں اور رات کو گھر میں آتے ہیں رسول خدا یہ بات سن کر کچھ رونے لگے اور پھر کہنے لگے کہ میں یہاں اکیلا نہیں رہوں گا تم مجھ کو میرے خویش و اقربا کے پاس بھیج دو میں نے کہا اے جان مادر کیا تم باہر پھرنا چاہتے ہو پھر میں نے ان کے بالوں میں تیل ڈال کر اور شانہ وغیرہ کر کے اور آنکھوں میں سرمہ وغیرہ لگا کر اور پھر ایک پیراہن پاکیزہ پہنا کر گلوبند یمانی گلے میں باندھ دیا تاکہ ان پر کوئی اثر زحمت کا نہ پہنچے اور ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر میرے بیٹوں کے ہمراہ باہر گئے اور پھر اسی طرح ہر روز میدان میں جاتے اور پھر بہت ہی خوش رہتے تھے۔ ایک دن ایک لڑکا میرا

میدان سے ڈرتا ہوا اور آنسو بہاتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے آکر مجھے کہا کہ اے اماں جان میری جلد چلو اور چل کر محمد ﷺ کو دیکھو کہ کیا ہوا اب تک تو وہ مرگئے ہوں گے یہ سن کر میں بہت ہی گھبرائی اور اسی گھبراہٹ میں اٹھی اور پھر بار بار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا بتاؤ تو کیا ہوا ہے۔ وہ لڑکا بولا اے اماں جان ہم سب بھائی سنگ فلاخن کھیل رہے تھے اس وقت ایک شخص نے اچانک آکر ہمارے سامنے سے محمد ﷺ کو پہاڑ پر جاکر لٹا دیا اور پھر ان کا پیٹ چھاتی سے ناف تک چیر ڈالا ہے اور یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں اور یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ شخص اب تک ہے یا نہیں اور اکثر روایتوں میں یوں آیا ہے کہ وہ دو جانور گدھ کی شکل کے تھے آکر کہنے لگے یہ وہی لڑکا ہے دوسرا بولا ہاں تب دونوں جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آنحضرت ﷺ ان کو دیکھ کر ڈر گئے اور پھر رونے لگے تب ان جانوروں نے سینہ مبارک چاک کیا اور دل بے کینہ کے اندر سے جو خون مردہ سیاہ تھا نکال ڈالا اور کہا یہ خون سیاہ زہرہ شیطان ہے اور ہر شخص کے دم کے اندر یہ خون سیاہ رہتا ہے اور اب سے وسوسہ شیطان مردود کا حضرت ﷺ کے دل مبارک میں اثر نہیں کرے گا پھر اس کے بعد دل مبارک کو آب برف سے دھو کر اسی جگہ پر رکھ دیا اور سینہ مبارک بھی سی دیا اور مرہم سکینہ جو ایک قسم کا مرہم ہوتا ہے وہ اس پر رکھ دیا اس سے بہت جلد آرام ہو گیا اور مہر نبوت سے مہر کر کے جیسا تھا ویسا ہی کر دیا اور اس عرصہ میں حلیمہ کے بیٹے سب گھر میں کھانا کھانے کو گئے تھے انہوں نے بھی آکر یہ ماجرا دیکھا پھر نہایت ہی سراسیمہ ہو کر دوڑتے ہوئے اماں سے جاکر یہ ماجرا کہا۔

پس حلیمہ کہتی ہیں میں اس بات کو سنتے ہی اسی وقت دوڑی جاکر کیا دیکھتی ہوں کہ محمد ﷺ ایک پہاڑ پر آرام سے بیٹھے آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے ہنس رہے ہیں میں نے جاتے ہی ان کے سر و چشم چوم کر کہا اے میری جان میں تمہارے صدقے جاؤں مجھ سے کہو کہ آج تم پر کیا گزری بولے خیر ہے سب بھائی گھر کھانے کے واسطے گئے تھے اور میں اکیلا تھا اچانک دو جانور آئے اور مجھ کو وہاں سے لے کر یہاں آئے مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ دونوں جانور شکل میں دو فرشتے تھے ایک کے ہاتھ میں آفتابہ پانی اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زریں تھا اور انہوں نے پھر مجھے لٹا کر میرا پیٹ سینے سے لے کر ناف تک چیر ڈالا لیکن اس سے مجھے کچھ بھی درد و الم نہیں معلوم ہوا اور جو کچھ میرے پیٹ کے اندر تھا اس کو نکال کر طشت میں رکھ چھوڑا اور پھر اس کے بعد اس جگہ پر رکھ دیا اس کے بعد دوسرے شخص نے آکر میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا اور اس کے اندر جو خون سیاہ تھا وہ نکال ڈالا پھر میرا دل بھی اسی طرح اسی جگہ پر رکھ دیا اور میرے جسم کو درست کر دیا پھر وہ بہت جلد غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں یہ ماجرا سنا اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو میں اسی وقت درگاہ خداوندی میں

سجدہ ریز ہو گئی اس کے بعد یہ بات جب تمام خلائق کو معلوم ہوئی تو وہ سن کر کہنے لگے کہ محمد ﷺ کو آسیب ہوا ہے یا پھر کوئی بڑا مرض ہوا ہے ان کو تو کاہنوں کے پاس لے جانا چاہیے تاکہ ان پر وہ کچھ پڑھ کر پھونکیں یا پھر کچھ نہ کچھ دوا کریں تب کچھ لوگوں کے کہنے سے ان کو کاہنوں کے پاس لے گئے اور اول سے آخر تک اس قصہ کو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہور میں آیا تھا- بیان کیا یہ سن کر سب کاہنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اپنی گود میں لیا اور آپس میں کہنے لگے اے لوگو! اس لڑکے کو زندہ مت چھوڑو اگر یہ بڑا ہو گا تو تمہارے تمام بتوں کو توڑ ڈالے گا اور تم کو بہت ذلیل و خوار کرے گا سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہ مانے گا- اور جو دین تمہارا ہے اس کو بھی باطل کریگا- اور پھر ایک ہی خدا کی طرف تم سب کو بلائے گا اور تم سب اپنے دین کو بھول جاؤ گے پس اے صاحبو اپنا دین جس سے قائم رہے وہی تم فکر کرو- حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے اپنی گود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا اور پھر میں نے کاہنوں سے کہا کہ تم لوگ دیوانے ہو جو تم بات کہتے ہو- اگر میں ایسا ہی جانتی ہوتی تو پھر ہرگز تمہارے پاس اس لڑکے کو کبھی نہ لاتی- پھر کچھ دیر کے بعد خاتم الانبیاء کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آئی اور ان کے نور سے اور خوشبو سے میرا گھر روشن و معطر ہو گیا- یہ دیکھ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کو جلد اب عبدالمطلب کے حوالے کر دو تاکہ تم امانت سے خلاصی پاؤ پھر میں ان کو لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر مکہ کو جاتی تھی کہ اچانک راستے میں ایک غیب سے آواز آئی کسی نے مجھ کو کہا اے حلیمہ تم کو مبارک ہو۔ پس یہاں تک کہ میں آہستہ آہستہ مکہ کے پاس بطحی میں جا پہنچی وہاں میں نے ایک گروہ جماعت کی دیکھی اور وہیں محمد صلعم کو بٹھا کر اپنی حاجت کو گئی وہاں بھی ایک آواز میں نے سنی اور پھر پیچھے کی طرف میں نے اپنی نظر کی تو میں نے اس جگہ پر محمد صلعم کو نہ دیکھا پھر میں نے اس جماعت سے پوچھا کہ صاحبو! یہاں جو ایک لڑکا بیٹھا تھا وہ کہاں گیا انہوں نے ہم کو جواب دیا کہ ہم نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا اور ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ لڑکا کون تھا اور اس کا کیا نام ہے- پھر میں نے اس سے کہا کہ ان کا نام محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے-

پس میں چاروں طرف بہت دوڑی اور کافی دیر تک دیکھتی رہی لیکن ان کو نہ پایا- اور رو رو کر میں کہہ رہی تھی کہ یا الٰہی تو نے ان کی برکت سے ہی مجھے فائز المرام کیا ہے اور ہم کو فراغت ہوئی اپنا دودھ پلا کر اور اب وہ بڑے ہو گئے ہیں اس وجہ سے میں نے ان کو جن کا لڑکا ہے دینے جاتی ہوں تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں سے خلاصی پاؤں نہ جانے اب اس لڑکے کو اس جگہ سے کون اٹھا لے گیا ہے پھر میں قسم اپنے لات و عزیٰ کی کھا کر کہنے لگی کہ اگر مجھ کو نہ ملے گا تو میں اس پہاڑ پر جا کر پتھروں سے اپنا سر پھوڑ دوں گی۔ یہ سن کر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتی ہو جو ایسی بات کہتی ہو اور تمہارے ساتھ تو ہم لوگوں

نے کوئی لڑکا دیکھا ہی نہیں تم کیوں جھوٹ بولتی ہو- حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ بات سن کر میں بالکل ناامید ہو گئی اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر واویلا کرنے لگی اور بار بار اپنے منہ سے کہنے لگی کہ اے محمد صلعم تم کہاں ہو یہ کہتی تھی اور برابر روتی جاتی تھی اور میرا رونا دیکھ کر اور لوگ بھی رونے لگے- پھر دیر بعد ایک بوڑھا مرد دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک عصا بھی تھا وہ میرے قریب آ کر کہنے لگا کہ اے دختر سعد تم کیوں روتی ہو میں نے کہا کہ لڑکا میرا یہاں سے گم ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ جس جن نے تمہارا لڑکا لیا ہے میں اس کا پتا دیتا ہوں تم فلانے کے پاس جاؤ اور روؤ مت تمہارا لڑکا اس کے پاس ضرور ملے گا- تم اپنی خاطر جمع رکھو اور اس سے جا کر اپنا لڑکا لے لو وہ البتہ ضرور تم کو تمہارا لڑکا دے گا پھر میں نے یہ سن کر وہاں جا کر آواز دی جس جگہ اس نے مجھ کو بتایا تھا اور میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ جس دن لڑکا پیدا ہوا تھا وہ تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ لات و عزیٰ پر اس دن کتنا صدمہ گرا تھا- تب اس نے کہا کہ میں اپنے سردار کے پاس جاتا ہوں کیونکہ تمہارا لڑکا وہی دے گا تب اس نے اپنے سردار سے جا کر کہا اے سردار ہمارے آپ کی مہربانی تو قوم قریش پر بہت ہے اور اس وقت دختر سعد حلیمہ یہ کہتی ہیں کہ ایک لڑکا جس کا نام محمد صلعم ہے وہ گم ہو گیا ہے اگر تم اس کو لا دو گے تو تمہاری بہت مہربانی قوم قریش پر ہو گی- حلیمہ کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت ہبل بت نے دوسرے بتوں کو پکارا- وہاں سے یہ آواز آئی کہ اے ہبل ہم سب یہاں سے نکل جاتے ہیں کیونکہ ہم سب اس لڑکے کے ہاتھ سے مارے جائیں گے پھر کہتی ہیں کہ میں نے ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھا اور وہ مجھ سے آ کر کہنے لگا- اے حلیمہ وہ لڑکا درحقیقت خدا دوست ہے اور وہ نہایت اچھی طرح سے ہے اور تم کچھ اندیشہ مت کرو- اور مجھ کو اس بات کا ڈر رہا کہ اگر عبدالمطلب کو یہ خبر پہنچی کہ محمد صلعم گم ہو گئے ہیں تو میرا جینا محال ہو جائیگا اور میں یہ سن کر ان کی پاس چلی ہی تھی اور کچھ ہی دور پہنچی تھی کہ راستے میں عبدالمطلب سے ملاقات ہو گئی- انہوں نے میرا حال پوچھا اور میری کیفیت دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اے حلیمہ تم کیوں مضطرب نظر آ رہی ہو- آخر کیا بات ہے میں نے کہا کہ میں محمد صلعم کو تمہارے پاس لا رہی تھی مقام بطحی میں سے وہ گم ہو گئے- یہ سن کر عبدالمطب کہنے لگے کہ شاید ان کو کسی نے مار ڈالا ہو گا پھر انہوں نے اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور بہت ہی غصہ میں بھرے آتے تھے اور کوئی شخص بھی مارے ڈر کے ان کی سامنے نہ آتا تھا- بس اسی طرح ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر ایک بلند آواز دی اور پکارا اے اہل قریش سب حاضر ہو- چنانچہ اس وقت تمام اہل قریش سب کے سب حاضر ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ بتاؤ کیا بات ہے عبدالمطلب نے ان تمام اہل قریش سے کہا کہ میرا پوتا محمد صلعم جو کہ دائی کے پاس تھا وہ واپس لا رہی تھیں میدان بطحی میں گم ہو گیا یہ سن کر ان سب لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک محمد صلعم نہ ملیں گے اس وقت تک ہم لوگوں پر کھانا پینا سب کچھ حرام ہے پھر اس وقت

سب کے سب عبدالمطلب کے ہمراہ نکل پڑے اور ان میں سے ایک سو آدمیوں نے کہا کہ چلو ہم سب خانہ کعبہ میں جا کر خدا سے التجا کریں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے ان سب کو چھوڑ کر کعبے کے آستانے پر جا کر اپنا سر زمین پر رکھ کر کہا: يَا رَبِّ رَدِّ عَلَيَّ وَلَدِيْ مُحَمَّدًا۔ جب انہوں نے بہت ہی فریاد کی تو غیب سے ایک آواز آئی۔ اے عبدالمطلب کچھ اندیشہ مت کر محمد صلعم کو اللہ تعالیٰ نے آرام سے رکھا ہے اور کچھ ڈر نہیں ہے۔

پھر یہ تسلی سن کر عبدالمطلب خانہ کعبہ سے نکل آئے اور با شمشیر برہنہ وادی تہامہ کی طرف گئے اور آگے ورقہ اور نوفل اور مسعود اور نفی جاتے تھے جب وہ مقام نطحی میں جا پہنچے تو انہوں نے محمد صلعم کو دیکھا کہ وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہیں مسعود نے پوچھا کہ اے لڑکے تم کون ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سید یتیم غریب ہوں اور نام میرا محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہے۔ یہ سن کر انہوں نے جا کر عبدالمطلب کو خوشخبری دی۔ عبدالمطلب جب سرور کائنات کے پاس آئے پوچھا اے لڑکے تم کون ہو۔ فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور میں آپ کی نسل سے ہوں۔ کہا تم اپنا نسب نامہ بتاؤ کس کے فرزند ہو۔ یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہوں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب سید الکونین کو اپنی گود میں لے کر وہاں سے چلے آئے اور پھر کعبہ میں آکر طواف کیا اور کہا: نَعُوْذُ بِوَاحِدٍ مِّنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ اور مکہ کے شہر میں جتنے قریشی تھے آنحضرت کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور عبدالمطلب نے بہت ہی انعام و اکرام دیکر حلیمہ دائی کو خوش کر کے ان کے وطن رخصت کر دیا۔

بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا اور فوت ہونا عبدالمطلب کا اور ہمراہ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راستے میں

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حلیمہ دائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کے حوالے کیا اور آمنہ آنحضرت ﷺ صلعم کو لے کر اپنے بھائی کے گھر جا کر دو برس رہیں۔ پھر مکہ میں آتے وقت اثناء

راہ میں قضائے الٰہی سے فوت ہوئیں اور اس وقت آنحضرت صلعم کی عمر شریف صرف سات برس کی تھی اور اس کے بعد حضرت نے اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس پرورش پائی اور سن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ برس دو مہینے کا ہوا تو اس وقت عبدالمطلب بھی بیمار ہو گئے اور ان کی زندگی کی امید بھی منقطع ہو گئی تب اپنے بیٹے ابو طالب کو بلا کر یہ وصیت کی کہ پرورش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہارے ذمہ ہے میں اس بات کی تم کو تاکیداً وصیت کرتا ہوں تم اس کو اچھی طرح سے یاد رکھنا۔ یہ سن کر ابو طالب نے کہا اے ابا جان وہ میرا بھتیجا ہے میں اس کو اپنے فرزند کے برابر جانتا ہوں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے انتقال کیا۔ اور پھر ان کے بعد ابو طالب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی ان ایام میں اکثر نوکر خدیجۃ الکبریٰ کے تھے اور تمام قریشی شام کی طرف بغرض تجارت جایا کرتے تھے اور اس وقت ابو طالب نے بھی ان کے ساتھ شام جانے کا عزم کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر کی مہار پکڑتے تھے اور اس کو لیکر چلتے تھے۔ چونکہ اس وقت آپ کی عمر شریف کم تھی ابو طالب چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں بھیجیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا جان مجھ کو آپ اکیلا گھر میں بھیجیں آخر میں کس کے پاس رہوں گا۔ بس آپ اپنے پاس ہی رکھیے۔ یہ سن کر ابو طالب کے دل میں رحم آیا۔ اور پھر ابو طالب نے آنحضرت صلعم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھا لیا۔ اور دونوں چچا بھتیجے کاروان کے ساتھ چل دیئے جب سب کاروان وادی شام میں پہنچے وہاں ایک راہب کی عبادت گاہ تھی اور اس بستی میں درخت سایہ دار تھا جو قافلہ سوداگروں کا اس راستے سے جاتا تو ضرور اس کے نیچے اترتا اور اس راہب سرخیش نے توریت میں لکھا ہوا پڑھا تھا کہ فلانے فلانے وقت ایک پیغمبر مکے سے سوداگروں کے ساتھ یہاں آیا کریں گے۔ اور انکی پشت پر مہر نبوت سے ان سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ اس امید پر حضرت کے آنے کا وہ منتظر تھا اور اسی وجہ سے جو قافلہ بھی مکہ سے آتا وہ سب کی خاطر مدارت کرتا تھا۔ اور سب کو بغور دیکھتا تھا۔

پس ابو طالب بھی اسی راستے سے حضرت محمد صلعم کو لے کر سوداگروں کے ساتھ اسی وادی میں پہنچے وہ سرخیش راہب اس دن بالائے بام جا کر دیکھ رہا تھا کہ ایک قافلہ مکہ سے آتا ہے اور ایک ٹکڑا بھی ابر ان کے سر پر سایہ کئے چلا آتا ہے۔ پھر سب درخت کے نیچے آکر اترے درخت نے تعظیماً کچھ جنبش کی ادب بجا لایا۔ چونکہ اس قافلہ کے بیچ میں سید الکونین تشریف لائے تھے اس سرخیش راہب نے یہ حال دیکھ کر ان سوداگروں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ مکیوں سے ہم بہت ہی محبت رکھتے ہیں جو سوداگر مکہ سے یہاں اترتے ہیں ہم ان کی خاطر کرتے ہیں۔ اور ہم نے سب کی دعوت کی ہے تم بھی ہمارے مکان پر آؤ۔ یہ سن کر ابو طالب نے اس کی دعوت قبول کر لی اور رسول خدا کو ایک نوکر کے ساتھ اسباب کے پاس چھوڑ کر

اس درخت کے نیچے بٹھا کر سب کے سب راہب کے گھر چلے گئے اور راہب نے اپنی عبادت گاہ سے نکل کر سب کو دیکھا۔ اور پھر اپنے معبد خانے کے اوپر دیکھنے لگا اور کوئی باقی تو نہیں رہا اور پھر دیکھا کہ جو ٹکڑا ابر کا جہاں تھا وہیں موجود ہے۔ پھر اس نے سب سے کہا کہ ابھی تمہارے قافلے کے دو آدمی باقی ہیں جو درخت کے نیچے چھوڑ کر آئے ہو۔ وہ بولے ہاں لوگ ان کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ کر آئے ہیں اور ان میں ایک تو ہمارا نوکر ہے اور ایک ہمارا لڑکا ہے پھر راہب بولا ان دونوں کو بھی جا کر ہمارے یہاں لے آؤ۔ ایک مرتبہ پھر راہب نے یہ حال دیکھ کر کہا واللہ یہ ابر کا سایہ سوائے پیغمبروں کے اور کسی پر نہیں ہوتا۔ یہ کہہ کر رسول خدا صلعم کو اپنی جگہ پر لے جا کر بہت ہی تعظیم و تکریم کی اور طعام و تحائف سب کے لئے حاضر کئے۔ جب سب نے کھانا کھانے سے فراغت کی تب راہب نے سب سے کہا کہ یہ لڑکا کس کا ہے سب نے ابو طالب کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے کہا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا یتیم ہے اور ماں باپ اس کے مر گئے ہیں یہ سن کر ابو طالب بولے یہ بات بالکل سچ کہی ہے حقیقت یہی ہے اور یہ میرا بھتیجا ہے اور میری گود میں پرورش پا رہا ہے۔ پھر راہب نے ابو طالب سے کہا کہ دیکھو میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ لڑکا نبی آخر الزمان ہو گا اور اس کے دو مونڈھوں کے درمیان میں مہر نبوت ہو گی اور میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت اچھی طرح سے کرنا اور روم اور شام کی طرف اس کو مت لیجانا کیونکہ وہاں ان کے دشمن بہت ہیں کیونکہ یہودی ان کو مار ڈالنے کے لئے ہر وقت مستعد ہیں بلکہ اسکا تو نام و نشان لے کر ڈھونڈا کرتے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ ہم جہاں کہیں پاویں گے مار ڈالیں گے یہ باتیں راہب نے ابو طالب سے کہیں اور دست مبارک حضرت محمد صلعم کر پکڑ کر کہا کہ یہ سید الکونین ہیں اور سب سے بہتر خلائق زمین و آسمان کے ہیں یہ سن کر ان سوداگروں نے کہا کہ یہ باتیں تم کو کس طرح معلوم ہوئی ہیں اور کیسے معلوم ہوا کہ پیغمبر آخر الزمان ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کی صفت جو اس وقت میں ان میں دیکھ رہا ہوں وہ سب میں نے توریت میں پڑھی ہے۔ اور یہ علامت نبوت کی ہوتی ہے جو آپ میں پائی جاتی ہے انہوں نے اس راہب سے پوچھا کہ بتاؤ وہ کیا علامت ہے جس سے تم نے پہچان لیا۔ کہا اس نے کہ تم ان کو چھوڑ کر میرے یہاں آئے ہو اور میں نے دیکھا کہ تمام اشجار اور جمادات نے ان کو سجدہ بھی کیا ہے اور جتنے نباتات اور حیوانات اور حجر اور درخت ہیں وہ سجدہ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہیں کرتے مگر پیغمبروں کو تعظیماً کرتے ہیں اور تم یقین جانو یہ پیغمبر برحق ہیں۔

سب کے سب اس گفتگو میں شریک تھے اس قافلے میں سات آدمی اجنبی اچانک بولے کہ ہم سب ملک روم سے آئے ہیں اور بادشاہ روم نے ہم سب کو بھیجا ہے وہ کہنے لگے کہ ہم سب نے سنا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں کا مکہ میں خروج ہوا ہے ہم سب ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لیجائیں گے اور پھر ان کو مار ڈالیں

ہم لوگ ان کو دریافت کرنے کو آئے ہیں۔ راہب نے یہ سن کر کہا کہ بیہودہ رنج اٹھاتے ہو اور تم ان کو ہرگز نہ مار سکو گے کیونکہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے۔ پس راہب نے یہ بات کہہ کے ان کو مکہ کی طرف بھیجا اور کہا کہ تم بہت آرام سے چلے جاؤ اور تم کیوں ناحق آئے ہو۔ اور پھر ابو طالب سے کہا کہ تم اس لڑکے کو شام اور روم کی طرف مت لے جاؤ بلکہ تم اپنے گھر پر ہی چلے جاؤ۔ یہ بہتر ہے کیونکہ وہاں کے یہودی تم کو اذیت پہنچائیں گے یہ سن کر ابو طالب پھر رسول خدا کو مکہ میں اپنے گھر پر واپس لے آئے۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک آنحضرت کا اور نکاح کرنا خدیجۃ الکبری سے اور اقوال و افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے

ایک راویت میں ہے کہ جب سن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دس برس کا ہوا ایک دن آپ بطور گل گشت میدان کی طرف تشریف لے گئے اس وقت دو فرشتے بصورت آدمی آنحضرت کے سامنے آئے انخضرت فرماتے ہیں کہ ان کے چہرے نورانی تھے اور ایسی شکل میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی جو خوشبو ان کے بدن سے آتی تھی اس جیسی خوشبو مشک و عنبر و عطریات میں بھی نہ تھی اور ان کے دلوں میں جو صفائی تھی وہ دنیا کی کسی چیز میں نہ تھی اور یہ دو فرشتے حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ ان دونوں فرشتوں نے میرے مونڈھے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹایا اور پیٹ میرا چیر ڈالا لیکن کچھ خون بھی میرے بدن سے نکلا۔ ان میں سے ایک فرشتہ ایک طشت میں پانی بھر کر لایا اور دوسرے نے میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر سب کچھ دھو ڈالا اور کہا کہ سینہ ان کا چاک کر کے دل کے اندر سے خون سیاہ جو حسد نفس بشریت کا ہے نکال بجائے اس کے رحم اور شفقت رکھ دو واسطے رحمت عالم کے پس ایسا ہی کیا گیا میرے پیٹ کو چیرنے سے مجھے کچھ درد و الم نہ ہوا اور مزید ایک چیز مثال چاندی کے میرے دل میں رکھ دی اور ایک دوائے خشک مانند سفوف کے اس پر رکھ دی اور انگلیاں ہاتھ کی میری پکڑ کر کہا کہ اب سلامت رہو۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اسی دن سے میرے دل میں مہربانی اور شفقت خلق پر زیادہ اور غیض و غصہ سب کچھ جاتا رہا اسی وجہ سے دوسری مرتبہ دل مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ کا چاک کر کے پاک و صاف کیا۔ اور گندے خیالات سے محفوظ رکھا اور اس کے بعد آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے مکان پر جاکر اپنے چچا ابو طالب سے اس حقیقت کا تذکرہ بیان کیا اور یہ باتیں سن کر ا
طالب نے لوگوں سے مخفی رکھا کسی کو اس بارے میں کچھ بھی نہ بتایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہنے لگے کہ اے میرے پیارے بھتیجے میں کچھ تم سے کہنا چاہتا ہوں مگر پھر مجھے شرم آتی ہے۔ یہ بات سن کر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا جان جو آپ کے دل میں ہے وہ دل کھول کر کہہ دیجئے
اور میں تو آپ کے برخوردار کے برابر ہوں۔ پھر ابو طالب نے کہا کہ تمہارے باپ تو مر گئے اور تمہاری ماں
بھی مر گئی ہیں اور دونوں کوئی چیز بھی نہیں چھوڑ گئے۔ اور میرے پاس بھی دولت نہیں ہے کہ تم کو کہیں
بیاہ دوں اب صلاح یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدیجہؓ دختر خویلد وہ بہت مالدار ہے۔ اور نوکر چاکر بھی بہت
رکھتی ہے اور نہایت مناسب سمجھ کر اجرت بھی دیتی ہے اگر اس کے پاس تم نوکری کرو گے تو اس کے
روپے سے جو تم کو منافع ہو گا پھر تم کو بیاہ دوں گا اور اس طرح سے اپنی چشم روشن کروں گا۔ بتاؤ اس امر
میں تمہارا کیا خیال ہے اور تم کیا چاہتے ہو مجھے اپنے پاک خیالات سے آگاہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں تو آپ کا بطور برخوردار کے ہوں اور آپ کی بات مجھے بسرو چشم قبول ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے۔ کہ میں آپ کی بات نہ مانوں اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ آپ میرے حق میں کریں گے انشاء اللہ و
بہتر ہو گا۔

پھر ابو طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر خدیجۃ الکبری کے در پر گئے اندر سے ایک غلام
نے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ تم خدیجہؓ سے جاکر کہو کہ ابو طالب
تمہارے دروازے پر کھڑا ہے اور آپ سے عرض کرنا چاہتا ہے۔ یہ باتیں سن کر اس غلام نے جاکر خدیجہؓ
سے کہیں وہ بولیں کہ ان کو اندر لے آؤ۔ پھر ان کا وہی غلام آیا اور ابو طالب سے کہا کہ آپ کو اندر بلاتی
ہیں۔ پھر ابو طالب اپنے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اندر گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ خدیجہؓ ایک
تخت پر بیٹھی تھیں اور تقریباً ستر کنیزیں ان کی خدمت میں کمربستہ کھڑی تھیں۔ خدیجہؓ نے ابو طالب سے کہا
کہ آپ نے یہاں آنے کی کیوں تکلیف کی اور اس وقت آپ کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا
ہے برادر زادہ ہے اور ان کا نام محمد ابن عبداللہ ہے۔ آگر آپ ان کو اپنی سرکار میں بطور نوکر رکھیں تو فیض
عام سے آپ کے یہ بھی بہرہ مند ہوں گے اور پھر دعا کریں گے۔ یہ سن کر خدیجہؓ نے کہا اس سے اور کیا بہتر
ہے بہت اچھا آج سے میں نے ان کو نوکر رکھا ایک راویت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے کہ خدیجہؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار تھیں لیکن ان کا شوہر مر
گیا تھا اور وہ بیوہ تھیں اور بہت زیادہ دولت مند تھیں اسی وجہ سے وہ تاجر بھی ہر سال لوگوں کو مال و
اسباب دے کر شام و بصرہ کی تجارت کو بھیجتی تھیں اور ایک غلام ان کا میسرہ نامی تھا اس کو انہوں نے آزاد

کیا تھا۔ اور تجارت کے واسطے اس کو بھیجتی تھیں۔ اور باقی جتنے نوکر خدمت گار غلام تھے سب اس کے حکم
کے تابع تھے۔ ایک دن خدیجہؓ نے بالا خانے سے دیکھا کہ حضرت کے سر پر ایک ابر سایہ دار ہے۔ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کو نزدیک بلا کر
بکریوں کی پاسبانی پر مقرر کیا تھوڑے دن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی برکت سے خدیجہؓ کی
بکریاں آگے سے زیادہ ہونے لگیں اور بہت دودھ بھی دینے لگیں پس خدیجہؓ کی نگاہ ہمیشہ رسول خدا پر تھی
ہر روز دیکھتی تھیں ایک ابر آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ ڈالے ہوتا تھا اور
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہیں ہر درخت اور جمادات سلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں اس کے
علاوہ اور بھی کرامات و علامات کتاب توریت میں دیکھ کر کہتی تھیں کہ یہ جوان قوم قریش میں بڑا بزرگ ہو
اور آپ چونکہ بہت زیادہ دیانت دار امانت دار اور راست گفتاری میں مشہور معروف تھے اس لئے
آپ کو امین کہتے تھے اور جب سن شریف آپ کا بیس برس کا ہوا تو خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ تم اس سال میرے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت میں جاسکو گے۔ یہ سن کر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بہت اچھا میں جاؤں گا۔ ایک راویت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی کچھ اجرت مقرر کر کے تجارت کو بھیجا اور بعض نے مختار میسرہ کو کہا۔ اور اکثر کا قوال یہ ہے کہ
خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کو اپنا مالک مختار بنا کر اور اپنے شوہر کی پوشاک پہنا کر ملک شام کی طرف بھیجا اور غلام
میسرہ کو کہا کہ جو حال راہ میں گزرے یاد رکھنا اور پھر بلا فرق سر مو کے مجھے آکر بیان کرنا اور جو کام محمد امین
کرنا چاہیں اس میں تم مانع اور مزاحم مت ہونا غرض جو جو سوداگر نوکر چاکر خدیجہؓ کے تھے وہ سب کے سب
رسول خدا کے ہمراہ گئے اور جب وہ مکے سے باہر نکلے تو وہ لوگ ابو سفیان کے قافلے کے ساتھ مل گئے۔ ابو
سفیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا کہ خدیجہؓ تو بہت نادان ہے کیونکہ جس شخص
نے کبھی اپنی عمر میں تجارت نہیں کی اور راہ و رسم خرید و فرخت کی نہ جانے اس کو مختار کر کے تجارت میں
بھیجا ہے یہ تو محض نادانی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رسول خدا کا قافلہ سب سے آگے نکل گیا اور راہ میں کرامات بھی ظاہر ہوتی
رہیں۔ جب آفتاب گرم ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ابر آکر سایہ کرتا تھا یہ کیفیت
اپنی آنکھوں سے میسرہ غلام دیکھتا تھا پھر حیوانات اور اشجار اور جمادات سب کے سب آنحضرت صلعم کو
تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور آنحضرت اپنا سفر برابر طے کرتے چلے جاتے تھے جب ملک شام کے متصل نزدیک
معبد خانے راہب کے پہنچے اور اس کا نام بحیرہ راہب تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
ایک درخت کے سائے کے نیچے سوئے ہوئے ہیں۔ جب آفتاب طلوع ہوا یعنی دھوپ نکلی اس وقت

درخت نے بھی جھک کر سایہ کیا۔ بحیرہ راہب نے جب دیکھا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نکل کر سوداگروں سے جا کر پوچھتا تھا جو جوان اس درخت کے نیچے سوتا ہے کون ہے میسرہ غلام نے کہا میرا مختار ہے یہ سن کر اس راہب نے میسرہ سے کہا کہ خبردار تم ان کو بطور سوداگر اور مختار کے نہ جانو بلکہ یہ تو پیغمبر خدا نبی آخرالزمان ہیں اور تمام موجودات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ تب راہب اور غلام میسرہ دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے راہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک چوم کر کہا مجھ کو نشان پیغمبری کا معلوم ہے اور بندہ اس وقت امید قوی کرتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو حضور کا کتف مبارک دیکھے چونکہ آپ کی آمد کی خبر میں نے کتاب توریت میں پڑھی ہے اور اسی طرح کی نشانی کتاب انجیل میں بھی موجود ہے کہ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دونوں مونڈھے مبارک دکھائے جب چشم راہب کی اس سے روشن ہوئی اس وقت کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور کہا کے آپ کے آنے کی بشارت توریت و انجیل نے دی ہے اور میسرہ غلام سے کہا اے میسرہ محمد آخرالزمان کو یہودیوں سے بچاؤ اور ابو سفیان کو تاکید کی۔ ابو سفیان نے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے ان کی نگہبانی اور خبرداری مجھ پر واجب ہے الغرض بحیرہ راہب نے مختلف اقسام کے تحفہ جات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر حاضر کئے اور پھر سب کو دعوت دے کر کھلایا۔ اس کے بعد ان سوداگروں نے وہاں سے کوچ کیا آگے جا کر دو راہ پر جا پڑے۔ ایک راہ نہایت خوف کی تھی اور دوسری بے خوف و خطرہ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ نے قریب راہ اختیار کی اور اسی راہ میں خوف تھا اور ابو سفیان نے دوسری راہ اختیار کی اور اس میں کوئی خطرہ نہ تھا یہ دیکھ کر ابو سفیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا خدیجہؓ کا مال سب برباد کرو گے اور اس راہ سے اپنے کو بھی ہلاک کرو گے۔ تم اس راہ میں مت جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خدا حافظ و ناصر ہے۔ یہ کہہ کر تشریف فرما ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل راہ طے کی جس مقام میں پانی نہ تھا وہاں منزل کی میسرہ نے حضرت سے عرض کی اے حضرت قافلہ ہمارا بغیر پانی کے ہلاک ہونے کو ہے یہ آواز سن کر حضرت اپنے خیمے سے نکل کر بہت متحیر ہوئے اور پھر ایک درخت سبز کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے پروردگار سے مناجات کی کہ یا اللہ مجھ بندہ یتیم پر تو رحم و کرم فرما میری فریاد سن لے اور کسی نہ کسی صورت سے آب شیریں ہم کو عنایت فرما۔

چنانچہ اس کے بعد ایک آواز غیب سے آئی کہ میرے پیغمبر کئی قدم آگے بڑھو اور آخر قدم پر ایک کنواں کھودو وہاں سے آپ کو آب شیریں ملے گا یہ خبر سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر ایک کنواں کھودا خدا کے فضل و کرم سے پانی صاف اور شیریں نکلا اور سب قافلہ نے آسودہ ہو کر پانی پیا۔

دوسرے دن پھر وہاں سے چل دیئے چلتے چلتے ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ کئی بیمار مجروح اونٹ بدن میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فریاد کی۔ یا رسول اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری عیادت کے لئے بھیجا ہے آپ ہم پر مہربانی کیجئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر اور اپنی یتیمی کو یاد کر کے بہت روئے اور اپنے اونٹ پر سے اتر کر ان اونٹوں کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرا خدا کے فضل سے وہ سارے اونٹ اچھے ہو گئے اور جو ان کو بیماری تھی وہ جاتی رہی۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا بعرصہ قلیل آپ شام جا پہنچے وہاں پہنچ کر آپ نے سارا مال فروخت کر ڈالا اور اس میں منافع بھی بہت ہوا۔ اس کے بعد آپ نے پھر مال خریدا اور مکہ کی طرف مراجعت فرمائی اور تقریباً دس دن کے بعد ابو سفیان ملک شام پہنچے اور ابو سفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ چند روز یہاں اور ٹھہر جائیے کیونکہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے میں دیر نہ کی اور آپ جب مکہ کے قریب جا پہنچے میسرہ غلام نے آنحضرت سے کہا کہ محمد بن آج کئی برس ہوئے ہم خدیجہؓ کے مال سے تجارت کرتے ہیں اب کہ دفعہ جیسا کہ منافع ہوا کئی برس سے نہیں ہوا آپ جائیں سلامتی اور نفع کی خبر خدیجہؓ کو دیجئے تاکہ ہم سب کو سرکار سے کوئی خلعت بطور انعام ملے۔ یہ بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی پھر اس میسرہ غلام نے آنحضور صلعم کو اچھی طرح سے زیبائش و آراستہ کر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے مکہ میں بھیجا۔ اور خدیجہؓ بھی آپ کا انتظار کر رہی تھیں اور آپ کے آنے والے راستے کو دیکھتی رہتی تھیں۔ اس اثناء انتظار میں ایک شتر سوار دیکھا دور سے آتا ہے اور ایک ٹکڑا ابر کا ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے ہے ہیبت اور شکوہ ان کے چہرے پر ہویدا ہے۔ یہ دیکھ کہ خدیجہؓ نے کہا الھم الہ الی داری اور جب شتربان خدیجہؓ کے دروازے پر آیا تو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ امین اپنے سفر تجارت سے واپس آئے ہیں خدیجہؓ نے لوگوں سے کہا کہ جا کر دیکھو یہ وہی سوار ہے جو ہم نے دور سے دیکھا تھا وہ بولے ہاں جی۔ یہ وہی شتر سوار ہے جس کو آپ نے دور سے آتے دیکھا تھا۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر منافع تجارت اور سلامتی راہ اور قافلہ کی خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جا کر میسرہ غلام کو بھی لے آئیے کیونکہ اس کو خوب معلوم ہے حقیقت اس کی جب مکہ سے سوداگروں کے ساتھ سفر میں تشریف لے گئے تھے خدیجہؓ ان کو دیکھ رہی تھیں اور جب میسرہ اور سوداگروں کے ساتھ تشریف سفر سے لائے تھے تب بھی دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی صورت و سیرت پائی اور باقی دوسرے لوگ اس حال سے غافل تھے اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے۔ پھر خدیجہؓ نے میسرہ غلام سے سب احوال

راہ کا اور منافع خرید و فروخت کا پوچھا- اس نے کہا کہ اے سیدہ ہم نے کبھی آسائش و راحت نہیں دیکھی جو حضرت محمد ﷺ امین کے ساتھ ہے میں ان کی کیا صفت بیان کروں وہ تو ایک صاحب کمال مرد کامل ظاہر میں نے دیکھا کہ تمام اشجار و جمادات نے ان کو تعظیماً سجدہ کیا- غرض دریافت کرنا راہب کا اور سایہ دینا ابر آنحضرت کے سر پر اور پانی نکالنا کنواں کھود کر- اور اچھا کرنا خدا کے حکم سے اونٹوں کو جو شدید مجروحانہ صورت میں پڑے تھے- اور بہت زیادہ منافع ہونا تجارت میں یہ سب باتیں میسرہ غلام نے خدیجہؓ سے کہیں یہ سنتے ہی خدیجہؓ ایک دل سے ہزاروں ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہروقت حاضر رہیں اور ان کی خدمت دل و جان سے ہروقت کرتی رہیں اور کسی وقت بھی ان کی خدمت سے غافل نہ رہیں پس جب اسی طرح سے چند روز گزرے تو ایک دن خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے حضرت ﷺ آپ نے بیاہ کیا ہے یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں- پھر وہ بولیں اگر مجھ عاجزہ سے نکاح کریں اور اپنی خدمت میں لادیں تو میں اپنی باقی عمر آپ کی خدمت میں صرف کروں اور پھر سعادت دارین حاصل کروں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ کام بدوں اجازت چچا ابو طالب کے ہم نہیں کر سکیں گے- اگر تم یہ چاہتی ہو تو اس بات کا پیغام میرے چچا ابو طالب کے پاس کرو اور مجھ کو کچھ بھی اختیار نہیں- یہ بات سن کر خدیجہؓ نے بہت سے ہدایا اور تحائف ابو طالب کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی خواستگاری اپنے کام کی اور کئی دفعہ جداگانہ اچھی اچھی پوشاکیں نفیسہ اور اجناس لطیفہ ابو طالب کی بی بی کے پاس اس کام کے واسطے بھیجیں- اور ابو طالب نے خدیجہؓ کو جواب دیا- کہ عمر شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہاری سن سے بہت کم ہے یہ کام کیونکر ہو سکے گا- خدیجہؓ نے جب یہ بات سنی پھر ابو طالب کے پاس بہت سا مال و اسباب بطور ہدیے کے بھیجا- آخر ابو طالب نے آنحضرت رسول کریم کو بلا کر خدیجہؓ کے ساتھ نکاح کا اذن دیا- تب حضرت نے فرمایا اول شرط یہ ہے جتنی مال و دولت تمہاری ہے وہ خدا کی راہ پر مسکین محتاجوں کو دے دینا- پھر دوسری شرط یہ ہے کہ جتنے غلام لونڈی باندی سب کو آزاد کر دینا اور تیسری شرط یہ ہے کہ کھانا پینا بطریق فقیری اختیار کرنا- پس خدیجہؓ نے شرطیں منظور کیں، جتنا مال و اسباب و دولت تھی سب خدا کی راہ پر تقسیم کر دیا- اور تھوڑا مال ابو طالب کو بھی دیا- اور غلام و لونڈی باندی سب کو آزاد کر دیا- اور پھر درویشی اختیار کر لی اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ خدیجہؓ نے دو آدمی قریش کے جو معتبر سمجھے جاتے تھے ان کو بلا کر گواہ کیا اور انہیں کے سامنے مال و اسباب، نقود و ظروف باقی جتنا تھا سب کا سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور اپنا مالک و مختار کیا اور پھر کہنے لگیں کہ مجھے ان چیزوں پر کچھ دعوی نہیں تم لوگ اس بات کے گواہ رہو اب چاہیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے واسطے رکھیں یا پھر اس کو راہ اللہ میں دے ڈالیں اس کا کچھ دعوی مجھ

و نہیں کہتے ہیں کہ ابو طالب خدیجہؓ کے کہنے سے ورقہ بن نوفل جو خدیجہؓ کا چچیرا بھائی تھا حضرت رسول رم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اس کے پاس گئے اور وہ اس وقت چند آدمیوں کے ساتھ عیش و نشاط میں ت تھا اس پر سلام علیک کیا سب نے جواب دیا اور ابو طالب کی تعظیم کرتے ہوئے بٹھایا ورقہ بن نوفل رسول خدا کو دیکھ کر اس وقت بولا اے محمد ﷺ امین میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں اور میں تم کو دست رکھتا ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت مطلوب ہو تو آپ ضرور فرمائیں یہ سن کر ابو طالب نے کہا کہ یں اس وقت اس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم بہن خدیجہؓ کے ساتھ میرے بھتیجے محمد ﷺ کو بیاہ دو ں اس وقت وہ نشے میں مدہوش تھا اور اس نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اے قریشیو! تم لوگ سب کے ب اس بات پر گواہ رہو کہ میں نے خدیجہؓ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیاہ دیا اور پھر ضرت نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کیا خبر میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی اور خدیجہؓ کی عمر چھیالیس برس کی تھی پھر دوسرے دن ورقہ بن نوفل فجر کے وقت خواب ہستی سے اٹھ کر خدیجہؓ کو گالیاں دینے پر مستعد ہوا خدیجہؓ نے کہا اے بھائی تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا یب دیکھا اگر مجھ سے آپ پوچھیں تو ان کے برابر نیک نیت صلاح پسند اور زہد و تقوی میں کوئی نہیں اور م کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے اور کسی بات کی آرزو نہیں ہے پھر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اچھا کیا محمد ﷺ تم سے راضی ہیں بولیں ہاں وہ راضی ہیں پھر کہا تم بھی محمد ﷺ سے راضی ہو بولیں ہاں میں بھی اچھی طرح ان سے راضی ہوں تب ورقہ بن نوفل نے کہا اچھا اب میں بھی راضی ہوں-

پس خدیجہؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہیں جب پیغمبر خدا نے نیک کاری میں کمر باندھی افضال باری سے اس سال پانی بہت برسا یہاں تک کہ دیوار کعبہ پر بھی نقصان آگیا یہ دیکھ قریشیوں نے بھی ارادہ کیا کہ کعبہ کی چاردیواری توڑ کر از سر نو بنا دیں مگر وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے ور اس میں متردد رہتے تھے ایک دن ایک عورت نے چاہا کعبہ کے اندر عود جلا دیں خدا کی مرضی سے اس پر آگ غیب سے آگری بعض جگہ جو کعبہ کے اندر کی تھی وہ سب جل گئی اہل قریش نے پھر اتفاق کیا کہ کعبہ کی دیوار توڑ کر از سر نو تعمیر کریں لیکن وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے اور اس وقت قوم کا سردار ولید بن مغیرہ تھا وہ بولا کہ ہماری نیت خدا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کعبہ کو توڑ کر دوبارہ بنا دیں گے اور یہ موجب آبادی ہے نہ کہ خرابی اس بات میں قبائل عرب میں چار فرقے ہوئے اور بات یہ طے پائی کہ ہر یک فرقہ ایک ایک رکن کعبہ کا توڑ کر تعمیر کریں پس چاروں فرقوں نے متواتر دور سے کھڑے ہو کر دیوار کعبہ کو دیکھا کہ اس کو کس طرح سے توڑا جائے اور پانچویں دن ولید ابن مغیرہ تبرا اپنے ہاتھ میں لے کر دیوار کعبہ کے پاس گیا اور اس کے ساتھ بنی مخزوم بھی تھے- ولید ابن مغیرہ نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ ہماری

نیت کو خوب جانتا ہے یہ کہہ کر کعبہ کی دیوار پر تبر مار کر اس کو گرا دیا جب اور لوگوں نے دیکھا کہ ولید ابن مغیرہ نے کعبہ کی دیوار توڑ دی پھر سب قبیلے متفق ہو کر کہنے لگے کہ ہم سب آج دیوار پر تبر نہیں لگا دیں گے دیکھیں آج کی شب ولید ابن مغیرہ پر آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں پھر ہم سب مل کر تینوں دیواریں توڑ ڈالیں گے جب انہوں نے ولید ابن مغیرہ کو سلامت دیکھا تو پھر ہر قبیلے نے اپنے اپنے حصے کی دیوار جو مقرر تھی توڑ ڈالی۔ اور بہ انداز قد آدم زمین کھود کر نیچے سے پتھر لگا کر دیواریں کعبہ کی اٹھائیں تاکہ صدمہ سیل سے محفوظ رہے اور حجر الاسود کو دیوار پر اٹھاتے وقت سب قبیلوں میں تنازعہ ہوا بنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی زہرہ اور بنی مخزوم ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ان میں سے ہم کو فضیلت زیادہ ہے ان لوگوں سے یہاں تک کہ سخن درازی ہوئی اور پھر ایک مدت تک برابر یہ سلسلہ جاری رہا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر مارنے لگے آخر میں بات اس پر ختم ہوئی کہ ایک روز لڑائی کا وعدہ کیا جائے فلاں دن آپس میں لڑائی ہو گی لیکن دانشمندوں نے اس بات سے منع کیا کہ اس سے باز آؤ اور آپس میں لڑائی کرنا اچھی بات نہیں ہے او ہم تمہیں اعلیٰ قسم کی تدبیر بتاتے ہیں جس سے تمہارا آپس کا جھگڑا مٹ جائے گا اگر تم لوگ مل کر اس پر عمل کرو اور وہ ہے کہ اول جو شخص صبح کو کعبہ کے حرم کے دروازے پر آئے تم اس کو منصف مقرر کر دو وہ جو کہے وہ مانو اور پھر اسی پر عمل کرو۔ یہ بات جب سب نے سنی اور بہت غور و فکر کرنے کے بعد سب نے راضی ہو کر کہا بہت اچھا وہ جو کہے گا ہم اس کو ضرور مانیں گے چنانچہ صبح کو سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی حرم شریف میں حاضر ہوئے۔ پھر سب کوئی کہنے لگے۔ آج صبح سب سے اول محمد امین صلے اللہ علیہ وسلم ہی آئے ہم ان کو ہی اپنا حاکم و منصف مقرر کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارے واسطے فرمائیں گے ہم اس کو ضرور تسلیم کر لیں گے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہ حکمت عملی کی کہ ایک چادر زمین پر بچھا دی پھر حجر الاسود کو اس چادر پر رکھا اور ہر چار قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو طلب کیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ہر ایک کونہ چادر کا پکڑ کر کعبہ کی دیوار کے پاس لے جاؤ اسی طرح سے چاروں قبیلے اس پتھر کے اٹھانے میں مساوی ہوں گے پھر سب نے اسی طرح سے چادر پکڑ کر حجر الاسود کو اٹھا کر اس رکن کے پاس کہ جہاں اب ہے لے گئے اور کہنے لگے کہ ایک متبرک بزرگ چاہیے کہ وہ تنہا حجر الاسود کو اٹھا کر دیوار کعبہ پر رکھ دے اور چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب کے سب راضی تھے کہنے لگے کہ اگر کوئی حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر کعبہ پر رکھے تو اس وقت محمد ابن عبداللہ سب سے بہتر اور افضل ہیں تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چار قبیلوں نے کہا کہ آپ خود ہی اس حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کر دیجئے۔

چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حجر الاسود کو اکیلے ہی اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب

کر دیا جہاں اب بھی اسی جگہ پر نصب ہے جب خانہ کعبہ کی دیواروں کی تعمیر سے فراغت ہوئی اور چھت اور دروازے باقی رہے اس واسطے کہ مکہ میں لکڑی میسر نہ تھی اور اس وقت کوئی وہاں نجار بھی نہ تھا ان ایام میں نجاشی بادشاہ حبش نے ارادہ کیا کہ ایک معبد خانہ بنا کر عبادت کرے تب لکڑی اور ہتھیار اور نجار استاد اور کاریگر کشتی سے ملک شام میں بھیجے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ دریا میں کشتی آتے وقت راہ میں ڈوب گئی اور آدمی جتنے کشتی پر تھے لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور بہتے بہتے موج دریا نے ان سب کو لکڑی سمیت کنارے پر لگا دیا قوم قریش نے جب یہ سنا تو انہوں نے فوراً ہی ابو طالب کو لکڑی خریدنے کو بھیجا جب ابو طالب گئے تو لکڑی والوں نے ان سے کہا کہ جب تک ہم اپنے بادشاہ کو اس بات کی اطلاع نہ کریں گے تب تک ہم کو اختیار نہیں کہ ہم لکڑی وغیرہ بیچیں پھر انہوں نے ایک نامہ بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کا جواب بادشاہ نے یہ لکھا کہ مال خزانے میں جتنا تمہارے پاس ہے وہ سب لے جا کر کعبے میں خرچ کر دو جب بادشاہ کا حکم پانے سے لکڑیاں کعبہ کی چھت اور دروازوں میں لگائیں پھر خانہ کعبہ بفضل خدا درست ہو گیا۔ (میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں)

بیان، اسماء و شمائل حمیدہ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

ایک لمبی حدیث میں یوں آیا ہے کہ قد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ تھا اور گندمی رنگ تھا اور کشادہ پیشانی اور دونوں آنکھوں کی بھویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پتلی باریک تھیں آمیختہ بھی نہ تھیں بلکہ بیچ میں تھوڑا سا فاصلہ تھا اور درمیان دونوں بھووں کے ایک رگ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصے میں آتے تو وہ پھول جاتی اور ناک مبارک آپ کے دراز اور اونچی تھی اور اس کے اوپر ایک نور چمکتا تھا اور چہرہ مبارک آپ کا ملائم اور برابر تھا اور دہن مبارک کشادہ تھا اور دانت مبارک آپ کے صاف اور روشن تھے اور اوپر کے دونوں دانتوں کے درمیان تھوڑا سا شگاف تھا اور ریش اور سر مبارک میں تقریباً بیس بال سفید تھے اور بال آپ کے پیچیدہ تھے سیدھے نہ تھے اور ملن بالوں کی میانہ تھی اور چہرہ مبارک آپ کا مانند چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور درمیان دونوں مونڈھوں کے پارہ گوشت مانند بیضہ کبوتر کے تھے اور اس میں نقش رنگ برنگ کے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہی مہر نبوت تھی اور محمد رسول اللہ اسی پر لکھا ہوا تھا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہر نبوت اٹھا لی اللہ تعالیٰ نے اور سینہ مبارک بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کشادہ تھا اور آپ کی چھاتی سے ناف تک ایک خط باریک سا تھا اور بازو اور مونڈھے اور چھاتی پر بال نہ تھے اور بڈی مونڈھے کی اور گھٹنے کی اور زانوں کی موٹی تھیں اور ہر دو بند دست اور ہر دو کف دست و پا پر گوشت اور

نرم تھے اور جسم مبارک نورانی و پاکیزہ اور لطیف اور معتدل تھا اور جب خاموش بیٹھے ہوتے تو ایک ہیبت
اور شکوہ بشری پر ظاہر ہوتا اور جس وقت بات کرتے نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی اور جو شخص آپ ؐ
دور سے دیکھتا وہ جمال اور تازگی پاتا اور جو نزدیک آکر مشاہدہ کرتا ملاحت اور شرینی حاصل ہوتی او
آنحضرت کبھی بھی بھوک و پیاس کے شکوے منہ پر نہ لاتے بلکہ جب کبھی بھی بھوکے پیاسے ہوتے تو آب
زمزم کے پانی سے قناعت فرماتے تھے اور جو چیز آپ کے پیچھے پردے میں ہوتی تو وہ چیز مثل سامنے کے نظ
آتی اور یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا تھا اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے تھ
اور آنحضرت ﷺ کے لعاب دہن مبارک سے آب شور شیریں ہو جاتا تھا اور اگر کوئی طفل اس لعاب ؐ
چاٹ لیتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی اور بغل مبارک میں آپ کے بال نہ تھے اور سایہ
جسم مبارک کا زمین پر نہ پڑتا تھا اور آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز دوسروں کی آواز سے دو
جاتی تھی اور آپ دور ہی سے بات سن لیتے تھے اور جب سوتے آنکھ ظاہر میں آپ کی غنودہ اور چشم باطن
کشادہ انتظار وحی کی رہتی تھی اور آپ کے جسم مبارک سے بوئے مشک اور عنبر کی ظاہر ہوتی یہاں تک
کہ اگر کوچہ و بازار میں تشریف لے جاتے تو لوگ معلوم کرتے تھے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں
تشریف لائے تھے اور جب جائے ضرورت کو جاتے نشان غائط و بول کوئی بھی نہ دیکھتا تھا کیونکہ زمین کو حکم
تھا کہ وہ فوراً اپنے اندر کر لے اس وجہ سے نشان لوگوں کو نظر نہ آتا تھا اور بوئے عطر اس سے نکلتی تھی او
آنحضرت جب تولد ہوئے تو تمام نجاست سے آپ کا بدن بالکل پاک صاف تھا اور آپ قدرتی مختون پید
ہوئے تھے اور گہوارے میں بات کرتے تھے اگر چاند کی طرف نظر کرتے تو چاند بھی متوجہ ہو کر آنحضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا او ابر ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری کے سایہ دار ہوتا اور اگر کس
درخت کے قریب جاتے تو درخت خود ہی جھک کر سلام کرتا اور اپنا سایہ جہاں تک ممکن ہوتا کرتا او
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر مکھی بھی نہ
بیٹھتی تھی بوجہ ادب و تعظیم کے اور جب آپ دراز گوش گھوڑے پر یا اونٹ پر سوار ہوتے تو وہ اس وقت
بول و براز نہ کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں جب ساری مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا الست بربکم
ترجمہ: کیا میں نہیں ہوں تمہارا پروردگار اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آنحضرت ﷺ نے کہا اور تمام
مخلوق نے بھی کہا قَالُوْا بلٰی یعنی تو پروردگار میرا ہے اور شب معراج میں براق پر سوار ہو کر آسمان پر جا
قاب قوسین کے نزدیک اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا یہ تمام خصوصیات کسی اور نبی کو حاصل نہ ہوئیں۔

غصہ و خوشنودی آنحضرت ﷺ کے مطابق احکام قرآن مجید کے تھے اور چہرہ مبارک آپ کا ہمیشہ
بشاش و خرم رہتا تھا اور جس امر میں رضائے الٰہی نہ ہوتی اس میں غفلت برتتے تھے اور شجاعت و سخاوت

ب سے پہلے تھے ایسا کہ کوئی سائل آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا اور اگر موجود نہ ہوتا تو عذر
ی کر کے اس کا دل خوش کرتے اور بات جلدی نہ فرماتے تھے تامل۔۔ غور فکر کے بعد بیان فرماتے تھے
غریب یا جاہل مسائل دینی پوچھنے میں سخن درشت یا سخت بات سے پوچھتا یا الحاح و زاری کرتا تو سن کر
ین صبر فرماتے تھے اور اس کو کسی طرح سے ناخوش ہونے نہ دیتے تھے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ
لم کا خلق عظیم تھا جو کوئی صحبت گرامی میں بیٹھتا تو وہ ہرگز وہاں سے برداشتہ خاطر نہ ہوتا اور راست گوئی
ایفائے وعدہ اور بردباری آپ میں بے حد تھی اور کثرت سے تمام خلائق سے شفقت فرماتے تھے
ئے جہاد کے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے آزار نہیں دیا اور دعوت غنی خواہ فقیر خواہ آزاد خواہ
سب کی قبول فرمالیا کرتے تھے اور ہر متنفس کا ہدیہ و تحائف قبول فرماتے تھے اور بعوض اس چیز کے
اس کے یا اس سے بہتر اسے بھیج دیتے اور اپنے اصحاب سے ہمیشہ دوستی رکھتے تھے اور ان کی دلداری
کیا کرتے اور ہمیشہ ہر شخص سے خیر و عافیت دریافت کرتے تھے اور اگر کوئی سفر کو جاتا یا پھر کوئی بیمار ہوتا
ن کی عیادت کرتے اور دعا بھی فرماتے اور اگر کوئی مسلمان مرجاتا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھتے
نماز جنازہ پڑھ کر اس کے واسطے دعاء خیر و مغفرت کی فرماتے تھے اور پسماندہ کے پاس جا کر تعزیت و
بت فرماتے تھے اور ہر حال میں اپنے ہمسایوں کی خبر گیری رکھتے تھے اور جب کسی مومن مسلمان سے
ات ہوتی پہلے السلام علیکم کرتے اور جو لوگ اپنے کسی معاملات میں معذرت پیش کرتے ان کی عذر
ہی کو سنتے اور آپ کے یہاں جو کوئی بحیثیت مہمان کے آتا اس کو بہت عزیز دوست رکھتے اور حتی
ندور اس کی خدمت کرتے تھے اور اپنے پاس سے کھانا وغیرہ بھی کھلاتے تھے اور جس وقت وہ مہمان
ن سوار ہوتا تو کچھ دور تک پاپیادہ چلتے اور اگر ان پر سواری نہ ہوتی تو اپنی طرف سے اس کی سواری کا
لام فرماتے اور جو شخص حضرت کی خدمت اقدس میں آتا اس کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے
جو شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا آپ بھی اس کی خدمت کرنے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھے خواہ
لونڈی ہو یا غلام ہی کیوں نہ ہو اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے پیتے لوگوں کو بھی کھلاتے
تے اور اصحاب کبار کے ساتھ اکثر کاموں میں شریک ہوتے تھے اور جس مجلس میں اور جماعت میں
یف لے جاتے خالی جگہ پر بیٹھتے اور کبھی آپ نے صدر مجلس اور مسند کی تمنا نہیں کی اور ہر وقت اٹھتے
ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جو لوگ برائی یا بدی کرتے ان کے ساتھ آپ ہمیشہ نیکی اور بھلائی فرماتے تھے
غریبوں مسکینوں پر مہربانی فرمایا کرتے تھے اور ان کو کسی وقت بھی بچشم حقارت نہیں دیکھتے تھے اور اپنے
ت مبارک سے اپنے کفش اور پارچہ سیتے تھے اور اکثر اوقات کعبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھتے اور نماز
ا اور خطبہ کم پڑھتے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے حالت نماز میں آواز مثل جوش دیگ کے آتی

تھی اور قیام نماز میں بہت دیر تک کرتے تھے ایسا کہ پاؤں مبارک پھول جاتے اور نماز عشاء کی اول شب پڑھتے پھر سویا کرتے اور پھر نصف شب کو اٹھ کر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے اور صبح کے وقت دو رکعت نما قرآت قصر سے ادا فرمایا کرتے باقی نماز فرض باجماعت ادا فرمایا کرتے۔

اور ہر مہینہ میں روز دو شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو عاشورہ شعبان میں روزہ رکھتے اور حیا و شر آپ میں بہت زیادہ تھی اور کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے مگر سوائے سخن راست کے نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک دن ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کسی جانور پر سوار کروائیے یہ بات سن کر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بچہ ناقہ پر سوار کرواؤں گا اس نے کہا یا حضرت بچہ ناقہ کیونکر ہم کو سواری دے گا آپ نے اس سے فرمایا کہ شتر کو بھی بچہ ناقہ کہتے ہیں۔ ایک دن ایک عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ یا حضرت میرا شوہر بیمار ہے اور وہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر ہے اور اس کی آنکھ میں سفیدی ہے اور سفیدی سے حضرت کا کنارہ چشم مراد تھی اس عورت نے جانا کہ سفیدی روشنی چشم کو دور کرتی ہے وہی ہوگی پھر اپنے گھر پر اپنے شوہر سے جا کر یہ بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی بیان کی اس نے یہ بات سن کر کہا کہ سفیدی تو سارے جہان کی آنکھ میں ہے اور ایک دن ایک بڑھیا نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی اے حضرت میرے حق میں دعائے خیر فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بہشت نصیب کرے آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی پس یہ بات سن کر حضرت کی بہت ہی آبدیدہ ہو کر حضرت کے سامنے سے چلی آئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس بڑھیا سے کہو کہ کوئی شخص حالت پیری میں بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ سب کے سب نوجوان ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات پیراہن سبز پہنتے تھے اور جمعہ کے دن چادر سرخ اور نماز میں ہر روز دستار سات ہاتھ باندھتے اور عیدین میں چودہ ہاتھ کی دستار اپنے سر مبارک پر رکھتے اور حضرت نے فرمایا کہ ایک رکعت نماز با دستار ادا کرنا بہت فضیلت رکھتی ہے یعنی ستر رکعت پڑھنے کے برابر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور چادر سے نماز پڑھا کرتے تھے اور کسی وقت آپ نے ایک کپڑے سے بھی نماز ادا کی ہے اور ہر شب سرمہ داہنی آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں بھی تین بار لگاتے تھے اور کبھی حالت روزے میں بھی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے اور تیل بھی سر میں ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی وغیرہ کنگھی سے صاف اور ٹھیک کیا کرتے تھے اور عطریات سے بہت خوش ہوتے اور بدبو سے سخت نفرت تھی اور بہت ناخوش ہوتے اور اکثر اوقات نعلین و موزے پہنتے تھے اور پہلے جو کام بھی کرتے داہنی طرف سے شروع کرتے تھے حتیٰ کہ وضو و مسواک اور دخول مسجد اور نعلین

بسم اللہ پڑھ کر داہنی طرف سے شروع کرتے انگوٹھی چاندی کی بھی داہنے ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ میں ی انگلی میں پہنتے تھے اور انگوٹھی کے نگینے پر اللہ محمد رسول یہ تین لفظ لکھے ہوئے تھے اور جہاد میں اکثر زرہ پہنتے تھے اور شمشیر اپنے جسم سے لٹکا لیتے تھے اور بچھونا آپ کا کھجور کی پتی اور چمڑے کا تھا اور انے میں کچھ تکلف نہ فرماتے تھے اور شدت بھوک میں اپنے پیٹ سے پتھر باندھتے تھے حالانکہ زمین خزانے کی چابیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی تھیں لیکن آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور آخرت اختیار کیا اور اگر اتفاقاً دینار یا درہم بسبب نہ آنے کسی سائل کے گھر میں رہ جاتا تو اس شب کو گھر میں یف فرمانہ ہوتے اور روٹی مرغ کے گوشت کے ساتھ یا پھر سرکہ کے ساتھ اکثر تناول فرماتے اور اس کو دوست رکھتے اور بکری کا گوشت خربزے کے ساتھ اور کھجور کے ساتھ کھاتے اور کبھی صرف خرما ہی ں فرماتے آپ کو شہد اور شیرینی سے بہت ذوق تھا۔

بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجۃ الکبریٰؓ سے نکاح تھا اور وہ ہجرت کے تقریباً پانچ برس پہلے فوت ہوئے اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئیں اس کے بعد ضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے نکاح کیا اور جب وہ ضعیفہ ہوئیں تو آنحضرت علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو طلاق دیویں جب یہ بات انہوں نے سنی تو انہوں نے اپنی باری حضرت ؓ کو دیدی اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بولیں یا رسول اللہ میرے دل میں کسی چیز کی ونہ رہی مگر صرف ایک بات کی آرزو باقی ہے کہ میں حشر کے دن آپ کی ازواج مطہرات میں شامل انہوں نے 54ھ میں وفات پائی اور تیسری بیوی حضرت عائشہؓ صدیقہ بنت ابوبکر صدیقؓ سے چھ برس ن میں قبل ہجرت کے تین برس ماہ شوال میں نکاح کیا تھا اور نو برس کی عمر میں حضور اکرم صلی اللہ سلم نے ان سے لیلتہ الزفاف کیا اور جب رسول خداؐ نے وفات پائی تو اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور رمضان المبارک کی سترھویں تاریخ 58ھ مدینہ منورہ میں انہوں نے کیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور چوتھی بیوی حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ سے آنحضرت صلی لیہ وسلم نے نکاح کیا اور ان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق رجعی دی تھی لیکن بحکم حضرت عمر فاروقؓ کی شفقت سے یا اس وجہ سے کہ بہت روزہ رکھتی تھیں اور بہت زیادہ نماز پڑھتی اس لئے ان سے حضرت نے پھر رجوع کر لیا اور انہوں نے ماہ شعبان 54ھ میں وفات پائی اور ں بیوی زینب بنت خزیمہؓ سے نکاح کیا وہ بھی دو یا تین ماہ کے بعد آنحضرت کے سامنے 4ھ میں وفات

پا گئیں چھٹی بیوی ام سلمہ بنت سہیل؄ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور آنحضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جن کا نام بنت عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا انہوں نے 59 ھ میں وفات پائی اور آپ کی ساتویں بیوی زینب بنت جحش؄ سے آپ کا نکاح کیا اور وہ بھی آنحضور کی پھوپھی کی بیٹی تھیں یعنی وہ امیہ کی بیٹی تھیں اور امیہ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور زینب بنت جحش؄ سے پہلے نکاح زید ابن حارث؄ سے ہوا تھا اور بعد طلاق کے جو زید بن حارث؄ نے دے دی تھی اس کے بعد وہ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں اور 20 ھ میں فوت ہوئیں اور آٹھویں بیوی حبیبہ بنت سفیان؄ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح چار سو دینار کے عوض مہر میں اور نجاشی بادشاہ نے اپنی طرف سے مہر مرقوم کو بطور ہدیے کے ادا کیا اور انہوں نے 44ھ میں وفات پائی اور نویں بیوی حضرت جویریہ بنت حارث؄ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور انہوں نے 56 ھ میں وفات پائی دسویں بیوی حضرت صفیہ؄ بنت حیی ابن اخطب سے آپ نے نکاح کیا اور یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں اور جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بعوض آزادی کے مہر مثل مقرر کر کے اپنے نکاح میں لائے اور انہوں نے 52 ھ میں وفات پائی اور گیارہویں بیوی حضرت میمونہ بنت حارث؄ عامرے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور یہ نکاح آنحضرت؄ نے قریہ سرف میں کیا تھا اور قریہ سرف ایک گاؤں کا نام ہے اور یہ گاؤں مکہ کی نواحی بستیں میں شمار ہوتا ہے اور انہوں نے 15 ھ میں وفات پائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پانچ جاریہ تھیں پہلی ماریہ قبطیہ بنت شمعون؄ اور حاکم اسکندریہ نے ان کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تھا ان کے بطن سے ابراہیم ابن رسول اللہ پیدا ہوئے تھے اور ماریہ قبطیہ 61 ھ میں فوت ہوئیں اور دوسری ریحانہ بنت زید؄ کہ وہ داخل جاریہ بنی نفیر یا بنی قریضہ کی تھیں اور وہ 10 ھ میں فوت ہوئیں اور تیسری ام ایمن؄ اور چوتھی سلمہ اور پانچویں برصوی؄ تھیں اور یہ تمام حوالجات جامع التواریخ سے لکھے گئے ہیں۔ اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر پانچ سو درہم تھا مگر ام حبیبہ؄ اور صفیہ؄ کا مہر صرف چار سو درم اور تمام ازوج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثیبہ تھیں صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوشیزہ باکرہ تھیں اور سب ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بوقت وصال آنحضرت کے بقید حیات تھیں مگر خدیجہ؄ الکبری رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا دونوں آنحضرت ﷺ کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھیں چنانچہ میں اس بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بہ روایت جمہور مورخین حضرات کے آنحضرت صلی اللہ وسلم کے دو فرزند تھے ایک کا نام قا[سم]

[دو]سرے کا نام عبداللہ اور لقب ان دونوں کے طیب و طاہر ہیں اور چار بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ [زین]ب؄، رقیہ؄، ام کلثوم؄ اور فاطمہ (رضی اللہ عنہم) اور یہ چھ اولاد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ؄ کے [بطن] سے ہیں اور کتاب روضۃ الاحباب میں یوں بھی لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی [ایک] بیٹے تھے جن کا نام ابراہیم تھا ماریہ قبطیہ؄ کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعد تولد سولہ مہینے [کے] وہ فوت ہو گئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کا صرف دو مہینے کے بعد ہی انتقال ہو گیا اور قاسم و عبداللہ [قبل] زمانہ اسلام کے فوت ہوئے الغرض جمیع اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی گزر گئی مگر [حض]رت فاطمہ الزہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں مورخین کا کہنا ہے حضرت زینب؄ کا نکاح ابو العاص ابن ربیع سے ہوا تھا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ؄ کا بھانجا تھا اور حضرت [رقیہ]؄ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا اس نے غصہ کے باعث کم فہمی کے باعث رقیہ؄ کو طلاق دے دی اور [اس] کے بعد نکاح حضرت عثمان غنی؄ سے ہوا اور حضرت ام کلثوم؄ کا نکاح بھی عتبہ ابن ابی لہب سے ہوا تھا [پھر] ابن ابی لہب کے مرنے کے بعد حضرت عثمان غنی؄ نے حضرت ام کلثوم؄ سے نکاح کیا جبکہ حضرت رقیہ؄ [کا ان]تقال ہو چکا تھا۔ اسی واسطے حضرت عثمان غنی؄ کا لقب ذوالنورین ہے یہ دونوں صاحبزادیاں آنحضرت صلی [اللہ] علیہ وسلم کے سامنے فوت ہو گئی تھیں ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا؄ [کا نک]اح جب وہ پندرہ برس چھ مہینے کی عمر میں تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب کہ وہ اکیس برس پانچ [ماہ] کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا فقط وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

[ب]یان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس

ایک روایت میں ہے کہ جب وقت نبوت کا اور وحی کے نازل ہونے کا قریب پہنچا تو تنقیہ اور [طہار]ت کے واسطے سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ چاک کیا گیا اور اس کی شرح [یوں ب]یان کی جاتی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ کامل اعتکاف کی نیت کی تھی [اور ح]ضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ؄ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور وہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا جب [آنحض]رت صلی اللہ علیہ وسلم اس غار سے نکل کر باہر تشریف لائے اور ستاروں کی طرف دیکھنے کو کھڑے [ہو]ئے تھے تاکہ اندازہ کیا جا سکے کہ ابھی کتنی رات اور باقی ہے بس یکایک ایک آواز آئی السلام علیکم آپ [نے ف]وراً سلام کا جواب دیا اور آپ نے اس وقت گمان کیا کہ شائد جنوں کا اس مقام سے گزر ہوا ہے چنانچہ

آپ کچھ خوفزدہ ہو گئے پھر آپ اسی غار حرا میں تشریف لے گئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے کہا کہ
میں جب غار کے باہر گیا تو غیب سے آواز آئی اس آواز میں السلام علیکم کہا گیا اور میں نے بھی فوراً جواب
میں وعلیکم السلام کہا اور پھر میں خوف زدہ ہو کر اپنی غار میں چلا آیا آخر یہ کیا بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ سن کر
خدیجہؓ بولیں کہ یہ تو بڑی خوشخبری ہے کیونکہ السلام علیکم تو نشانی امن و امان اور دوستی کی ہے آپ کسی
طرح کا خوف نہ کیجئے پھر کچھ دنوں کے بعد ایک مرتبہ اس غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ حضرت جبرائیل
علیہ السلام تخت پر مانند آفتاب کے بیٹھے ہیں ایک پر ان کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پہنچا ہوا ہے پھر
میں یہ حال دیکھ کر ڈرتا ہوا اپنے غار کی طرف متوجہ ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے فرصت نہ دی
اور جلدی سے آکر درمیان میرے اور درمیان اس غار کے حائل ہوئے یہاں تک کہ ان کو دیکھنے اور ان
کا کلام سننے سے مجھ کو محبت اور دوستی پیدا ہوئی اور حضرت جبرائیلؑ میرے ساتھ وعدہ مقرر کر گئے کہ فلاں
وقت میں تم کو چاہیے کہ تنہا حاضر ہو پھر میں اس وقت تنہا حاضر ہو کر کھڑا رہا جب کچھ دیر ہوئی تب میں نے
چاہا کہ اپنے گھر کو جاؤں اچانک دیکھتا کیا ہوں کہ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ دونوں فرشتے
آسمان کے درمیان سے زمین پر تمام عظمت اور بزرگی کے ساتھ آئے اور پھر میرے تئیں زمین پر لٹادیا
اور پھر میرا سینہ چاک کیا اور انہوں نے میرا دل آب زمزم سے طشت زریں میں دھو کر کوئی چیز اس سے
نکالی مجھ کو مطلق کچھ معلوم نہ ہوا پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ کر سینے کو درست کیا اور پھر میرے ہاتھ پاؤں
پکڑ کر الٹا دیا جس طرح برتن سے کوئی چیز گرانے کو الٹتے ہیں اس کے بعد میری پشت پر ایک مہر بھی لگادی
یہاں تک کہ اثر اس ضرب مہر کا مجھ کو پہنچا اور جب عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس
اور ایک دن کی ہوئی تب آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور نزول وحی کا سلسلہ قائم ہوا اور سب سے پہلا
وحی کا نزول اسی غار حرا میں ہوا اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر سال ایک
مرتبہ اس غار حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔

پھر ایک مہینہ عبادت کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں تشریف لے آتے اور سات مرتبہ طواف بیت
اللہ کا کر کے مکان میں تشریف لاتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
ایک دن میں غار حرا میں عبادت الٰہی میں مشغول تھا ایک شخص نورانی چہرہ نہایت خوبصورت مجھ پر ظاہر ہوا
اور کہا کہ خوشخبری ہو تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں جبرائیلؑ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے
پاس بھیجا ہے اور آپ کو اس امت کا آخری نبی آخرالزمان بنایا ہے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں میدان میں جاتا تو وہاں پر ایک آواز سنتا تھا اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور وہاں پر ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھتا تھا کہ وہ سونے کے تخت پر زمین و آسمان کے درمیان

کھڑا ہے اور میں اس آواز اور صورت کو دیکھ کر بھاگتا تھا جب کئی دفعہ ایسا ہی معاملہ ہوا تب ورقہ بن
[نوفل] جو چچیرا بھائی خدیجۃ الکبریٰؓ کا تھا اور وہ شخص توریت و انجیل کے علم سے خوب واقف تھا اس سے
[میں] نے یہ بات کہی یہ سن کر اس نے کہا کہ جب تم وہ سنو تو مت بھاگو اور کان دھر کر سنو کہ اس آواز میں
[کیا کہ]ا جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی میں نے کیا پھر جب آواز آئی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں نے لبیک کہا اس نے کہا میں
[جبرائی]ل ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اور پھر یہ کلمہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لا اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
[عَبْدُهٗ] وَرَسُوْلُهٗ پھر پڑھی الحمد للّٰہ تا آخر سورہ۔ ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ
[آنحض]رت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَانُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ۔ ترجمہ: یعنی رسول خدا صلی
[اللہ عل]یہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلے جو مجھ پر نازل ہوا قرآن مجید سے وہ سورہ فاتحہ ہے اور یہ مناجات کی تعلیم
[کے و]اسطے اور ہر نماز کی رکعت میں پڑھنے کے واسطے نازل فرمائی اور اسی طرح جو حاجت جس وقت ہوتی
[آنحض]رت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت وحی نازل ہوتی تھی اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔ محض تعلیم اور طاقت
[...] کے واسطے نازل ہوئی اور اس کے نزول کی کیفیت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے وہ
[...]علامت وحی کی ہے نازل ہوئی اس سے یہ ہوا کہ تمام خواب سچے دیکھنے لگے اور جو کچھ رات کو
[خواب] میں دیکھتے تھے اسی طرح دن کو (صبح صادق کو) وہی چیز ظاہر ہو جاتی تھی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں جو کہ مکہ معظمہ کے متصل ہے تشریف فرما
[ہو]تے اور پھر چند روز کے کھانے پینے کا اسباب اپنے ہمراہ لے کر تنہا اس مکان میں تسبیح و تہلیل اللہ
[تعا]لیٰ کرتے اور جب کھانے پینے کا اسباب تمام ہو جاتا تب پھر وہ دولت خانے پر تشریف لاتے اور دو
[چار ر]وز دولت خانے پر ہی تشریف رکھتے اور پھر اسی غار میں واپس جا کر ایک مہینے سے کم رہتے اور کبھی
[م]ہینہ بھی رہتے۔

ایک دن خلوت کے ایام میں اس غار سے باہر تشریف لائے بغرض طہارت کے پانی کے کنارے
[...]ے تھے یکایک جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی طرف نگاہ کی تو
[...]نہ دیکھا پھر اسی طرح سے آواز دو تین بار آئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ متحیر ہوئے
[دائ]یں بائیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص نورانی چہرہ مانند آفتاب کے روشن اور نور کا تاج
[س]ر پر رکھے ہوئے اور لباس سبز پہنے ہوئے شکل آدمی کی سی جب وہ نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچے
[...]پڑھ اور بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا حریر سبز کا تھا کہ اس میں
[لک]ھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا اور پھر کہا کہ پڑھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
[...]ں حرف کی صورت کو نہیں پہچانتا ہوں اور میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر جبرائیل نے کہا پڑھ اور پھر

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ دبانے سے آنحضرت صلی علیہ وسلم کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ بدن مبارک میں آگیا اور اسی طرح تین مرتبہ کیا اور پھر کہا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ط پانچ آیتوں تک اور ان آیتوں کو خوب یاد کرایا۔ بعض روایتوں میں یوں آیا کہ بعد تعلیم ان آیتوں کے جبرائیل نے اپنا پاؤں زمین پر مارا اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا آنحضرت کو طریق طہارت وضو و استنجا کا سکھایا اور دو رکعت نماز کی تعلیم و تلقین کی اور سورہ فاتحہ کو کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کو پڑھا کرو۔ اس واقع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترساں و لرز اپنے گھر پر آئے اور خدیجۃ الکبریٰ نے کیفیت دریافت کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ماجرا کے آگے بیان کیا خدیجہ ؓ نے کہا کہ آپ ہرگز کچھ خوف نہ کیجیے اس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ صفات رحمت کے آپ پر ظاہر کئے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ مسافروں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمانو ضیافت اور محتاجوں کے کام میں یاری اور ضعیفوں پر رحم اور اپنے اقرباؤں پر احسان کرتے ہیں اور را گفتار اور امانت دار ہیں اور جب کوئی اس مرتبہ میں خلق اللہ پر رحم کرے وہ مستحق رحمت الٰہی کا ہے۔

اور ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبریٰ کے گھر میں بیٹھے تھے اتنے میں حض جبرائیل ؑ آئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے کہا کہ دیکھو جو شخص ا دن ہمارے پاس آئے تھے وہ یہ ہیں پھر حضرت خدیجہ ؓ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل میں آبیٹھ اور کہا کہ آپ کو ان کی صورت معلوم ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب تک مو ہیں ان کو میں دیکھتا ہوں تب حضرت خدیجہ ؓ نے سر اپنا برہنہ کیا اور حضرت سے کہا اب بھی آپ دیکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تب حضرت خدیجہ ؓ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ ہے آپ کو خوشخ دینے آیا ہے اگر وہ جن ہوتا سر برہنہ سے شرم نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا پھر حضرت خدیجہ ؓ نے اپنے چچیر بھائی ورقہ بن نوفل سے جو کہ دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رکھتا تھا اور توریت اور انجیل سے خو واقف تھا اور عبرانی زبان سے ان کتابوں کا ترجمہ کرتا تھا۔ نے تمام احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسل اس سے بیان کیا اس نے کہا جبرائیل ؑ نام کا ایک بڑا فرشتہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں پر لاتے ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ ؑ کے پاس بھی آئے تھے اگر تم سچ کہتی ہو تو محمد ﷺ عربی نبی ہیں ان صفت میں نے دیکھی ہے آسمانی کتابوں میں کہ وہ عرب سے نکلیں گے بھلا کہو تو جبرائیل علیہ السلام نے ان دعوت اسلام کے لئے فرمایا ہے یا نہیں خدیجہ ؓ نے کہا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بِاسْمِ رَبِّكَ۔ سکھایا ہے ورقہ بن نوفل نے کہا ان پر حکم دعوت اسلام کا ہوتا تو میں اول اسلام میں دا

پس ورقہ بن نوفل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مت ڈریں اور اپنے دل میں ی قسم کا کوئی اندیشہ بھی نہ کریں لیکن آپ کی قوم کے لوگ اس مرتبہ اعلیٰ کو جو ان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے نہیں پہچانیں گے یہاں تک کہ تم کو اس شہر سے نکالیں گے کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس وقت تک زندہ تا میں ضرور آپ کی مدد کرتا اور سعادت دارین حاصل کرتا پس اس کے چند ہی دن بعد ورقہ بن نوفل انتقال کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جامہ سفید پہنے ہوئے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر لوگوں سے بیان کی کہ یہ علامت بہشتی ہونے ہے اور اس کے بعد یہ سورہ نازل ہوئی يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ ترجمہ: یعنی اے لحاف یا کمبل اوڑھنے لے کھڑے ہو جائیے برائے ادائیگی مراسم نبوت کے اور تمام مخلوقات کو عذاب الٰہی سے ڈرا دیجیے پس رت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اپنے بدن سے اتار ڈالا اور فوراً اپنے بستر سے اٹھے خدیجہ ؓ نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آپ سوتے نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یجہ ؓ اب سونا میرا نہیں ہوگا کیونکہ حضرت جبرائیل ؑ میرے پاس دوسری مرتبہ آئے اور میرے پاس اللہ کی جانب سے وحی لائے اور پھر مجھ کو کہا کہ مخلوق خدا کو اسلام کی دعوت دو اور خدا کی طرف بلاؤ تاکہ گ بت پرستی چھوڑ دیں اور خداوند قدوس کی عبادت کرنے لگیں اب میں سوچتا ہوں کس کو کہوں کہ میرا کہنا مانے گا اور یقین کرے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

یہ سن کر حضرت خدیجہ ؓ نے کہا کہ آپ سب سے پہلے مجھ کو ایمان کی راہ بتائیے تاکہ میں ایمان لاؤں۔ پھر یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ ؓ کو ایمان کی تلقین فرمائی اس طرح وہ ایمان لائیں اور مسلمان ہوئیں اور اس وقت حضرت علی ابن ابی طالب ؓ کی عمر سات برس کی تھی تمام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے جب دیکھا رسول خدا اور خدیجہ ؓ کو نماز پڑھتے لگے یہ کیا کام کرتے ہیں اور اس طرح کس کی عبادت کرتے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا م خدائے عزوجل کی عبادت کرتے ہیں علی ابن ابی طالب ؓ نے کہا تمہارا کون سا خدا ہے آنحضرت صلی یہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے کہ جس کے دست قدرت میں تمام زمین آسمان اور سارا جہان ر اس نے مجھ کو جملہ خلائق پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو ایمان باللہ کی طرف بلاؤں اور گوں کی ہدایت کروں اور میں تم کو بھی کہتا ہوں کہ تم بھی اس راہ خدا پر آؤ اور اپنے باپ دادا کی و چھوڑ دو یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں بے اجازت اپنے باپ کے کوئی بھی کام نہیں کرتا ہوں اس میں اپنے باپ سے پوچھوں گا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا کہ خبردار یہ بات سوا چچا ب کے اور کوئی نہ سننے پاوے تب علی ابن ابی طالب ؓ حضرت خدیجہ ؓ کے گھر سے نکل آئے اور اپنے

دل میں سوچا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایمان بخشے اور راہ نجات کی دیوے وہ کیوں دین اسلام سے پھرے اور کیوں اپنے باپ سے اس بارے میں صلاح پوچھے پس یہ سمجھ کر وہیں سے پھرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فوراً ہی آپ پر ایمان لے آئے اور پھر نماز بھی ادا کی اس طرح حضرت خدیجہؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دین اسلام سے مشرف ہوئے۔

ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ آپ تمام رات آرام نہیں فرماتے تھے اور دل میں یہ خیال فرماتے رہتے تھے کہ کہیں راز کسی اور پر نہ ظاہر ہو جائے ایک دن آپ کے خیال مبارک میں آیا کہ ابو بکر مرد بزرگ اور عقلمند ہیں اور مجھ سے کافی دوستی بھی رکھتے ہیں ان سے جا کر یہ راز کی بات کہوں اور پھر ان سے صلاح کروں دیکھوں وہ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں چنانچہ فجر کی نماز کے بعد ان کے پاس جانے کا مقصد مصمم کیا ادھر حسن اتفاق سے ابو بکر صدیقؓ بھی مرضی الٰہی سے اسی شب میں متردد رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم لوگ یا ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں ہم اس میں کچھ فائدہ متصور نہیں کرتے کیونکہ بتوں سے نہ کچھ خیر ہے اور نہ کچھ شر یہ تو محض فضول اور لایعنی شے ہے کاش اگر کوئی ہو اور راہ ہدایت کی بتاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا اور میں اس وقت اس آفت سے بچتا اور دل میں یہ خیال بھی آ کہ محمد ﷺ امین برادر زادہ ابو طالب ہیں وہ مرد عاقل و دانا ہیں اور ہماری ان سے جانی محبت و الفت اور وہ بت پرستی بھی نہیں کرتے ہیں صبح ان کے پاس جانا چاہیے ممکن ہے کہ وہ ہم کو راہ خدا بتا دیں ا ادھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے پاس آنے کا عزم کیا تھا ابو بکر کے پاس جاویں اور اپنا ر بیان کریں اتفاقاً راہ میں دونوں حضرات کی اچانک ملاقات ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو صدیقؓ سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس آتا تھا تا کہ آپ سے کچھ مشورہ کروں اور ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کے پاس آتا تھا تا کہ آپ کی خدمت اقدس حاضر ہو کر مشرف ہوں اور کچھ راہ دین معلوم کروں یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات ہے حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ آپ ہی فرمائیں کیا بات ہے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نزول جبرائیلؑ کی اور ان کا وحی لانا خدا کے پاس سے اور حقیقت خواب کی سب کچھ ابو بکر سے بیان فر سنتے ہی ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا ہے آپ کو پیغمبر بنا کر ہمارے لوگوں میں بھیجا ہے۔ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فوراً ہی ایمان باللہ راہ بتائیے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیقؓ کو راہ ہدایت بتائی اور وہ فوراً ہی ا وایمان سے مشرف ہو گئے انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کسی کو ایمان کی دعوت دیتا تھا وہ فی الفور ہی انکار کر دیتا تھا لیکن ا

صدیقؓ نے انکار نہیں کیا اور فوراً ہی مشرف باسلام ہو گئے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ایمان لائیں اور لڑکوں میں حضرت علی ابن ابی طالب ایمان لائے اور نوجوانوں میں سب سے پہلے حضرت بلال حبشیؓ ایمان لائے تھے اور آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثؓ ایمان لائے تھے اور یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے کیونکہ یہ مرتبہ اور کسی صحابی کو میسر نہ ہوا۔ پھر اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت سعدؓ ابن وقاص اور حضرت ابی عبیدہؓ ابن الجراح اور حضرت عبداللہؓ ابن مسعود اور سعیدؓ ابن زید رضی اللہ عنہم ایمان لائے تقریباً انتالیس آدمی ایمان لائے تھے لیکن پھر بھی اپنا دین پوشیدہ رکھتے اور نماز خفیہ پڑھتے تھے ایک دن کوہ حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کی دعوت کی اور ان کو راہ ہدایت کی طرف توجہ دلائی لیکن اس کے جواب میں ابو طالب نے کہا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑوں گا۔ ہاں تم کو جو کچھ خدا نے فرمایا ہے تم اس پر قائم رہو اور میں ہمیشہ تمہارا پشت پناہ رہوں گا اور کوئی ایذا نہ دے سکے گا۔ ابو جہل کو جب خبر اسلام کی پہنچی تو وہ مردود کہنے لگا کہ میں اگر ایسا جانتا کہ لوگ محمد ابن عبداللہؐ پر ایمان لاویں گے تو میں ان کا سر پتھر سے کچلتا اور اگر محمد ابن عبداللہ مسجد میں سوائے ہبل کے اور کسی کو سجدہ کرے گا تو اس کا سر پتھر سے میں کچلوں گا کہ مغز بھی اس کا باہر نکل پڑے گا۔

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ میں کافروں نے تین سو ساٹھ بت پوجنے کے واسطے رکھے تھے اور سب سے بڑا بت ہبل کا تھا اور لات اور منات دوسری جگہ پر رکھے ہوئے تھے اور جب اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کی بات سنی تو بہت زیادہ برہم ہوئے اور اس کی پاداش میں بہت ظلم کیے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی بھی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو بہت ستایا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دی یہاں تک کہ اہل بیت کو مع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان شعب کا محاصرہ کیا اور اس محاصرہ میں تقریباً تین برس رہے پھر محاصرہ سے باہر تشریف لائے اور ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں مشغول تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت محمد صلی اللہ وسلم کی گردان مبارک پر کپڑا ڈالا اور دونوں کنارے اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے کھینچنے لگا پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر چھڑایا۔ اور ایک روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ابو جہل لعین نے آکر مٹی کی ٹوکری سر مبارک پر ڈال دی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھایا رسول اللہ کوئی دن جنگ احد سے زیادہ تکلیف ہوئی ہے جس روز آپ کے دشمنوں نے آپ کے دندان مبارک شہید کیے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اک دن میں کافروں کی جماعت کو ہدایت

کرتا تھا اور انہوں نے میری تصدیق نہ کی اور مجھ کو کئی قسم کی ایذا دی اور مجھ پر ظلم کیا یہاں تک کہ پاؤں کی تلوے تک میرے خون سے تر ہو گئے اس حالت میں میں نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی چنانچہ دربار الٰہی سے ایک فرشتہ جو پہاڑوں پر مؤکل ہے، سن نے آکر مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کی آزردگی موجب ملال ہے تمام فرشتوں کے لئے اگر آپ مجھ کو حکم فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کو بحکم الٰہی جو کہ مکہ کے گرد میں واقع ہیں ملا دوں اور تمام زمین مکہ کی اٹھا کر الٹ پلٹ کردوں کہ اس کی پہچان بھی نہ ہو سکے آپ کا جو حکم ہو میں بجالاؤں تب میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے نہ کہ کسی قوم کے ہلاک کرنے کے واسطے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ ترجمہ نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمد صلعم مگر واسطے رحمت عالمین کے۔

ایک روایت ہے کہ جب ترقی اسلام کی مکہ کے کافروں نے دیکھی عتبہ بن ربیعہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا عتبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی کہ اے میرے بھتیجے محمد ابن عبداللہ تم حسب نسب میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہو پھر بھی تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے کہ اس سے اپنے ماں باپ کا کفر لازم آتا ہے اور آباؤ اجداد پر طعنہ ہوتا ہے اور پھر لوگ کہتے ہیں کہ ایک کاہن قریش میں ظاہر ہوا ہے اور ہم کو ہر طرح سے طعن کرتے ہیں اگر بسبب شہوت کے آپ یہ باتیں کرتے ہیں تو جس عورت کی قریش میں سے خواہش ہو اس کے ساتھ تمہارا نکاح کردوں اور اگر آپ کو مال حاصل کرنے کی تمنا ہے تو مال دونگا کہ آپ بہت اچھے تونگر ہو جائیں گے اور اگر آپ کو حاجت ملکی کی نہ ہو اور حاکم بننا چاہتے ہو تو آپ کو ملک کا ولی بنا دوں گا اور اگر خلل یہ دماغ ہو تو آپ کے واسطے طبیب حاذق مقرر کردوں گا تا کہ آپ کا صحیح طور پر علاج ہو جائے یہ باتیں عتبہ ابن ربیعہ کی سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ ترجمہ: اتاری ہوئی بخشنے والے مہربان کی طرف سے کتاب ہے کہ جدا جدا کی گئیں آیتیں اس قرآن عربی کے واسطے اس قوم کے جو عقلمند ہیں پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ: فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ۔ ترجمہ: پس اگر وہ منہ پھیریں پس تو کہہ میں نے خبر سنادی تم کو عذاب آسمان سے مانند عذاب قوم عاد کے اور قوم ثمود کی پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ سوا اس کے اور کچھ یاد نہیں آتا ناچار ہو کر عتبہ بن ربیعہ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک بڑا کلام محمد ابن عبداللہ سے سنا کہ وہ کبھی کسی سے نہیں سنا۔ بس اب ان کی اصلاح یہی ممکن ہے کہ ان کو ایذا دینے میں کوشش نہ کریں اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو اگر ان سے تم لڑنا چاہتے ہو تو بے فائدہ ہوگا کیونکہ اگر تم ان پر غالب ہو گئے تو کوئی چیز بھی تمہارے ہاتھ نہ آوے گی اور اگر وہ تم پر غالب

ہوئے تو جو ملک تمہارا ہے وہ ان کے ہاتھ آجائے گا پس عتبہ بن ربیعہ سے یہ سن کر مشرکوں نے کہا کہ شائد تجھ کو اس نے جادو کیا ہے اسی وجہ سے تو اس کی طرفداری کرتا ہے عتبہ بن ربیعہ نے کہ جو میری عقل میں آیا وہ میں نے تمہارے سامنے کہہ دیا آگے تم لوگ مختار ہو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ قریش کے حق میں کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا نہیں کی مگر ایک دن قریب مکہ معظمہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے ابو جہل لعین نے نجاست کی ٹوکری عقبہ بن معیط کے ہاتھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر بحالت سجدے میں ڈلوا دی۔ بعد فارغ ہونے نماز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ملعونوں کے واسطے بددعا فرمائی جس کا نتیجہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ان کفاروں کو بدر کی لڑائی میں دیکھا کہ ان کی حالت بری ہوئی یہاں تک کہ لوگ ان کے بال پکڑ کر زمین پر کھینچتے ہوئے کنوئیں میں ڈالتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جس وقت انیس 19 صحابہ مشرف با اسلام ہوئے تب ابوبکر صدیقؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی یا رسول اللہ کیوں ہم اب اسلام کو چھپائیں اور اب بہتر ہے کہ علی الاعلان عبادت الٰہی کریں اور لوگوں کو دعوت اسلام دیں پھر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کہنے سے مسجد الحرام میں جا بیٹھے اور ابوبکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس وقت مشرکین اور عتبہ نے مل کر ابوبکر صدیقؓ کے بازو مبارک پر سخت ضرب پہنچائی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ بے ہوش ہو گئے اور پھر بنی تیم ان کو وہاں سے اٹھا کر گھر میں لائے اور ساری رات بیقرار رہے جب تھوڑا سا ہوش آیا پھر رسول خدا کے پاس تشریف لائے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اے ابوبکر تم نے بہت تکلیف و رنج محبت میں اٹھایا یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ جو برضائے خدا و رسول مقبول مجھ پر گزرے میں اس سے ناراض نہیں ہوں بلکہ بخوشی راضی و صابر ہوں اور راحت عقبیٰ کی تمنا ہر وقت دل میں موجزن ہے مگر ہاں عتبہ سے مجھ کو درد و رنج بہت پہنچا کیونکہ ضرب شدید کی وجہ سے میرے تمام اعضاء جسم میں درد پیدا ہو گیا ہے جس کو دیکھ کر دین کے دشمن ہنستے ہیں یہ سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تمام اعضاء پر پھیرا اسی وقت درد اور صدمے سے صحت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پانچوں برس عمر فاروق ابن خطابؓ ایمان لائے اور ان کے سبب اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوت اور شجاعت میں اور جوانمردی اور حشمت میں عرب کے درمیان مشہور و معروف تھے اور تمام عرب ان سے ڈرتے تھے جب حضرت امیر حمزہؓ ایمان لائے تب ابو جہل نے ولید بن مغیرہؓ اور ابو سفیان اور ابو لہب اور حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کے باپ وغیرہ سرداران قریش کو بلا کر کہا کہ اے قریش کے سردار و امیر حمزہ محمد ابن عبداللہ پر ایمان لا کر کیا کیا بیہودہ اور خرافات باتیں کرتا ہے ایسی کسی نے نہیں کیں اور نہ کسی سے ایسی باتیں سنی یہ سن کر ابولہب نے کہا کہ اے ابوالحکم میری بات سنو پہلی بات تو یہ ہے کہ محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹ لو بعد اس کے یاروں کا تدراک کیا جاوے گا ابو جہل نے یہ بات سن کر کہا قسم ہے مجھ کو لات و عزیٰ کی کہ جو کوئی محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹ کر لائے گا میں اس کو ایک شتر کا بوجھ سونے اور چاندی اور دس غلام اور لونڈی دوں گا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کام تو میرا ہے ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ دیکھو محمد ابن عبداللہ کی تائید میں تمام بنی ہاشم ہیں یہ کام کیونکر ہو سکتا ہے یہ سن کر عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر بنی ہاشم ان کی تائید میں آویں گے تو ان کو بھی اسی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر تلوار لٹکا کر چلے اتفاقاً اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا اے عمرؓ کہاں جاتے ہو کہا کہ میں اس وقت محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹنے کو جا رہا ہوں یہ بات سن کر اس اعرابی نے کہا کہ اے عمرؓ حمزہ کے ہاتھ سے کیسے خلاصی پاؤ گے وہ تو محمد ابن عبداللہ پر ایمان لا چکے ہیں یہ بات سن کر عمرؓ بولے اگر وہ محمد ابن عبداللہ کی تائید میں ہیں تو میں اس کا بھی سر کاٹوں گا پھر اعرابی بولا اے عمرؓ کیا تم اپنے گھر کی بھی خبر رکھتے ہو بولے نہیں اس نے کہا تیری بہن فاطمہ اپنے خاوند کے ساتھ محمد ابن عبداللہ پر ایمان لا چکی ہے اور تیرا داماد سعید بھی ایمان لایا ہے عمرؓ نے کہا کہ ان کی اسلامیت کیونکر معلوم ہو گی کہنے لگے اگر ان کو کھانے کے وقت اپنے یہاں بلاؤں گا تو وہ نہ آئیں گے اس طرح سے معلوم ہو جائے گا وہ ایمان لائے ہیں۔ پس عمرؓ یہ بات سن کر اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑے راہ میں پھر ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اے عمرؓ تو کہاں جاتا ہے بولے میں محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹنے جا رہا ہوں اعرابی بولا بھلا ایک بات تو سن کہ جو تیرے سامنے بکری ہے تو اس کو پکڑ تب معلوم ہو گی تیری شجاعت پس عمرؓ اس بکری کے پیچھے اس قدر دوڑے کہ تمام بدن میں پسینہ آ گیا آخر عاجز ہو گئے لیکن بکری نہ پکڑ سکے اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوئے پھر اعرابی نے کہا اے عمرؓ بکری کو تو تو پکڑ نہ سکا اور وہ محمد ابن عبداللہ تو شیر خدا ہے ان کو تو کیونکر پکڑے گا۔

پس عمرؓ وہاں سے خجالت پا کر غصہ ہو کر اپنی بہن کی طرف چلے اور وہاں جا کر یہ کہا کہ اے بہن مجھ کو بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے واسطے لاؤ تب ان کی بہن نے جلدی سے کھانا تیار کر کے ان کو لا کر دیا اور عمرؓ نے کھاتے وقت اپنی بہن کو اسی دستر خوان پر کھانا کھانے کو بلایا اس نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا پھر عمرؓ نے جانا کہ یہ مسلمان ہو چکی ہے پس اسی وقت بال اپنی بن کے پکڑ کر چاہا کہ سر اس کا اس کے تن سے جدا کروں تب زید نے جو ان کے شوہر تھے عمرؓ کے ہاتھ سے چھڑایا اور پھر کچھ حیلہ کر کے غصہ انکا ٹھنڈا کیا اور پھر اطمینان سے ان کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو عمرؓ سو گئے اور ان کی بہن سورہ طٰہٰ

پڑھنے لگی جب وہ اس آیت پر پہنچی لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى۔ ترجمہ: اللہ کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور جو دونوں کے درمیاں ہے اور جو تحت الثریٰ میں ہے جب اس آیت کا مطلب عمرؓ کے کان میں پہنچا تو دل عمرؓ کا اسلام کی طرف مائل ہوا اور پھر وہ اپنے بستر سے اٹھ کر اپنی بہن فاطمہ کے پاس گئے اور کہنے لگے تم کیا پڑھتی ہو وہ بولیں کہ میں کلام اللہ پڑھتی ہوں جو محمد بن عبداللہ پر نازل ہوا ہے اس جگہ بعض نے کہا ہے کہ عمرؓ کے ڈر کے مارے اس کاغذ کو جس پر کلام اللہ لکھا ہوا تھا تنور کے اندر ڈال دیا مگر وہ خدا کے فضل سے نہ جلا عمرؓ نے کہا کہ وہ لاؤ کہاں ہے یعنی تم اس کاغذ کو لاؤ جس پر وہ کلام اللہ لکھا ہوا ہے کیونکہ میں بھی اس کو پڑھوں گا تب ان کی بہن فاطمہ نے کہا قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ترجمہ: جو کوئی مشرک ہے وہ نجس ہے اور ناپاک ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنا چاہتے ہو تو پاک صاف ہو کر باطہارت پڑھو کیونکہ اس کو چھونا بغیر پاکی کے درست نہیں۔

پھر اسی وقت عمرؓ نہا دھو کر پاک باطہارت ہو کر ہاتھ میں اس سورت کو لے کر پڑھنے لگے اور پھر اس کے معنی و مطالب دریافت کر کے رونے لگے اور پھر ان کی اسلام کی طرف خواہش ہوئی پھر سو رہے جب فجر ہوئی ابو جہل وغیرہ مشرکوں کی بات یاد پڑی تلوار لٹکا کر دوبارہ وہ کار موعودہ کے لئے روانہ ہوئے پھر اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی وہ اعرابی بولا اے عمرؓ تو کہاں جاتا ہے بولے کہ میں محمد ابن عبداللہ کا سر لانے کو جاتا ہوں وہ بولا کہ محمد کہاں ہیں تو جانتا ہے وہ امیر حمزہ کے پاس ہیں پھر وہاں سے امیر حمزہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا اے جبرائیلؑ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر کہو عمرؓ تیری طرف آتا ہے تم اس سے مت ڈرنا بلکہ تم اس کو اسلام کی دعوت دینا جب وہ تمہارے پاس آوے تو تم نبوت کی قوت سے اس کا پنجہ پکڑو جب تک وہ ایمان نہ لاوے اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انتالیس آدمی تھے عمرؓ امیر حمزہؓ کے دروازے پر آئے اور دستک دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ میں عمر بیٹا خطاب کا ہوں بمجرد استماع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر دروازہ کھول دیا جب عمرؓ نے اپنا پاؤں دروازے کے اندر رکھا تو حسب تعلیم جبرائیل علیہ السلام کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی قوت سے اس وقت عمرؓ کا پنجہ پکڑ کر دبایا اور تکبیر پڑھ کر دعوت اسلام دی عمرؓ اسی وقت ایمان لائے اور کہا یا رسول اللہ لعنت خدا کی اس پر ہے جو درپے ایذا آپ کے رہے پس رسول خداؐ نے کلمہ شہادت عمرؓ کو تلقین کیا اور عمرؓ دین اسلام سے مشرف ہوئے۔

اس وقت رب جلیل کی جناب سے حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے قولہ تعالیٰ

يَآيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفایت ہے تجھ کو اور ان لوگوں کو جتنے تجھ پر ایمان لائے ہیں کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی اور اس وقت نبی کریم نے فرمایا اے عمرؓ تو جس جگہ خواہش کرے گا غالب ہو گا حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ دعوت اسلام سب کو دینا چاہیے اور اپنے اصحاب کو فرمائیے کہ وہ کوچہ وبازار میں جاکر دعوت اسلام لوگوں کو علی الاعلان دیں اور اگر کوئی شخص اس میں کوئی بات ناشائستہ کہے تو اس کو پکڑ لاویں اور میں خود بھی تمام قریشیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں یہ کہہ کر سب کو حضرت عمرؓ نے جمع کر کے کہا اے معشر قریش اب میں اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور حلقہ محمدی میں پہنچ چکا ہوں اب اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کھڑا ہو گا تو میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا اے ابو جہل دین محمدی حق ہے اور دین تم سب کا باطل پرستی بالکل جھوٹ ہے۔

یہ سن کر ابو جہل نے اور خطاب نے کہا اے بیٹا کیا تو دیوانہ ہوا ہے یا محمد صلعم کے جادو نے تجھ پر اثر کیا ہے جو تو ہمارے معبودوں کی تکذیب کرتا ہے اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا حضرت عمرؓ نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑو اور خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور سچے مسلمان ہو جاؤ خطاب نے ان باتوں سے طیش میں آکر کہا اے عمرؓ تو بیہودہ باتیں جو کرتا ہے اس کے سبب آج تیری شامت آئی ہے اور موت تیری قریب آگئی ہے جو تو ایسی ویسی باتیں کرتا ہے جب عمرؓ نے وہیں شمشیر میان سے نکالی تو یہ دیکھ کر ابو جہل بھاگا اور خطاب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے لیکن حضرت عمرؓ نے وہیں اس کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا یعنی آپ نے باپ کا سر کاٹ لیا جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمرؓ کے رعب سے مکہ کے گردونواح میں اور دیگر ملکوں میں اور جملہ کفاروں میں زلزلہ آگیا لیکن تمام مسلمان نہایت خوش و خرم رہے جس دن یہ واقعہ ہوا اس روز طائف اور مکے میں کوئی باقی نہ رہا کہ دعوت اسلام اس تک نہ پہنچی ہو نماز اور اذان جا بجا آشکار ہوئی جماعت باقاعدہ ہونے لگی اور ادھر حضرت عثمانؓ بن عفان بھی ایمان لے آئے اور پورے طور پر اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد دس برس تک اپنی قوم کو دعوت اسلام دی جب دیکھا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناامید ہو کر غیر قوموں کی ہدایت کی طرف مشغول ہو گئے اور مکہ سے طائف کی تشریف لے گئے وہاں جاکر راہ خدا کی طرف ہدایت و تلقین کرنے لگے وہاں کے سردار تین آدمی تھے وہ کوئی ایمان نہ لائے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کی اور پھر اپنے شہر سے نکال بھی دیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار اعکاظہ میں تشریف لائے اور اثناء راہ میں مقام نخالہ میں منزل کی جب رات ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو لے کر نماز میں مشغول ہوئے اور قرآت جہر سے پڑھنے لگے

[illegible] عرصے میں نو شخص قوم جن نصیبین سے کہ وہ فرشتہ نہ ہو شیطان سے کہ عمدہ ترین قبائل جنوں میں [illegible] ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ ان کا سیر کرنا اس واسطے تھا کہ جب رسالت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اسی وقت سے جنوں کا آسمان پر جانا موقوف ہوا جب کبھی [illegible] جانے کا قصد کرتے شعلہ آتش ان پر گرنا شروع ہو جاتا اسی واسطے تمام جنوں نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ [illegible] ورہ کیا کہ دیکھو اور تلاش کرو مشرق سے مغرب تک دنیا میں کون ایسا شخص پیدا ہوا ہے کہ اس کے [illegible] سے ہم سب کا آسمان پر جانا موقوف ہوا تاکہ ہم اس کا تدراک بخوبی کر سکیں۔

پھر تمام جن تہامہ کی طرف چلے جب مقام نخلہ میں پہنچے تو وہاں آنحضرت کی زبان مبارک سے کلام [illegible] سنا تو پھر کہنے لگے کہ ہم سب کا آسمان پر نہ جانے کا سبب یہی ہے کیونکہ کوئی اس کلام کو چرا کر نہ لے [illegible] اور پھر وہ بے نقصان پہنچا دے اس کے بعد تمام قرآت قرآن مجید کی سن کر تمام جنات آنحضرت [illegible] اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان لائے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ تم سب اپنی [illegible] کو جاکر اس کی خبر کرو تب انہوں نے اپنی قوم کو جاکر اس کی خبر کی تب جنوں سے وہ جن جن کا نام ردلیعہ [illegible] عموده جو ان کے سردار تھے اور مزید نوے جنات کے ہمراہ شہر نصیبین سے اور شہر نینوا سے گروہ گروہ ہو [illegible] روانہ ہوئے تاکہ وہ آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اور قرآن مجید بھی سنیں ادھر سابق [illegible] ان نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی کہ جنات آپ کو دیکھنے کے لئے اور کلام الٰہی سننے [illegible] لیے سب منتظر فرمان واجب الاذان ہیں جس وقت اور جس مکان میں حکم ہو وہ سب اس جگہ حاضر [illegible] تب جنات سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہر کے باہر شب کے وقت شعب الجحون [illegible] نواح میں جو کہ متصل مکہ معظمہ کے ہے جمع ہوں تاکہ اہل شہر کو ڈر اور ہیبت نہ ہو پھر رسول خدا صلی [illegible] علیہ وسلم بعد نماز عشاء کے عبداللہ بن مسعودؓ کو ہمراہ لے کر وہاں جاکر دیکھتے ہیں کہ جنات نے مارے [illegible] یاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے لئے بہت بڑا ہجوم کیا ہوا ہے پس حضور صلی اللہ علیہ [illegible] م نے عبداللہ بن مسعودؓ کو باہر شعب الجحون کے کھڑا کیا اور ایک دائرہ چہار طرف عبداللہ ابن [illegible] ودؓ کے کھینچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار تم اس دائرے سے باہر مت جانا ممکن [illegible] کہ جنات تم کو تکلیف دیویں پس عبداللہ ابن مسعودؓ اس دائرے کے اندر رہے اور دیکھتے تھے کہ تمام [illegible] ت کی شکل مثل وحوش مختلف ہے ان میں سے کسی کی شکل مثل گدھے کے ہے اور کسی کی گرگٹ کے [illegible] قل بصرہ کے ہیں اور کسی کا سر اور پاؤں ننگا اور ستر عورت کا ایک کپڑے سے چھپا ہوا ہے اور کسی کے [illegible] کا سیاہ رنگ ہے اور بعض ان کے اور دوسری شکل و صورت پر ہیں وہ سب کے سب رسول خدا صلی [illegible] علیہ وسلم پر ہجوم لا کر صبح تک حاضر رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات ان کی تعلیم و

تلقین روزہ نماز طہارت وغیرہ احکام میں مشغول رہے اور پھر جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو بطور تبرک کچھ توشہ عنایت فرمائیں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توشہ تو ہم نے تم کو ایسا دیا نسل بعد نسل کے ہمیشہ کام آوے گا انہوں نے کہ اے حضرت وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ جس جگہ ہڈی یا مینگنی اونٹ یا بکری کی یا گوبر گائے بھینس کا گرا ہوا وہی تمہارا توشہ ہے۔

اب جو چیز تم کھاتے ہو اس سے بہتر شیرینی اور لذت اس میں ملے گی اور یہ لذت میری دعا سے پیدا ہوئی ہے اور بعض روایات میں کوئلہ بھی آیا ہے پھر جنات نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تمام آدمی تو ان پر نجاست گراتے ہیں اور ان کو خراب کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لوگوں کو منع کروں گا کہ وہ ان کے چہروں پر نجاست نہ ڈالیں اور خراب نہ کریں اسی وجہ سے استنجا کرنا ہڈی اور سخت گوبر سے اور مینگنی سے اور کوئلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور انہی ایام میں جنوں نے ایک دوسرے کا خون کر ڈالا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حکم الٰہی کے انصاف کیا اور اس میں سب راضی ہو کر اپنی وطن کو چلے گئے۔

پھر اسی طرح دوسری مرتبہ جنات کوہ حرا میں جمع ہوئے سب جزائر میں سے آئے تھے اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما ہوئے اور تمام رات وہاں رہے صبح کے وقت صحابہ نے آگ کی نشانی اور دوسرے اسباب جو جن چھوڑ گئے تھے وہ سب پائے اور یہ تمام واقعات صحیح مسلم میں موجود ہیں بس میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان معراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس برس اور نو مہینے تک پہنچی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور شب معراج میں چوتھی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تاکہ دل مبارک میں قوت پیوست کر دی جائے تاکہ آسمان سے عالم ملکوت کی سیر کر سکیں اور تجلیات الٰہیہ کو دیکھ سکیں اور ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ میں درگاہ الٰہی سے جبرائیلؑ کو یہ حکم ہوا کہ وہ رضوان سے کہیں کہ بہشت کی آرائش کریں اور حور و غلمان سے کہ کہ وہ اپنے تئیں زیب و زینت سے آراستہ کریں اور ملائکہ سے کہو جو کہ قبروں میں عذاب کرنے والے ہیں آج کی شب عذاب قبر سے اپنا ہاتھ اٹھالیں اور مالک داروغہ کو کہو کہ وہ دوزخ کی آگ بجھا دیوے پھر یہ حکم حضرت جبرائیلؑ نے اپنے پروردگار کا لے کر رضوان اور حور و غلمان اور ملائکہ عذاب کو اور مالک

ح کو پہنچا دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں درمیان حطیم کے سو رہا تھا کہ اچانک یلؑ اور میکائیل علیہما السلام نے آکر مجھ کو اٹھایا اور سینے سے ناف تک چیر کر دل میرا نکالا اور ایک نے کی طشت میں آب زم زم سے اس کو دھو کر ایمان و حکمت سے بھرا پھر اس کو اسی مقام پر رکھ دیا۔ ت ہے کہ جبرائیلؑ کو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے جبرائیلؑ مرغزار بہشت سے براق اور ستر فرشتے لے کر مکہ میں جاؤ اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قریشی کو میری درگاہ عالی میں پہنچاؤ۔

حضرت جبرائیلؑ موجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے براق اور ستر ہزار فرشتے لے کر حضرت ام ہانیؓ میں خواہر حضرت علیؓ کی تھیں پہنچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شب کو میں ام کے گھر میں بعد نماز عشاء کے سو رہا تھا کہ جبرائیلؑ نے آکر مجھ کو نیند سے اٹھایا میں نے دیکھا کہ یلؑ اور میکائیلؑ دونوں میرے سرہانے بیٹھے ہیں اور مجھ کو نیند سے اٹھایا اور وہ کہتے تھے کہ اے مقبولؐ اٹھو آج کی شب آپ کی معراج ہے ان کے اٹھانے سے میں اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ مجھ کو زم زم کے کنوئیں کے پاس لے گئے آب زم زم سے وضو کرایا اور دو رکعت نماز پڑھوا کر مسجد کے زے پر لائے تو وہاں میں نے ایک براق کھڑا ہوا دیکھا ایسا کہ وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا اور س کا مانند آدمی کے تھا اور سرین اس کے مانند گھوڑے کے اور پاؤں اس کے مانند شتر کے اور سینہ کا مانند شیر کے اور دونوں پر اس کے مانند پروں کے تھے اور زین اور لگام اس کی یاقوت اور مروارید مرصع جڑاؤ تھی پس سوار ہونے میں میں نے ذرا تامل کیا بس اسی وقت حکم الٰہی پہنچا اے جبرائیل علیہ م میرے حبیب سے پوچھو کہ توقف کرنے کا کیا سبب ہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا اور میری سواری کو براق بھیجا لیکن میں اندیشے میں ہوں کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے گناہوں کے بوجھ گردن پر ے ہوئے قبروں سے باہر نکلیں گے اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کے دن آگے رکھی ہے اور تیس برس کی راہ پل صراط کی دوزخ پر رکھی ہے اور وہ کیونکر طے کر کے منزل مقصود تک پہنچیں گے جناب تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے حبیب میرے کچھ غم نہ کیجئے جس طرح آج میں نے تمہارے لئے براق ہے اسی طرح تمہاری امت کے واسطے ہر ایک قبر پر براق بھیجوں گا اور سب کو براق پر سوار کرا کر پل سے پار اتاروں گا اور اپنی شان کی مطابق تیس ہزار برس کی راہ ایک پل میں طے کرا کر منزل مقصود پہنچاؤں گا جب یہ حکم ہوا تب پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے اور براق کودنے لگا حضرت جبرائیلؑ نے براق سے کہا کہ اے براق تو نہیں جانتا ہے کہ یہ پیغمبر آخر الزمانؐ ہیں یہ ر براق نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے بہت براق اور بھی میرے سوا پیدا کیے ہیں اور وہ سب داغ

محمدی رکھتے ہیں اب عرض میری یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میر
پر سوار ہوں تاکہ قیامت کے دن سب براقوں پر مجھ کو فخر حاصل ہووے پھر آنحضرت صلی اللہ
نے وعدہ فرمایا تب براق نے فخر سے اپنی پیٹھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے حاضر کی پ
صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور داہنے بائیں جبرائیلؑ و میکائیل علیہما السلام مع ستر ہز
کے رکاب میں حاضر تھے مکہ معظمہ اور آب زم زم اور مقام ابراہیمؑ کے پاس جا کر ایک ہی لحظے
المقدس میں پہنچے فرماتے ہیں اثنا راہ میں ایک آواز داہنی طرف سے اور ایک آواز بائیں طرف
اے محمد ﷺ کھڑے رہو تم سے کچھ سوال کروں گا میں نے اس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور وہاں
بڑھا پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنے تئیں زیورات اور لباس سے آراستہ کر کے خوبصورت بن
سامنے آکر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے محمد ﷺ میری طرف دیکھ سو میں نے اس کی طرف نہیر
آگے بڑھا اور جبرائیل علیہ السلام سے میں نے پوچھا وہ آواز داہنی اور بائیں طرف کیسی آواز آ
بڑھیا سنگار کیئے کون کھڑی تھی جبرائیلؑ نے کہا کہ آواز داہنی طرف یہودیوں کی تھی اگر آپ جو
تو سب امت آپ کی یہودی ہو جاتی اور جو آواز کہ بائیں طرف سے آئی تھی وہ نصرانیوں کی تھ
جواب دیتے تو سب امت آپ کی نصرانی ہو جاتی اور وہ بڑھیا سنگار والی دنیا تھی اگر آپ اس
دیکھتے تو سب امت آپ کی غلبۂ دنیا میں ہلاک ہو جاتی اس کے بعد تین پیالے لائے گئے ایک پ
دوسرا شراب کا اور تیسرا دودھ سے بھرا ہوا تھا یہ تینوں پیالے میرے سامنے لائے گئے میں نے دو
پیالے کو اٹھایا اور اس کا سارا دودھ پی گیا اور باقی کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔

یہ دیکھ کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب کیا جو آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھ
دودھ پی لیا اس دودھ سے مراد دین اسلام ہے اور پھر وہاں سے دوسرے مقام میں آ گئے تو حضرت
نے کہا آپ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھئے کیونکہ یہ جگہ طور سینا ہے اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے حضر
سے باتیں کی تھیں تب میں نے اس جگہ اتر کر وہاں دوگانہ نماز پڑھ لی پھر وہاں سے براق پر سوار ہو
چلا تو ایک جگہ نظر آئی پھر جبرائیلؑ نے کہا کہ یہاں پر پھر دو رکعت نماز پڑھیے کیونکہ حضرت
السلام اس جگہ پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر اس جگہ بیت المقدس میں گیا اور تمام ملائکہ نے آسمان سے
کر کہا السلام علیکم یا نبی الآخر اور کہا قولہ تعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَـ
الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ۔ ترجمہ: بہت پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک را
الحرام سے مسجد اقصیٰ کے اندر اور تمام انبیاء وہاں آ کر جمع ہوئے اور پھر سب نے کہا السلام علیکم یا نبی
تمام نبیوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور امامت کرائی اور تمام انبیاء مقتدی ہوئے۔ ایک روا

مکہ معظمہ سے بیت المقدس تین مہینے کی راہ ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو قدم
ں پہنچے یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ کر طرف سے عطا ہوا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد
سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک پتھر سامنے بیت المقدس کے تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مبارک پڑا تو اس پتھر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس جگہ پر ستر ہزار برس ہوئے ہیں کسی کا
ہ پر نہ پڑا آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ ہوا پر معلق رہوں قیامت تک تب آنحضرت صلی اللہ علیہ
نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اور فوراً ہی مستجاب ہوئے چنانچہ اب تک وہ پتھر ہوا پر معلق ہے اس
عجائب غرائب دیکھتے ہوئے براق پر سوار ہو کر اول آسمان کے دروازے پر جا پہنچا اس جگہ جبرائیلؑ
وازے پر دستک دی فرشتوں نے پوچھا تم کون ہو بولے میں جبرائیلؑ ہوں اور میرے ساتھ محمد پیغمبر
ماں ہیں تب فرشتوں نے کہا کہ مرحبا یا رسول اللہؐ اور فوراً دروازہ کھول دیا اور درمیان سے داخل
اور وہاں پر اسماعیلؑ فرشتوں کے سردار موجود تھے وہ اپنے ہمراہ سب فرشتوں کو لے کر ہمارے پاس
ور پھر سب نے ہم سب سے معانقہ کیا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے۔

آدمؑ باغ رضوان سے میرے استقبال کو آئے اور کہا مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھے
ایک مرغ سفید عظیم الشان ہے جسم اس کا سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک پاؤں اس
تک اور دوسرا پاؤں تحت الثریٰ تک ہے اور ایک بازو اس کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور پر
نور سے بنے تھے اور غذا اس کی حمد و ثناء ہے جبرائیل علیہ السلام سے میں نے پوچھا یہ کون مرغ ہے کہا
رغ نہیں ہے ایک فرشتہ ہے بصورت مرغ کے جب رات ہوتی ہے تب اس وقت یہ اپنے پروں
تا ہے اور تسبیح اس کی سبحان الملک القدوس الکبیر المنفال لا الہ الا ھو الحی القیوم اور
تسبیح کی آواز سے دنیا کے مرغ بیدار ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں اور آواز
پھر وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ آدھا جسم اس کا آگ کا اور آدھا جسم برف کا ہے نہ
ف کو جلاوے نہ برف آگ کو بجھاوے اور وہ تسبیح پڑھتا ہے اور داہنے اور بائیں اس کے بہت
ڑے ہیں میں نے پوچھا جبرائیلؑ سے یہ کون فرشتہ ہے وہ بولے کہ یہ مہتر رعد ہے اور دنیا میں پانی
برساتا ہے بس یہی کام اس کا ہے پھر وہاں سے گزر کر لب دریا گیا اور وہاں سے آگے بڑھ کر دیکھا
لوگ زراعت کرتے ہیں وہ اسی وقت بوتے ہیں اور اسی وقت وہ زراعت تیار ہوتی ہے اور اسی
کاٹتے ہیں اور ایک ایک دانے کے بدلے سات سات سو دانے اٹھاتے ہیں پھر جبرائیلؑ سے میں
کہ یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوشش و محنت خدا کی ہے اور لوگوں کی خدمت
کے واسطے کرتے تھے اور محتاج لوگوں کی حاجب برلاتے تھے دل اور زبان سے ہاتھ اور مال سے

خدمت کرتے تھے اس واسطے خدا تعالیٰ نے ان کی روزی میں برکت دی ہے۔ اس کے بعد دیکھا ک
فرشتے آدمیوں کا سر پتھر سے کوٹتے ہیں اور پھر وہ درست ہو جاتا ہے پھر کوٹتے ہیں دم بہ دم اسی طر
ہے میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تارک جماعت پنجگانہ ن
کرنے میں سستی کرتے تھے اور نمازوں کو وقت پر نہیں ادا کرتے تھے اس کے بعد ایک گروہ کو د
فرشتے سب مانند چارپایوں کے ان کو ہانکتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اور نہایت شدید
اور بھوک میں ان کو کانٹے ضریع کے کھلاتے ہیں میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبر
نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان سبھوں نے زکوٰۃ مال اور صدقہ فطرانہ اور قربانی ادا نہیں کی تھی اور ح
فقیر و محتاج کو نہیں دیا اور نہ اس پر رحم کیا۔

پھر کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ مرد اور عورتیں ہیں ان کے سامنے طرح طرح کی نعمتیں رکھی
ہیں اور دوسری طرف گوشت اور مردار رکھا ہوا ہے اور وہ نعمتیں سب چھوڑ کر گوشت مردار نجس ک
ہیں اور نعمت پاکیزہ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں میں انہیں دیکھ کر بڑا ہی متحیر ہوا میں نے جبرائیلؑ سے پو
ہ کون لوگ ہیں کہا سب جورو خصم ہیں مرد اپنی جورو کو چھوڑ کر اور جورو شوہر کو چھوڑ کر حرام کار
بے حیائی کا کام کرتے تھے اور حلال کسب نہیں کھاتے تھے چوری دغابازی اور فریب سے کھاتے تھے ا
ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو آگ کی سولی پر چڑھایا ہے اور وہ سب خوب چلا رہے ہیں میں نے جبرائیل
پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں بولے یہ حال ان سبھوں کا ہے جو سربازار اور راہ میں بیٹھ کر لوگوں پر ہنس
اور لباس اور شکل پر طعن و تشنیع کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے نام خراب کر کے پک
تھے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو انہی کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں میں نے جبرائیل
پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ اپنے بھائی مسلمان کی غیبت و شکوہ اور عیب کرنے وا
حال ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کے آگ کی قینچی سے ہونٹ اور زبان کاٹی جا رہی ہے م
جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیلؑ نے کہا یہ سب بسبب طمع کے بادشاہوں اور امیر
دولتمندوں کی خوشامد کے واسطے جھوٹی بات کیا کرتے تھے اور یہ سب لیڈر اور واعظ ہوتے تھے یہ
دوسروں کو تو حق بات کی نصیحت کرتے تھے لیکن خود بد عمل کرنے کے مرتکب ہوتے تھے اور اپنے
کو بھول جاتے تھے۔

پھر چند آدمیوں کو دیکھا کہ منہ ان کے سیاہ اور آنکھیں ان کی نیلی اور نیچے کا ہونٹ ان کے پا
اور اوپر کا ہونٹ ان کے سر پر ہے اور لہو پیپ اور نجاست ان کے منہ سے بہتی ہے اور گدھوں کی
چلاتے ہیں میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ حال نشہ پینے والوں

پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان ان کی پیچھے کی طرف کھینچ کر نکالی ہے اور شکل ان کی مانند سور کے
ہ آگ کے عذاب میں گرفتار ہیں میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیلؑ نے کہا
ی گواہی دینے والے ہیں اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ پیٹ ان کا پھولا ہوا مانند گنبد کے اور رنگ ان کا
اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں اور گردنوں میں طوق آتشی ہے اور سانپ بچھو ان کے پیٹ کے اندر سے
آتے ہیں اور جب وہ اٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں اور آتش کے اندر جلتے
جبرائیلؑ نے کہا یہ حال سود اور رشوت خوروں کا ہے۔

پھر اس کے بعد ایک گروہ عورتوں کا دیکھا ان کے منہ سیاہ اور آنکھیں نیلی پیلی اور آتشی کپڑے پہنے
اور فرشتے ان کو آگ کے گرزوں سے مارتے ہیں اور وہ مانند کتیوں کے چلاتی ہیں میں نے جبرائیلؑ
پوچھا یہ کن لوگوں کا حال ہے جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں کہ جو اپنے شوہروں کی نافرمان
ں اور اپنے شوہروں کو قطعی ناخوش رکھتی تھیں اور بے حکم شوہروں کے ادھر ادھر پھرتی رہتی تھیں
اللہ تعالیٰ اور رسولِ خداؐ کے حکم کے خلاف کام کیا کرتی تھیں پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ الٹے ہوا میں
ہوئے ہیں اور فرشتے بد شکل آگ کے گرزوں سے ان کو مارتے ہیں میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ
ن لوگ ہیں جبرائیلؑ نے کہا یہ حال منافقوں کا ہے پھر اس کے بعد ایک فرقہ دیکھا کہ وہ آگ کے جنگل
قید ہے اور آگ ان کو سختی سے جلاتی ہی اور تمام بدن میں زخم مانند جذام کے ہیں میں نے جبرائیلؑ
پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیلؑ نے کہا کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی
اور کھانے پینے اور رہنے کے مکان کے واسطے ان کو تکلیف دی اور اپنی ماں باپ سے بے ادبی کرتے
ناشائستہ گفتگو کرتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر ایک میدان بہت بڑا دیکھا کہ اس سے مشک و
ی خوشبو اور اس کے ساتھ ایک آواز بھی آتی تھی اس مضمون کی یاالٰہی جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے
ا کر میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ بوئے خوشبو اور آواز کہاں سے آتی ہے تو جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ
بو اور آواز بہشت کی ہے نعمتیں اور میوے رنگ برنگ اور مکان سونے چاندی اور یاقوت اور
ارید وغیرہ سے اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھے ہیں اور اس کی آواز کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاوے گا اور بحکم قرآن و حدیث کے چلے گا اور شرک اور
ت سے دور رہے گا تو میں اس شخص کو تجھ میں داخل کروں گا اور بہشت کہتی ہے۔ کہ یا الٰہی میں راضی
ں۔

اس کے بعد پھر ایک میدان میں گھسے اس میں سے بدبو اور آواز گریہ کی آئی حضرت جبرائیلؑ نے
ا کہ یہ بدبو دوزخ کی ہے اور وہ زنجیر آواز طوق اور سانپ بچھو وغیرہ کی ہے اور دوزخ فریاد کرتی ہے یا

الٰہی وعدہ میرا پورا کر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی شخص شرک اور کفر اور بدعت کرے گا اور صحیح طور پر میری پرستش نہیں کرے گا اور میرے رسول کی تکذیب کرے گا اس کو میں تیرے حوالے کر دوں گا اور دوزخ کہتی ہے کہ یا الٰہی میں راضی ہوں پھر وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے پر گئے اور دروازے پر جبرائیلؑ نے دستک دی ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو کہا کہ میں جبرائیلؑ ہوں اور میرے ساتھ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی وقت فرشتوں نے دروازہ کھولا اور نہایت تعظیم و تکریم سے لے گئے ان فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں تمام فرشتوں نے آکر السلام علیکم کہا اور پھر مجھ سے آکر معانقہ کیا اور سب کے سب کہنے لگے کہ مرحبا یا رسول اللہؐ آپ کی تشریف آوری سے آسمان روشن ہو گیا پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہاں حضرت یحییٰ پیغمبر اور حضرت عیسیٰ روح اللہؑ نے آکر با تعظیم و تکریم السلام علیکم کہا اور پھر کہنے لگے مرحبا یا اخی الصالح و نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ مہیب شکل ہے اور اس کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں یہ دیکھ کر میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ مہتر قاسم ہے کہ اس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی ہے جو حق تعالیٰ نے اس کے سپرد کی ہے اور ہر روز اور ہر وقت جس قدر اللہ تعالیٰ نے اندازہ کیا ہے اسی قدر اس شخص کو پہنچاتا ہے پھر وہاں سے تیسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے وہاں مہتر مائیلؑ جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے آکر السلام علیکم مرحبا یا رسول اللہؐ کہہ کر معانقہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر کر مجھ سے ملاقات کی اور سلام کی تعظیم دی اور پھر کہنے لگے مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں سے چوتھے آسمان پر گئے اور وہاں پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آتے ہی السلام علیکم پیش کیا اور پھر کہا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہیبت ناک اور ہر دو طرف اس کے فرشتے کھڑے ہیں اور چار چار منہ ان کے تھے اور داہنا ہاتھ ان کا مغرب میں بایاں ہاتھ ان کا مشرق میں ہے اور آسمان و زمین ان کے دونوں پاؤں کے ٹخنے پر ہیں اور سامنے ان کے لئے ایک تخت عظیم ہے حضرت جبرائیلؑ سے میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کہا یا رسول اللہ یہ مہتر عزرائیلؑ ہیں تب میں ان کے سامنے گیا اور کہا السلام علیکم یا ملک الموت انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا اسی وقت حکم ہوا کہ اے عزرائیلؑ جواب سوال کا میرے حبیب کو دے اور جو کچھ وہ تجھ سے پوچھے اس کو بخوبی دینا۔ تب اس وقت عزرائیلؑ نے اپنا سر اٹھا کر کہا وعلیکم السلام یا حبیب اللہ اور پھر مجھ سے نہایت شوق و جذبہ سے معانقہ کیا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پھر کہا کہ یا حبیب اللہؐ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جب ہی سے خلق اللہ کے بہت کام میرے سپرد کئے ہیں ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ میں کسی سے بات کروں اور آج مجھ

ہوا ہے اللہ کا اس واسطے میں بات کرتا ہوں میں نے کہا اے عزرائیلؑ تم روحوں کو کس طرح قبض تے ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے یہ جو درخت ہے اس کے پتوں کے کے موافق خلائق ہیں اور ہر ایک کا نام ہر ہر پتے پر لکھا ہوا ہے جب موت قریب ہوتی ہے چالیس روز اس پتے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور جس روز موت واقع ہوتی ہے اس روز یہ پتہ درخت سے نیچے ہے اور میں اس پتے پر نگاہ رکھتا ہوں اگر وہ بندہ اہل رحمت ہے تو داہنی طرف کے ملائکہ رحمت کو ہوں اور اگر وہ بندہ بد اور لعنتی ہے تو بائیں طرف کے ملائکہ عذاب کو بھیجتا ہوں۔

پھر میں نے پوچھا اے عزرائیلؑ حقیقت روح کیا ہے بیان کرو یعنی وہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا یا ل اللہؐ میں نہیں جانتا کہ روح کیا چیز ہے لیکن وقت قبض کے ایک بوجھ سا میری ہتھیلی پر معلوم ہوتا پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے چار منہ ہونے کی کیا وجہ ہے کہا یا رسول اللہ سامنے کا منہ جو نور سے ہے ے مومنوں کی روح قبض کرتا ہوں اور داہنی طرف کا منہ جو غصہ سے ہے اس سے جان گناہ گاروں کی کرتا ہوں اور بائیں طرف کا منہ جو قہر سے ہے اس سے منافقوں کی روح قبض کرتا ہوں اور پیچھے کا دوزخ کی آگ سے ہے اس سے جان مشرکوں اور کافروں کی قبض کرتا ہوں پھر کہا یا رسول اللہ صلی لیہ وسلم آپ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اس دن سے حق تعالیٰ کا مجھ پر یوں ہوا ہے کہ جان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانی سے نکالو جیسے بچہ سوتی ماں سے پستان کھینچ کر پیتا ہے اور اس سے ماں کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا میں یہ سن کر سجدہ شکر بجا لایا پھر اے عزرائیلؑ کبھی تم کو اس کرسی سے اٹھنے کی نوبت پہنچی یا نہیں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ اٹھنے کی نوبت پہنچی پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کے لئے مٹی لانے کو اور پھر ری مرتبہ حضرت آدمؑ کی روح قبض کرنے کو اور تیسری مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی روح قبض کرنے کو پھر نے پوچھا اے عزرائیلؑ تم نے روح قبض کرتے وقت کبھی کسی پر رحم کیا ہے یا نہیں کہا یا رسول اللہ اللہ علیہ وسلم دو شخصوں کے واسطے میں نے بہت غم کھایا پہلی مرتبہ اس عورت پر کہ وہ دریا پر کشتی پہ جنتی تھی اس کے بعد اس کی جان قبض کرنے کا حکم ہوا اور دوسری مرتبہ شداد ملعون کی جان قبض نے پر کہ جب اس نے چار سو برس کی مدت میں باغ آرام اور اس کے دیکھنے کے واسطے ایک پاؤں اس لھٹ کے اندر اور دوسرا چوکھٹ کے باہر تھا اس وقت اس کی جان قبض کی گئی پس وہ بادشاہ شداد مع ین لاکھ فوج کے وہیں ہلاک ہوا اور اپنی بنائی ہوئی بہشت کو دیکھنے نہ پایا۔

پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان کے دروازے پر گئے اور اس دروازے پر مائیل علیہ السلام سب ملائکہ کے سردار ہیں انہوں نے آکر مجھ کو السلام علیکم کہا اور پھر معانقہ کیا اور

پھر کہا کہ مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھا ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی کہا اخی الصالح مرحبا پھر وہاں سے چھٹے آسمان کے دروازے پر تشریف لے گئے وہاں مہترائیلؑ جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے بھی آکر سلام پیش کیا اور مرحبا کہا اور پھر معانقہ کیا اور پھر وہاں سے سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کی امت پر فرض کیا جاوے آپ خوب سمجھ کر قبول کیجئے اس واسطے کہ آپ کے امتیوں کی عمر تھوڑی ہے اور بہت ضعیف اور ناتواں ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھے ایک پر ہیبت ناک فرشتہ دیکھا کہ جس کو دیکھنے سے عقل و ہوش گم ہو جاویں اور وہ ایسا تھا کہ اس کے داہنے مونڈھے سے بائیں مونڈھے تک ایک برس کی راہ ہے اور بہت سے فرشتے بدصورت گرداگرد اس کے حاضر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یا اخی جبرائیلؑ یہ کونسا فرشتہ ہے جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام مالک ہے اور یہ انیس ہزار فرشتوں کا سردار ہے اور دوزخ کا داروغہ ہے جس طرح حکم الٰہی ہوتا ہے یہ اسی طرح بجالاتا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور اس کو السلام علیکم کہا جواب سلام کا اس نے نہ دیا پھر اسی وقت حکم الٰہی ہوا اے مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تم نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا اور ان کی تعظیم نہ کی تب مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اٹھا اور تکریم سے بٹھایا اور پھر کہا مرحبا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مقام انبیاؤں پر آپ کو افضل کیا ہے اور تمام پیغمبروں کی امت تمہاری امت کی پیروی کرے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے مالک ماہیت دوزخ کی بیان کر تاکہ میں اس سے خبردار رہوں مالک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھنے اور سننے کی طاقت نہ ہو گی اتنے میں درگاہ الٰہی سے حکم آیا اے مالک جو کچھ میرا حبیب تم سے پوچھے اس کو اچھی طرح بیان کر تب مالک نے کہا یا رسول اللہ سات دوزخ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیض و غضب سے پیدا کیئے ہیں اور درمیان دوزخ کے ستر ہزار میدان آگ کے ہیں اور ہر میدان کے بیچ میں ستر ہزار پہاڑ آگ کے ہیں اور ہر ایک پہاڑ کے ستر ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ستر ہزار مکان آگ کے ہیں اور ہر ایک مکان میں ستر ہزار کوٹھریاں آگ کی ہیں۔ اور ہر ایک کوٹھری میں ستر ہزار صندوق آگ کے ہیں اور ہر ایک صندوق میں ستر ہزار سانپ اور بچھو آگ کے ہیں اور وہ آگ ہے کہ اگر ایک ذرہ بھی اس سے روئے زمین پر پہنچے تو تمام آدمی پہاڑ درخت وغیرہ کو بھسم کر ڈالے معاذ اللہ منہا۔

پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مکانات اور میدان وغیرہ میں نے ذکر کیئے ویسے ہی ہر ایک دوزخ کے اندر ہیں اور ایک دوزخ تو برف سے پیدا کی ہے اور ہر سال دو مرتبہ اپنی سانسیں چھوڑتی

ہے اسی واسطے چھ مہینے سردی اور چھ مہینے دنیا میں گرمی رہتی ہے اور اسی طرح گوناں گوں عذاب ذلت کا بیان کیا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بہت غمگین ہو کر ساتویں آسمان کے دروازے پر گئے تو وہاں دیکھا کہ کثیر تعداد میں فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں یہ مشاہدہ کر کے وہاں سے آگے بڑھے تو ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بعد سلام کے کہا مرحبا یا نبی الصالح اور وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نیک صورت خوش خلق عظیم الشان کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے ہر چہار طرف نور چمکتا ہے اور دائیں بائیں اس کے بہت سے فرشتے ہیں جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرشتے کا نام رضوان ہے اور بہشت کا داروغہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم یا رضوان الجنتہ اس نے جلد سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی معانقہ کیا اور پھر کہا مرحبا یا حبیب اللہؐ۔

اتنے میں حکم الٰہی ہوا کہ اے رضوان میرے حبیب کو مالک دوزخ نے دوزخ کی باتیں سنا کر غمگین کیا ہے تم ان کو بہشت کی باتیں سنا کر خوش کر دو تب رضوان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفت اور ثناء آپ کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے اور امت آپ کی اور پیغمبروں کی امت سے پہلے بہشت میں داخل ہو گی یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر جنت الفردوس میں واسطے سیر کرانے باغوں کی لے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح اور اقسام اقسام کی نعمتوں سے آگاہ ہوئے۔

پھر ایک آواز غیب سے آئی اے حبیب تیری امت کے واسطے یہی سب نعمتیں بہشت کی ہم نے تیار کی ہیں اور امت تیری ہمیشہ بہشت میں خوش و محفوظ و معزز و مکرم رہے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر قاضی الحاجات بجالا کر آگے بڑھے اور وہاں سے بیت المعمور میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو یاقوت اور موتی اور سبز زمرد سے بنایا ہے اس میں تیرہ ستون یاقوت سرخ کے ہیں اور صحن اس کا موتی کا ہے اور اس جگہ پر دو رکعت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کے ساتھ پڑھی اتنے میں تین پیالے بھرے ہوئے دودھ' شراب' شہد سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچے۔ ایک روایت میں ہے کہ چوتھا پیالہ پانی کا بھی تھا اب جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے جو آپ کی خواہش ہو قبول کیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ دودھ کا پیا یہ دیکھ کر پھر سب فرشتوں نے آپ کو آفریں کہی اور پھر کہنے لگے یا حبیب اللہؐ اگر آپ پیالہ پانی کا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی پانی میں غرق ہوتی اور اگر آپ پیالہ شراب کا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی نشے میں مشغول ہوتی اور اگر شہد کا پیالہ اختیار فرماتے تو سب آپ کی امت لذت دنیا میں مستغرق ہوتی لیکن آپ نے پیالہ دودھ کا

اختیار فرمایا اس لئے آپ کی امت آفت و بلا سے دنیا کی نجات پاوے گی لیکن تھوڑا سا دودھ جو آپ نے پیالہ میں چھوڑا ہے اس سبب سے تھوڑا سا گناہ آپ کی امت سے ضرور ہو گا پھر آپ نے چاہا کہ جو دودھ باقی رہا ہے اس کو بھی پی جاؤں تب جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ اگر آپ اس وقت پیئیں گے تو کچھ مفید نہ ہو گا اور اب جو کچھ ہوا سو ہوا کیونکہ حکم الٰہی رد نہیں ہوا کرتا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے غمگین ہو کر سدرۃ المنتہیٰ کو گئے جو جبرائیلؑ کے رہنے کی جگہ ہے اس جگہ پر پیغمبر خدا اپنی براق سے اترے اور پھر جبرائیلؑ بھی وہاں سے رخصت ہوئے اور کہا کہ میرا مقام یہاں تک تھا اور اب آپ خود ہی آگے تشریف لے جائیے اور مجھ کو سر مو برابر آگے جانے کا حکم نہیں ہے۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اخی جبرائیلؑ مجھ کو اس جگہ تنہا چھوڑ کر جاؤ گے جبرائیلؑ نے کہا کہ یا حبیب اللہؐ اور دوسرےؑ فرشتے آگے آپ کو یہاں سے لے جائیں گے آپ کسی طرح رنجیدہ خاطر نہ ہوں اور میری صرف ایک التماس ہے کہ آپ جناب تعالیٰ میں عرض کیجئے اور میرے حسب خواہش جواب کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو کیا بات ہے تب جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھ کو آرزو ہے کہ قیامت کے روز اپنے پروں کو پل صراط پر بچھاؤں اور آپ کی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتاروں اتنے میں اسرافیلؑ تخت نورانی لے کر حکم الٰہی سے آئے جس کو رف رف کہتے ہیں اس کو نور سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس میں ستر ہزار پردے جواہرات کے تھے اور مسافت ایک ایک پردہ کی پانچ سو برس کی راہ تھی آخر وہ راہ طے کر کے مقام رف رف میں جو اسرافیلؑ کی جگہ ہے پہنچے اور پھر عرش نے وہاں سے جلدی اٹھالیا۔

خطاب آیا جناب باری تعالیٰ سے کہ اے حبیب آگے آؤ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا نعلین پاؤں سے اتاریں تب عرش جنبش میں آیا حکم ہوا اے حبیب نعلین مت اتارو مع نعلین کے آؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا الٰہی موسیٰؑ کو حکم ہوا تھا وہ چالیس روزے رکھیں اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر طور سینا پر آئیں اور یہ مقام تو اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکر میں نعلین سمیت آؤں پھر حکم ہوا اے حبیب ﷺ موسیٰؑ کو اس واسطے نعلین اتارنے کا حکم دیا تھا کہ خاک طور سینا کی ان کے پاؤں میں لگے جس میں ان کو بزرگی حاصل ہو اور تیری خاک نعلین سے عرش کو بزرگی دوں گا۔ چنانچہ آپ نے وہاں دیکھا کہ داہنی طرف تین سو بارہ منبر ہیں اور بائیں طرف ایک ممبر بڑا عظیم الشان جڑاؤ جواہرات سے مرصع نظر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منبروں کا احوال دریافت کیا خطاب آیا کہ داہنی طرف کے سب منبر پیغمبروں کے لئے بنائے گئے ہیں اور بائیں طرف کا منبر صرف تمہارے واسطے بنایا گیا ہے کیونکہ عرش کے دائیں طرف بہشت ہے اور بائیں طرف دوزخ ہے جس وقت کہ تو بائیں طرف

منبر پر بیٹھے گا تو ضروری ہے کہ دوزخیوں کا گزر اسی طرف سے ہو گا اسی وقت اگر کوئی تیری امت میں سے دوزخیوں میں شامل ہو جائے اور تو اس کی شفاعت کرے گا تو میں اس کو بخشوں گا۔

غرض کوئی گناہ گار تیری امت میں سے ہمیشہ دوزخ میں گرفتار نہ رہے گا پھر رف رف نے آکر مجھ کو اٹھالیا اور حجاب کبریائی تک پہنچا کر وہ بھی غائب ہوا اور میں اس جگہ تنہا رہا جب مجھ کو خوف کبریائی ہوا تب ناگاہ مانند آواز ابو بکر صدیقؓ کے یہ آواز میں نے سنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توقف کر کہ بیشک پروردگار تیرا صلوۃ میں مشغول ہے اس دم میں نے اس آواز سے متعجب ہو کر اپنے جی میں کہا یا الٰہی آواز ابو بکر کی کہاں سے آئی لیکن اس آواز سے وحشت میری جاتی رہی اور میں نے عرض کی جناب باری تعالیٰ میں یا الٰہی تو نماز پڑھنے سے پاک ہے اور آواز ابو بکرؓ کی کہاں سے آئی حکم ہوا اے میرے حبیب صلوہ میں رحمت ہے تجھ پر اور تیری امت پر اور آواز ابو بکر کی سی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا یار غار ہے اور انیس و وفادار ہے پس ایسے مونس کی آواز سننے سے وحشت تیری اس مقام میں دفع ہو گی سو اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابو بکرؓ کے پیدا کیا اور اس کی آواز مثل آواز ابو بکر کے ہے اسی نے آواز دی تھی چنانچہ اس سے تیری وحشت جاتی رہی۔

بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا اس وقت ایک قطرہ پانی کا کہ شیریں زیادہ شہد سے اور زیادہ ٹھنڈا برف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا اور اس سے علم اول و آخر کا معلوم ہوا تب وحشت دل سے جاتی رہی پھر ستر ہزار پردۂ نور سے گزر کر قاب قوسین میں پہنچے اور وہاں پر احدیت کا ظہور پایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور احدیت کا دیکھا فوراً اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھا اور پھر ایک آواز آئی اے دوست میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ۔ یعنی ہر قسم کی عبادت خواہ وہ مالی ہو یا بدنی یا روحانی اللہ کے واسطے ہے پھر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ۔ یعنی سلام ہے تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ یعنی سلام ہو ہم پر اور سارے نیک بندوں پر پھر اسی مقام میں فرشتوں نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندے اس کے اور رسول اس کے ہیں اور وحدہ لا شریک اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی مشرک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے اور فرشتوں نے اس وقت کہا اس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھا کیجئے اور پھر فرمایا اے حبیب میرے عرش و کرسی لوح و قلم

زمین و آسمان نباتات و جمادات بلکہ جزو کل مخلوقات چھ ہزار عالم خشکی اور بارہ ہزار عالم تری اور آفتاب اور مہتاب اور ستارے اور بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب سے میں نے بنائے ہیں اور اس وقت تیرے واسطے اجازت ہے جو چاہے سو مانگ اور میں تیری منہ مانگی مراد پوری کروں گا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر خداوند قدوس سے عرض کی کہ میں امت گناہ گار رکھتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں لہٰذا تو میری امت کے گناہ بخش دے اور اس کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تہائی گناہ تیری امت کے بخشے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کی یا الٰہی تمام گناہ میری امت کے اپنے فضل و کرم سے بخش دے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ میں نے تیری امت کے آدھے گناہ بخش دیئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرتے ہوئے عرض پیش کی تو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ جو کوئی صدق دل سے کلمہ طیب ایک بار پڑھے اور اس کے مضمون پر کامل اعتماد کرے گا اس کو میں ضرور بخشوں گا اگرچہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ کفر و شرک تک پہنچا ہو گا تو اس کو ہرگز نہ بخشوں گا اور اس کو جہنم کے عذاب سے نجات نہ دوں گا۔

پھر حکم ربانی ہوا کہ اے دوست تو نے دنیا کے درمیان فقیری اور غریبی اختیار کی اگرچہ دنیا فانی ہے مگر دنیا چاہے تو تمام جمادات اور نباتات وغیرہ وغیرہ کو سونا چاندی بنا دوں اور دنیا کو دارالقرار کر دوں اور یاقوت اور زمرد اور لولو اور مرجان جا بجا پیدا کر دوں تاکہ اپنی امت کو لے کر ابدالآباد بے موت کے گزران کرو اور تمام نعمتیں بہشت کی وہیں موجود کروں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر مناجات کی خداوند دنیا تو مردار نجس ہے اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَ طَالِبُھَا کِلَابٌ۔ یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اور میرے لئے تو دنیا سے آخرت بہتر ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا اے حبیب ﷺ سوال جبرائیلؑ کا تو بھول گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ یا الٰہی تو دانا و بینا ہے اور سوال اس کا تو خوب جانتا ہے جناب باری تعالیٰ سے یہ حکم ہوا سوال جبرائیلؑ کا تیرے دوستوں اور اصحابوں کے واسطے میں نے منظور کیا اور وہ سوال یہ ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے کہا تھا یا رسول اللہؐ مجھے تمنا ہے کہ قیامت کے دن اپنے بازوؤں کو پل صراط پر بچھاؤں اور آپ کی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتار دوں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی مغفرت کے واسطے عرض کی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نعمتیں بہشت کی دیکھیں اور جو مکان اہل بیت اور اصحاب کے واسطے تیار ہوئے ہیں جدا جدا دیکھ کر حمد و ثناء خالق کون و مکان کی بجالائے اور جناب باری تعالیٰ سے حکم آیا اے دوست تو مکان اپنی امت کا دیکھ کر خوش و راضی ہو تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی خداوند

بندے کو کیا طاقت ہے کہ اپنے خدا کی نعمت سے ناراض ہو تب جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ یہ سب نعمتیں بہشت کی میں نے تیرے دشمن کے واسطے حرام کی ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبقات دوزخ کے دیکھنے کے لئے متوجہ ہوئے اور دوزخ کے طبقات ملاحظہ کرتے رہے پہلے طبقہ میں بہ نسبت طبقات دوسرے کے رنج و عذاب کم تھا پھر دیکھا کہ اس کے اندر ستر ہزار دریا آتشی ایسے جوش و خروش سے بہتے تھے کہ اگر تھوڑا سا بھی شور اس دنیا میں پہنچے تو خلقت زمین کی زندہ نہ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک سے جو دوزخ کا داروغہ ہے پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت کے واسطے بنایا گیا ہے اس نے یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا کچھ جواب اس کا نہ دیا حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ شرم و حیا کی وجہ سے آپ سے عرض نہیں کر سکتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیان کرو شائد آج اس کا تدارک ہو سکے تب پھر مالک نے رو کر عرض کی کہ یہ طبقہ آپ کی امت کے گناہ گاروں کے واسطے تیار ہوا ہے لہٰذا آپ اپنی امت کو بہت زیادہ نصیحت فرمایئے اور اچھی طرح سمجھایئے تاکہ وہ گناہوں سے باز رہیں قیامت کے دن مجھے مجال تخفیف عذاب و رنج کی مطلق نہ ہو گی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر اور اپنا عمامہ اپنے سر مبارک سے اتار کر مناجات کرنے لگے کہ خداوند مجھ کو اس کے دیکھنے سے ایسا خوف آیا ہے کہ مجھے تاب و طاقت اس کے دیکھنے کی نہیں رہی اور امت تو میری بہت ہی ناتواں و ضعیف ہے وہ کیونکر اس عذاب کو برداشت کرے گی خداوند تو غفور الرحیم ہے اور مجھ کو تو نے امت کا پیشوا بنایا ہے اور عزت و آبرو بھی میری تری قدرت کے قبضے میں ہے۔ پس پھر حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے میرے حبیب تو کچھ غم نہ کر قیامت کے دن میں تمہاری شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ تم اس سے راضی رہو گے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا قسم ہے تیری ذات پاک کی میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک ایک ایک شخص کو میری امت میں سے بہشت میں نہ لے جائے گا اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نوے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد کئے۔

پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ روز پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزے ہر سال میں تم پر اور تمہاری امت پر میں نے فرض کئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر سجدے میں رکھ کر آہ و زاری کی پھر کہا یا الٰہی میری امت ضعیف و ناتواں ہے اور عمر بھی تھوڑی ہے اس قدر بار گراں نہ اٹھا سکے گی جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچیس وقت کی نماز اور تین مہینے کے روزے فرض کیئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھا اور اپنے دل میں ارادہ کیا اگر رات دن میں پانچ وقت کی نماز اور ایک سال میں ایک مہینے کے روزے فرض ہوویں تو پھر بخوبی ادا ہو سکیں گے

چنانچہ باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ میں ارحم الراحمین ہوں اس وجہ سے اے میرے حبیب جو تو نے ارادہ ہے وہ میں نے قبول کیا اور پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزوں کا ثواب تجھ کو ملے گا میں نے تجھ یہ بخشا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ یا الٰہی میری امت مجھ سے پوچھے گی کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہدیہ و تحفہ ہمارے واسطے عنایت فرمایا تو میں ان کو کیا خوشخبری دوں گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اول نماز پانچ وقت کی اور روزے ایک مہینے رمضان المبارک کے اور تیس ہزار کلمات دینی و دنیاوی ان کو دینا اور تیس ہزار کلمات جو رازداری کے ہیں اس کا کسی سے نہ کہنا اور باقی تیس ہزار کلمات جو ہیں اس کو چاہو کہو یا نہ کہو۔

تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور پھر اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ یا الٰہی جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے یہ میں کس کو کہوں اور کون میری اس بات کا اعتبار کرے گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ پہلے تم ابوبکر صدیق ؓ سے کہو وہ تمھاری بات کو سچ جانے گا پیچھے اس کے پھر ایک مانے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ شکر بجالائے اور پھر بارگاہ الٰہی سے رخصت ہوئے اور رفرف پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہاں پر حضرت جبرائیلؑ منتظر تھے براق لے کر آگے بڑھے پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت الاقصیٰ میں پہنچے اور نبی و مرسل وہاں آپ کا انتظار کر رہے تھے ان سبھوں نے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دی اور معانقہ و مصافحہ کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور جملہ انبیاء کرام مقتدی ہو کر نماز پڑھی اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے بی بی ام ہانیؓ کے گھر میں تشریف لائے اور حضرت جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان پر پہنچا کر اور براق لے کر اپنی جگہ پر چلے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لائے تو بستر کو گرم پایا اور جس جگہ پر وضو کیا تھا وہاں سے پانی کو بہتے اور حجرے کی زنجیر کو ہلتے دیکھا اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں واللہ اعلم بالصواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی حقیقت بیان کرنا یہودی کا مسلمان ہونا وغیرہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر کے کچھ واقعات معراج شریف کے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا کہ صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس سبب سے ان کا لقب بھی صدیق ہوا اور جب ابو جہل وغیرہ نے یہ سن کر کہا کہ کَذَّبْتَ اس واسطے خطاب ان کافروں کو کذاب و زندیق و معلون کا دیا گیا اور جو کوئی حضرت ابوبکر ؓ صدیق کے موافق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بے شک مثل ابوبکر صدیق ؓ کے صدیقوں کے مرتبے میں ہے اور جو کوئی منکر معراج کا ہوگا وہ یقیناً مطابق ابو جہل کے لعین اور مردود ہوگا اور اس محفل میں ایک یہودی گنوار نے معراج کا حال سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا اور حضرت کے پاس سے اٹھ کر بازار میں آکر ایک بڑی مچھلی مول لے کر اپنی بیوی کو دی اور اس سے کہا کہ جلدی اس مچھلی کے کباب بنا میں بھوک سے بیتاب ہوں اور مجھے سخت بے قراری ہو رہی ہے اتنا دن آیا اب تک نہار منہ ہوں جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھانا کھاؤں گا وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا چلا گیا اور اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اترا اور پھر اس نے غوطہ لگایا جب اس نے اپنا سر اٹھایا اپنے تئیں ایک عورت جوان صورت پایا اور جو کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گرداب تحیر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آکر آنکھوں سے اپنی آبرو پر رو رو کر آنسو بہایا بار بار ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور اپنے منہ سے ہیہات ہیہات پکارتا اپنا ننگا بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزرا کہ ایک عورت حسین خوبصورت ننگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔

غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی اس سے تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنے ہمسایہ کی عورتوں کے ساتھ دریا میں نہانے کو گئی اور جس جگہ پر اس نے پہلے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی بار بھی اتار کر کپڑے رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھایا تو اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے تھے وہاں پر وہی پائے اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی جو بازار سے لا کر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ تڑپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی تھی۔ بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی ابھی تک وہ پونی اس کے ہاتھ سے تمام نہ ہوئی تھی پھر اس نے اپنی عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک مچھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے اس کی عورت بولی کیا خیر تو ہے کچھ پی کر آئے ہو ابھی مچھلی لائے ہو ایک لمحہ میں کہیں مچھلی پکتی ہے پھر اس نے اپنی بیتی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا

وہ بولی اجی ابھی بہت دور ہو اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو اس نے یہ بات سن کر اپنے جی میں ج
کہ میں نے حال معراج کا سچ نہ جانا تھا اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹا سمجھا تھا اسی سب
سے یہ حال مجھ پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رسول ہیں اور دین اسلام برحق ہے۔

الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی چنانچہ وہ اسی وقت رسو
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا دیکھا کہ معراج شریف کا حال بیان فرماتے ہیں اس نے آکر عرض کی
یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو جھوٹا جانتا تھا میں نے اس کی تعذیر پائی اس کے کہنے پر صحا
کرام نے اس سے پوچھا کیا تو نے کوئی تعذیر پائی تب اس یہودی نے سب حقیقت مچھلی اور غسل ا
صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور پھر سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت پر آنے کی کیفیت بیان
یہ بات سن کر تمام صحابہ کرام سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجالائے اور پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ عا
وسلم یہ معجزہ خاص کر آپ کے واسطے ہے ایسا معجزہ کسی اور کو عنایت نہیں ہوا آخر وہ یہودی ایمان لایا
ابو جہل کو کچھ اثر نہ ہوا اور پھر اس نے کہا کہ یہ سب فریب بازی ہے اور افترا سازی ہے پھر آنحضرت ص
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قولہ تعالیٰ مَنْ يَّهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ ترجمہ یعنی ج
کو اللہ تعالیٰ راہ دے پھر کوئی نہیں بہکانے والا اس کو اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکاوے پھر اس کو کوئی راہ د
والا نہیں اور جب خبر معراج شریف کی مکہ معظمہ میں مشہور ہوئی تب اکثر اہل مکہ متفق ہو کر رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اگر آپ تمام احوال بیت المقدس کا ہم سب سے بیان کریں تو
آپ کے معراج کے حال پر ایمان لے آویں گے اور صدق دل سے مسلمان ہو جاویں گے کیونکہ ہم لو
بیت المقدس کی علامت کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں اگر آپ آسمان پر گئے ہوں گے تو وہاں کا
بھی آپ کو معلوم ہو گا اگر تم سچے ہو تو نشانات بیت المقدس کے بیان کرو۔ یہ بات سن کر آنحضرت صلی
علیہ وسلم کو کچھ تامل سا ہوا اس واسطے کہ احوال بیت المقدس کا بیان کرنا اس وقت کچھ ضروری نہ تھا۔

چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کے حکم سے بیت المقدس کو اپنے پروں پر اٹھا لائے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا اس وقت وہ لوگ جو حال بیت المقدس پوچھتے ت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان کرتے اس کے بعد جو لوگ نیک اصلی اور سعید ازلی تھے وہ تو ا
لے آئے اور انہوں نے فوراً ہی صدقت یا رسول اللہ کہا اور جو لوگ بد بخت ذاتی تھے انہوں نے جسم
کا آسمان پر جانا خلاف قیاس سمجھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے غافل ہو کر انکار کیا پس اے نیک
مہربانو ہیت اس دقیقہ کی بدرجہ احسن جانو کہ عالمان ہیت و نجوم نے رصد اور ہندسہ کی دلیل سے ثابت

۔ ماہتاب اگرچہ ستاروں میں چھوٹا ہے مگر جسم بہت بڑا ہے اور بسبب گردش فلک کے ہزاروں برس کی
یک ہی لحظہ میں طے کرتا ہے اور اپنی حرکت سے مشرق و مغرب تک سینکڑوں برس کی راہ ایک گھڑی
یاتا ہے جب یہ سیر بسرعت ماہتاب کی عند العقل محال نہیں ہے تو پھر آفتاب نبوت جس کے نور سے
کچھ پیدا ہوا ہے اگر تھوڑی سی رات میں عرش تک جاوے اور پھر آوے تو کیا کوئی عجب بات ہے اور
یطان بد ترین خلق اللہ سے ہے وہ ایک لحظے میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جاتا
ور جو شخص بہترین مخلوقات ہو اگر تھوڑی رات میں آسمان پر جائے اور پھر واپس آئے تو کیا محال ہے
نیک بختو ذرا غور کرو کہ فرشتے جبرائیلؑ وغیرہ ہزاروں بار زمین پر آتے ہیں اور جاتے ہیں اگر ایک بار
رت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ تمام فرشتوں سے اور تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں زمین سے
ان پر تشریف فرما ہوویں تو کیا بعید معلوم ہوتا ہے اے لوگو! ہوشیار دیندار سمجھو کہ نور البصر سے پاکیزہ
اگر ایک رات میں طاقت الٰہی سے آسمان پر پہنچے کیا عجب ہے اسی طرح ہزاروں دلیلیں ہیں آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کے معراج کی صداقت کی اس جگہ پر طوالت کلام میں نہیں دیتا بس اہل ایمان کے
، جو قدر دان ہیں ان کے لئے اس قدر میں کافی ووافی ہے لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں خداوند قدوس
ب کو پکا مسلمان بنائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

1۔ حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہؓ سے روایت ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلم وستم
قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جا کر ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اور آپ نے اپنی تلوار کو
رخت کی شاخ پر لٹکا دیا تھا اچانک ایک یہودی اعرابی نے وہ تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کے واسطے اٹھائی فوراً درخت نے اپنی شاخ سے اس یہودی کو ایسا مارا کہ اس کا مغز منہ سے نکل
ر پھر عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔

2۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی غبن اسفندیار بکریاں
تا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بولا اے محمد ﷺ تو ہمارے معبودوں کو باطل کہتا
ضرتؐ نے فرمایا ہاں بے شک تب اس نے کہا ہم تم دونوں امتحان کریں تو اپنے خدا کو پکار اور میں اپنے
وں کو پکارتا ہوں اگر تو مجھ سے جیتا تو میں تجھ پر اور تیرے خدا پر ایمان لاؤں گا اور میں جیتا تو سب
ے معبود بزرگ ہیں یہ بات کہہ کر رسول خدا کو پکڑ کر ایسا زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اس کو بھی اپنی جگہ
اکھاڑ دیتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو جنبش نہ دے سکا پھر اس کے بعد
رت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور نبوت سے اس کو اٹھا کر ایسا پٹکا کہ جیسے دھوبی کپڑا پاٹ پر مارتا ہے
س نے جانا کہ محمدؐ صادق ہیں اور ان پر جو نازل ہوا ہے وہ سب سچ ہے اور ہمارے معبود سب جھوٹے

ہیں بالآخر ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا

معجزہ 3 اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مٹکا گھی کا حضرتؐ نے مالک بن انسؓ کی ماں کو د تھا کہتے ہیں کہ اس مٹکے نے تقریباً پینتالیس برس تک گھی خرچ کیا لیکن وہ خالی نہ ہوا گر بعد میں اس دھکا لگنے سے وہ مٹکا ٹوٹا اس کے بعد وہ ختم ہو گیا۔

معجزہ 4 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چند خر تھے اور میں نے ایک ہانڈی میں تقریباً بیس برس تک رکھا تھا اور میں بھی ان میں سے کھاتا تھا لوگوں کو بھی خدا کی راہ میں دیتا تھا لیکن وہ کم نہ ہوتے تھے مگر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہا دن سے وہ برکت جاتی رہی۔

معجزہ 5 جس دن مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے آ دست مبارک میں ایک چابک تھا اس چابک سے بتوں کی طرف جو کعبے کے اندر تھے اشارہ کرتے یہ آیت پڑھتے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ۔ ترجمہ یعنی حق آیا اور جھوٹ نکل بھاگا اسی وقت سرنگوں ہو کر گر پڑے۔

معجزہ 6 ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فر داہنے ہاتھ سے کھانا کھایا کرو اس شخص نے مکرو بہانہ سے کچھ عذر پیش کئے اور کہنے لگا اسی وجہ داہنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھا سکتا ہوں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو نہ کھا سکے عمر وہ شخص اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھا سکا۔

معجزہ 7 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پتھر بھی کہتے تھے السلام علیک یا ر جب کسی سنگریزے کو اپنے ہاتھ میں اٹھاتے تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا تھا۔

معجزہ 8 ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑ بعد چند روز کے منبر تیار ہوا اور اس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اس وقت اس ستون سے آواز فریاد کی نکلی اس واسطے کہ حضرتؐ کی پشت کی برکت سے وہ محروم ہوا یہاں تک کہ آنحضرت نے ا معانقہ کیا تب اس کو قرار آیا۔

معجزہ 9 ایک دن ایک ہزار چار سو آدمی کا لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا لیکن پا تمام کار ضروریات کے واسطے سب کے سب عاجز و مجبور تھے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و اپنی انگلی شہادت کی زمین پر ٹیک دی اسی وقت اس سے پانی جاری ہو گیا چنانچہ تمام لشکر وضو اور کار ضروریات سے فارغ و آسودہ ہوا۔

ایک دفعہ خندق کی لڑائی کے دن چار سیر جو کی روٹی سے ہزار آدمیوں کے لشکر کو آنحضرت علیہ وسلم نے سیر کرایا اور وہ روٹی پھر اسی قدر موجود رہی۔

ایک دفعہ جنگ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کے لشکر میں ایک آدمی کے لائق پانی نہ تھا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تیر اسی میدان میں کھڑا کیا فوراً اس جوش و خروش سے پانی نکلا کہ آسودہ ہوا۔

ایک مرتبہ کئی شخص انصار سے آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹ بہت شوخی کرتے ہیں اور اپنی پیٹھ پر سے بوجھ نیچے ڈال دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ ان اونٹوں کے پاس جا کر کچھ پڑھا پھر ان اونٹوں نے کبھی سرکشی نہ کی صحابہ کرام نے عرض کیا یا صلی اللہ علیہ وسلم سب حیوان آپ کو سجدہ کرتے ہیں کیا ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں آنحضرت لیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں اگر سجدہ کرنا آدمیوں کو روا ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے سجدہ کریں۔

ایک مرتبہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے مالک کا شکوہ کیا کہ بہت محنت لیتا ہے اور مجھے پیٹ بھر کھانے کو نہیں دیتا اور آپ رحمت العالمین ہیں لہٰذا آپ مجھ ے خرید لیں یا پھر میری طرف سے اس سے سفارش کریں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک سے کہا تو اونٹ کو بقیمت واجبی بیچ دے ورنہ تو اس کو پیٹ بھر کر کھانے کو دے۔

ایک دن ایک اعرابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا پیغمبری کی کیا دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت جو میرے سامنے ہے یہ ب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا چنانچہ وہ درخت خدا کے حکم سے صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر تین مرتبہ اس درخت نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ تب وہ اعرابی یہ حال دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا۔

ایک دن ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر عرض کی کہ میں میں ہوں وہ لوگ نماز عشاء کی نہیں پڑھتے ہیں اور قبل نماز عشاء کے وہ لوگ سو جاتے ہیں پھر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور نماز کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کے لڑکوں کے حق میں س مکان کے در و دیوار اور پتھروں نے فصیح زبان سے آمین کہا۔

ایک لڑکا جس دن تولد ہوا اسی دن اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے

حضرت نے پوچھا اے لڑکے! میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر آنحضرت اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے واسطے برکت کی دعا کی۔

معجزہ 18 ایک شخص گونگا مادر زاد تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں کون ہوں اس بے تامل کہا آپ رسول خدا ہیں۔

معجزہ 19 ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کو جنون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے پر پھیرا فی الفور اس کا جنون جاتا رہا۔

معجزہ 20 ایک شخص اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا اے حضرت مثل گونگے کے چپ رہتا ہے اور بات نہیں کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی اپنی پلایا وہ فی الفور باتیں کرنے لگا اور پھر ایسا بڑا عالم اور عقلمند ہوا کہ اکثر لوگ اس سے تعلیم پاتے تھے۔

معجزہ 21 ایک شخص کو استسقا کی بیماری تھی بلکہ وہ قریب الہلاک ہو چکا تھا اس نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کے پاس آکر دعا کی درخواست کی اور اس مہلک بیماری سے شفا کی خواہش ظاہر کی آنحضرت اللہ علیہ وسلم نے اپنا آب دہن تھوڑا سا خاک میں ملا کر اس کو دیا اس نے وہ خاک اپنی زبان پر رکھی خدا وہ فی الفور ٹھیک ہو گیا۔

معجزہ 22 غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں شدت کا درد تھا آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ان کے واسطے شفا کی دعا کی اور پھر تھوڑا سا لعاب دہن مبارک کا آنکھوں میں لگایا بحکم آنکھوں کو فی الفور آرام ہو گیا۔

معجزہ 23 ایک شخص کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور اس کو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپؐ نے اس کی آنکھوں پر کچھ پڑھ کر پھونکا بفضل خدا اس کی آنکھیں اصلی حالت پر آگئیں اور وہ شخص اچھی طرح سے دیکھنے لگا۔

معجزہ 24 ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس ٹوٹے ہوئے پاؤں پر پھیرا بحکم خدا فوراً جوڑ مل گیا اور اس نے بیماری سے شفا پائی۔

معجزہ 25 ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے کو آپ زندہ کر دیں تو آپ پر ایمان لے آؤں گا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے ساتھ اس کی قبر پر گئے اور کر آپ نے اس لڑکے کو آواز دی کہ اے لڑکے کیا تیری خواہش ہے پھر دنیا میں آنے کی؟ اس نہیں اور پھر کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو آخرت کو دنیا سے بہتر پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ

اس سے فرمایا کہ تیرے ماں باپ مشرف با سلام ہوتے ہیں اگر تیری خواہش دنیا میں آنے کی ہو تو اپنے باپ کے ساتھ آکر رہ اس نے کہا ماں باپ سے زیادہ مہربان تو میں نے خدا کو پایا۔

معجزہ 26 ایک دن حضرت جابرؓ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس میں بکری ذبح کی تب حضرت جابرؓ کے بیٹے نے کھیل سمجھ کر اپنے ایک چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کی یہ حال دیکھ کر دوڑی اور لڑکا مارے ڈر کے بھاگ کر چھت پر چڑھ گیا اور جب اس لڑکے نے اپنی ماں کو طرف آتے دیکھا تو وہ بہت زیادہ ڈرا اور چھت پر سے کود کر وہ بھی مر گیا اس عرصہ میں آنحضرت صلی علیہ وسلم حضرت جابرؓ کے گھر پر تشریف لے آئے آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ تمہارے لڑکے کہاں اس وقت حضرت جابرؓ نے گمان کیا کہ اگر میں ان دونوں کا مرنا بیان کروں گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کھانا نہیں کھائیں گے اور ناخوش ہوں گے مزید آپؐ نے جابرؓ سے فرمایا کہ بھائی ان کو تلاش کر کے اور ہم سب مل کر کھانا کھائیں گے تب ناچار ہو کر لڑکوں کی ماں نے ان کے مرنے کا احوال بیان کیا انچہ یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار ہو کر ان دونوں کی لاش پر جا کھڑے ہوئے اور دعا کی۔ چنانچہ فوراً دونوں لڑکوں نے زندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ اس بکری کا گوشت کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو پھر بعد کے ہڈیوں کو جمع کیا اور اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر کچھ کلام پڑھا اور پھر اس پر دم کیا چنانچہ فوراً وہ بھی زندہ بحکم خدا ہو گئی۔

معجزہ 27 ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کے حق میں دعا فرماتے تھے ان تین پشت تک اس دعا کا اثر باقی رہتا تھا

معجزہ 28 ایک دن حضرت انس بن مالکؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے کچھ دعا دنیا کی کیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا الٰہی مال اولاد میں انس کو برکت دے رت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس قدر دولت مند ہوا کہ دولت میری کم نہ ہوئی اور پھر جو عیش و خوشی میں نے کی سو کسی کو نصیب نہ ہوئی اور اولاد بھی میری تقریباً ایک سو زائد تھی۔

معجزہ 29 ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کے واسطے دعا برکت کی سو کے واسطے دروازہ روزی کا اس قدر کشادہ ہوا کہ اگر وہ پتھر اٹھاتے تو اس کے نیچے بھی سونا چاندی پاتے وہ فقیر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایسے امیر ہوئے کہ ان کی موت کے بعد پچاس ہزار بموجب وصیت محتاجوں کو دیئے گئے اور چار لاکھ دینار چاروں بیبیوں کے حصے میں آئے حالانکہ وہ خود

بھی بہت کچھ خیرات کر چکے تھے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہشت کی بشارت دی تھی۔

معجزہ 30 ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا اور پھر دعا اللہ تعالیٰ سے کی اس دعا کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر وقت جوان معلوم ہوتے تھے حالانکہ وہ اسی برس کی عمر رکھتے تھے۔

معجزہ 31 ایک دن ایک شخص کے چہرہ پر دست مبارک پھیرا ایسی صفائی اور لطافت ان کے چہرے پر نمودار ہوئی کہ دوسرے کا منہ اس کے منہ میں مثال آئینے کے نظر آتا تھا۔

معجزہ 32 ایک دن تھوڑا سا پانی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈال دیا تب وہ بی بی ایک حسینہ اور خوبصورت ہو گئیں اور پھر ان کے حسن و جمال میں کسی کو نہ پایا۔

معجزہ 33 ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر واسطے دفع مرض کے اپنا ہاتھ پھیرا اس کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ بوئے مشک و عنبر پر غالب تھی ہرچند کہ عورتیں اس کے اقسام طرح کی خوشبو ملتی تھیں لیکن وہ خوشبو سب پر غالب تھی۔

معجزہ 34 حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تین دن سے کچھ کھانا نہیں کھایا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور پھر اپنا شکم مبارک کا کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ میں نے بھی چار پتھر باندھے ہوئے ہیں تاکہ تم کو اچھی طرح سے تسکین و تسلی ہو جائے یعنی چار دن سے کھانا تناول نہیں کیا پھر اس کے بعد اپنی صاحبزادی کی بھوک سے غمگین ہو کر صحرا کی طرف تشریف لے گئے وہاں ایک اعرابی اونٹوں کو پانی پلواتا تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی کوئی مزدوری بتا اس نے کہا کہ تم کنویں سے پانی نکالو ایک ڈول پر تین خرمے مزدوری کے دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا جب پہلے ڈول کی اجرت میں تین خرمے ملے خود تناول فرما کر پھر پانی نکالنے میں مشغول ہوئے جب آٹھ ڈول اور نکالے قضا الٰہی سے رسی ٹوٹ کر ڈول کنویں میں گر پڑا یہ دیکھ کر اعرابی بہت ہی غصہ ہوا اور ایک طمانچہ بھی رسید کیا پھر کسی ترکیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ڈول بھی کنویں سے نکالا اور چوبیس خرمے اپنی اجرت کے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے اعرابی نے جب حضرت کا صبر و تحمل دیکھا تو اس نے اپنی حرکت نامعقول سے نادم و پشیمان ہو کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس کے درد سے بے ہوش ہو گیا جب تھوڑا سا ہوش آیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر آ کر شور غوغا کرنے لگا آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی خبر سن کر باہر تشریف لائے اس اعرابی نے آپ سے بہت عذر پیش کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے پوچھا ہاتھ اپنا تو نے کیا کیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تقصیر معاف کیجئے میں نے نادانستہ گستاخی کی ہے اس کے خوف سے میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا آپ سے عفو تقصیر کا خواہاں ہوں آپ بیشک رحمتہ اللعالمین ہیں لہٰذا میرے حال پر رحم کیجئے اور میرا کٹا ہوا ہاتھ درست کیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو ملا کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پھونک دیا بحکم خدا اس کا ہاتھ بدستور سابق ہو گیا اور پھر وہی اعرابی اس معجزہ کو دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا۔

معجزہ 35 ایک روایت میں ہے کہ ایک دن آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکڑیاں واسطے تعمیر مسجد مدینہ منورہ کے درکار ہیں یہ لکڑیاں کہاں ملیں گی حضرت بوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں میرا مکان ہے اس مکان میں لکڑیاں بہت عمدہ ہیں گر وہ کسی طرح سے آسکیں تو پھر مسجد بہت آسانی سے تعمیر ہو جائے گی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ میں التجا کی خدا کے فضل و کرم سے از غیب وہ لکڑیاں مدینہ منورہ میں آگئیں اور پھر وہ سجد نبوی میں لگائی گئیں۔

بجزہ 36 حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت کی شہرت کے وقت نبی اکرم صلی للہ علیہ وسلم پر اہل قریش کے ظلم و ستم زیادہ ہو گئے تھے لیکن اس وقت ایک یہودی بڑا ہی عقلمند تھا اور یینہ منورہ میں رہتا تھا ہمیشہ توریت کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک دن توریت میں صفت اور نام مبارک أنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا دیکھا مارے غصہ کے اپنی بیوی سے قینچی منگوا کر صفت و نام بارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاٹ دیا اور پھر دوسرے دن اپنے معمول کے مطابق توریت پڑھنا ثروع کی تو دیکھا کہ پھر اسی مقام میں نام مبارک موجود ہے پھر نام کو کاٹنے پر مستعد ہوا فوراً ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ملعون اگر تو ہزار بار بھی صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹا دے گا تو رگز ہرگز مٹا نہ سکے گا تب یہودی ڈرا اور جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول خدا ہیں اسی وقت وہ یینہ منورہ سے جا کر رسول خدا پر ایمان لایا اور سچا مسلمان ہو گیا۔

بجزہ 37 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ں بیٹھے تھے ایک یہودی بکری کے کباب بنا کر گوشت میں زہر ملا کر جناب رسول خدا کے حضور میں لایا ر پھر کہا کہ اے محمد ابن عبداللہ میں یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں تناول کیجیے جب رسول خدا نے ادہ کھانے کا کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہ آپ اس گوشت کو نہ کھاویں کیونکہ اس گوشت میں زہر

قاتل ملا ہوا ہے تب آنحضرت ۔نے فرمایا اے یہودی اس گوشت میں تو زہر ملا ہوا ہے اس یہودی نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے لیکن یہ بتائیے کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا اس گوشت نے پھر اس یہودی نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو آپ اس گوشت کو کھائیے اور زہر آپ کو اثر نہ کرے تو پھر ہم جانیں گے کہ آپ بے شک سچے ہیں چنانچہ آنحضرت ۔نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور بقیہ اپنے صحابہ کو تقسیم کر دیا اور سب صحابہ کرام بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھا گئے اور اس کی برکت سے کسی پر زہر نے اثر نہ کیا پس اکثر یہودیوں نے اس معجزہ سے دین اسلام قبول کیا۔

معجزہ 38 روایت ہے ایک مرتبہ بارہ ہزار آدمی اہل یمن کے واسطے حج کرنے مکہ معظمہ میں آئے تھے اور ان کے ساتھ ایک بت بھی تھا جس کا نام ہبل تھا وہ بہت ہی جڑاؤ جواہرات سے مرصع تھا اور ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا اور وہاں کے لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے یہ دیکھ کر رسول خداؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تب ان لوگوں نے کہا کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے آنحضرت ۔نے فرمایا اگر تمہارا ہبل میری پیغمبری کی گواہی دیوے تو تم سب مجھ پر ایمان لاؤ گے کہا انہوں نے ہاں اگر ایسا ہووے گا تو ہم ضرور سب ایمان لاویں گے پھر آنحضرتؐ ۔نے اس ہبل بت کو اپنے پاس منگوایا اس نے آتے ہی آپؐ کے حضور لبیک کہا پھر آپ نے اس سے کہا کہ اب تم ادھر آؤ چنانچہ وہ ادھر لبیک یا رسول کہتا ہوا آیا اور پھر آپ رسول خداؐ کے سامنے باادب کھڑا ہو گیا پس اسی وقت آنحضرتؐ ۔نے ایک لکڑی اس کو ماری اور پھر آپ نے اسکو فرمایا کہ تو کہہ کہ میں کون ہوں؟ وہ بولا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ ترجمہ یعنی آپ رسول خدا ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود لائق بندگی کے مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اللہ کے اور بھیجے ہوئے اللہ کے رسول ہیں پھر آنحضرت ۔نے اس سے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں تو ایک پتھر ہوں ان لوگوں نے مجھے اپنی معبودی میں پکڑا ہے اور یہ محض غلط ہے جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ ایک بارگی ہی بارہ ہزار سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور اپنے اپنے گناہوں کی توبہ استغفار کرنے لگے اور پھر اسی وقت کامل مسلمان ہو گئے۔

معجزہ 39 ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابو ایوب انصاری ؓ کے گھر اترے تو ان کی صرف ایک ٹکڑا زمین تھی اور اس میں غلہ وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر آنحضرت ۔نے ایک مٹھی گیہوں اس زمین میں بکھیر دئے چنانچہ چند ہی ایام میں اگے اور پک کر تیار ہوئے کھیت کاٹا گیا اور پھر گندم کو پیس کر کھایا گیا اور اس کے کاٹنے کے بعد اس کی جڑوں سے بینگن کا درخت

پیدا ہوا۔

معجزہ 40 ایک روایت میں ہے حضرت فاطمہ ؓ کے نکاح کے روز حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کھانا
تی تھیں آنحضرتؐ ۔نے اپنا ہاتھ مبارک اس چولھے میں کہ تیز آگ جلتی تھی داخل کیا اور پھر دیر تک
ں کے اندر اپنا دست مبارک رکھے رہے لیکن آپؐ کے ہاتھ مبارک کو کسی طرح کی کچھ ضرر نہ ہوئی۔

معجزہ 41 روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص انصار میں سے آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسول
د ﷺ میری چار بیبیاں ہیں لیکن فرزند ایک سے بھی نہ ہوا یہاں تک کہ وہ سب بوڑھی ہو گئیں پھر
نحضرت ﷺ نے ان کی بیویوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے ان کی بیویوں کے
تقرار حمل ہوا اور پھر فرزند تولد ہوئے۔

معجزہ 42 روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ تبوک کی راہ اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ ایک مقام پر اترے
ن ساتھیوں نے شکایت کی یا رسول اللہ ﷺ کھانا پکانے کے واسطے لکڑیاں نہیں ہیں آنحضرت ﷺ نے
ئے لکڑیوں کے پتھر رکھ دیئے وہ مانند لکڑیوں کے جلتے رہے۔

معجزہ 43 روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ ابوبکر صدیق ؓ کو ساتھ لے کر غار ثور میں تشریف
ہوئے تو آپ کے ساتھ اس وقت درندے اور چرندے چلے آتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔

معجزہ 44 ایک روایت میں ہے کہ اہل طائف نے رسولِ خداؐ ۔سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر اس پتھر
، ایک درخت میوہ دار پیدا ہو تو ہم سب آپ پر ایمان لاویں گے یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اپنا قدم
رک اس پتھر پر رکھ دیا قدرت الٰہی سے ایک درخت میوہ دار اس پتھر سے پیدا ہوا پھر اہل طائف اس
ب پر ایمان لائے۔

معجزہ 45 خبر ہے کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز آنحضرتؐ ۔نے امام حسن ؓ کو پکارا اور آنحضرت ﷺ
ادن راہ میں تھے انہوں نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ اور اس آواز کو سن کر حضرت فاطمہ ؓ
عرض کی کہ اے میرے اباجان میں بہت بھوکی ہوں۔

معجزہ 46 روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے روز آنحضرت ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے مانند آفتاب
روشنی ظاہر ہوئی اور اسی روشنی کی شعاع سے بہت سے لوگ غشی میں آ گئے۔

معجزہ 47 ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری قوم خزرج میں مقتول ہوا تھا اور ان کو قاتل کا
فت کرنا بہت مشکل تھا تب انہوں نے آنحضرت ﷺ کی جناب میں عرض کی آنحضرت ﷺ نے اس
ل پر کسی درخت کی شاخ رکھی تب اس مقتول نے حکم الٰہی سے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلایا۔

معجزہ 48 ایک روایت میں ہے جب آنحضرت ﷺ مقام تبوک میں آئے تو وہاں آپؐ نے ایک قوم

کو دیکھا کہ ان کے ساتھ بت ہے اور وہ بت سونے کا ہے یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کیا یہ بت لکڑی کا ہے اور آپؐ نے اپنا دست مبارک اس لکڑی پر رکھ دیا چنانچہ وہ بت لکڑی کا ہو گیا یہ معجزہ دیکھ کر اکثر بت پرست ایمان لے آئے اور انہوں نے ہمیشہ کے لئے بت پرستی چھوڑ دی۔

معجزہ 49 ایک روایت میں ہے جب سعد بن معاذؓ کے حکم سے بنی قریظہ قتل ہوئے خون سے ان کی زمین بھر گئی لیکن حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے بدبو جاتی رہی۔

معجزہ 50 ایک مرتبہ شہر جدہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم. طائف کی طرف تشریف فرما ہوئے اور وہ اسّی دن کی راہ تھی اللہ تعالیٰ نے مابین طائف اور جدہ زمین زیر قدم مبارک آنحضرت ﷺ کے جمادی مانند تھان کپڑے کے پھر آنحضرت ﷺ ایک ساعت میں وہاں پہنچ گئے۔

معجزہ 51 ایک روایت میں ہے جب رسولِ خداؐ نے ابن زید النخعیؓ کو اسلام کی طرف دعوت دی وہ بولا پتھر کے معبودوں کو اگر تم سونا بنا دو تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ آنحضورؐ نے جناب باری تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے وہ سب سونے کے ہو گئے اس کو دیکھ کر وہ سب ایمان لے آئے اور سچے مسلمان ہو گئے۔

معجزہ 52 ایک دن حضرت فاطمہ ؓ نے شکایت کی یا رسول اللہ . حسین ؓ بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے کی قسم موجود نہیں تب آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے ایک خوان کہ جس میں مچھلی تلی ہوئی اور اس کے علاوہ اس میں طرح طرح کی نعمتیں بھی تھیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کے گھر میں بھیجا سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور پھر دیکھا کہ کھانا اسی طرح سے پھر موجود ہے کچھ بھی کم نہ ہوا۔

معجزہ 53 ایک بار لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ روٹی اور سالن کو ہوا پر پکا دو تو ہم سب ایمان لے آئیں گے پھر اس کے بعد رسولِ خداؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کی برکت سے روٹی اور سالن ہوا سے پکایا گیا اور پھر سب نے اس کو کھایا اور سارے اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

معجزہ 54 ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعا سے ایک انصاری کو جو کہ عرصہ سے برص اور جزام کی بیماری میں مبتلا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفا ہو گئی اور وہ انصاری بھلا چنگا ہو گیا۔

معجزہ 55 ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے قوم عیسیٰ علیہ وسلم کو دعوت اسلام دی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام تو مٹی کی چڑیاں بنا کر پھونک مارتے تو وہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جاتی تھیں اگر آپؐ بھی ہم کو ایسا معجزہ دکھا سکیں تو ہم لوگ آپؐ پر ایمان لا دیں گے تب آنحضرت ﷺ نے تھوڑی سی خاک اٹھا کر چڑیا کی صورت بنا کر بسم اللہ پڑھ کر پھونک ماری خدا کے

حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی۔

معجزہ 56 ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے ایک مرد قریشی نے آکر کہا یا رسول اللہؐ ابو جہل پر دس ہزار دینار میرے واجب ہیں اور وہ مجھے دیتا نہیں ہر روز مجھے لیت و لعل میں رکھتا ہے اور مجھے سخت حیران کرتا ہے کیونکہ وہ زبردست ہے اور میں کمزور ہوں اگر آپؐ اس کے پاس جا کر دلا دیں تو مجھ پر بہت ہی احسان ہو گا یہ باتیں سن کر آنحضرت ﷺ اس کو اپنے ہمراہ لے کر ابو جہل کے پاس تشریف فرما ہوئے اور وہ اس وقت قریشیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اس نے آپؐ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور پھر کہا آپ کس ارادے سے تشریف لائے ہیں اے ابو جہل دس ہزار دینار اس غریب کو کیوں نہیں دیتا یہ سنتے ہی فوراً ابو جہل نے دس ہزار دینار اس کو دیئے پھر وہ مرد قریشی خوش ہو کر اسی وقت آپؐ پر ایمان لے آیا اور آنحضرت ﷺ جب وہاں سے تشریف لائے تو ابو جہل کی بیوی ابو جہل سے لڑنے لگی کہ کیوں تو نے اپنے دشمن کی خاطر و مدارات کی اور ان کے کہنے سے اپنا مال بھی اپنے ہاتھ سے کھویا اس نے کہا کہ جب محمد ابن عبداللہ میرے پاس آئے تھے تو میں نے دیکھا کہ دو اژدہے ان کے دونوں کاندھوں پر موجود تھے اور جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو قریب تھا کہ وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر نگل جائیں میں نے اس ڈر اور خوف کی وجہ سے اسی وقت اس مرد کی واجب الادا رقم دے کر فوراً رخصت کر دیا۔

معجزہ 57 ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل بارہا قریشیوں کی مجلس میں کہا کرتا تھا کہ بطرف دیکھنے محمدؐ ابن عبداللہ کے مجھے شدید خوف اور لرزہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بہت نیزے بردار اور شیر اور سانپ گرداگرد ان کے مجھ کو نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص محمد ﷺ ابن عبداللہؐ کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی اور نامعقول گفتگو کرے گا تو اس کو ہم سب مار ڈالیں گے بس اسی طرح کا جادو ہر وقت محمدؐ ابن عبداللہ کے ساتھ رہتا ہے سچ ہے خدا جس کو گمراہ کرے اس راہ پر کون لائے وہ لعین یہ سب معجزے دیکھ کر جادو ہی شمار کرتا تھا۔

معجزہ 58 ایک روایت میں ہے کہ جب خبر نبوت پیغمبرؐ کی اطراف عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر لوگ ہر چہار طرف سے آنے لگے ایک مرتبہ بہت لوگ اعرابی بمقصد ایمان مکہ کی راہ سے آتے تھے قریش اور ابو جہل نے کہا کہ تم محمد ابن عبداللہ کے پاس جاتے ہو مگر تم ان پر بغیر معجزے کے ایمان نہ لانا یہ سن کر ان سب نے کہا کہ معجزہ ان سے طلب کریں گے تو ان سب نے کہا کہ چلو ہم بھی تمہارے ساتھ مل کر کوئی معجزہ طلب کریں تب وہ سب مل کر آئے اور پھر انہوں نے آکر کہا اے محمد ابن عبداللہ اہل قریش اور اعرابی سب جمع ہوئے ہیں اگر تم ایک معجزہ دکھلاؤ تو ہم سب تم پر ایمان لے آویں گے یہ سن کر آنحضرتؐ

ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا معجزہ چاہتے ہو بیان تو کرو انہوں نے کہا کہ ایک پتھر سفید اس میدان میں پڑا ہے اس پتھر کا رنگ مثل گل سرخ کے ہو جاوئے اور پھر اس سے سونے کا درخت جس کی چھ شاخیں ہوں پیدا ہووے اور اس کی ہر شاخ میں سو سو پتے ہوں اور وہ شاخیں پھولوں سے بھری ہوں اور ہر پتے پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا ہووے اور اس کی ہر شاخ میں چھ قسم کے میوے اور ہر میوے میں چھ قسم کا مزہ مانند کھجور کے اور امرود اور سیب اور انار اور بیر کے ہو اور شاخ میں ایک چڑیا سفید پیدا ہووے کہ منقار اس کی سونے کی اور پاؤں اس کے مانند لعل کے ہوں اور وہ فصیح زبان سے تمہاری پیغمبری پر گواہی دیوے تو پھر ہم سب ایمان لے آویں گے یہ باتیں ان کی جب رسول خداؐ نے سنیں اور سن کر فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ ھٰذِہِ الْمُعْجِزَۃَ۔ ترجمہ: یعنی خدایا مجھ کو یہ معجزہ بخش دے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو آپؐ کو درخواست کی ہے وہ جناب باری تعالیٰ میں مقبول ہو گئی ہے اب جو آپؐ کو مطلوب ہو آپ پتھر سے طلب کیجئے خدا کے فضل و کرم سے وہ سب ظہور میں آوے گا پھر آنحضرت ﷺ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو اس اشارہ سے اس پتھر پر درخت و چڑیا وغیرہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی موجود ہوا یہ معبود برحق کا معجزہ دیکھ کر تمام کے تمام اعرابی اسی وقت ایمان لے آئے لیکن اہل قریش پھر بھی ایمان نہ لائے اور پھر اہل قریش نے کہا کہ یہ سب جادو ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے لوگو! یہ جادو نہیں یہ تو قدرت الٰہی ہے۔

معجزہ 59 ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل لعین نے ایک دن کہا کہ میرے گھر میں ایک پتھر ہے اگر اس پتھر میں سے ایک عجیب قسم کا طاؤس نکالو میں پھر ایمان لے آؤں گا چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اللہ رب العزت سے دعا کی تو وہ پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک طاؤس نکلا اور اس طاؤس کا سینہ سونے کا اور سر زمرد کا اور بازو اس کے موتی کے ابو جہل لعین نے یہ امر عجیب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بھی وہ اپنے ارادے سے نہ پھرا اور ایمان نہ لایا۔

معجزہ 60 ایک روایت میں ہے کہ ایک دن ابو جہل ایک یہودی کو اپنے ساتھ لے کر بوقت شب رسول خداؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمد ابن عبداللہ اس وقت کوئی معجزہ ہم کو دکھاؤ نہیں تو تیغ بید ریغ سے تمہارا سر جدا کر دوں گا آپؐ نے فرمایا کہو کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی ابو جہل سے بولا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ تو سخت جادوگر ہے اور جادو جو ہے وہ آسمان پر نہیں چلتا چنانچہ ان سے کہو کہ چاند کو آسمان پر دو ٹکڑے کر دیں تب ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پاس جادو ہے یا معجزہ بس ابو جہل کے کہنے سے آنحضرت ﷺ نے شہادت کی انگلی اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کیا تو اسی وقت چاند شق ہو گیا بحکم خداوند تعالیٰ کے یعنی اسی وقت دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ٹکڑا مشرق اور دوسرا مغرب کو چلا گیا۔ پھر یہ دیکھ کر ابن

بولا کہ آپ پھر دونوں ٹکڑوں کو ملا دیں چنانچہ پھر آپؐ نے اشارہ فرمایا تو وہ دونوں ٹکڑے آپس میں آکر مل گئے بس وہ یہودی تو ایمان لے آیا اور ابو جہل کہنے لگا کہ محمد ابن عبداللہ نے ہماری آنکھیں جادو سے باندھ کر دو ٹکڑے دکھائے ہیں اب اس کی تحقیقات ان مسافروں سے کرنی چاہئے جو رات کو سفر میں تھے کہ فلاں تاریخ کو چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے تم لوگوں نے دیکھا ہے یا نہیں الغرض اس نے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں فلاں رات کو ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا جب لوگوں نے یہ گواہی دی تب بھی ابو جہل ایمان نہ لایا۔

معجزہ 61 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نویں سال ہجری میں ایک دن رسولِ خداؐ نے مدینہ کی مسجد میں فرمایا کہ اے میرے صحابیو! نجاشی بادشاہ نے وفات پائی ہے اور اس کی نماز جنازہ اسی وقت ہونی چاہئے چنانچہ صحابہ کرامؓ کھڑے ہوئے اور نماز جنازہ ادا کی بعد نماز کے صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ غائب میت پر نماز جنازہ واجب ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن مجھ کو حضرت جبرائیلؑ نے اس کی وفات کی خبر دی تھی اور اس کی لاش کو میں نے دیکھا اس واسطے نماز جنازہ ادا کی پھر تمہاری بھی نماز جنازہ میری اقتداء میں درست ہوئی۔ الغرض جیسے معجزات آنحضرت ﷺ سے ظاہر ہوئے ایسے معجزات اور کسی نبی یا مرسل یا غیر مرسل سے ظہور میں نہیں آئے اور جو کرامتیں اس امت کے اولیاء اللہ سے ظاہر ہوئی ہیں در حقیقت وہ بھی ایک قسم کے معجزات ہیں اور وہ قیامت تک اسی طرح درخشاں رہیں گی۔

بیان ہجرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ایک روایت میں ہے جب معراج کی خبر آنحضرت ﷺ کی ملک عرب میں ہر طرف مشہور ہوئی تب اکثر اہل عرب حضرات آپؐ پر ایمان لے آئے اور بعض شدید مشرک لوگ ایذا اور تکلیف دینے پر رسول خدا ﷺ کے مستعد ہو گئے اس لئے جناب باری تعالیٰ سے حضرت جبرائیلؑ آئے اور پھر فرمایا اے رسولِ مقبول ﷺ بعد سلام اور درود کے اللہ نے فرمایا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو مدینہ منورہ میں بھیجو سوائے ابوبکرؓ کے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو بلایا تو ان میں حضرت مصعبؓ اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہ اور ابن مسعودؓ اور بلالؓ اور سعدؓ وغیرہ تقریباً چھبیس صحابہ کرام کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور آنحضرت ﷺ منتظر وحی الٰہی کے رہے اور ادھر ابو جہل لعین نے آنحضرت ﷺ کے مار ڈالنے کا کافروں سے حتمی مشورہ کیا اس مشورہ میں ابلیس خبیث علیہ اللعنۃ ایک پیر مرد کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا اور کہا اے صاحبو! میں بوڑھا ہوں اور نجد کا رہنے والا ہوں اور میں تمہاری مدد کے واسطے آیا ہوں اور میں مال اور آدمی بہت رکھتا ہوں پھر یہ سن کر انہوں نے اس ابلیس کو اپنے لوگوں میں بیٹھنے کی جگہ دی اور اپنی مجلس شوریٰ میں شریک کر لیا اس وقت ابو جہل نے کہا اے بڈھے کہو کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ کے حق میں کیا تدبیر کی جائے یہ سن کر اس لعین مردود نے کہا کہ اے ابوالحکم (ابو جہل) محمد ﷺ ابن عبداللہ نے تو اپنے باپ دادا کے دین کو جھوٹا کیا ہے اور وہ اپنے جھوٹے دین کو جادو کے ذریعے سے جاری کرنا چاہتا ہے اور تم حاکم مکہ ہو قوم تمہاری بے شمار ہے اور لشکر بھی کافی تعداد میں ہے اور محمد ﷺ ابن عبداللہ تو اس وقت تنہا ہیں کیونکہ اس وقت ان کے ساتھی بھی سب کے سب مدینہ چلے گئے ہیں اور جس وقت کہ محمدؐ اپنے بستر پر سوتے ہیں ایک شخص اسی وقت جا کر ان کا سر کاٹ لاوے اور اس طرح سے کسی کو خبر بھی نہ ہو گی چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ رائے پسند کی اور آپس میں یہ بات مقرر ہوئی۔

○ ○ ○ ○ تب ابو جہل لعین نے کہا کہ اے یارو آج کی رات محمد ﷺ ابن عبداللہ کا سر کاٹنا ضروری ہے غرض اس کام کے لئے بیس آدمی جری بہادر کار آزمودہ کو قریش میں سے مقرر کیا اور حضرت جبرائیلؑ نے آکر آنحضرت ﷺ کو خبر دی کہ آج قریش کی مجلس شوریٰ میں یہ بات قطعی مقرر ہوئی ہے کہ آج کی رات سر آپ کا تن سے جدا کریں گے اور حکم جناب باری تعالیٰ کا یوں ہوا ہے کہ آپؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں اور اب تمام کام اسلام کے وہیں سے انجام پائیں گے۔

تب آنحضرت ﷺ نے وحی الٰہی کی حقیقت حضرت ابوبکرؓ سے بیان کی جب رات ہوئی علی

نبیؐ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے لیئے انہ ہوئے ماہ ربیع الاول شب دوشنبہ کو نبوت کے تیرھویں سال اور شب معراج کے آٹھ مہینے کے بعد وقت آنحضرت ﷺ کی عمر شریف ترپن سال کی تھی ہجرت فرمائی اور اسی شب میں ان بیس آدمیوں جو ابو جہل لعین کے متعین کئے تھے رسول خداؐ کے گھر پر جا کر محاصرہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک ب ایسا مسلط کیا کہ آنحضرت ﷺ اس محاصرے سے نکل گئے اور ان کو اصلاً خبر نہ ہوئی۔ پیچھے ایک ت کے ابلیس نے نیند سے اٹھا کر کہا کہ اے یارو محمد ﷺ ابن عبداللہ تو بھاگنا چاہتے ہیں تب بیس آدمی ے ہاتھوں میں تلوار لے کر آنحضرت ﷺ کے بستر پر آئے تو دیکھا کہ حضرت علیؓ رسول خداؐ کے پر سو رہے ہیں انہوں نے ان کو اٹھایا اور ان سے پوچھا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ کہاں ہیں علی المرتضیٰؓ کہا مجھے معلوم نہیں پھر انہوں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہیں پایا پھر انہوں نے مجبور ہو کر اس ی خبر ابو جہل لعین کو کی پھر شیطان نے کہا کہ اے ابو جہل میں جانتا ہوں کہ محمد ﷺ ابوبکرؓ کو اپنے ے لے کر مدینہ کر طرف بھاگے ہیں تم لوگ اس کا جلدی پیچھا کرو یقیناً وہ تم کو ضرور ملیں گے وہ لوگ جبل ثور میں جا کر چھپ رہیں گے ان کو وہاں پاؤ گے پس تمام قریش نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی بھی خانہ تلاشی لی ان کو بھی نہ پایا تب پھر وہ لوگ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں حضرت یلؑ نے رسول خداؐ کو خبر کی کہ تمام قریش آپؐ کے پیچھے آتے ہیں اور وہ آپؐ کو ایذا دینا چاہتے ہیں اس غار میں ہی چھپ رہیں تب آنحضرت ﷺ ابوبکرؓ کے ساتھ اس غار میں جا کر چھپ گئے اور کے حکم سے مکڑی نے اس غار کے منہ پر جالا بنا اور پھر دو کبوتروں نے اس میں دو انڈے بھی دیئے اور رت جبرائیلؑ نے آکر خاک وغیرہ بھی اس پر بچھا دی تاکہ وہ پرانا معلوم ہو اسی طرح سے آنے والے ر نہ پہچان سکیں جب وہ بدخواہ غار میں پہنچ گئے اور ہر طرف تلاش کرنے لگے ابلیس لعین کو معلوم تھا انے چاہا کہ آدمی کی صورت بن کر پیغمبر خداؐ کو دکھلا دے اس وقت حضرت جبرائیلؑ نے اپنا پر شیطان ار کر دریائے محیط میں گرا دیا اور پھر وہ بدخواہ اس غار کے دروازے پر آکر تلاش کرنے لگے کوئی کہتا تھا شائد اس غار کے اندر گھسے ہیں اور کسی نے کہا کہ نہیں اس کے اندر کیونکر جاویں گے منہ تو اس کا ہی چھوٹا ہے اور کسی نے کہا پھر یہاں سے محمد ﷺ ابن عبداللہ کہاں گئے چنانچہ اسی طرح کفار عرب ں میں کہہ رہے تھے کہ دو کبوتر اس غار کے منہ سے اڑ گئے جب کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا خاک کوڑا اس پر پڑا ہوا دیکھا تو وہ ناچار و مجبور ہو کر واپس لوٹ گئے اور آنحضرت ﷺ ﷺ تین دن تک غار کے اندر خدا کے آگے سجدہ ریز رہے اور حضرت ابوبکرؓ نے جو دیکھا کہ اس غار کے اندر وں طرف سانپ و بچھو کے سوراخ بہت ہیں تو انہوں نے اپنے کپڑے اور اپنی دستار کو پھاڑ پھاڑ کر ان

سوراخوں کو بند کیا صرف ایک کپڑا زیرِ جامعہ کو ثابت رکھا اور کپڑا نہ ہونے کے سبب ایک سوراخ باقی رہ گیا اور وہ بند نہ ہو سکا حکم الٰہی سے ایک مار زہردار نے چاہا کہ اس سوارخ سے نکل کر رسول خداؐ کا قدم مبارک چوسے اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی چنانچہ انہوں نے اپنے پیر کو اس سوراخ پر رکھ دیا اور اس کے باہر آنے کی راہ کو بند کر دیا پھر اس غار کے اندر سے سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کاٹا اور پھر زہر نے ان پر غلبہ کیا جس کی وجہ سے ان کے تمام بدن میں لرزہ پڑا لیکن باوجود اتنی شدید تکلیف کے اپنا پاؤں اس غار کے منہ سے نہ ہٹایا اور مثل ستون کے قائم رکھا اور جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا حال ہے تمہارا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ اس سوراخ سے نکلتا تھا اس واسطے میں نے اس سوراخ کو اپنے پاؤں سے بند کیا اور اس سانپ نے میرے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر نے مجھ پر غلبہ کیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لیا یکایک وہ سانپ اپنے اس سوراخ سے نکل آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ جب میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کے قدم چومنے سے مجھے محروم کرتے ہیں اسی واسطے میں نے ان کے کاٹا ہے یہ کہہ کر وہ ایمان لایا اور وہ پھر قدم بوس ہو کر اپنے سوراخ کے اندر گھس گیا اور آنحضرت ﷺ ﷺ نے اس زخم کو تین بار چوس کر تھوکا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شفاء کامل بخشی اور پھر چوتھے روز آنحضرت ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غار سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ادھر ابوجہل نے سراقہ بن ابو جعشم کو یہ خط لکھا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ یہاں سے بھاگ کر مدینہ کی طرف جاتے ہیں لہٰذا مناسب ہے تم کو کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا۔

اس ہدایت پر سراقہ بن جعشم نے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت ﷺ کو راہ میں گھیرا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتھ میں پکڑا اور اپنے گھوڑے کو دوڑا کر ارادہ کیا کہ وہ دفعتاً" رسولِ خداؐ کے سامنے آوے اور پھر ان کو پکڑ لیوے خدا کے حکم سے اس وقت زمین اس کے گھوڑے کو پیٹ تک نگل گئی اس وجہ سے سراقہ نے سمجھا کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ سچے رسول ہیں اور پھر اپنی عذر خواہی کرنے لگا اور اقرار کیا کہ اگر مجھ کو چھوڑ دیں تو اب واپس چلا جاؤں گا اور مزید کہنے لگا کہ جو بدخواہ آپ کے پیچھے آتے ہیں ان کو بھی پھیر دوں گا اور میں ان سے کہوں گا کہ میں نے اس طرف بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا پھر آنحضرت ﷺ نے زمین کو فرمایا اَرْضُ خَلِیْهِ۔ یعنی زمین اس کو چھوڑ دے تب زمین نے اس کے گھوڑے کے پاؤں کو چھوڑا اور سراقہ اس طرح خلاص ہو کر واپس گیا اور اس کی جب بدخواہوں سے ملاقات ہوئی تو سراقہ نے وہی باتیں کیں جو کہ آنحضرت ﷺ سے وعدہ کیا تھا جب آنحضرت ﷺ وہاں سے کراع الغنم میں پہنچے تو وہاں کا سردار قوم بریدہ سلمیٰؓ رسول خدا ﷺ کی خبر سن کر اپنے ساتھ تقریباً" سات سو آدمی لے کر پیغمبرِ خداؐ کے استقبال کو آیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے ماہ ربیع الاول کی سولھویں تاریخ دوشنبہ کے روز قبا میں پہنچے اور قبا ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ کے قریب میں واقع ہے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ ایمان لائے اور وہاں چار روز پیغمبرِ خداؐ رہے جب اہل مدینہ نے آنحضرت ﷺ کے آنے کی خبر پائی تو وہاں کے تمام سردار مع اپنے اصحابہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرت کے استقبال کو آئے غرض ربیع الاول کی بیسویں تاریخ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر میں اترے اور پھر وہیں سے اشاعت اسلام و تبلیغ کے سلسلے کو جاری کیا گیا ہجرت کے بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان جنگ بدر الکبریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ ہجرت کے بعد ایک برس تک جہاد کا اتفاق نہ ہوا ہجرت کے دوسرے سال ہی بدر الکبریٰ کا واقع ہے اور ہجرت کے پانچویں سال میں بدر الصغریٰ واقع ہوئی اور اسی طرح دس برس کے اندر پیغمبرِ خدا ﷺ کو پچیس لڑائیاں کفاروں سے لڑنا پڑیں اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً" ستائیس اور بعد نزول اس آیت کے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔ ترجمہ: یعنی قتل کرو تم مشرکوں کو جہاں پاؤ لیکن ان میں سے سات لڑائیوں میں یعنی جنگ بدر اور جنگ احد اور غزوۂ خندق اور بنی قریظہ اور بنی مصطلق اور خیبر اور طائف میں آپؐ بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وادی القریٰ اور خابہ اور بنی نضیر میں گئے تھے ایسی ہی اور پچاس لڑائیاں ہوئیں ان میں صرف لشکر ہی کو آپؐ نے بھیجا اور خود تشریف فرما نہ ہوئے اور اس مدت کے اندر آنحضرت ﷺ کو سوائے دعوت اسلام اور تعلیم احکام دین اور کافروں سے جہاد کرنے اور مسجد کے بنانے کے سوائے کوئی دوسرا کام نہ تھا یہاں تک کہ دین کمالیت کو پہنچا اور لڑائی بدر الکبریٰ کے ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہؐ مکہ کے مشرک سوداگر ابو سفیان اور عمر بن العاص اس طرف سے آتے ہیں آپؐ اپنے صحابہ کرام کو بھیجیں تاکہ وہ ان سب کو ماریں اور مال غنیمت حاصل کریں اور ان سے کسی طرح کا خوف نہ کریں خدا کے فضل و کرم سے تم کو فتح و نصرت ہوگی۔ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام

رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور ایک سو مرد مسلمان جمع ہوئے ان میں تیرہ آدمی گھوڑے کے سوار اور اسی آدمی شتر سوار اور باقی پا پیادہ تھے اور کسی کے پاس ہتھیار لڑائی کا نہ تھا مگر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک لاٹھی تھی ان کافروں سے لڑنے کے واسطے جب چاہ بدر کے نزدیک پہنچے تو ان سوداگروں کو یہ احوال کسی طرح سے معلوم ہو گیا آخر انہوں نے یہ خبر مکہ میں پہنچائی کہ محمد ﷺ ابن عبداللہ نے جماعت کثیر لے کر ہماری راہ بند کی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارادہ تخت و تاراج کا رکھتے ہیں۔

پس ابو جہل نے یہ بات سن کر منادی کی تمام اہل مکہ ایک ہزار ایک سو سوار ہمراہ رکھتے ہیں پس ابو جہل ان سواروں کو لے کر خود لڑنے کو آیا اور حضرت جبرائیلؑ یہ خبر لے کر رسول خدا ﷺ کے پاس آئے کہ تم سے لڑنے کو ابو جہل کا اتنا بڑا لشکر آتا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ہی نصرت ہو گی اور وہ سب کے سب ذلیل و خائب و خاسر ہوں گے جو لوگ مومن تھے یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ادھر دوسرے دن ہی دونوں طرف سے لشکر جمع ہوئے اور جب ابو جہل نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو آنحضرت ﷺ کا لشکر بہت ہی تھوڑا معلوم ہوا اور اپنے لشکر کو دیکھا تو بہت بڑا معلوم ہوا اس واسطے وہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ میرے ساتھ اتنا لشکر ہے کہ ہم لوگ تو محمد ﷺ ابن عبداللہ کے خدا سے بھی لڑ سکتے ہیں اور جب یہ بات رسول خدا ﷺ کے کانوں تک پہنچی تو آپؑ اسی وقت سجدے میں گر پڑے اور اپنے خداوند قدوس سے التجائیں کرنے لگے کہ اے خداوند تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سو وہ پورا فرما اور ہم کو اس جم غفیر لشکر پر فتح دے پس اول لشکر سے ابو جہل کے عتبہ اور شیبہ اور ولید ابن مغیرہ جنگ گاہ میں آ کھڑے ہوئے اور لشکر محمد ﷺ سے عبداللہ ابن رواحہؓ اور عوف ابن حارث رضی اللہ عنہ اور مسعود رضی اللہ عنہ ابن حارث لڑائی میں آئے تب لشکر ابو جہل کے لوگ حقارت سے کہنے لگے کہ اول نام اپنا بتاؤ پیچھے ہم سے لڑو پھر ان تینوں مومنوں نے اپنا نام بتایا پھر مشرکوں نے کہا کہ تم لوگ ہماری لڑائی کے قابل نہیں ہو واپس چلے جاؤ۔ اس کے بعد ایک بلند نعرہ مارا کہ اے محمد ﷺ ابن عبداللہ ہمارے مقابل میں ہمارا ہمسر بھیج پس آپؑ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث کو بھیجا۔ پھر دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کے لشکر سے شیبہ کا سر کاٹا اور علی مرتضیٰؓ نے مغیرہ کو مارا۔ اور عتبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا پاؤں توڑا لیکن پھر بھی حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ مردود کو قتل کیا اس کے بعد رسول خدا ﷺ کے حضور میں آئے تو آپؐ نے ان کو بہشت کی بشارت دی اور ان کے پیچھے سے مشرکوں نے تیر مار کر پانچ مومنوں کو شہید کیا۔ پھر پیغمبر خدا ﷺ نے سجدے میں آ کر دعائے نصرت فرمائی تب خدا عزوجل نے ایک ہزار فرشتے بھیجے انہوں نے آ کر مشرکوں کو جہنم واصل کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے جنگ گاہ میں ابو جہل کا سر کاٹا اور سجدہ شکر بجا لائے اور اس دن بہت کافر مارے گئے اور بہت سے قید کر لئے گئے اور

ہت سے شکست پا کر بھاگ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس دن کافروں نے آنحضرت ﷺ کے لشکر کے مارنے کا قصد کیا تو خدا کے حکم سے اس دن خود بخود ان کافروں کے سر کٹ کر زمین پر گرے اور ان کافروں کی لاشوں کو خندق بں ڈال دیا گیا پیغمبر خدا ﷺ نے اس کے کنارے کھڑے ہو کر کہا کہ اے بدبختو! اقارب ہمارے تم ہی تھے حابہ کرام نے یہ دیکھ متعجب ہو کر پوچھا یا رسول اللہؐ آپ مقتولوں سے گفتگو کرتے ہیں آپؐ نے اس وقت رمایا کہ مردے بات سنتے ہیں لیکن وہ بول نہیں سکتے پھر رسول خدا ﷺ اپنے فتح یاب صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ینہ منورہ میں تشریف لائے اور محمد ﷺ کے لشکر میں سے صرف تیرہ آدمی شہید ہوئے تھے اور حضرت مدؐ نے ان اسیروں کو اپنے پاس بلایا عتبہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کی تکلیفیں دی ہوئی یاد آ گئیں ر آپؐ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ تم عتبہ کو قتل کرو اسی وقت علی مرتضیٰؓ نے عتبہ کی گردن اڑا ی اور وہ ہمیشہ کے لئے داخل جہنم ہوا اور پیغمبر خدا ﷺ کی ایک زوجہ نے کہ نام ان کا سودہ تھا قیدیوں کو تل کے وقت کہا کہ تم اگر لڑائی میں مارے گئے ہوتے تو اس وقت اس خرابی سے کیوں مارے جاتے یہ ت سن کر رسول خدا ﷺ حضرت سودہؓ پر غصہ ہوئے اور پھر ان کو طلاق دے دی سودہ نے غمگین ہو کر ضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت منتوں اور سفارش اور عفو و تقصیر پر راضی کیا چنانچہ سید عالم ﷺ نے فارش منظور کی اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پھر نکاح میں لائے اس کے بعد نبی کریم نے حضرت عباسؓ سے کہ اس وقت اسیر ہو کر آئے تھے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ اس وقت حضرت عباسؓ مسلمان ہو گئے اور اس طرح سے دولت ایمان ان کے ہاتھ لگی اور وہ جنت کے مستحق ہوئے چنانچہ میں ں واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان احوال جنگ احد

ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکوں نے جنگ بدر کی ہزیمت کے بعد لڑائی کا سامان پھر تیار کیا اور ؛قت سردار قریش ابو سفیان تھے وہ کافر مع جم غفیر و لشکر کثیر لے کر مدینہ کو بارادہ تاخت و تاراج آئے ر حضرت جبرائیلؑ امین نے یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ فوج کفار کی مدینہ کے متصل آئی ہے۔ لہٰذا لشکر اسلام مسلح ہو کر کاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جبل احد پر آیا جو کہ مدینہ منورہ سے دو کوس کے فاصلے پر واقع ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن زبیر کو ستر تن تیر انداز کے ساتھ اسی کوہ پر لشکر وغیرہ کی ظت کو متعین کیا اتنے میں لشکر دونوں طرف سے صف کشیدہ ہوئے اول تیروں کا مینہ برسا پھر شمشیر

و خنجر بجلی کی طرح چمکتے اور خون کے دریا بہاتے رہے۔۔

الغرض اسلامی فوج نے پروردگار کے فضل و کرم سے لشکر کفار پر فتح و نصرت پائی اور مشرکوں نے ہزیمت و شکست کھائی اور تقریباً ستر نگہبان کوہ احد کے باوجود ممانعت عبداللہ بن زبیر کے یہ ہزیمت دیکھ کر غنیمت لوٹنے کو دوڑے کفار کی فوج موقعہ کو غنیمت جان کر اس پہاڑ پر پہنچی اور پھر لشکر اسلام مغلوب ہوا اور پھر اس مغلوبیت میں ستر آدمی شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک بھی اسی جگہ پر ایک پتھر کی ضرب شدید سے شہید ہوئے اور آپؐ کے دندان مبارک سے خون بہا اور ایک صحابی اپنی پگڑی سے آپؐ کا لہو مبارک پونچھتے تھے ابلیس لعین نے یہ حل دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ کر پکارا کہ اے لوگو! محمد ابن عبداللہؐ تو مقتول ہوگئے یہ آواز سن کر کافروں نے خوش ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کیا اس وقت بہت سے مسلمان مجروح ہوئے اور کتنے ہی شہید ہوئے اور چند لوگ غازی بنے اور بعضے بھاگ گئے اصحاب کبار وغیرہ آنحضرت ﷺ کی خبر گیری کو آئے انہوں نے آکر دیکھا کہ آپؐ کا دندان مبارک شہید ہوا ہے اس عرصہ میں حضرت حمزہ ؓ اور دو اور اصحاب ؓ نے شہادت پائی اور کافروں نے اپنے ظلم و ستم سے ان کو مثلہ کیا یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹے یہ دیکھ کر اصحاب کبار کی آتش حشم نے جوش مارا پھر فوراً اپنی فوج لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور مانند برق کے ان پر گرے اور نہایت جوشیلے فلک شگاف نعرے مار مار کر کفاروں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور جناب حضرت علی شیر خداؓ نے حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھ کر کہا اے چچا جان خدا کے حکم سے ستر آدمیوں کو تمہارے عوض مُثلہ کروں گا یہ کہہ کر انہوں نے اپنے برق رفتار گھوڑے کو چمکارا اور اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر نعرہ بلند کیا اور پھر اپنے گھوڑے کو برق کی طرح سے کفاروں پر ڈال دیا اس وقت آنحضرت ﷺ کے گھوڑے کی باگ حضرت عباسؓ پکڑے ہوئے تھے فوراً جبرائیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے آتے ہی کہا یا رسول اللہؐ فرشتے آپؐ کی مدد کو آتے ہیں اور کافروں کا سر تن سے جدا کرتے ہیں غرض لشکر اسلام نے فتح و کامیابی پائی پھر جناب رسول خدا ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت علی مرتضیٰؓ کو مدینہ منورہ میں خوشخبری دینے کے لئے بھیجا ادھر تمام اہل مدینہ اور وہ اہل بیت آوازہ بد سے گھبراتے تھے خبر ظفر و کامیابی کی سن کر شاد ہو گئے اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بہت سے مسلمانوں کی لاشیں بعد نماز جنازہ دفنائیں اور کچھ لاشوں کو مدینہ منورہ میں لے آئے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے بیٹے اور بھائی کو دیکھ کر کہا کہ اگر ہزار بیٹے اور بھائی ہوتے تو بھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے آپؐ نے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے مردوں

تعزیت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی ہوتا تو ی بھی تعزیت کرتا۔ یہ فرمان سن کر سب مرد و زن نے اپنے مردوں کو چھوڑ کر حضرت حمزہ رضی اللہ کی تعزیت کی بلکہ اب تک ملک عرب میں یہ رسم جاری ہے کہ کوئی بھی کسی مردے کی تعزیت کے لئے آوے تو وہ پہلے تعزیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی کرے گا اور بعد میں اس کی کرے گا جس کے لئے وہ وہاں گیا ہے۔ اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان احوال جنگ بدر الصغریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنگ احد کی لڑائی سے اگلے سال مکہ معظمہ میں بڑا قحط پڑا سب لوگ کے خراب و تباہ ہوئے۔ پھر کافروں نے خوف اور ڈر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مل کر میں تدبیر و مصلحت صلاح کی ٹھہرائی اور ایک قاصد بنام مسعود کو مدینہ منورہ میں بھیجا اس شخص نے مکر و فریب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ گذشتہ سال باوجود کم ی کفار کے آپؐ کی فوج بہت ماری گئی اور اس سال تو ان کو روز جمعیت خوب ہے ہرگز آپؐ اس ف کا قصد نہ فرماویں۔ لیکن آپؐ نے اس بات پر قطعاً عمل نہیں کیا اور آپؐ لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ ر مکہ کو جا کر محاصرہ میں لائے مگر کفاروں میں سے کوئی شخص لڑنے کو نہ آیا بلکہ بہت سے آدمی تو خفیہ ر آکر مسلمان ہو گئے پھر فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی اور پھر سال ہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بقصد حج اور اپنے ہمراہ شتر دنبے قربانی لئے لے کر روانہ ہوئے یہ دیکھ کر اہل مکہ نے جمع ہو کر جنگ کا قصد کیا اور اس وقت مسلمان احرام تھے ان کو کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ اتفاقیہ قضاء الٰہی سے کفاروں کو لشکر اسلام دیکھ کر ایسا رعب ہوا کہ وہ خود بخود بھاگ گئے۔ پھر ان کافروں نے دو قاصد ایک ابو مسعود ثقفی دوسرے اسمٰعیل بن و بھیج کر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارادہ حج تشریف لائے ہیں اور کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ تب وہ لوگ خوش ہو کر حرب صلح درمیان میں لائے اور انہوں نے آکر کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال ہم قحط کے مارے ہوئے ہیں آپؐ کی خدمت بھی نہ ہو ی اس واسطے یہ آرزو ہے کہ ابھی آپؐ مدینے کو پھر جائیں اور ایک تمنا صلح کی بھی ہے۔ رسول خدا للہ علیہ وسلم کو ان پر رحم آ گیا اور ان کی التماس قبول کر لی۔ پھر عہد و پیمان آتش و صلح کا لکھا گیا۔ پھر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت الحرام کو ہدیہ اور تحفہ بھجوایا اور بہت سے مساکین لوگوں کو خیرات دی پنے صحابیوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

بیان احوال جنگ خیبر

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں ۷ھ میں حج مبارک
فارغ ہو کر جعفر طیار سے مژدہ مسلمان ہونے نجاشی کا سنا۔ پھر خبر صلح پارس کی پہنچی۔ اس کے بعد آپؐ
خیبر کی طرف بارادہ جہاد کوچ فرمایا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور ادھر خیبر کے یہود بھی فوج کثیر لے کر مقابلہ
آئے۔ جب لشکر دونوں طرف کا صف کشیدہ ہوا۔ تب ایک مرد مسلمان نے سات آدمی یہودی جہنم ر
کئے اور پھر اس نے شہادت پائی۔ پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰؓ کو بلوا کر حکم جنگ کا ما
فرمایا اور اس وقت حضرت علیؓ کی آنکھوں میں شدید درد تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے وا
دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا۔ آرام ہوتے ہی حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے تیز برق رفتار گھوڑ
پر سوار ہو کر اور اپنی تلوار کو ہاتھ میں لے کر میدان جنگ میں آ کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ یہ سنتے ہی یہودیو
نے آپؓ پر شدید حملہ کیا۔ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک ہی حملہ میں بہت کافروں کو فی النار وا
کیا اس عرصے میں ایک یہودی پہلوان رستم زماں لاف مارتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی شیر خدا پر ح
کیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس کو ایک ہاتھ ایسا مارا کہ آپؓ کی تلوار سے وہ گھوڑے سمیت دو ٹکڑ
ہوا۔ کافروں نے یہ حال دیکھ کر ہزیمت اور شکست کھائی اور پھر انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی پس ا
وقت حضرت علی مرتضیٰؓ نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے درہ خیبر کو پکڑ کر زور کرامت کا دکھایا تو تمام قل
میں لرزہ زلزلے کا سا پڑ گیا اور خدا کے حکم سے دروازہ اکھڑ کر حصار اور فصیل کے پیچھے گرا پھر تو لش
اسلام بھی قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں مال و دولت بہت کچھ ہاتھ آیا۔ اور بہت یہودی قتل ہوئے اور کث
تعداد میں مرد و زن گرفتار ہو کر قید ہوئے اس میں سے ایک عالی خاندان کی بی بی آنحضرت صلی اللہ عل
وسلم کے نکاح میں آئیں۔ ان بی بی نے ایک خط مہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے موقوفی خراج م
لکھوا کر اپنی قوم کو دیا۔ چنانچہ وہ خط ان کے پاس اب تک موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان وفات آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ آٹھویں تاریخ ذوالحجہ خاتم الانبیاءؐ نے اپنے تمام صحابہ کرام کے ساتھ
عرفات میں دو رکعت نماز ادا کی اتنے میں حضرت جبرائیلؑ یہ آخری آیت لے کر حاضر ہوئے قولہ تعالیٰ:
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ ترجمہ:۔ یعنی آج کے

دن کامل کیا میں نے دین تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پھر میں راضی ہوا تمہارے دین اسلام
سے جب۔ یہ آیت نازل ہوئی تو سید المرسلین نے جان لیا کہ اب سفر آخرت میرا بالکل قریب آ چکا ہے اسی
واسطے آپؐ فراغت حج بیت اللہ کے اپنے آباؤ اجداد کے مکانات دیکھنے گئے اور پھر مدینہ کی طرف روانہ ہو
کر آپؐ نے فرمایا کہ شائد دوسرے سال مکہ معظمہ میں آنا نہ ہو گا۔ یہ فرمان سن کر تمام صحابہ رضوان اللہ
علیہم گریہ و زاری میں مصروف ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مقام پر درد پیدا ہوا۔ چنانچہ
تیرہ نمازیں آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھیں پھر مدینہ منورہ تشریف لائے الغرض ماہ
صفر کو بروز بدھ کے میمونہ خاتونؓ کے گھر میں جو کہ زوجہ آنحضرت ﷺ کی تھیں۔ درد سر اور بخار شروع
ہوا۔ شدت مرض کی وجہ سے سب ازواج مطہرات تیمارداری کے واسطے وہاں آئیں پھر وہاں سے
آنحضرت ﷺ اہل بیت میں سے کسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر عائشہؓ خاتون کے حجرے میں تشریف لائے
اور اپنا سر مبارک ان کے زانوں پر رکھ کر آپؐ نے آرام فرمایا۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ نے کہا یا رسول اللہؐ
بدن مبارک آپؐ کا بہت گرم ہے آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تم سے مفارقت کا دن بالکل قریب آ گیا
ہے۔

حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر آہ سرد دل پر درد سے بھری آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تم صبر شکر کرو
کیونکہ موت کا شربت ہر ایک کو چکھنا ہے اور دوسرے دن جمعہ تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان سن کر سید
المرسلین نے چند صحابہ کرام کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں باوقت تمام پہنچ کر فرمایا مجھ میں بوجہ ضعف
کے طاقت نہیں ہے لہٰذا میری اجازت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کے فرائض انجام دیں۔ یہ فرمان
آپؐ کا سن کر تمام صحابہ کرام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے
فرمان سے امامت کرائی اور آپؐ نے ان کی اقتدا میں بدشواری نماز ادا کی اور پھر آپؐ نے چند امور کی
وصیت فرمائی کہ اے میرے بھائیو میں نے وحی الٰہی کے موافق سب نیک و بد سے آگاہ کیا اب وقت میرا
آخر آ پہنچا ہے میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر نیک کاروبار کرتے رہنا اور اس کاروبار کو نہایت ہوشیاری سے
میرے بعد کرنا تمام صحابہ کرام میں گریہ و زاری شروع ہوئی پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دست بستہ ہو کر
عرض کی یا رسول اللہؐ آج کی رات ایک خواب میں نے دیکھا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کو بیان کرو انہوں
نے کہا کہ یہ دیکھا ہے کہ چادر عائشہؓ کے سر سے اڑ گئی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تعبیر اس خواب کی اس
کے بیوہ ہونے کو ظاہر کرتی ہے اس کے پیچھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے یہ خواب
دیکھا ہے کہ عدل میرا ٹوٹ گیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ عدل میں ہوں پھر
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک ورق قرآن شریف سے

ہوا پر اڑ گیا ہے فرمایا آپؐ کے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ورق قرآن مجید کا عبارت میری روح سے ہے اور تن سے مراد ہوا ہو گی پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ڈھال ٹوٹ گئی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سپر د تیری میں تھا اور اس کا ٹوٹنا میرا اس دار فانی سے جانا ہے اس کے بعد حسینؓ نے کہا یا جدی ہم نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت بزرگ گر پڑا آپؐ نے اس خواب کی تعبیریوں بیان فرمائی کہ اے میرے فرزند وہ درخت میں ہوں کیونکہ میں اس جہان سے جاؤں اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہؐ. میں نے یہ خواب دیکھا کہ میرے گھر کا ستون گر پڑا آپؐ نے اس کی تعبیریوں بیان فرمائی کہ اے عائشہؓ جو عورت یہ خواب دیکھے مستقبل قریب میں اس کا شوہر ہی مرتا ہے اس وقت سب صحابہ کرام اور تمام بیبیاں اور سارے اہل بیت زار زار روئے اور بہت ہی پریشان و مضطرب و بے قرار ہوئے پھر رسول خداؐ. نے فرمایا اے میرے صحابیو بیماری کی شدت مجھ پر بہت ہے آپؐ لوگ بلالؓ سے کہو کہ وہ سارے مدینہ میں اعلان کر دیں کہ صرف دو روز رسول خداؐ کے باقی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ جس شخص کو دعویٰ کسی قسم کا مجھ پر ہو آکر مجھ سے وصول کر لے اور اپنا حق قیامت کے دن پر موقوف نہ رکھے الغرض ایک مرد عکاشہ نامی نے دعوی تازیانے کا کیا اور کہا یا رسول اللہؐ. جنگ احد میں آپؐ کے ہاتھ سے میری پیٹھ پر کوڑا لگا تھا لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس کا عوض مجھے مل جائے چنانچہ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اپنے گھر میں سے وہ کوڑا جو کہ سات سیر وزن کا تھا منگوایا اور تمام لوگوں کو عکاشہ کے بدلہ لینے کا معلوم ہوا تو ہر ایک صحابہ کبار وغیرہ اس سے کہتے تھے کہ اے عکاشہ آنحضرت ﷺ. کے بدلے ہمارے بدن پر دس دس بیس بیس چالیس چالیس کوڑے مار لے اور چونکہ آنحضرت ﷺ. اس وقت شدید بیماری میں مبتلا ہیں ان سے درگزر کر دے لیکن وہ کسی طرح سے راضی نہ ہوا چنانچہ آنحضرت ﷺ. نے فرمایا عکاشہ کوڑا اپنے ہاتھ میں لے اور جتنا چاہے مار آپ کے فرمان کے مطابق عکاشہ نے درہ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر کہا کہ حضور. میں نے تو ننگی پیٹھ پر کوڑا کھایا تھا اور آپؐ کپڑے پہنے ہوئے ہیں پیغمبر خدا ﷺ نے اپنا پیراہن اتار دیا اور موجودہ حاضرین اس وقت زار و قطار روتے تھے اور اپنی زبان سے کہتے جاتے تھے۔ عکاشہ تو نے آخر بات ہم سب کی نہیں مانی چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

چنانچہ عکاشہ پشت مبارک کے قریب آ کھڑا ہوا اور پھر اس نے مہر نبوت کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی فوراً اس نے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا پھر کوڑا ہاتھ سے پھینک کر آپؐ کے قدم مبارک پر گرا اور کہنے لگا اے سید المرسلین مجھ کمینے کو کیا طاقت کہ آپؐ کے غلاموں کی پشت تک بھی کوڑا لے جا سکوں میں کمینہ نالائق آپؐ کی درگاہ کا ہوں میری پیٹھ پر جس روز تازیانہ لگا تھا میں نے اسی روز بخش

دیا تھا اب تو غرض میری یہی تھی کہ میں اس حیاء سازی سے مہر نبوت کی زیارت کروں اور پھر آتش دوزخ سے بے فکر رہوں رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے عکاشہ زہے نصیب تیرے کہ آگ دوزخ کی تجھ پر حرام ہو گئی ہے پھر ربیع الاول دوسری تاریخ پیر کے روز اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جا کر ادب سے کھڑے رہنا اور بے اجازت ان کی جان قبض نہ کرنا چنانچہ ملک الموت نے اعرابی کی صورت بن کر آنحضرت ﷺ کے دروازے پر آواز دی کہ میں اندر آنے کی واسطے حکم چاہتا ہوں اگرچہ ادب سے آواز آہستہ تھی تو بھی مکان گونج گئے اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اعرابی اس وقت آنحضرت ﷺ پر بیہوشی ہے اور تکلیف سے بے چین ہیں لیکن اس نے نہ سنا اور وہ بار بار پکارتا رہا جب آنحضرت ﷺ کے کان مبارک میں آواز پہنچی تو آپؐ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور پھر پوچھا اے فاطمہ کیا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی اپنے ہاتھ میں تلوار لیے دروازہ پر چلاتا ہے اور گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے اس سے ہر چند کہتی ہوں مگر وہ واپس نہیں جاتا یہ سن کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ وہ اعرابی نہیں ہے کہ وہ چلا جاوے بلکہ یہ شخص وہ ہے کہ عوتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنائے تم اس کو اندر بلا لو۔ پھر ملک الموت نے آکر سلام کیا اور نہایت مودبانہ طور سے کھڑا ہو گیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے برادر عزرائیلؑ تم میری زیارت کو آئے ہو یا میری جان قبض کرنے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں تو آپؐ کی جان قبض کرنے کو آیا ہوں مگر آپؐ کے حکم سے آپؐ کی جان قبض کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابھی ٹھہرو حضرت جبرائیلؑ ابھی آویں گے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں حضرت جبرئیلؑ آ گئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اخی جبرائیلؑ فرمان الٰہی تھا کہ میری عمر نوے برس ہو گی اور ابھی تو میری عمر کے صرف تریسٹھ ہی برس گزرے ہیں یہ سن کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپؐ کے ستائیس برس معراج میں گزرے اور کہا حکم الٰہی یوں بھی ہے کہ اگر آپؐ دنیا میں رہنا منظور کریں تو جتنی عمر چاہیں عنایت کر دوں پھر آنحضرت ﷺ نے پوچھا مرضی الٰہی کس میں ہے انہوں نے کہا مرضی الٰہی تو آپؐ کو جنت میں بلانے کی ہے کیونکہ دوزخ کی آگ سرد کی گئی ہے اور آپؐ کے واسطے جنت کو آراستہ کیا گیا ہے اور وہاں کے حور و غلمان آپؐ کے منتظر ہیں وہ تمام اپنا بناؤ سنگار کر کے مستعد خدمت کے ہیں یہ سن کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا میں بھی راضی برضائے مولا ہوں پھر فرمایا اخی جبرائیلؑ میرے جانے کے بعد تم اس دنیا میں آؤ گے یا نہیں حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بعد دس بار اور دنیا میں آؤں گا کہ ہر ایک بار ایک چیز دنیا سے لے جاؤں گا آنحضرت ﷺ نے پوچھا وہ کیا کیا چیزیں ہیں حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا رسو اللہ ﷺ اول بار تو ہر گوہر صبر دنیا سے لے جاؤں گا اور دوسری بار گوہر شرم اور تیسری بار گوہر محبت اور چوتھی بار گوہر عدل اور پانچویں بار گوہر برکت اور چھٹی بار گوہر

سخاوت اور ساتویں بار گوہر صداقت اور آٹھویں بار گوہر جلال اور نویں بار گوہر علم اور دسویں بار برکت قرآن مجید کو لے جاؤں گا۔ بس یہ دس چیزیں میں آپؐ کے بعد لینے آؤں گا پھر اس کے بعد آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور اسرافیلؑ صور پھونکیں گے پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت جرائیلؑ سے پوچھا کہ میرے بعد میری امت کا کیسا حال ہو گا حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپؐ اپنی امت کو میرے ذمے سونپ دو اور پھر میں بروز قیامت اس کو واپس کردوں گا پھر آپؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ غسل میت میری کا کون دیوے گا اور کون کفن پہنائے گا اور نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور میں کہاں دفنایا جاؤں گا یہ سن کر جبرائیلؑ دربار الٰہی میں گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے اور آکر بولے کہ اللہ تعالیٰ کا یوں فرمان ہوا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کریں اور حضرت علی مرتضیٰؓ غسل دیں اور کفن پہنائیں اور آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دفن ہو کر آرام فرمائیں پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اے میرے صحابیو حلال و حرام میں فرق جاننا اور اپنے مال کی زکوۃ دینا اور فقیروں کو ان کے حق سے محروم مت کرنا اور زن و فرزند یتیم ہمسایہ پر شفقت کرنا اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ دینا اور اس وقت سب حاضرین مجلس کا غم سے عجب حال تھا اور مانند نقش دیوار ہو گئے تھے خصوصاً حضرت فاطمہؓ ان کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے جگر گوشہ میری رنج نہ کرنا کیونکہ بعد چھ ماہ کے تم بھی میرے پاس آجاؤ گی اس وقت خاتون جنت کو تسکین ہوئی پھر حضرت پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اے عزرائیلؑ اب اپنے کام میں مشغول ہو چنانچہ پھر ملک الموت نے اپنا ہاتھ حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھا پھر پیغمبر خدا ﷺ نے ایک آہ بھری اور پھر فرمایا اے ملک الموت مجھ کو ایذا پہنچی میں نے جانا کہ ایک پہاڑ میری چھاتی پر آپڑا ہے اور پھر میری امت کو بھی ایسی ہی تکلیف ہو گی عزرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپؐ کی روح مبارک بہت آسانی سے قبض کر رہا ہوں پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عزرائیلؑ جتنی سختی اور تکلیف جان کنی عالم میں ہے وہ تو مجھے ہی دیدے لیکن میری امت کو جان قبض کرنے کے وقت ذرا ایذا نہ دینا کیونکہ وہ بہت ہی ضیف و کمزور ہے تب ملک الموت نے عہد کیا کہ جو کوئی آپؐ کی امت میں سے بعد نماز فریضہ کے آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کی جان ایسی آسانی سے قبض کروں گا۔

جیسے سوتے ہوئے بچے کے منہ سے ماں اس کی اپنی چھاتی نکال لیتی ہے اور اس بچے کو اس کی خبر نہیں ہوتی پھر حضرت خاتم النبین ﷺ نے آخری وصیت یہ کی کہ اے میرے صحابیو بدی اور گناہ کے کام مت کرنا اور اپنا آئینہ سینہ کو زنگ کینہ سے پاک رکھنا اس کے بعد صحابہ اکرام نے مودبانہ التماس کرتے ہوئے آپؐ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آوے گی آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا مگر اشارہ کے واسطے اپنی شہادت کی انگلی کو اٹھایا کہ بعد ایک برس کے کوئی سمجھا بعد ایک ہزار برس

کے اور کچھ لوگوں نے کہا یہ حال تو معبود برحق ہی جانتا ہے کسی کو کچھ خبر نہیں۔ بس اتنے میں آنحضرت ﷺ نے اپنی جان مبارک بحق تسلیم کی اور تمام حاضرین نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی دم تمام صحابہ اور اہل بیت وغیرہ کی جو غم سے کیفیت طاری ہوئی کیا ممکن کہ وہ بیان تحریر میں لاسکوں۔ اور کئی روز تک تمام صحابہ کرام پر عالم بیہوشی رہا۔ بہرصورت اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا اور کفن پہنایا اور جنازہ رسول اللہ علیہ وسلم کا تیار ہوا۔ ملک ملک کے آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی اور زمین و آسمان کے فرشتوں نے بھی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کے حجرے میں دفن کیا۔ اور بموافق وصیت آنحضرت صلی علیہ وسلم کے امامت اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔

دفن جس دم کہ زمین میں شہہ لولاک ہوا
رتبہ روئے زمین غیرت املاک ہوا
غم ہوا سب کو یہاں اور خلد میں آئی شادی
حور و غلماں نے دی مل کر مبارک بادی
بس اے غلام نبی دل سے ہو غلام نبی ﷺ
برآدیں کام تیرے سب طفیل نام نبی ﷺ
اس غم سے دل قلم کا زبس چاک چاک ہے
جانا ضرور سب کے تئیں زیر خاک ہے

بیان فضیلت حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے ریاضت و مجاہدہ و ملوت و مشاہدہ ان کا خارج از بیان ہے ان کے احوال عبادت کا تو یہ حال ہے کہ حماد بن سلیمان کہتے ہیں لہ وہ تمام رات عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے ایک روایت میں ہے اول نصف شب وہ جاگتے ھے ایک روز راہ میں تشریف لئے جاتے تھے اچانک ایک آدمی نے کہا یہ شخص تمام رات عبادت الٰہی کیا رتا ہے بعد اس کے وہ تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں ہ لوگ میری توصیف بیان کریں جو مجھ میں نہ ہو اور ان کے احوال زہد کی یہ کیفیت تھی کہ ایک روایت ہے ربیع بن عاصم سے کہ بلایا میرے تئیں یزید بن عمر بن میسرہ نے پس میں ابو حنیفہ کو لے گیا پس یزید بن سرہ ان کو بیت المال سونپنے لگے لیکن ابو حنیفہؒ نے انکار کیا اس شخص نے تقریباً بیس چابک مارے پس

آپؐ نظر کریں کہ کس طرح وہ ولایت سے بھاگے اور چند اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انس بن مالکؓ اور جابر بن عبداللہ اور واثلہ بن الاسقع سے نقل ہے کہ عبداللہ بن مبارک کے روبرو کسی نے ابو حنیفہ کو برائی کے ساتھ یاد کیا اس وقت عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ تم نے ذکر کیا ایسے شخص کا کہ تمام دنیا اس کی طرف متوجہ ہے اور وہ شخص دنیا سے بھاگتا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جب روضہ مقدس مطہر پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے تو آپؒ نے سب سے پہلے کہا السلام علیکم یا سید المرسلین اور آپؐ جواب سے بھی مشرف ہوئے اور آواز آئی کہ وعلیک السلام یا امام المسلمین محمد بن شجاع سے ایک روایت ہے امیر المومنین ابو جعفر عباسی نے دس ہزار درہم حضرت ابو حنیفہؒ کے پاس بھیجے ان کو لے کر اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ اور جب میں مرجاؤں تو یہ درہم واپس کر دینا اور ان سے کہنا کہ یہ وہی تمہاری ودیعت ہے جو آپؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس چھوڑی تھی ایک روایت میں ہے کہ ان کو خلیفہ نے ولایت قضاء دینے کے واسطے بلایا تو آپؒ نے فرمایا کہ میں لائق قضاء کے نہیں ہوں اس نے پوچھا کہ آپؒ نے یہ کس واسطے فرمایا تو آپ نے اس سے کہا کہ اگر یہ بات میری سچی ہے تو میں قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو جھوٹا بھی قاضی ہونے کے لائق نہیں ہے ایک روایت شریک نخعی سے ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کثیر السکوت تھے اور بہت کم سخن فرمایا کرتے تھے لیکن جب زیادہ ضرورت ہوتی تو آپ گفتگو فرمایا کرتے ورنہ خاموش اور سکوت فرمایا کرتے۔

بیان فضیلت حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کہ ذکر عبادت ان کا یہ تھا کہ وہ رات تین حصوں پر تقسیم کرتے تھے ایک حصہ میں علم و تدریس کی تکرار وغیرہ رہتی تھی اور ایک ثلث میں نماز پڑھتے تھے اور ایک ثلث میں آپ آرام کیا کرتے تھے اور حضرت ربیعؒ سے ایک روایت ہے کہ حضرت امام شافعیؒ رمضان المبارک میں سات قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور یہ ساتوں مرتبہ کا پڑھنا قرآن مجید کا نماز میں ہوتا تھا حسین ترابی سے ایک روایت ہے کہ میں کئی رات امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ بقدر ثلث شب کے نماز پڑھتے تھے کبھی آپ پچاس آیتیں اور کبھی سو آیتیں پڑھتے تھے اور جب آپ آیات رحمت پر پہنچتے تو سوال کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کے واسطے اپنے اور سب مسلمانوں کے واسطے بھی اور جب گزرتے آیات عذاب سے تو اس جگہ نجات چاہتے تھے اپنے واسطے بھی اور جمیع مومنین کے واسطے بھی گویا رجا اور خوف ان کی ذات شریف میں جمع تھا اور فرمایا ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے دس برس کے عمر سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اس واسطے کہ غذا میرے بدن کو ثقل کرتی ہے اور دل کو سخت کرتی ہے اور دینی سمجھ بوجھ کو زائل کرتی ہے اور نیند کو بڑھاتی ہے اور عبادت الٰہی سے باز رکھتی ہے پس غور کیجئے کہ شکم سیر ہونے میں کتنی خرابیاں بیان فرماتے ہیں اور کم کھانے میں کتنی بڑی حکمتیں مضمر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں قسم کھائی میں نے کبھی نہ سچی اور نہ جھوٹی پس نظر کیجئے ان کی حرمت و توقیر پر کہ ان کے تئیں خداوند قدوس کا کیا مرتبہ تھا اور یہ دلیل ہے ان کے کمال پر جو ان کو جلال الٰہی سے حاصل ہوا تھا حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا ایک مسئلہ دریافت کرنے کے واسطے پس آپ نے اس سے سکوت فرمایا کچھ دیر بعد اس شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ جواب کس واسطے نہیں دیتے آپ نے اس سے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ میری فضیلت میرے سکوت میں ہے یا جواب دینے میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ آپ کس درجہ محافظت زبان کی کیا کرتے تھے اور سکوت ان کا باعث فضیلت اور طلب ثواب تھا ایک روایت حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے کہ ایک حکیم نے دوسرے حکیم کو لکھا کہ جب تجھ کو علم ملا تو اس کو آلودہ مت کر گناہوں کی ظلمت سے ورنہ تو پل صراط کی تاریکی میں حیرت زدہ رہے گا اور اہل علم کے نور سے گزر جائیں گے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دعوی حب دنیا اور حب خالق کا ایک دل میں رکھے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے حضرت حمیدؒ سے روایت ہے کہ امام شافعیؒ بعض والیان ملک کے ساتھ یمن کی طرف تشریف لے جاتے تھے وہاں سے دس ہزار درہم لے کر مکہ میں تشریف لاتے تھے آپ نے مکہ سے باہر ایک خیمہ ایستادہ کیا اور شام تک وہ سب درہم تقسیم فرما دیئے ایک بار آپ حمام میں تشریف لے گئے اور حمامی کو مال کثیر دے کر تشریف لے گئے ایک روز بر سواری آپ کے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا ایک شخص نے فوراً اٹھا کر آپ کو دیا آپ نے اس کو اسی وقت پچاس دینار کا انعام دیا اور سخاوت آپ کی بیان تحریر سے باہر ہے اور یہ سخاوت آپ کی زہد پر دلیل ثابت کرتی ہے اس واسطے کہ محب دنیا دولت کا امساک کرتا ہے اور زاہد پاکباز ہوتا ہے اور شدت خوف خدا اس درجے پر تھی کہ سفیان بن عینیہ نے ایک روز حدیث شریف خوف دلانے والی پڑھی اس کے سنتے ہی حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو غش آگیا لوگوں نے سفیان سے عرض کی کہ اس حدیث نے محمد بن ادریسؒ کی جان قبض کی ہے فرمایا اگر سچ ہے تو افضل زمانہ میرا ہے عبداللہ بن محمد سے روایت ہے کہ میں بغداد میں نہر کے کنارے وضو کرتا تھا اور اس وقت امام شافعیؒ عراق سے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے غلام پورے طور سے وضو کر اپنا تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے عقبیٰ میں نیکی کرے اور تجھ کو اپنا پسندیدہ بنا لے چنانچہ میں وضو سے با فراغت ہو کر جلدی سے آپ کے پیچھے گیا پھر انہوں نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھ کو

کچھ حاجت ہے میں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ تم مجھ کو سکھاؤ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھایا حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جان تو جو کوئی سچ بولے گا یقیناً" سخاوت پاوے گا اور جو کوئی اپنے دین میں ڈرے گا وہ ہلاکت سے سلامتی میں رہے گا اور جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی اس کا دین کامل ہو گا ایک جو دوسرے کو امر نیک بتائے اور پھر اس پر آپ بھی عمل پیرا ہو دوسرا جو کار بد سے منع کرے اور آپ بھی اس کار بد سے باز رہے تیسرا حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے حدیں شرع میں باندھی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زاہد اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا رہا وہ سخاوت پائے گا کسی نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ریا کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ریا بذات خود ایک فتنہ ہے کہ خواہش نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور ان کی آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اسی وجہ سے وہ نفس کی بدی اور گناہ کا خیال کرتے ہیں اور اسی واسطے وہ اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے تئیں نگاہ رکھے اس کو علم کوئی نفع نہ دے گا اور جو کوئی علم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اس پر اسرار الٰہی کھلیں گی اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے سب احوال لکھ کر فرمایا کہ خلوص نیت امام شافعیؒ کی اور بے ریائی ان کی اس درجے پر تھی کہ فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ لوگ میرے علم سے متمتع ہوں اور میری طرف وہ علم منسوب نہ ہو پس غور کیجئے کہ آفت علم اور طلب شہرت اور اسم سے اس درجہ نفرت تھی کہ سوائے وجہ اللہ کی دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اسی قسم کی ایک روایت اور بھی ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے کسی علمی بحث میں کبھی تکرار نہ کی مگر اس وجہ سے تکرار کرتا تھا کہ خطا سے محفوظ ہو جاؤں اور تمنا یہ ہوتی تھی کہ اس نیک کام کے کرنے کی توفیق خداوند قدوس عنایت فرمائے اور یہ چاہتا تھا کہ اس تکرار سے حق ظاہر ہو جائے گا خواہ میری زبان سے ادا ہو یا دوسرے کی زبان سے اور جو شخص کہ بروقت مناظرہ کے حق بات کو مجھ سے قبول کرتا تھا تو اس کی ہیبت میرے دل میں آتی تھی اور میں اس کا معتقد ہوتا تھا اور جو کوئی مکابرہ کرتا تھا یعنی واسطے حق چھپانے کی حجتیں کرتا میری نظروں میں حقیر ہو جاتا تھا اور ایک روایت امام احمد بن حنبلؒ سے ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے واسطے دعا مانگتا ہوں اور ایک روز ان کے بیٹے نے کہا کہ اے ابا جان امام شافعیؒ کون ہیں جس کے واسطے تم ہمیشہ دعا مانگتے ہو امام بن حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے میرے وہ امام شافعی دنیا کا امام تھا اور اس کے دل میں عافیت خلق کی ہر وقت موجزن رہتی تھی حالانکہ امام احمد بن حنبلؒ بذات خود تین لاکھ حدیث کے حافظ تھے باوجود اس فضائل کے پھر بھی امام شافعی رحمتہ اللہ کے شاگرد ہوئے میں نے تو نہایت مختصر احوال امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ لکھا ہے ورنہ مناقب شافعیؒ کثیر ہیں۔

بیان فضیلت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ علم کی تعظیم میں نہایت ہی مبالغہ سے کام لیتے تھے اور جب آپ یث رسول اللہ علیہ وسلم پڑھانے کو بیٹھتے تھے تو وضو کر کے خوشبو لگا کر کمال وقار سے اور نہایت شان و کت سے بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کی تعظیم کروں اور نیز فرماتے تھے کہ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ جہاں مناسب خیال کرتا ہے ں کو عنایت فرماتا ہے اور انصاف بھی انکا مسائل میں ایسا تھا کہ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ میں امام ؒ کے پاس حاضر تھا کہ کسی شخص نے ان سے اٹھائیس مسئلے پوچھے تو انہوں نے بیس مسئلوں میں فرمایا لاادری یعنی میں نہیں جانتا جس شخص کو اہلیت نہیں ہوتی اس کا نفس کب قبول کرتا ہے کہ جو اقرار ے کہ میں نہیں جانتا اس واسطے فرمایا امام شافعیؒ کہ جس وقت ذکر کیا جائے علماء کا پس امام مالکؒ ان مانند نجم کے ہیں اور نہیں ہے کسی کا احسان مجھ پر زیادہ امام مالکؒ سے اور زہد بھی ان کا اس درجے پر کہ امیرالمومنین مہدی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے فرمایا نہیں لیکن میں نے ربیع بن الرحمن سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نسبت آدمی کی اس کا گھر ہے ہارون رشید نے پوچھا کہ تمہار گھر اپنا فرمایا نہیں پس اس نے ان کو ایک ہزار دینار دیئے اور فرمایا کہ اس سے گھر خرید و لیکن امام مالکؒ نے ینار خرچ نہ کیئے ویسے ہی رکھ دیئے جب ہارون رشید نے ارادہ مدینہ سے جانے کا کیا تب امام مالکؒ کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو میں لوگوں سے تمہاری کتاب مؤطا پر عمل کراوں گا جس طرح کہ حضرت ن غنیؓ نے اپنے صحیح کیئے ہوئے قرآن مجید پر عمل کرایا اور دوسروں کے لکھے ہوئے موقوف کر دیئے ت امام مالکؒ نے کہا کہ مؤطا پر عمل کروانے کی تو کوئی سبیل نہیں ہے اس واسطے کہ اصحاب رسول کئی ملکوں میں متفرق ہوئے اور انہوں نے احادیث رسول اللہ ﷺ کی خدمات میں بھرپور حصہ لیا۔ نام اہل شہر کے پاس علم موجود ہے۔ اور رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بہتر ہے واسطے لوگوں کے ہ جانیں اس کی قدر و منزلت کو اور مدینہ میں یہ خاصیت ہے کہ آدمی کی خباثت کو ایسا نکالتا ہے جیسے یں لوہے کا میل نکل جاتا ہے اور وہ جو آپ کے دینار ہیں سو وہ حاضر خدمت ہیں اگر مزاج چاہے تو لے جاؤ یا پھر اس کو چھوڑ جاؤ یعنی مدینہ منورہ کی مفارقت مجھ کو تکلیف دیتی ہے بسبب اسی مال کے ں مدینۃ الرسول ﷺ پر کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا ایک روایت میں ہے کہ جب ان کا علم دنیا میں ہوا تو ہر طرح سے لوگ مال کثیر بھیجتے تھے اور امام مالکؒ رحمتہ اللہ علیہ ان سب چیزوں کو خیر کے کاموں رف کیا کرتے تھے اور امام فرماتے تھے کہ نہ ہونا مال کا زہد نہیں ہے بلکہ زہد تو فارغ کرنا قلب کا ہے

محبت مال سے اس واسطے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس سلطنت ہفت اقلیم کے زاہد تھے۔ شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ میں نے دروازے پر امام مالکؒ کے خراسان کے بچھڑے اور مصر خچر دیکھے کہ ان سے بہتر پھر کہیں نہیں دیکھے تھے میں نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ کیا خوب ہیں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہیں پھر میں نے کہا کہ آپ سواری کے واسطے رکھ لیجئے کہنے لگے کہ میں شرماتا ہوں خداوند قدوس سے کہ میں پامال کروں اس خاک کو جس جگہ قدم مبارک رسول ﷺ کا اس پر پڑا۔

نقل ہے کہ ایک روز ہارون رشید نے کہا کہ تم ہمارے یہاں آیا کرو تاکہ ہمارے لڑکے تم تمہاری کتاب مئوطا پڑھیں یہ سن کر امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے کہ کہ اَعَزَّ اللّٰہُ الْاَمِیْرُ۔ یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے پس اگر تم عزت دو گے تو عزیز ہو گا اور تم ذلت دو گے تو ذلیل ہو گا اور علم آپ کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ علم کے پاس سب آتے ہیں یہ سن کر ہارون رشید نے کہا آپ سچ کہتے ہیں پھر اپنے بیٹوں سے کہا کہ کل سے تم بھی مسجد میں دیگر لوگوں کی طرح سے جایا کرو۔

بیان فضیلت حضرت امام احمد ابن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا

کتاب تذکرۃ الاولیاء میں مذکورہ ہے کہ بشیر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ میں خصلت ہے جو مجھ میں نہیں ہے وہ وجہ الہلال کھاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی الحلال کھلاتے ہیں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حنزلہ نے حاکم کوفہ کو درغ لگا کر احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبلؒ کو پکڑ دیا تاکہ ان سے قرآن مجید کو مخلوق کہلوائیں چنانچہ امام موصوف کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہزار تازیانے مارے تاکہ وہ اس ناقابل برداشت سزا کو دیکھ کر قرآن مجید کو مخلوق کہیں لیکن انہوں نے ہمیشہ اور ہر وقت یہی کہا کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے میں کس طرح اس کو خدا کی مخلوق کہوں اسی حالت میں آپ کا ازار بند کھل گیا ہاتھ بندھے ہوئے تھے مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور اس نے آپ کا ازار بند باندھ دیا جب یہ حال امت دیکھی تو پھر آپ کو چھوڑ دیا کہتے ہیں کہ اسی ضرب شدید کی وجہ سے اور اسی صدمہ سے آپ وفات ہوئی نقل ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کسی شہر میں وضو کرتے تھے اور دوسرا شخص بھی اس وضو کرتا تھا اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ شائد امام احمد بن حنبلؒ کو یہاں میرے وضو کرنے سے کراہیت آوے اس لئے اٹھ کر امام احمد بن حنبلؒ کے قریب زیردست بیٹھ کر اپنا وضو کیا جب وہ مر گیا کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک کیا اس نے کہا اے یار کوئی سبب میری نجات کا نہ تھا بس یہی ایک روز میں نے احمد بن حنبلؒ کی حرکت و رفع کراہیت کے باعث زیردست بیٹھ

ہو کیا تھا وہی سبب مری خواستگاری کا ہوا کہتے ہیں کہ آپ بغداد میں رہتے تھے مگر آپ نے روٹی بغداد کی بھی نہ کھائی اس واسطے کہ بغداد کو امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غازیوں کے واسطے وقف کیا تھا آپ ہر روز موصل سے روٹی منگا کر کھاتے ایک بیٹا ان کا جس کا نام صالح تھا وہ ایک سال اصفہان میں قاضی کے عہدے پر رہا مزید و اصلاح آراستہ و بہ تقوی و ملاح پیراستہ صائم الدہر قائم اللیل تھے ایک دن اپنے سامنے روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج کی روٹی ہر روز جیسی نہیں ہے اس کا کیا سبب ہے کیونکہ روٹی کی وضع بدلی ہوئی ہے خادم نے کہا کہ آج کا خمیر آپ کے فرزند صالح کے گھر سے لائے تھے فرمایا کہ وہ قاضی تھا اس کے یہاں کا خمیر میں نہ کھاؤں گا لہٰذا اس روٹی کو دروازے پر رکھو اور جو سائل آوے اس سے کہہ دو کہ آٹا احمد کے گھر کا اور خمیر صالح کے گھر کا ہے اگر تم چاہو تو اس کو لو کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وہ روٹی دھری رہی لیکن اس روٹی کو کسی محتاج نے نہ لیا آخر الامر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ امام احمد بن حنبلؒ نے پوچھا کہ وہ روٹی کیا ہوئی تو عرض کی کہ روٹی دریا میں ڈال دی چنانچہ احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت سے اس دریا کی مچھلی بھی نہ کھائی منقول ہے کہ آپ سے جو کوئی مسئلہ پوچھتا تھا جواب دیتے تھے اور اگر مسئلہ حقائق کا پوچھتا تو بشیر حافیؒ کا حوالہ دیتے تھے کسی نے پوچھا کہ رضا کے کیا معنی ہیں جواب دیا کہ اپنے سب کام خدا کو سونپنا پھر پوچھا کہ محبت کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ اس مسئلہ کو بشیر حافی سے دریافت کر لو پھر پوچھا کہ زہد کسے کہتے ہیں فرمایا زاہد کی تین قسمیں ہیں ایک تو حرام کا ترک کرنا اور یہ زہد عام ہے دوسرا زیادتی حلال کی ترک کرنا زہد خاص ہے تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا کو بھلا دیوے اور یہ زہد عارفاں ہے جب امام احمد بن حنبلؒ وفات کے قریب پہنچے تو لوگوں نے انہیں زخموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ذکر کیا تو آپ نے بھی اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ ابھی مکمل آرام نہیں ہوا ہے پھر آپ کے فرزند نے پوچھا کہ آپ اس وقت کیا فرماتے ہیں کہا میرے سامنے شیطان کھڑا ہے اور وہ ہاتھ مل مل کر نہایت افسوس سے کہتا ہے کہ اے احمد تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے بچا لے گیا تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ ابھی نہیں ابھی تو چند تنفس باقی ہیں اے فرزند ابھی قریب شیطان اور سب ایمان سے بہت نڈر نہیں ہوں کہتے ہیں کہ جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کے جنازے پر ہزارہا پرندے آ کر رونے لگے اور اپنی بے تابیاں دکھانے لگے یہ حالت دیکھ کر چالیس ہزار گبرو ترسا و یہود مسلمان ہوئے اور زناریں توڑ ڈالیں اور پکار پکار کر بولے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ محمد بن حزیمہ نے امام احمد بن حنبلؒ کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یا امام المومنین اللہ تعالیٰ سے کیسا معاملہ رہا تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افضال عمیم و الطاف قدیم سے مجھے بخش دیا اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا اور پھر فرمایا کہ یہ

اسی کا بدلہ ہے جو تو نے میرے کلام کو مخلوق نہ کہا تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے لوگ کم تھے لیکن ان کے ورع اور زہد کے احوال مشہور ہیں اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

تمت بالخیر